شمس الضحیٰ لشرح اظہار الہدیٰ

شمس الضحیٰ

لردِّ اظہار الہدیٰ

یہ کتاب اسم باسمے تصنیفات سے جناب مولانا و مقتدانا جناب مولوی شیخ احمد صاحب دیوبندی اعلی اللہ مقامہ کی ہے جناب مولانا مقدم الوصف نے ابتدائی اصول طریق تحقیق حقیت مذہب حقہ میں ایک کتاب انوار الہدیٰ رقم فرمائی تھی اسپر جہانگیر خانصاحب نے شہرت نام اور مولوی صاحب کہلانیکے لئے اسکے جواب مین اظہار الہدیٰ لکھی حالانکہ مضامین مندرجہ کتاب مذکور کو انوار الہدیٰ کے جواب سے کچھ بھی تعلق نہین چونکہ اسمین درخواست جواب بھی تھی بنا بر علیہ جناب مولانا مسبوق التوصیف کو ردّ اظہار الہدیٰ الموسوم بہ شمس الضحیٰ کے لکھنی پڑی یہ کتاب قابل ملاحظہ ہے پہلی دفعہ آگرہ مین غلط چھپی تھی مصححین مطبع ہذا نے ذرا ظاہری اغلاط کو رفع کرکے صاف کردیا ہے بعض مخدوش الفاظ کی صحت بدون اصل مسودہ کے ابھی جگہہ جنبش سے نہ سکی انشاء اللہ تعالے بشرط زندگی آیندہ طبع مین وہ بھی اصل مسودہ سے جسکے بہم پہنچانیکی تدبیر کی گئی ہے رفع کردیجائے گی

بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسین طبع شد

تعداد طبع (۵۰۰) قیمت مجلد ...

من کنت مولاہ فعلی مولاہ
شمس الضحی
اظہار الہدی
در مطبع یوسفی دہلی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحق یعلوا ولا یعلے

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد سید المرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین
الی یوم الدین اما بعد بندہ درگاہ رب صمد شیخ احمد ابن مولانا مولوی وجیہ الدین صاحب مرحوم
مغفور طالبان حق کی خدمت مین گزارش کرتا ہے کہ بعد شائع ہونے رسالہ انوار الہدے کے ایک
اشتہار میری نظر سے گزرا کہ مطبع گلشن علم آگرہ مین کتاب اظہار الہدے بجواب انوار الہدے مولفہ عاصی
کے طبع ہوتی ہے مین بہت خوش ہوا تھا کہ طالبان حق کے لئے عمدہ ذریعہ حق وباطل کے تمیز کرنے کا
بہم پہنچیگا اور اُسی روز سے مین اسکے مطالعہ کی آرزو مین تھا اور میری بعض احباب مخالف بھی مجھے یاد دلاتے
رہتے تھے کہ آپ کی کتاب کا جواب چھپتا ہے اور طرز یاد دہانی بھی ایسا تھا کہ گویا وہ جواب انکے ہی
مساعی جمیلہ سے تالیف ہوا ہی لیکن رسالہ اظہار الہدے طبع ہوکر شائع ہوا اور بعض لوگون نے اسکا
مطالعہ کیا تو شاید اس نظر سے کہ اکثر لوگون کے ناپسند ہوا تھا اسکا ذکر ہی کرنا مجھسے چھوڑ دیا اور در پے
اس امر کے ہوئے کہ یہ کتاب نادیدہ رہے لیکن ایک روز بتاریخ ۳۱ جنوری ۱۸۹۱ء اتفاقاً ان صاحب سے
ذکر جواب انوار الہدے کا آیا تو فرمایا بیشک میرے پاس ایک نسخہ رسالہ اظہار الہدے کا آیا ہے مین آپ کو نہ
دکھلاؤنگا بلکہ اہلسنت وجماعت صاحبون کو بھی اسکے دیکھنے اور خریدنے سے منع کرونگا کہ درحقیقت وہ انوار الہدے
کا معقول جواب نہین ہے اور الٹا باعث تضحیک ہے مین اہلسنت وجماعت صاحبون کو بھی اسکے دیکھنا اور

خریدنے سے منع کرونگا اور یہ بھی ارشاد کیا کہ مین نے مصنف اظہار الہدے کو ایک بہت طول و طویل خط
اسی بارہ مین لکھا ہے کہ اگر تم کو جواب لکھنا نہ آتا تھا تو کیون ناحق اہلسنت کو بدنام کیا غرض کہ اس
کتاب کے دیکھنے کے لئے مین نے بہت کچھ اصرار کیا لیکن میرے اس دوست مخالف نے بوجہ مخالفت مذہب
ہرگز گوارا نہ کیا کہ مین اس کتاب کو دیکھ بھی سکون حالانکہ بروئے قاعدہ مؤلف کو ایک جلد میرے پاس بھیجنی
واجب تھی اور اسقدر مدت اظہار الہدیٰ کی جو مشارٌ الیہ نے مجھ سے کی اسکی یہ وجہ تھی کہ طبع ہونے سے
پیشتر وہ میرے ذہن مین اپنی تقریر سے یہ بات جمائے ہوئے تھے کہ اگر یہ رسالہ سارا انکی تصنیف نہین ہے
تو شرکت انکی ضرور ہے اور چونکہ اکثر لوگون نے اس رسالہ کو ناپسند کیا تو اس خیال سے کہ مبادا لوگ مجھے قبیحہ کہین تو
پہلے ہی سے اپنے تعلق اور لگاؤ کو دور کر دینا چاہے لیکن دیکھنے والے سمجھ گئے اور تاڑنے والے تاڑ گئے کہ آپ
کی افتاد طبع کا نتیجہ اس رسالہ مین کہان ہے اور کلام غیر کہان ہے کیونکہ انسان کا انداز گفتگو کب
چھپتا ہے جو ہمیشہ ہمدم پاس بیٹھنے والے کلام کرنے والے کسطرح شناخت کرسکتے ہین بقول شاعر
بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ۔ من انداز قدت را مے شناسم ٭ القصہ آج یہ کتاب اظہار الہدیٰ
بڑی بخت سے بازار مین بکتی ہوئی ایک مہربان کی معرفت مجھے بھی ملی مین نے جو اسکو مطالعہ کیا تو سخت
حیران ہوا کہ اہل مطبع نے بھی اشتہارات مین لکھا تھا کہ یہ جواب انوار الہدیٰ یہ رسالہ طبع ہوتا ہے اور مؤلف نے
بھی رسالہ مذکور مین یہی لکھا ہے کہ انوار الہدیٰ کی ایک دلیل بلکہ ایک جملہ یا کلمہ کا بھی جواب نہین دیا بلکہ
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض آیات قرآنی کسی مترجم قرآن سے ایسی نقل کرلی گئی ہین کہ جن مین کسی تقریب سے
ذکر مہاجرین و انصار کا آیا ہے اور بعد اسکے کتب مناظرہ سے شیعون کے مطاعن نکالکر ایک رسالہ کی صورت
بنا کر شروع کر دیا اور اخیر مین چند اوراق لگائے ہین کہ جن مین انوار الہدے کے ۲۳ مضامین متفرقہ پر اعتراضات
کئے ہین یہ امر دو وجہ سے خالی نہین یا تو مؤلف صاحب علم مناظرہ سے واقف نہین اور انکو جواب لکھنا
نہین آیا یا درحقیقت دلائل مندرجہ انوار الہدے انکے نزدیک لاجواب ہین اور قصداً انکے تمام دلائل اور مضامین
کو تسلیم کرکے جواب سے درگذر فرمائی ہے لیکن جہان تک مین نے اس رسالہ کو دیکھا مؤلف نے فقط صحابہ کے
فضائل اور شیعون کی ہجو پر اکتفا فرمائی اور فضائل بھی ماشاء اللہ وہ درج فرمائے کہ جنکو بارہا علمائے شیعہ و

کر چکے ہین بلکہ خود کتاب انوار الہدے مین بہت سی وسیع تردید انکی ہوئی ہے مگر مولف نے بجائے اسکے
کہ ان فضائل کی تردید بسند رجہ انوار الہدے کا جواب لکھتے فقط اُن آیات کو کسی اردو ترجمہ قرآن سے نقل
کر دیا ہان اگر خانصاحب اگانہ کوئی کتاب تصنیف فرماتے تو آیات اور دلائل کے درج کرنے کا مضائقہ نہ
تھا اور جبکہ ایک کتاب کا جواب لکھتے ہین تو جبتک کہ اُسکے اعتراضات کو رفع نہ کر دین اس سند یا دلیل کو
لکھ نہین سکتے جسکی نسبت اعتراض ہو چکے ہین مگر معلوم ہوا کہ خانصاحب فنِ تصنیف وتالیف سے آگاہ
نہین ہین اور فہم بھی کسی قدر ناقص ہے رائے اکثر کجی پر جاتی ہے ذہن کے بھی غبی معلوم ہوتے ہین بعض
موقع پر ایسی سیدھی سمجھا ون دیکھنے مین آئین کہ جنسے معلوم ہوا کہ آپ روحیلہ اور روح اللہ کو ہم معنی
ہی سمجھتے ہین فنِ مناظرہ بہت مشکل ہے جس شخص کے مزاج مین تعصب ہو وہ مناظرہ نہین کر سکتا
مناظرہ امرِ حق کے ظاہر کرنے مین بحث کرنے کو کہتے ہین اور جبتک کہ فریقین سخن پروری اور تعصب سے
قطعاً بری ہو کر اپنی نیت مین فقط انکشافِ امرِ حق کو مرکوز نہ رکھین مناظر نہین کہلا سکتے ہمارے خانصاحب
تو ابتدا تالیف سے تعصب اگلنا شروع کر دیا اور شروع خطبہ سے ہی درپے ابطال مشکل کشائی علی مرتضیٰ کے
ہو گئے اگرچہ اہلسنت وجماعت کو ایسے مباحثہ کے وقت جو خلاف داب مناظرہ ہین بہت کچھ سب وشتم
سننا پڑتا ہے مگر ہمارے مخاطب صاحب نے تو سنن بلکہ اسلام کو بالائے طاق رکھ کر وہ کلمات ناز یبا حضرات
اہلبیت کی شان مین لکھے کہ مخاطب صاحب کے مقابلہ پر گویا تمام سنی بھی شیعہ ہو گئے اور رسالہ مخاطب
مین پورا پورا لطف مباحثہ رافضی اور خارجی کا آگیا ✤

اگرچہ مین نے رسالہ انوار الہدے مین بھی لحاظ اس امر کا رکھا تھا کہ ضرورت سے زیادہ ذکر صحابہ مین کچھ نہ لکھا
جاوے مگر مولف اظہار الہدے نے جناب سرور کائنات کی عترت واہلبیت واولاد کی نسبت وہ کلمات
ناز یبا لکھے کہ خدا کی پناہ اور پھر شیعون کی توہین مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا بلکہ مجھ بیگناہ کی نسبت
ایسے سخت الفاظ استعمال کئے کہ اگر کوئی شخص بجائے میرے ہوتا تو وہ ان الفاظ سے مشتعل ہو کر کھلم کھلا
جواب مین گالیان لکھتا اور اگر کبھی ملاقات نصیب ہوتی تو لپا ڈگی کی نوبت پہنچتی اور طرفہ یہ ہے کہ
خاتمہ اظہار الہدے پر آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جواب الجواب مین تہذیب کا خیال رہے خود آپ نے

بھگوڑون کومات کر دیا اگرچہ ہم بھی خانصاحب کو پشتو بہ پشتو جواب دے سکتے ہین مگر اس خیال سے
کہ ایسی لایعنی گفتگو علم ادب کے خلاف ہے اور بہ تہذیب کلام کرنا جاہلون کا شعار ہے اس سے گریز کیا۔
مولف صاحب نے انوار الہدے کے جواب مین اپنے رسالہ کا نام اظہار الہدے رکھا ہے اور
تردید مین اظہار الہدے کی ہے اور چونکہ اظہار الہدے بوجہ اپنی اندرونی ظلمت کے محتاج اس امر کا تھا
روز روشن مین اسکے عیوب اہل نظر کی روبرو کیے جاوین اسلیے رسالۂ ہذا کا نام ہم نے **شمس الضحیٰ**
لاظہار الہدیٰ رکھا خداوند اپنے حبیب پاک کے طفیل سے اہل انصاف اور طالبان حق کو اس سے مستفید کرے
ہم نے اظہار الہدے کا جواب مولوی جہانگیرخان اس کے مولف کیطرح برائے نام ہی نہین لکھا ہے
بلکہ بلفظہ اسکی کامل تردید کی ہے اظہار الہدے کی عبارت کے شروع مین لفظ **قال** یا **قال المولوی**
جہانگیرخان یا **قولہ** ثبت کیا ہے اور جس موقع پر تردید اور جواب اسکا شروع کیا گیا وہان لفظ **اقول**
یا **اقول وبہ نستعین** لکھا گیا ہے ناظرین اس ذریعہ سے عبارت اظہار الہدے اور عبارت
عاصی مندرجہ شمس الضحیٰ کو شناخت کرسکین گے +

قال المولوی جہانگیرخان شکوہ آبادی - او غیرہ تورتیہ - واضح ہو کہ حضرات شیعہ صرف فضائل اصحاب
باصفاہی کا انکار نہین کرتے بلکہ تمام کتاب اللہ مین بھی نقصان کا اقرار کرتے ہین **اقول** یہ تو صرف
مخاطب کے سمجھنے کا قصور ہے شیعہ ہرگز فضائل اصحاب باصفا کے منکر نہین بلکہ اُنکے نہایت درجہ کے فضائل
اور مناقب بیان کرتے ہین ہان نیک و بد کی البتہ تمیز کرتے ہین اصحاب رسولخدا صلعم مین جو لوگ منافق
ہین ان اصحاب پر دغا کے خدع اور فریب اور نفاق اور شقاق ظاہر کرکے جتلاتے ہین کہ جو فضائل و مناقب
اصحاب الجنۃ کے ہین انکو اصحاب الجحیم سے منسوب مت کرو شناخت مومنین صحابہ کی ہمارے ہاتھ مین موجود ہے
خود رسولخدا فرما چکے ہین کہ محب علی مومن ہے اور مبغض علی منافق ہے اور اکثر صحابہ سے مروی ہے کہ
ہم عہد رسولخدا صلعم مین مومن اور منافق کو حب و بغض سے شناخت کیا کرتے تھے پس جن صحابہ کی
نسبت بغض و عداوت و ایذا دہی اہلبیت پیغمبر ہو اُسکو اصحاب الجحیم سمجھ لو اور جو انکے مطیع اور فرمانبردار
اور محب ہین اصحاب باصفا ہین انکے فضائل اور مناقب کا منکر یعنی خدا اور رسول کے منکر کی برابر ہے

کمال کتاب اللہ کے نقصان ہونے کے عقیدہ مین اہل التشیع ہی منفرد ہنین مولوی صاحب نے آپ اپنے گریبان مین منھ ڈال کر نہین دیکھا مشکواۃ شریف اگر کہین سے ملجاوے تو دیکھئے اور اس مین ملاحظہ فرمائیے ورنہ کسی عالم اہلسنت وجماعت سے دریافت کریجیے کہ مشکواۃ شریف مین کسقدر روایات موجود ہین کہ جنسے نقصان اور کمی سور قرآنی ظاہر ہورہی ہے۔

دیکھیے فن مناظرہ سے ناواقف ہونے کی یہ غرابیان ہین کہ مولف اظہار الہدے نے دعوی تو کمی سور قرآنی کا کیا اور اسپر تعریضاً آپ یہ فرماتے ہین کہ حضرت علیؑ نے باوصف باب علوم ہونے کے تحریف کلام الہی کو کیون درست نہ کیا۔ کوئی ان حضرت سے پوچھے کہ تحریف کا کیا ذکر تھا اور کون شخص تحریف قرآنی کا قائل ہے جو یہ اعتراض کیا گیا میری رائے مین مولوی صاحب تحریف کے معنی سے خبردار نہین شاید سنے سنائے یہ لفظ کمی کے معنی مین لکھدیا ہے کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ آگے اظہار الہدیٰ مین خود مولوی صاحب مرتکب تحریف اور الحاق کے ہوئے ہین اگر تحریف اور اُسکے گناہ سے واقف ہوتے تو شاید ایسی مبادرت نہ کرتے اور اگر تحریف کو جان بوجھ کر آپ نے ارتکاب تحریف قرآنی کیا ہے تو آپ عجب مسلمان ہین اور دیکھئے طرفہ یہ ہے کہ اسی رسالہ مین مولوی صاحب معتبر علمائے اہل تشیع کے اقوال سے یہ امر ثابت فرما چکے ہین کہ قرآن موجودہ اصلی قرآن ہے اور اُسکے تواتر اور صحت مین کچھ شک نہین بجز اسکے کہ کچھ کمی ہے پھر معلوم نہین ہوتا کہ یہ اعتراض کہ حضرت علیؑ نے تحریف کو کیون درست نہ کیا کس لئے اور کسوجہ سے مولف اظہار الہدے نے قائم کیا یہ بات علم ومتانت سے بعید ہے اور پھر اسپر آپ نے صبر نہ کرکے نہایت غیر موزون اور بے محل مصرع الحقاء جیہ لا ودستہ را کرد کہ کف چراغ دارد نوشتہ۔

قال ایضاً لہذا موقع مناسب معلوم ہوتا ہے کہ واسطے افادہ خاص وعام کے ایک مختصر تالیف مرتب کیجاوے کہ واقف اس اختصار درمنثار کو قدرت مقابلہ مذہب و متعصب سے حاصل ہو جاوے الخ

اقول۔ خانصاحب اس درمنثار سے پیشتر نہایت بہتر یہ ہوتا کہ آپ کشتی اور ریزم اور گدکہ پھری مین کوئی تصنیف فرماتے ورنہ ابتداء ایسے تعصب کا نتیجہ تو یہ ہے کہ آپ اپنی ذریات کو بدنام کرائین حالانکہ خود مولف صاحب داب مناظرہ سے واقف نہین دلیل آپکی ہمیشہ دعوی کے

خلاف ہوتی ہے سوہ دوسرون کو مناظرہ کیا سکھاوین گے اور بھی عجب یہ ہے کہ عوام کالانعام کو
آپ متقابلہ آرائی سکھلاتے تو مضائقہ نہین لیکن خواص کو آپ نے کسطرح اپنے تلمذ مین داخل
کیا۔ کیا علمائے اہل سنت بھی آپکے ہدایت نامہ سے تعصب اعنانی حاصل کرینگے۔

اما قوله۔ چونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ باطن اس قبہ کا ہر حال مین خالی از فساد نہین تاہم بعض اہلسنت وا لجماعت
کو شریک مجالس و محافل ناروا و ناسزا کہ شرعاً و عرفاً ممنوع ہے اور نا مشروع ہے ہوتے ہین اور تعزیہ بنانے
اور مرثیہ سننے پر مرتے ہین حالانکہ ہر کہ و مہ بخوبی جانتا ہے کہ نجات شیعیان پاک کی تو تبرے ہی پر موقوف
ہے پس حتی الامکان اہل سنت وجماعت کو واجب بلکہ فریضہ تر ہے کہ جلسہ ناجائز سے اجتناب قبول
کرین۔ **اقول**۔ یہ امر ظاہر ہے کہ جنکو خاندان رسالت سے کچھ بھی الفت کا لگاؤ ہے وہ تو سفیانیون
کی دباغت سے رک نہین سکتے جس مجلس پاک مین کہ فریضہ مومنین ہے مصائب یا فضائل اہلبیت علیہم
بیان ہوتے ہونگے برابر حاضر ہونگے ہان سفیانیون اور مروانیون نے پہلے بھی بہت کچھ روک
ٹوک کی ہے اور اب بھی جو کوئی باعتبار مذہب یا باعتبار نسب انکی ذریت مین داخل ہے مجالس عزائے
سید الشہدا سے نہایت درجہ ناراض ہوتا ہے لیکن شیعون کی اس مین کوئی خطا نہین کسی کے گھر بلانے
نہین جاتے جسکو ابو سفیان کے صاحبزادے کا لحاظ بہ نسبت محمدؐ کے صاحبزادے کے زیادہ ہے
وہ خود ہی مثل مخاطب صاحب کے مجتنب ہوتا ہے بعضے بلحاظ مسلمانی کہ آخر انکے باپ دادا کا کلمہ پڑھتے
ہین حاضر مجلس ہوتے ہین اور اکثر تبرک کے لالچ سے شامل ہوتے ہین لیکن شیعہ نہ کسی کو بلانے
جاتے ہین اور نہ کسی آئے ہوئے کو اٹھاتے ہین اگر مخاطب صاحب کو ایسا ہی تعصب ہے تو امام باڑہ
کے دروازے پر کھڑے ہو جایا کرین اور کسی سنی کو اندر نہ جانے دین اس مین شیعون کو بھی فائدہ ہے
بلکہ دینی اور دنیوی دونو فائدے ہین مگر مولوی صاحب ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ آپ جیسے علما تو
یہ بات سمجھتے ہین کہ جو دشمنان اہلبیت علیہم ہین وہ آپ کے نزدیک اکابر دین ہین مگر جہلا اس بات سے
بالکل واقف نہین اگر ان کو بھی یہ علم ہو جاوے کہ دشمنان اہلبیت بموجب عقائد اکابر دین ہین
تو وہ بیچارے خود ہی مجالس سے کنارہ کش ہو جاوین اور یہ طعن آپ نے شیعون پر بیجا کیا کہ انکی

نجات ہی تبرے پر موقوف ہے مین کہتا ہون کہ کوئی متنفس بھی خواہ شیعہ ہو یا سنی بغیر تبرا نجات نہین پاسکتا۔ تبرے کے معنی بیزاری کے ہین جو مسلمان حضرات اہلبیت کے دشمنون اور قاتلون سے بیزار نہین ہے وہ قطعی مسلمانی سے خارج ہو جاتا ہے۔

خیر اب نجات کا درجہ تو دوسرا ہے آپ ہی خود ذرا غور کرکے دل مین سمجھئین کہ اگر دشمنان و قاتلان اہل بیت پیغمبر کی محبت آپکے دل مین ہو اور اُنکے اس فعل سے آپ رضامند ہون تو آپ مسلمان نہین رہ سکتے ہان اگر آپ ان سے بیزار اور انکے افعال سے ناراض ہین تو بیشک مسلمان ہین اور اسی کا نام تبرا ہے آپ نے تبرے کا نام ہی نام سنا ہے اسکے معنی سے خبردار نہین ہو جس وقت اسکے معنی معلوم ہوئے اور کچھ ذرہ برابر بھی دل مین ایمان ہے تو بالضرور آپ کو بھی تبرائی سمجھنے لگو گے دیکھیے یہ آپ کی ناواقفیت کا سبب ہے کہ آپ نے لکھ دیا یہ لکھا کہ آٹھوین محرم کو حلوے پر تبرا ہوتا ہے تبرا کوئی دعا یا اسم یا جادو یا ٹونا نہین ہے کہ کوئی حلوے پر پھونکے اور شیعون کو اسکی ضرورت نہین ہے کہ کسیکو دھوکہ سے وہ حلوا کھلاوین بلکہ اس لحاظ سے کہ وہ پاک نیاز کسی ناپاک منھ اور غیر مستحق کے پیٹ مین نہ جائے شیعہ لوگ بہ آواز بلند پکار دیتے ہین کہ مخالف یہان سے چلا جائے مگر چونکہ حلوے کی حلاوت سے اکثرون کے منھ مین پانی بھر آتا ہے وہ اقرار رسائی کرکے کھا جاتے ہین۔ مجھے بڑا تعجب اس بات کا ہے کہ آپنے شیعون کی مجالس مین شریک ہونے کو تو معصیت خیال کیا اور پیغمبر خدا صلعم کی مخالفت اور انکے اہلبیت سے دشمنی کرنا اور انکے حقوق غصب کرنا اور اُنپہ فوج کشی کرکے ان سے لڑنا اور انکو زہر دے کر ہلاک کرنا اور تشنہ و گرسنہ ذبح کرنا ثواب عظیم قرار دیا اور پھر بھی ادعائے مسلمانی قائم ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس بیان کے خاتمہ پر عجب بے محل فقرہ آپنے بیان کیا کہ جو شخص مخالف عترت رسول ہو انکی مجالس وغیرہ سے مخالفت تامہ رکھتا ہو تو اولاد رسول مین سمجھا جاتا ہے بمقتضائے اس قول کے من سلک علی طریقی فھو الی یعنی جو میرے رستے پر چلا وہ میری اولاد ہے اب تو معلوم ہوا کہ تمام جولاہے اور حجام تیلی اور قصاب سب آل رسول ہو جائینگے۔ اب مخاطب صاحب کو یہ خبر نہین ہے کہ جس کو آپ سنت نبوی سمجھ رہے ہین وہ سب

بدعات مخترعہ اصحاب ثلثہ مین جناب رسولخدا کا مسلک وہی ہے جو انکے اہلبیت کا طریق تھا اسکے یہ
یہ معنی نہین ہین کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ نعوذ باللہ آلِ رسول سے علیحدہ ہو گئے اور مولوی جہانگیرخان
نسل رسول صلعم مین داخل ہوئے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً اگر اہل سنت رسول صلعم کے طریقہ کو چھوڑکر سنی ہوجاوے تو اسکی
نسبت کہا جائیگا کہ وہ آل رسول نہین ہے بلکہ آل رسول وہ ہی ہین جو ان کے طریق پر بھی چلتے ہین
دوسرے نسب کے لوگ انکے طریق پر چلنے سے بھی سید نہین ہو سکتے ہین۔

زبدۃ العارفین شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیا مین بذکر امام جعفر صادق علیہ السلام کامل تردید اس
عقیدہ فاسد کی کی ہے اس کو ملاحظہ فرمائیے۔

قال۔ مجملاً ذکر اصحاب رسالتمآب صلعم کا۔ **اقول**۔ ناظرین اہل بصیرت غور فرماوین کہ یہ رسالہ بنام
ردجواب انوار الہدیٰ شائع کیا گیا ہے اس مین شروع سے لیکر اخیر تک خلافت و امامت کی بحث ہی
مگر مولف صاحب نے معاملہ خلافت مین اس لئے قطعی سکوت کیا کہ وہ اپنے نزدیک خلافت شیخین
کا جواز ثابت نہین کر سکتے اور جن دلائل سے انوار الہدیٰ مین خلافت اصحاب ثلثہ ناحق و ناجائز کی
گئی ہے انکی تردید محال ہے اور فن مناظرہ کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ جو اعتراض یا استدلال پر جواب مین سکوت
ہو وہ قطعی مسلمہ اس فریق کا ہوجاتا ہے اسلئے بموجب قاعدہ مقررہ یہ امر مسلمہ مولوی جہانگیرخان کا ہے
کہ خلافت بغیر حکم خدا و رسول قائم نہین ہو سکتی اور جو آٹھ صفات خلیفہ مین ہونے چاہئین وہ سب حضرت
علیؑ مین مجتمع ہین اور خلفائے ثلثہ مین ایک بھی صفت ثابت نہین ہوئی اور احکام اور نصوص اور استخلاف
مرتضوی جن کی نسبت مولف اظہار الہدیٰ نے لب کشائی نہین کی بمقابلہ تمام اہل سنت و جماعت
مسلمہ ہو چکے ہین اب اگر ان پر کوئی حجت کرے تو مولوی جہانگیرخان کو زمرہ اہل سنت ہی خارج کرے۔

قال المولوی جہانگیرخان۔ ہم بالیقین کہہ سکتے ہین کہ خلفائے راشدین اور اصحاب انصار و مہاجرین
کی جانب کفر و نفاق کو منسوب کرنا مطابق شریعت رب مطلق صریح کفر ہے۔ **اقول**۔ کہنے مین اور
کہہ سکنے مین زمین آسمان کا فرق ہے آپ کا کہہ سکنا تزلزل عقیدت کو ثابت کرتا ہے۔ دیکھئے ہم

بالیقین کہتے ہین کہ خلفاء راشدین اور اصحاب صدق و یقین خواہ انصار ہون یا مہاجرین ایسے درجہ کے لوگ ہین کہ بعض سے تو حسن عقیدت رکھنے مین بھی دین کا فرض ہو جاتا ہے اور انکی شان مین ذرا سی گستاخی کرنے مین ایمان جاتا رہتا ہے اور بعضے ایسے ہین کہ انکی شان مین گستاخی کرنے سے آدمی گنہگار ہوتا ہی فاسق کہلاتا ہے اور جو انکے علیحدہ النسان صورت ابلیس سیرت ہین ان پر اگر کفر ثابت ہو تو ان کو کافر کہنا اور اگر نفاق ثابت ہو تو انکو منافق کہنا واجب ہے اور انکی نسبت حسن عقیدت رکھنے والا خود منافق ہو جاتا ہے بلکہ سکوت کرنے والا بھی معصیت سے بری نہین ہو سکتا۔

یہ مؤلف صاحب کے سمجھنے کی غلطی ہے کہ جملہ مہاجرین وانصار مصداق آیات قرآنی ہین یعنی آیات مناقب و فضائل علی العموم سب مہاجرین وانصار کے حق مین نازل ہوئی ہین بلکہ جو بد دغا ہین انکی مذمت مین آیات قرآنی نازل ہین اور جو اصحاب باصفا ہین انکی منقبت مین نازل ہوئی ہین سب یکسان نہین ہین *

استدلال مؤلف بہ آیات قرآنی دربارۂ فضائل اصحاب ثلثہ *

قال المولوی جہانگیر خان - اول آیت سورۂ آل عمران پارہ چہارم کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ ترجمہ - تم ہو بہتر سب امتون سے جو پیدا ہوئے واسطے آدمیون کے حکم کرتے ہو اچھی بات پر اور روکتے ہو برے کام سے اور ایمان لائے ہو اللہ پر صرف یہ ایک ہی آیت شریف فضائل اصحاب عالی صفات کے واسطے کافی و وافی ہے **اقول و بہ نستعین** مؤلف صاحب نے اس آیت کو علی العموم صحابہ کی شان مین سمجھ لیا ہے اور تعریف صحابی بزعم اہل سنت یہ ہے اما الصحابی فکل مسلم من رای رسول اللہ صلعم ولو لحظۃ ترجمہ یعنی صحابی وہ ہر مسلمان ہے کہ جسنے رسول اللہ صلعم کو ایک لحظہ بھی دیکھ لیا ہے اگرچہ تخصیص نیک و بد کی نہین تو یزید اور مروان اور حکم اور ابوسفیان اور ابن ابی وغیرہ تمام منافقین مصداق اس آیت کے ٹھہرتے ہین اور خود اس آیت شریف مین علامات اور صفات امت خیر کی یہ درج ہین کہ خدا پر ایمان رکھتے ہون اور امر معروف اور نہی منکر کرتی ہون اور امر معروف کی تشریح مؤلف صاحب نے خود ہی ترجمہ مین یہ کی ہے یعنی ایمان اور اطاعت

خدا و رسول اور یہی منکر کی توضیح مین لکھا ہے کفر اور شرک اور تمام ناقص فعل جس سے عام طور پر مراد مخالفت حکم خدا و رسول ہو سکتی ہے۔

پس ظاہر ہے کہ یہ صفات جملہ صحابہ مین نہ تھین اس لئے قول مخاطب صاحب بلغو تفسیر الیس جبکہ یہ امر مسلمہ کہ اس آیت کے مصداق جملہ صحابہ نہین ہین تو اب تشخیص اس امر کی واجب ہوئی کہ اس آیت کے مصداق کون ہین اور چونکہ مولف اظہار الہدے نے صحابہ مین سے کسیکو واسطے مصداق اس آیت کے منصوص نہین کیا اسلئے استدلال ان کا اس آیت پر فضول و عبث رہا ہم کہتے ہین کہ یہ آیت شان مین اہل بیت پیغمبر کی صادق آتی ہے اور ایسے صحابہ اسکے مصداق نہین ہو سکتے ہین کہ جنہوں نے مدینہ خالفت رسول اللہ صلعم کی یا جنہوں نے رسول خدا کو میدان جنگ مین تنہا چھوڑ کر طرح دے گئے یا بیعت الرضوان کو توڑ دیا یا صلح حدیبیہ مین رسول خدا پر معترض ہوئے یا حدیث اور عہد تمسک ثقلین سے انحرافی اختیار کی یا عقبہ پر سواری رسول خدا پر حملہ آور ہوئے یا حکم تجہیز جیش اسامہ سے مخالفت کی یا مانع وصیت ہوئے یا خلاف حکم رسول اللہ خود خلیفہ بن گئے اور حق اہلبیت نبوی غصب کیا یا مالک بن نویرہ جیسے صحابی مومن کا خون بے وجہ کرایا یا مجنونہ کو قصاص کا اور حاملہ کو رجم کا حکم دیا طرید رسول کو بلا کر اپنا مشیر کیا تغلب سے بمخالفت حکم خدا و رسول زکوٰۃ لے لی۔ انصاف بہت بڑی جنس ہے اگر مولف اظہار الہدے تعصب کو دور کر کے بچشم انصاف دیکھتے تو انکو معلوم ہو جاتا کہ اس آیت کے مصداق کون ہین۔ اور علی العموم صحابہ کی کیا کیفیت ہے۔ علامہ تفتازانی کتاب شرح مقاصد مین یہ عبارت لکھتے ہین۔ ان ما وقع بین الصحابة من المشاجرات علی الوجه المسطور فی کتب التواریخ والمذکور علی لسنة الثقات یدل بظاهره علی ان بعضهم قد حاد عن طریق الحق وبلغ حد الظلم والفسق وکان الباعث له الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملک والریاسة والمیل الی اللذات والشهوات اذ لیس کل صحابی معصوما ولا کل من لقی النبی بالخیر موسوما الا ان العلماء لحسن ظنهم باصحاب رسول الله صلعم ذکروا لها محامل وتاویلات بما یلیق وذهبوا الی انهم محفوظون عما یوجب التضلیل والتفسیق الی ان قال واما ما جری بعدهم من الظلم علی اهل بیت النبی فمن الظهور بحیث لا مجال للاخفاء ترجمہ یعنی جو کچھ کہ مشاجرات اور نزاعات صحابہ کے درمیان واقع ہوئے وہ کتب تواریخ مین مسطور اور السنہ ثقات پر مذکور ہین وہ نزاعات اور مشاجرات بظاہر

دالالت اس بات پر کرتے ہین کہ بعضے اصحاب طریق مستقیم سے تجاوز کر گئے اور حد ظلم اور فسق تک پہنچ گئی
اور اس کی وجہ عناد اور حسد اور طلب سلطنت اور ریاست اور مائل ہونا بجانب لذات و شہوات کے
تھی کیونکہ ہر اصحاب تو معصوم نہ تھا اور نہ وہ ہر شخص کہ جو ملاقی ہوا رسول اللہ صلعم سے موسوم بہ خیر تھا لیکن
علماء نے بدین وجہ کہ وہ اصحاب رسول اللہ کیطرف حسن ظن رکھتے تھی یا ان معاملات مین ایسی تاویلات اور
محامل ذکر کی کہ جنسے ان صحابہ کا تضلیل یعنی گمراہی اور فسق و فجور سے محفوظ رہنا پایا جاوے۔
یعنی علماء نے انکے ظلم و ستم و فسق و فجور اور حق سے گزر جانے کو تاویلات و توجیہات سے پوشیدہ کر دیا۔
یہانتک کہ کہا (علامہ مذکور نے) ولیکن جو کچھ کہ اسکے بعد ظلم و ستم اہلبیت نبوی پر گزرا ایسا ظاہر ظہور تھا
کہ اس مین کسی نے مجال اخفا کی نہ پائی۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظالمان اول کے ظلم و ستم کو تو علمائے اہل سنت نے برعایت صحابہ پوشیدہ کر دیا
لیکن پچھلے ظالمون کا ظلم ایسا ظاہر ظہور تھا کہ علماء کو مجال اسکے اخفا کی نہ ہوئی پس جبکہ صحابہ خصوصاً انکی ممدوح
یعنی اصحاب ثلثہ کا یہ حال ہے تو وہ ہرگز مصداق اس آیت کے نہین ہو سکتے۔
اب رہا یہ امر کہ آپ فرماتے ہین کہ آئمہ اہلبیت کی شان مین اسلئے صادق نہین آسکتی کہ اسوقت مین حضرت
علیؑ کے سوائے اور کسیکا نشان بھی نہ تھا اور آیت مین لفظ کنتم بہ صیغہ جمع ہے یہ البتہ تعجب خیز بات ہے کہ
آپ کے نزدیک تو اس لفظ خیر امۃ کے مصداق مین تیرہوین صدی کے پیدا ہوئے اہل سنت کو بھی داخل کرین
اور آپ آئمہ اہلبیت کے لئے عدم پیدائش کا اعتراض کرین کیا احکام قرآنی اشخاص موجودین پر ہی محدود ہین اگر
یہ سچ ہے تو نماز روزہ حج و زکوٰۃ اسوقت کے مسلمانون پر فرض نہین اور دوازدہ امام کا وجود آدم علیہ السلام کی
پیدائش سے پہلے ثابت ہے اکثر احادیث مین رسولخدا صلعم نے نام بنام ذکر دوازدہ امام کا کیا ہے پیغمبران
سابق نے انکی پیشین گوئی کی ہے اسلئے عدم موجودگی آئمہ مطلق قادح مقصود نہین۔
قال دوم آیتہ رکوع ۲۰ سورہ و پارہ ایضاً فالذین هاجروا واخرجوا من دیارهم واوذوا فی سبیلی و
قاتلوا وقتلوا لاکفرن عنهم سیاتهم ولادخلنهم جنت تجری من تحتها الانهر ثوابا من عند الله والله عنده
ترجمہ۔ سب وہ لوگ کہ ہجرت کی ان لوگون نے اور نکلے وہ لوگ اپنے شہرت اور تکلیف دئے گئے بیچ میری

راہ مین اور مقابلہ کیا ان لوگون نے (یعنی کفار سے) او مقتول ہوئے وہ لوگ (یعنی شہید) البتہ دور کرونگا
مین اُن سے برائیان انکی اور البتہ داخل کرون گا مین ان کو بہشت مین کہ جسکے نیچے نہرین جاری
ہین ثواب اللہ کے نزدیک ہے اور اللہ کے نزدیک اسکا عمدہ ثواب ہے۔
اس آیت شریف مین رب جلیل ہجرت کرنے والون کی تعریف و توصیف فرماتا ہے اور انکے قطعی جنتی ہونے
کی خوشخبری سناتا ہے تا قولہ۔ دیکھو خدائے پاک کس محبت و پیار سے مہاجرین کو فرماتا ہے کہ تمہارے اعمالون
سے بڑھکر تم کو ثواب ملے گا۔ **اقول** معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مخاطب صاحب صفدر ترجمہ کا قرآن ہاتھ
مین لیکر دیکھتے جاتے ہین جہان کہین لفظ مہاجرین نظر پڑا فوراً اچھل پڑے اور بے بار دشت مین لکھ لیا۔
اس آیت کے مطلب او مضمون پر غور کرنا مادہ کی بات ہے انہون نے تو صرف لفظ مہاجر پڑھتے ہی سمجھ لیا کہ اصحاب
ثلثہ انکے مصداق ہو جائین گے حالانکہ اصحاب ثلثہ کو اس آیت سے کچھ بھی لگاؤ نہین یہ آیات نبی صلعم کے
رشتہ دارون و اعمام و بنی اعمام مثل حضرت حمزہ و حضرت جعفر و ابو عبیدہ وغیرہ رضی اللہ عنہم کی شان مین ہین
کہ انہون نے ہجرت کی اور گھرون سے نکالے گئے اور راہ خدا مین ایذا پائی اور کافرون سے لڑے ان کو
قتل کیا اور آپ بھی شہید ہو گئے یہ آیات ان لوگون کی شان مین نہین ہین کہ جنمین بالانفراد ایک ایک
صفت منجملہ صفات مندرجہ آیات پائی جاوے بلکہ مصداق ان کے وہ لوگ ہین کہ جنمین بالاجتماع ہر چہار
صفت پائی جاوین یعنی ہجرت و ترک وطن ایذا براہ خدا قتل کرنا کافرون کو خود مقتول ہو جانا اگر واو
عاطفہ کی جگہ کلمہ او ہر صفت کے بعد ہوتا تو بالانفراد مصداق ہو جاتے اور یہ امر مسلمہ فریقین ہے کہ اصحاب
ثلثہ مین چارون صفت مین سے پہلی صفت بھی پوری نہین یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان نے گو
ہجرت کی مگر ترک وطن نہین کیا انکے باپ اور انکے اقرب رشتہ دار مکہ مین رہے اور خدا کی راہ مین ایذا
پانا اور کافرون کو قتل کرنا اصحاب ثلثہ کی نسبت مطلق مروی نہین اور چوتھی صفت یعنی کافرون سے
لڑکر شہید ہو جانا ان سے کسی طرح متعلق نہین ہے اسلیئے مولف اظہار الہدیٰ کا اس آیت پر استدلال
کرنا بجا نا واقفیت اور کم سمجھی کی دلیل ہے ورنہ اسقدر تو وہ کتب تواریخ سے بھی دیکھ سکتے تھے کہ بروقت
نزول آیت اصحاب ثلثہ زندہ موجود تھے اور بعد اسکے کسی جہاد مین مقتول نہین ہوئے۔

قال سیوم آیت رکوع ۹ سورۂ انفال پارہ دہم - لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم
فیہ عذاب عظیم ترجمہ اگر نہ کتاب اللہ سے سبقت کرتے البتہ چھوتا تمکو بیچ اس چیز کے
کہ تمکو بیچ اسکے عذاب بڑا انتہی ترجمہ مولف نے شان نزول مین قصہ فدیہ و رہائی مشرکان قیدیان بدر
کا حسب رائے حضرت ابوبکر درج کیا اور اس رائے پر سخت تہدید عمل مین آئی - اس سے مولف نے تین نتائج
مستخرج کئے اول شیخین کا معرکہ بدر مین شامل ہونا دوم اصحاب ثلثہ کا مہاجرین مین سے ہونا سوم آنحضرت
کا رائے حضرت ابوبکر کو پسند کرنا - بعد اسکے اہل بدر کے لئے وعدہ مغفرت کا ذکر کیا ہی - **اقول و بہ نستعین**
مولوی صاحب کے ترجمہ مین دوسری جگہ بعید نہین کہ سہو کاتب سے لفظ نہی رہ گیا ہو جس سے تمام مطلب
خبط ہو گیا - ہمکو یاد ہے کہ کسی جگہ انوار الہدے مین سہو کاتب سے حرف واو رہگیا تھا تو مولوی صاحب نے ہمیں
الزام قائم کیا اسلئے ضرور ہوا کہ ہم انکو جتلا دین - الغرض مولوی صاحب نے جو اس آیت کو فضائل اصحاب
ثلثہ مین درج فرمایا ہے یہ انکی سادہ لوحی ہے اس آیت سے کسی کی فضیلت ثابت نہین ہوتی بلکہ سخت تہدید
اور مذمت مین ہے مطلب اس آیت کا جس کو مولف نے شاید نہین سمجھا یہ ہے کہ اگر پہلے سے حکم الٰہی اسکا
نہ نازل ہوئے عذاب دنیوی امت محمدی پر (مثل امم سابقہ) ہوتا تو بیشک تم لوگون پر بہت ہی بڑا سخت
عذاب نازل ہوتا - واقعی جن لوگون کی شان مین کوئی منقبت اور فضیلت نہین ہوتی تو معافی قصور
پروانہ ہی انکو سند ہو جاتا ہے اس کی بعینہ یہ مثال ہے کہ مثلاً چند شخصون کو کوئی حاکم حکم دے کہ اپنی
نیک چلنی ثابت کرو توان مین سے چند اشخاص اپنی عمدہ عمدہ کارگزاریون اور نیک چلنیون کے پروانے
اور اسناد پیش کرین اور ایک شخص ایک نقل حکم چوری کے مقدمہ کا پیش کرے کہ دیکھے ہم کو پولیس نے
بالزام سرقہ گرفتار کر کے مجسٹریٹ کی روبرو چالان کیا تھا مگر مقدمہ مین کوئی سقم قانونی ایسا عائد ہو گیا
کہ جس سے ہم فقط دھمکی اور تہدید کے بعد رہا ہو گئے اور ہم نے خوش نصیبی سے قید کی سزا نہین پائی یہ امر
خود مولف صاحب نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کے لئے نازل ہوئی ہے اور طرفہ یہ ہے کہ
مولف صاحب نے عذاب عظیم کو عذاب اخروی سمجھا تھا اور اسی طرح پر کہ اس معاملہ خاص مین حضرت ابوبکر پر
عذاب نہ ہونے سے اس آیت پر استدلال کیا تھا لیکن یہ بات دوسری نکلی اور عذاب اخروی سے رہائی ثابت نہ ہوئی

بلکہ عذاب دنیوی سے رہائی ملی کہ جیسے امم سابقین کوئی عذاب طوفان سے ہلاک ہوا کسی پر گل و گندھک
یعنی کوئی باد صرصر سے ہلاک ہوا کسی کو صاعقہ نے مارا تو اللہ تعالے انکے مخاطبین آیت سے فرماتا ہے کہ اعمال تو
تمہارے ایسے تھے کہ ویسے ہی تم پر سخت عذاب نازل ہوتے جیسے امم سابقہ پر ہوئے تھے لیکن چونکہ مین
پیشتر وعدہ کر چکا ہون کہ امت محمدی پر عذاب دنیاوی نازل نہ کرونگا اسلیئے مولف صاحب کی دانائی
سے ہم کو سخت تعجب ہے کہ اس آیت کو فضائل حضرت ابوبکر مین کیسے تحریر کیا یہ تو بعینہ بھیجہ مار کر مکھیان اڑانا
ٹھیرا اصل یہ ہے کہ تصنیف و تالیف کا بہت بڑا درجہ ہے ہر شخص کا کام نہین ہے خصوصا آجکل کہ جہان دو
چار اردو مسائل کی کتب دیکھین اور ایک عمامہ عربون کا سا سر پر باندھا ڈاڑھی لمبی بڑھائی اور مولوی
بن گئے اور جہان دو چار آدمیون کے مجمع مین بیٹھکر مولود شریف کی توہین کی صوفیون کو برا بھلا کہا
شیعون پر طعن کی او عامل بالحدیث ہوگئے خواہ گلستان کا ایک صفحہ بھی نہ پڑھا جاوے اصحاب
اہل بدر کی جو فضیلت ہے وہ ان اصحاب سے متعلق ہے کہ جنہون نے جہاد فی سبیل اللہ کیا کافرون سے
لڑے انکو قتل کیا آپ زخمی ہوئے یا شہید ہوئے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر جہاد مین شریک نہ تھے محض
لشکر کے ساتھ بھیڑ وغیرہ کے طور پر ہونا داخل فضیلت نہین اس زمانہ کے حال پر ہی قیاس کیجئے کہ
کمسریٹ کے آدمیان بھیجنے والون کو کبھی جنگ کابل کی بہادری کا تمغہ نہین ملا جو افسر یا سپاہی جانبازی
کرتے ہین وہ ہی نیکنامی پاتے ہین۔

محض ہجرت کی کوئی فضیلت نہین۔ جسقدر آیات فضائل ہین ان مین اتنی صفات ہونی چاہئین اول
ایمان کامل ہونا۔ دویم ہجرت کرنا۔ سوئم خدا کی راہ مین کافرون سے لڑنا ان کو قتل کرنا یا آپ مقتول ہونا
پس اگر ایک صفت ہجرت کسی شخص مین ثابت بھی ہو تو بجز این نیست کہ ایک ہجرت کرنے والی عورت
کی برابری کرسکین۔ کیونکہ محض ہجرت کی صفت تو زنان مہاجرات مین بھی موجود ہے نسبت رائے
آزادی قیدیان بدر باقتعدیہ جو کچھ مولف صاحب نے ارشاد فرمایا محض فضول ہے ہان اگر آپ اس تنبیہ
تہدید کو بیان نہ فرماتے تو ناواقف لوگ سمجھ جاتے کہ حضرت ابوبکر کی رائے ایسی معقول تھی کہ خدا و رسول
نے بھی اسکو پسند کیا لیکن جبکہ وہ رائے ایسی نامعقول تھی کہ خدا تعالے کے نزدیک ایسی مکروہ ثابت ہوئی کہ

جس کی پاداش میں دنیاوی سخت عذاب نازل ہوتا تو ظاہر ہے کہ یہ موقعہ فخر کا نہیں نسبت اصحاب اہل بدر جو اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم پر استدلال کیا گیا ہے اول تو آپ کے معتقد جین صحابہ اہل بدر قرار نہیں پاسکتے خلیفہ ثالث تو موجود نہ تھے حضرت ابوبکر ڈیرہ کی رکھوالی میں تھے حضرت عمر باوجود موجودی میدان میں اتیر اسمعہ تک ہے تھے۔ علاوہ ازین اس آیت کا یہ منشا نہیں کہ اہل بدر جو گناہ چاہیں کریں ان سے باز پرس نہوگی اس مین توبہت آیات قرآنی کی مخالفت ہوتی ہے البتہ منشا آیت موصوفہ کا یہ ہے کہ آئندہ کے تمہارے گناہ معاف ہوگئے آئندہ جو چاہے سو کرو یعنی جاہو نیک کام کرو اس کی واجبی جزا پاؤگے اور جو بدکام کرو اس کی بری سزا پاؤگے یہ امر تو کسی طرح ممکن ہی نہین ہے کہ مرتکب کفر و شرک گناہان کبائر کے بھی ہون اور باز پرس نہ کیجاوے۔ ہان یہ امر البتہ خدا تعالےٰ کے اختیار مین تھا کہ بعد ازین ان لوگون کو ایسا نیک اور صالح بلکہ معصوم بنا دے کہ قدرت گناہ کرنے کی نہ پاسکین لیکن یہ ثابت نہین حضرت مسطح برادر خالہ زاد حضرت ابوبکر نے اسکی کیفیت بھی کھولدی وہ بھی جنگ بدر مین موجود تھے اور انہون نے بی بی عائشہ پر جھوٹی تہمت لگائی اور جو بہتان کا آیات قرآنی سے ثابت ہوگیا اور وہ سزایاب بھی ہوئے اگر اہل بدر کا گناہ قابل مواخذہ نہ تھا تو کیا وجہ ہے کہ رسول خدا صلعم نے حد افترا اُن پر لگائی میری رائے مین اگر حضرت مسطح مخاطب صاحب کو اپنا وکیل مقرر کرتے تو آپ ضرور اس آیت کو نظر مین دکھاتے۔ **قال** چہارم آیت وپارہ الیضاً رکوع ۱۰۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا **ترجمہ**۔ وہ لوگ کہ ایمان لائے اور جنہون نے ہجرت کی اور خدا کی راہ مین جہاد کیا اور جن لوگون نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہین انکے واسطے مغفرت اور روزی باکرامت ہے

تفسیر مجمع البیان مین مراد مہاجرین اور انصار ہین اور اس آیت شریف سے بلاشک و شبہ مہاجرین و انصار کا ایمان اور قطعی جنتی ہونا ثابت ہوا کہ خدا تعالےٰ کیسی کیسی بڑائیان اپنے رسول کے عاشقان کی فرماتا ہے

اقول۔ اصل مطلب اس آیت شریفہ کا یہ ہے کہ دو گروہ سچے مومن ہین ایک وہ لوگ جو خدا اور رسول پر ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ مین جہاد کیا دوسرے وہ لوگ جنہون نے جگہ دی اور نصرت

کی یعنی انصار کے۔ دو امر اول اہل مکہ سے ثانی اہل مدینہ اس آیت مین تشیع اسی امر کی ہوتی ہے کہ جو لوگ خدا کی راہ مین جہاد کرنے سے عاری ہین وہ سچے مومن نہین ہین کیونکہ سچے مومن کے لئے تین صفت کا ثابت ہونا ضرور تہا۔ اول ایمان دوم ہجرت سیوم جہاد فی سبیل اللہ پس جس شخص مین یہ تین صفت مجتمع نہین مین مومن نہین ہے اسلئے مخاطب صاحب کا فرض تہا کہ اصحاب ثلثہ مین کہ فقط ہجرت اور اسلام ثابت ہے ایمان اور جہاد ان کا ثابت کرتے اور جبکہ جہاد اور ایمان ثابت نہین کیا اس آیت سے سند لانا بیکار ہے بعضے نادان شام و ایران کے غزوات کو شیخین کی نسبت منسوب کرکے انکا جہاد فی سبیل اللہ ثابت کرتے ہین مگر انکی یہ نقل سادہ لوحی ہے دیگر آیات قرآنی مین قید بانفسہم کی لگی ہوئی ہے اور نسبت اصحاب ثلثہ کے بنفسہم جہاد کرنا ثابت نہین مخاطب صاحب نے جو شیعون کی نسبت یہ مصرع بے محل موزون کیا ہے ع ہے کے راہبر کارے ساختہ نو لاہے کہ شیعہ اس امر مین پابند حکم خدا و رسول کے ہین۔ مخاطب مقتضی ہونا گویا خدا پر اعتراض کرنا ہے شیعہ جبکہ بقول مخاطب مامور ہین تو معذور ہین اور جو لوگ اس امر مین خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہین وہ بندگان شیطان ہین اور انسانیت سے خارج کیونکہ خدا تعالے فرماتا ہے۔ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین۔ پس جبکہ مستحقین لعن پر خدا اور ملائکہ اور سب آدمی لعنت کرتے ہین او ظاہر ہے کہ اہل سنت والجماعت اس سے مجتنب ہین تو بالناس اجمعین مین شیعہ ہے اور شیعون کے سوا جس قدر برائے نام آدمی ہین وہ دائرہ انسانیت سے خارج ہو کر بہائم او وحوش مین داخل ہوگئے کیونکہ خدا تعالے اور ملائکہ اور انسان کی تقلید سے پرہیز کرتے ہین۔

قال پنجم آیت رکوع ۳ سورۂ توبہ پارۂ دہم۔ الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولٰئک ھم الفائزون یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنّٰت لھم فیھا نعیم مقیم خالدین فیھا ابدا ان اللہ عندہ اجر عظیم ترجمہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا خدا کی راہ مین مال اور جان اپنے سے انکے لئے بہت بڑا درجہ ہے اللہ کے پاس اور وہی ہین پہونچنے مراد کو یعنی دونون جہان کی نعمتین اور برکتین حاصل کین اس آیت شریف مین رب الارباب صحابہ و مہاجرین اور مجاہدین کے حق مین پانچ چیزون کی خوشخبری دیتا ہے (۱) بڑا درجہ ہے ان کا (۲) دونو جہان

کی مراد پائی (۳) اللہ کی مہربانی ان پہ ہے (۴) اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہے (۵) یہ لوگ ہمیشہ بہشت
مین رہین گے۔ **اقول** ہمارے مخاطب صاحب کی زبان پر لفظِ تحریف بہت آتا ہے۔ مگر اب ہم ان کو ان کی
تحریف کی طرف توجہ دلاتے ہین اور اول تحریف کے معنی اور اس کی برائی سے آگاہ کرتے ہین۔ واضح ہو کہ
تحریف سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص خلافِ سیاق عبارت اپنی غرض کے مطابق عبارت کے بعض الفاظ کو
بدل کر یا پس و پیش کر کے یا عبارت مذکور کے کسی جزو کو ترک کر کے معنی پیدا کرے یا کسی عبارت کے ایسے
جزو کو پوشیدہ کرے کہ جس سے اصلی معنی و مطالب منکشف ہو سکتا ہے اور اس جزو کو مخفی کر کے خلافِ عبارت
مذکور معنی پیدا کرے تو کہا جاویگا کہ وہ شخص مرتکب تحریف کا ہوا پس اگر معاملاتِ دنیاوی مین ایسا فعل
کیا گیا ہے تو وہ شخص مجرم جرم دغا اور جعلسازی کا ہوا اور اگر کلامِ الٰہی مین ایسی تحریف کا ارتکاب کیا ہے تو وہ کافر
مطلق ہو جاتا ہے اور اسلام سے خارج ہوگا۔ اب ہم کہتے ہین کہ آیاتِ مستدلہ مخاطب شان مین جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام
کی نازل ہوئی ہین اور وجہ نزول آیات ہذا اوپر کی آیت مین مذکور ہے۔ اور ان آیات کو مخاطب صاحب نے
اسی غرض سے اڑا دیا تاکہ ناواقف لوگ اصلیت سے آگاہ نہ ہو سکین اور فقط آیاتِ مستدلہ کو پڑھ کر یہی سمجھین
کہ عام مہاجرین و مجاہدین کی شان مین نازل ہوئی ہین وجہ نزول ان آیات کا بموجب تفسیر ثعلبی و جامع
الاصول ابن اثیر اور درمنثور جلال الدین سیوطی اور فضائل الصحابہ حافظ ابونعیم اور سنن امام نسائی یہ ہے کہ ایک
روز جناب علی مرتضیٰ اور عباس بن عبد المطلب اور طلحہ باہم گفتگو کر رہے تھے عباس اور طلحہ حضرت علیؑ پر
اپنا فخر و مباہات جتلا رہے تھے ایک کہتا تھا کہ مین سقایتِ حاج کرتا ہون یعنی حاجیون کو پانی پلاتا ہون
اسلئے تم سے افضل ہون دوسرا کہتا تھا کہ مجھ کو فخر عمارتِ کعبہ کا ہے اسلئے مین افضل ہون حضرت علیؑ
اپنے سوابق ایمان و اسلام اور ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ پر استدلال کرتے تھے جسپر خدا تعالےٰ کو عباس و طلحہ کا
حضرت علیؑ سے برابری کرنا ناگوار ہوا اور یہ فرمایا کہ کیا سقایت حاج اور عمارت مسجد الحرام مثل اس شخص کی
فضیلت کے ہو سکتے ہین کہ جو ایمان لایا اللہ پر اور یوم آخر پر اور جہاد کیا خدا تعالےٰ کی راہ مین۔ خدا کے
نزدیک وے لوگ ہرگز اس کی برابری نہین کر سکتے اور خداوند تعالےٰ قوم ظالمین کو ہدایت نہین کرتا
یہ جو ایمان لائے ہین اور ہجرت کی اور خدا کی راہ مین جہاد کئے اپنی جان اور مال سے انکے بڑے درجے ہین

خدا کی رہ میں۔ وہ اور یہی ہین کہ جو مراد کو پہنچے ہین بشارت دیتا ہے انکو اُن کا رب اپنی رحمت اور رضامندی اور بہشت کے واسطے انکے ایسی جنت ہین دائمی نعمتین ہین اور اُنمین وہ ہمیشہ رہین گے خدا کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔ کما قال اللہ تعالےٰ۔ اجعلتم سقایة الحاج وعمارة المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوون عند اللہ واللہ لا یھدی القوم الظالمین الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجة عند اللہ واولئک ھم الفائزون یبشرھم ربھم برحمة منہ ورضوان وجنت لھم فیھا نعیم مقیم خالدین فیھا ابدا ان اللہ عندہ اجر عظیم ۰ ترجمہ آیا سقایت حاجیان اور عمارت مسجد الحرام کو مثل اُس شخص کی ٹہرایا جو ایمان لایا خدا تعالےٰ اور یوم آخر پر اور جہاد کیا اسنے خدا کی راہ مین وہ ہرگز خدا تعالےٰ کی روبرو برابر نہین ہین اور خدا انہین ہدایت کرتا گروہ ظالمین کو یہ جو ایمان لائے ہین اور ہجرت کی ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کیا ہے اپنی جان اور مال سے انکے بڑے درجے ہین خدا کی روبرو اور یہی کامیاب ہونیوالے ہین بشارت دیتا ہے انکو اُن کا رب اپنی رحمت اور رضامندی کی اور بہشت کی کہ جسمین انکے لیے نعمتیں دائمی ہین اور وہ ہمیشہ اس مین رہینگے اور یہ تحقیق کہ اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔

مولف اظہار الہدےٰ نے آیت ماسبق کو لفظ ظالمین تک بالکل حذف کردیا تاکہ اصل قصہ نزول آیات منکشف نہو جاوے ہم یہ نہین کہتے کہ مہاجرین مین سے کسی نے جہاد فی سبیل اللہ نہین کیا ہے بلکہ بہت لوگ ایسے گزرے ہین کہ رسولخدا صلعم پر انہون نے اپنی جان قربان کردی ہے لیکن بحث صرف اصحاب ثلثہ کی نسبت ہے مخاطب صاحب نے جو عام مہاجرین مین اصحاب ثلثہ کو شامل کرکے مصداق بعض آیات کا ٹھیرایا ہے یہ صحیح نہین کیونکہ گو اصحاب ثلثہ ہجرت کرنا ثابت ہو لیکن محض ہجرت مین کوئی بزرگی نہین ہے نہ کسی آیت قرآنی مین محض مہاجر کی تعریف ہوئی ہے۔ اسلیے آیات مستدلہ مخاطب کوئی فائدہ ان کو نہین پہنچا سکتین جب تک کہ وہ اصحاب ثلثہ کی تکمیل ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ ثابت نہ کرین ثبوت تکمیل ایمان کے لئے ان اعتراضات کو رفع کرنا پڑے گا جو انکی نسبت مشعر نافرمانی خدا ورسول در بارہ عمل بمسک تقلین و تجہیز جیش اسامہ و مزاحمت وصیت آخری و غصب حقوق ثقلین عائد ہوتے ہین

اور جہاد فی سبیل اللہ مین احد کی فراری خیبر کا گریز حنین کی بھاگ خندق کی تن دزدی کا جواب ایسا معقول دینا چاہیئے کہ قابل اطمینان ہو اور پھر یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ فلان غزوہ مین اصحاب ثلثہ فلان کافر سے لڑے یا فلان کافر کو قتل کیا یا خود زخمی ہوئے اور اگر یہ امور اثبات نہین ہین تو جہاد فی سبیل اللہ کا ثابت ہونا درکنار بلکہ یہ اثبات ہوگا کہ اور لوگون کو بھی اپنی گریز سے بد دل کرکے جہاد فی سبیل اللہ کے مانع اور حارج ہوتے تھے اور جو لوگ معارک جنگ مین تردد کرتے تھے اور بعض وقت دباؤ حلیف سے پس پا ہو گئے تو اسکا مضائقہ نہین وہ فراری جنا ان معیوب نہین لیاں جن حضرات نے کبھی معرکہ جنگ مین مرد آزمائی نہین کی اور پھر بھی فرار ہون تو اس کے یہ معنی ہین کہ اور لوگ بھی ہم کو دیکھ کر فرار ہو جاوین۔ یہ صریح مخالفت خدا و رسول ہے۔

ان اعتراضات کو رفع کرنا حمایت اصحاب ثلثہ اور تائید مذہب تسنن ہے ورنہ شیعون کو گالیان دینے سے نہ حمایت اصحاب ثلثہ ممکن ہے نہ تائید مذہب تسنن متصور ہے۔

قال ششم آیت کوع ۱۲ الضاً اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ وکلمۃ اللہ ھی العلیا واللہ عزیز حکیم ترجمہ جسوقت نکالا اسکو ان لوگون نے دوسرا دوسرے کا اسوقت وہ دونو غار مین تھے جسوقت کہتا ہے واسطے اپنے یار کے نہ غمگین ہو تحقیق اللہ ساتھ ہم دونو کے ہے پس نازل کی اللہ نے تسکین اس پر یعنی حضرت ابوبکر پر اور مدد کی اسکی یعنی رسول اللہ کے ساتھ لشکر کی کہ جسکو تم نے نہین دیکھا اور کیا کلمہ ان کافرون کا پست اور کلمہ اللہ وہی بلند ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے اس آیت شریف سے کمال فضیلت حضرت صدیق اکبر کی پائی گئی الخ۔ **اقول**۔ مولف اظہار الہدیٰ نے ترجمہ مین بھی تحریف کی ہے اور نیز اصل مطلب چھپانے کے لئے ایک جملہ کا جو بیچ آیت کا ہے تھا ظلم سے کاٹ ڈالا اور یہ دو نو فعل مسلمانی سے صدہا کوس دور ہین۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر اور دیگر انکے ہم مشرب صحابہ کی سخت مذمت مین نازل ہوئی ہین مگر اہل سنت وجماعت حسب عادت خود خدا و رسول کے معاملات مین بھی دھینگا مشتی کرکے

ہٹ دھرمی کیا کرتے ہین مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ خدا تعالےٰ اس گروہ صحابہ کی جو جہاد سے جان
چرایا کرتے تھے مخاطب ہوکر فرماتا ہے بطور تہدید یہ کہ اگر تمنے ہمارے رسول کی مدد نہین کی تو کیا ہوا
دیکھو ہم نے اُس کی مدد کی اور اس قصہ کو یاد کرو کہ جب نبی صلعم کو کفار نے نکال دیا حالانکہ فقط ایک آدمی
اُنکے ساتھ تھا مگر اسپر بھی وہ اپنے ساتھی کو اطمینان دلا رہا تھا کہ تو رنج مت کر خدا ہمارے ساتھ ہے یعنی
نبی ہمارا ایسا قوی دل ہے کہ حالت تنہائی مین بھی ویسا ہی قوی دل رہا اور ایک آدمی جو اسکے ساتھ تھا
وہ بھی رونے لگا مگر اسکی دیانت سے مطلق نبی کو تزلزل نہوا بلکہ اس ہمراہی کو تسلی دینے لگا کہ تو مت گریہ کر
خدا ہمارے ساتھ ہے یعنی مقتضائے نصرت دین یہ تھا کہ وہ ہمراہی نبی کی تسلی کرتا کہ اب کسی طرح کا رنج نکرنا
اگر کوئی دشمن آجائیگا تو پہلے ہمارا سر قربان ہوگا اور اپنے جیتے جی آپ پر صدمہ نہ پہنچنے دینگے لیکن ہمراہی
بھی وہ تمہاری مثل نصرت سے گریز کرنے والا تھا مگر ہم نے اپنے نبی پر تسلین حقیقی نازل فرمائی اور اسکی مدد
ایسے لشکرون سے کی کہ جسکو تم نہ دیکھ سکے اور فرعون کا بول نیچا کر دیا اور خدا کا ہی بول بالا رہا
مولف اظہار البدے نے براہ خیانت اول تو تحریفاً آیت کا سر قلم کیا اور یہ جملہ بالکل اڑا دیا الا تنصروہ فقد
نصرہ اللہ یعنی اگر تم نے (خطاب بہ اصحاب ممدوح مولف) ہمارے رسول کی مدد نہین کی تو کیا ہوا اس بہ
تحقیق کہ ہم نے اسکی مدد کی جبکہ نکال دیا تھا اسکو کافرون نے الی آخرہ - فائدہ اس آیت کے سر قلم کرنے مین
یہ نکالا کہ ایک تو عموم صحابہ کی مذمت مخفی رہی دوسرے حضرت ابوبکر کا ذکر بغیر مذمت سمجھا جاوے حالانکہ
اس آیت مین کوئی فضیلت یا منقبت کسی قسم کی نہین ہے مگر جہال اہل سنت لفظِ ثانی اثنین کو پڑھ کر
اور حضرت ابوبکر کی معراج اسکو تصور کرکے وجد مین آجاتے ہین حالانکہ ثانی اثنین کا خطاب بھی حضرت
ابوبکر کی نسبت نہین صاف رسولخدا کی نسبت ہے کہ دو مین کا دوسرا جبکہ وہ غار مین تھے اپنے ساتھی
سے کہتا ہے کہ تو غم مت کر خدا ہمارے ساتھ ہے

پس اگر معیتِ خدا پر کسی کو استدلال ہو تو محض فضول ہے ہان اگر رسولخدا یون فرماتے کہ ہم دو نو کے ساتھ
خدا ہے تو بھی مضائقہ نہ تھا کہ فخر کیا جاتا حالانکہ فخر کی کوئی بات اس مین بھی نہ تھی کیونکہ خدا ہر شخص کے ساتھ ہے
اور ایسا ہمراہی کہ اقرب من حبل الورید یعنی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب تر ہے اور اگر اسوقت کے

ہمراہی مین کوئی خصوصیت تصور کیجائے تو حضرت ابوبکر کے ساتھ معیت خدا ثابت نہین صرف رسولخدا
کی نسبت آیت مین مذکور ہے اور ہمارے ساتھ کہنا محاورے کی بات ہے اکثر لوگ بصیغہ متکلم مع الغیر اپنے
آپ کو بولتے ہین اور رسولخدا صلعم تو اکثر اپنے آپ کو صیغہ متکلم مع الغیر بولتے تھے جیسا کہ محققین علمائے
اہل سنت مقر ہین اس بات کے کہ جناب سرور کائنات معراج مین تنہا تھے کوئی شخص آپکے ہمراہ دنیا سے
نہ گیا تھا اور پھر بجان واحد آپ کا یہ کہنا تسلیم کرتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ پس
ثابت ہے کہ آپ ہمیشہ بصیغہ متکلم مع الغیر بولا کرتے تھے اور عام رواج بھی اس طرح بولنے کا ہے اور اگر بوجہ
ہمراہ ہونے کے معیت خدا مجازاً حضرت ابوبکر کی نسبت بھی خیال کی جاوے تب بھی کوئی فخر نہین مثلاً
زید پہلوان اور عمر تقال ہم سفر ہین اور زید پہلوان آلات حرب سے آراستہ ہے تو عمر بھی مجازاً کہسکتا ہے کہ ہم کو
کیا خوف ہے ہمارے پاس ہتھیار ہین اور زید عمر سے ایسا ہی کہہ سکتا ہے مثلاً راستہ مین چورون یا رہزنو
کا خوف ہے اور زید و عمر ہمسفر ہین چلے ہوئے جاتے ہین عمر نے بمقتضائے خیانت و بزدلی گریہ وزاری
اور آہ و بیقراری شروع کی جیساکہ اکثر تقالون وغیرہ کا دستور ہے اور جبکہ زید نے اسکو نہایت درجہ بیقرار
پایا تو اسکی اسطرح تسلی کردی کہ تو مت ڈر ہمارے پاس ہتھیار ہین تو اس کہہ دینے سے ظاہر ہے کہ زید کی
کمر سے تلوار کھل کر عمر کی کمر سے نہین بندھ جائیگی ہتھیار تو ہتھیار والے کے ہی پاس ہین گے اور ان ہتھیارونکا
کا بھروسا بھی صاحب ہتھیار کو ہی ہوگا کیونکہ اگر ان آلات حرب کا کچھ بھی اثر تقال پر ہوتا تو وہ بھی مثل
دوسرے ہمراہی کے قوی دل ہوتا اور ہرگز نوبت بہ گریہ وزاری نہ پہنچتی بالکل اسی پر حضرت ابوبکر کے حال کو
قیاس کرلینا چاہیئے کہ اگر ان کے ساتھ بھی خدا کی حقیقی معیت ہوتی تو وہ بھی مثل رسولخدا صلعم کے مطمئن
ہوتے اور ہرگز نوبت بہ گریہ وزاری نہ پہنچتی اسلئے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر سے معیت خدا متعلق نہ تھی
تو اب بجز ندامت کے کوئی کسی قسم کی فضیلت ثابت نہین لہذا اس آیت پر استدلال فضیلت کرنا داخل
سادہ لوحی ہے۔ پھر مولف صاحب نے ترجمہ مین کئی جگہ تحریف کی ہے۔ اول مَعَنَا کے معنی دونون کے
ساتھ کے لکھے ہین حالانکہ صحیح معنی ہمارے ساتھ ہین بعد اسکے بہت بڑی تحریف نزول مین یہ کی کہ
علیہ کی ضمیر رسولخدا کی نسبت ہے اور اسکو حضرت ابوبکر کی نسبت لکھ دیا یہ بات بہت بڑی نادانی

گی ہے کہ جب ان تمام آیات مین کسی جگہ حضرت ابوبکر سے خطاب نہین کوئی ضمیر ان کی طرف راجع نہین پھر فقط ایک ضمیر کا انکی طرف راجع ہونا کسطرح تصور کیا جائیگا اور طرفہ یہ کہ علیہ وایدہ پاس پاس ہین علیہ کی ضمیر حضرت ابوبکر کی طرف تصور کیجاوے اور ایدہ کی ضمیر رسولخدا کیطرف حالانکہ دونو ضمیرین ایک ہی شخص کی ہونی چاہئین یعنی پھر بھیجی اسپر تسکین نازل کی اور ایسے لشکرون سے اسکی مدد کی کہ جسکو تم نہین دیکھتے تھے۔ اس ذکر کو دو شخصون کی نسبت کسطرح خیال کرسکتے ہین جبکہ دوسرے کا کہین تذکرہ بھی نہین اور اگر یہ حجت کیجاوے کہ حضرت ابوبکر چونکہ محزون وملول تھے اسلئے انکو تسکین کی حاجت تھی تو کیا بعید ہے کہ تسکین کا اشارہ انکی ہی نسبت ہو لیکن ایسا تصور کرنے مین یہ امر بھی تسلیم کرنا لازم آئیگا کہ جب یہ تسکین نازل ہوئی اسکا بعد ازان مطمئن ومتسلی ہونا بھی یقینی امر ہے کیونکہ جس پر تسکین خدا نازل ہو وہ پھر مضطرب اور مغموم ومحزون نہین ہوسکتا مگر کیفیت حضرت ابوبکر کی اس کے خلاف تھی اس قصہ کے بعد چند مرتبہ انکا مغموم ومضطرب ہونا بلکہ گریہ وزاری وبیقراری انکی ثابت ہوئی ہے اس واقعہ کے تھوڑی ہی دیر کے بعد سراقہ کا حادثہ پیش آیا یعنی وہ جب تلاش کرتا ہوا غار کے قریب پہنچا تو حضرت ابوبکر مارے شدتِ خوف کے گریہ وزاری کرنے لگے تب پھر رسولخدا نے انکو سمجھایا اور فرمایا کہ اے شخص تجھ پر کیا مصیبت پڑی ہے مین خدا کے حکم سے ہجرت کرتا ہون وہ ہرگز مجھکو ضائع ہونے دیگا اور ہم ضرور کامیاب ہونگے اسوقت سمجھانے بجھانے سے پھر خاموش ہوگئے مگر سوارون کے گروہ کو تعاقب کرتا ہوا دیکھ کر پھر اسی طرح سے بیقراری کرنے لگے۔

ہم کہتے ہین کہ جس پر خدا کی تسکین نازل ہو وہ ہرگز ایسا خوف زدہ اور مضطرب الحال نہین ہوسکتا اسلئے ثابت ہے کہ تسکین خدا کی ان پر نازل نہین ہوئی۔

اہلِ انصاف غور کرین کہ تسکین الٰہی کا نازل ہونا تو بہت بڑا امر ہے لیکن ویسے ہی اگر انسان کچھ حمیت غیرت رکھتا ہو تو ایک آدمی کو دیکھ کر ایسا خوف زدہ نہین ہوسکتا کیا معیت خدا اور نزولِ سکینہ نے ایسی مت ماردی تھی اور مزاجی حرارت اور عزت کی حمیت بھی ایسی غارت کردی تھی کہ یہ بھی نہ سمجھنے دیا کہ سراقہ اکیلا آدمی ہے اور ہم دو ہین اگر اس نے ہمکو تلاش بھی کیا تو ہم اسکے لئے کافی ہین اس قصہ سے تو

حضرت کی صدیقیت میں بہت کچھ کلام ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ سچ کہتے ہیں کہ سنیوں نے حضرت علیؑ کے القاب میں سے چرا کر صدیق کا لقب ان کو دیدیا۔ ورنہ اہل انصاف غور تو فرمائیں کہ خدا کے حکم سے تو یہ ہجرت واقع ہوا اور خود ثبوت پیش کردہ مولف سے ظاہر ہے کہ جناب رسولخدا نے جبرئیل کے آنے اور ہجرت کے حکم لانے کی خبر حضرت ابوبکر کو دی تھی اور ہر چند بار رسولخدا نے فہمائش کی کہ ہم کو کچھ ضرر نہ پہنچے گا اور ہم کامیاب ہونگے پھر کیا وجہ کہ آپ کو نہ خدا کے فرمان کا یقین ہوا نہ رسول اللہ کے ارشاد کی ان کے قلب نے تصدیق کی۔

دیکھئے صدیق اکبر ایسے ہوتے ہیں کہ رسولخدا نے ایکمرتبہ فرما دیا کہ اے علیؑ تم میرے بستر پر سو جاؤ کوئی ضرر تم کو نہ پہنچ سکے گا بس سنتے ہی ان کے دل نے اس ارشاد کی تصدیق کر لی اور رات بھر تنہا بے خوف و ہراس اس محاصرہ کیحالت میں بستر رسولخدا پر آرام کرتے رہے۔

سراقہ کو دیکھ کر جو حضرت ابوبکر آواز سے روئے اسپر بعض لوگوں نے یہ احتمال کیا ہے کہ وہ سراقہ سے ساز کئے ہوئے تھے اسکو خبر کرنے کے لئے بآواز بلند روتے تھے مگر ہمارے نزدیک اس احتمال کی چنداں وقعت نہیں مگر دوسرا احتمال جو یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر اسلئے بآواز بلند روئے کہ اگر سراقہ ہمارے پاس آگیا تو میری نسبت یہ سمجھ کر درگزر کرے گا کہ یہ اپنی خوشی سے رسولخدا کے ساتھ نہیں ہے بلکہ جبراً اور ناراضی سے بطور قیدیان ساتھ لے رکھا ہے شاید یہ حال زار دیکھ کر سراقہ کو رحم آجاوے اور انکی جان لینے سے درگزرے یہ البتہ اقرب بقیاس ہی پھر کہاں معیت خدا اور کہاں نزول سکینہ و کہاں صدیقیت۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار اور جو حوالہ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام کا دیا ہے وہ تائید آپ کے قول کی نہیں کرتا بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کو بھی حضرت ابوبکر کی طرف سے اطمینان نہ تھا اگر اطمینان ہوتا تو وحی میں ویسا ہی یقینی حکم انکی نسبت ہوتا جیسا کہ حضرت علیؑ کی نسبت ارشاد ہوا کہ اسکو اپنی جگہ پر چھوڑ دے کہ وہ مثل اسمٰعیل کے اپنی جان نثاری کرے گا اسکے کیا معنی کہ ابوبکر کو اپنے ساتھ لیجئے پس اگر وہ موانست و مساعدت کرے اور اپنے عہد پر قائم رہے تو تیری رفاقت کی وجہ سے وہ جنت میں جائیگا پس صاف ظاہر ہے کہ جسکی نسبت خداوند تعالیٰ ایسے

شک بیان فرمائے کہ اسکی عاقبت بخیر ہونا معلوم قرآن شریف میں ہی جن مواقع پر عسیٰ وغیرہ مشکّکیہ الفاظ آئے ہیں وہان برابر ایسا ہی ہوا ہے کہ وہ امر واقع ہی نہیں ہوا اور خداوند تعالےٰ اور رسولخدا شیعہ لوگوں کے لئے صاف اور یقینی الفاظ استعمال نہیں کرتے تھے یہانتک کہ بڑے بڑے پکے منافقوں کو بھی کبھی نفرمایا کہ تو منافق ہے اسمین بہت فوائد تھے خداوند تعالےٰ اپنے بندوں سے باوجود علم اسکے انجام وعاقبت کے امید نیکی اور بھلائی کی رکھتا ہے اور انکی ہدایت کے لئے ایسے احکام فرماتا ہے کہ وہ نیکی اور حق کیطرف رجوع ہوں ایسا ہی حال رسولخدا صلعم کا تھا۔

درآنحالیکہ خداوند تعالےٰ نے موانست ومساعدت ووفاداری حضرت ابوبکر کو شبہ اور شک کیساتھ بیان فرمایا تو ظاہر ہو گیا کہ انجام بخیر نہیں سو دیکھیے مخاطب نے جو حوالہ حملہ حیدری کا دیا ہے اس سے بھی ثابت ہے کہ رسولخدا صلعم راز ہجرت پر مطلع کرنے کے بعد مطمئن نہ تھے اور حضرت ابوبکر کو اسقدر مہلت نہ دی کہ وہ کسی سے گفتگو بھی کرسکیں اور جسوقت آپ ہی غار ثور ہوئے ہیں اسی وقت حضرت ابوبکر کو اس راز سے مطلع کیا ہے اور حالانکہ مصنف حملہ حیدری شیعہ نہیں ہے کھلا ہوا سنی ہے

آخرش مولف نے ترجمہ کی خیانت چھپانے کے لئے خود ہی علیہ کی ضمیر پر بحث شروع کردی اسکے یہ معنی ہیں کہ چور کی ڈاڑھی میں تنکا اور یہ قول مولف بھی لغو ہے کہ شیعہ ضمیر فانزل اللہ سکینتہ علیہ۔ رسولخدا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور سنی حضرت ابوبکر کیطرف بلکہ شیعہ اور سنی متفق ہیں کہ یہ ضمیر رسولخدا صلعم کیطرف ہے مگر اہل تسنن میں سے جو لوگ مثل مخاطب کے رسول اللہ صلعم سے ایک قسم کی مغائرت اور اصحاب ثلثہ سے توحد رکھتے ہیں وہ مناظرہ کے وقت ہٹ دھرمی سے اس ضمیر کو حضرت ابوبکر کیطرف منسوب کردیتے ہیں اگر مخاطب صاحب ایک اقرارنامہ مذہب حق قبول کرنے کا لکھدیں تو ہم دس بیس مفسرین معتبر اہل سنت کا حوالہ پیش کریں کہ انہوں نے اس ضمیر کو حضرت رسولخدا صلعم کیطرف منسوب کیا ہے **قال**۔ لکن الرسول والذین آمنوا معہ جاھدوا باموالھم وانفسھم واولئک لھم الخیرات واولئک ھم المفلحون

ترجمہ۔ لیکن رسولخدا اور وہ لوگ جو اسکے ساتھ ایمان لائے ہیں جہاد کئے ہیں انہوں نے اپنے مال اور جانوں سے انہیں کے لئے بھلائیاں ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں آمادہ کئے گئے ہیں انکے

لئے بہشت جنکے نیچے نہریں بہتی ہین کہ جن مین وہ ہمیشہ رہین گے اور یہ بڑی مراد ہے - **اقول** -
لکن کے لفظ سے معلوم ہوا ہوگا کہ کسی بیان ماسبق کے استثنا مین یہ آیت ہے اور ظاہر ہو رہا ہے کہ ضرور
اوپر کوئی حال اسکے برخلاف ہے اب مؤلف کا آیات ماسبق کا چھپانا صاف دلیل اس امر کی ہے کہ یا تو اسنے
کسی مناظرہ کی کتاب سے نقل کر لیا ہے اور خود قرآن سے واقف نہین ہے یا دیدہ و دانستہ اصحاب ثلٰثہ کے
حالات چھپانے کے لئے اس نے ان آیات کو ترک کر دیا جو لوگ طالب حق ہین وہ اول تو اس تمام سورہ توبہ
کو ملاحظہ کرین کہ کیا کیا کیفیت اصحاب ثلٰثہ اور انکے امثال کی اس مین درج ہین اور انشاء اللہ تعالے ہم بعد ختم
جواب ان تمام آیات کو ملاحظہ کرائین گے لیکن اگر تمام سورہ نہ دیکھین تو اس آیت مستدلہ کے ماقبل آیات کو
ملاحظہ فرمائین - فرح المخلفون بمقعدهم خلاف رسول الله وكرهوا ان يجاهدوا باموالهم وانفسهم في
سبيل الله وقالوا لا تنفروا في الحر قل نار جهنم اشد حرا لو كانوا يفقهون الخ یعنی تا وہم کافرون
اب اس آیت مستدلہ سے صاف مراد یہ ہے کہ مومن فقط وہ ہین جنہون نے رسولخدا کے ساتھ ہوکر اپنے
مال اور نفس سے جہاد فی سبیل اللہ کیا ہے اور بفضلہ تعالے حضرات اصحاب ثلٰثہ سے جہاد کا ہونا قطعی ثابت
نہین اسلئے لامحالہ وہ آیات ماسبق کے مصداق ہین جسکو خود مولف نے جان بوجھ کر براہ عیب پوشی -
مقتدایان خود ترک کر دیا اصل حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ لوگ موقعہ پاتے اور اشاعت قرآن شریف کی اس
درجہ تواتر کو نہ پہنچی ہوئی ہوتی تو غالباً ان آیات کو تو قرآن سے ہی نکال ڈالتے خصوصاً سورہ توبہ
کو تو مثل متقدمین خود علیحدہ کر دیتے جیسا کہ محققین اہل سنت قائل ہوئے ہین کہ سورہ برات مین اسلئے بسم اللہ
نہین ہے کہ اسکے شروع کا ورق دستیاب نہین ہوا اور چونکہ اس سورہ مین اصحاب ثلٰثہ وغیرہ کی مذمت
نازل ہوئی ہے تو کیا بعید ہے کہ بروقت ترتیب قرآن مجید یہود و نصاریٰ کیطرح بعض اصحاب پیرو غانے بھی
تصرف کیا ہو آیت مستدلہ اور آیت ماسبق سے صحابہ کے دو گروہ پائے جاتے ہین ایک جہاد فی سبیل اللہ سے
اکراہ کرنے والے اور دوسرے جان اور مال سے جہاد کرنے والے اور دونو گروہ کی تعریف جو آیات مین
درج ہے اسلئے آپ اپنے دل مین سمجھ کر کچھ تو شرمائیے اور للہ اس بے تکی استدلالات سے باز آئیے کیون ناحق ہم کو
چھیڑ کر قلعی کھلواتے ہو یہ باتین تو جاہلون سے بنانی چاہئین کہ اصل مطلب کو چھوڑ کر کسی آیت مین سے ایک

فقرہ اپنا مقصد تصور کرکے لکھدینا اور تمام عبارت اور مطالب پر خیال نہ کرنا تو حماقت اور جہالت کے سوا سخت گمراہی اور بیدینی ہے اور اگر آپ کو بےتکی باتین کرنے ہین ملکہ ہی حاصل ہوگیا ہے اور چاٹ کیطرح کولھو کے بوجھ مین ہی دبانا منظور ہے تو بہکانے کے لئے سینون مین بہت لوگ ہین ان تلون مین تیل کہان۔

اس آیت کے پڑھنے سے صاف ثابت ہوگیا کہ جو لوگ اپنی جہالت اور حماقت سے تمام صحابہ کو مومن خیال کئے ہوئے ہین وہ صاف گمراہی مین پھنسے ہوئے ہین بلکہ مومن فقط وہ اصحاب ہین کہ جنہون نے اپنی جان اور مال سے خدا کی راہ مین جہاد کیا ہے اور جو لوگ جہاد سے منکر ہوئے یا بھاگے یا جہاد مین جانے سے انکار کیا اور حیلہ سازی سے رہ گئے یا جہاد کو مکروہ جانا وہ قطعی دائرہ ایمان سے خارج ہین اور ان کے لئے دوسرا لفظ آیات ماسبق مین مستعمل ہوا ہے۔ دونون جہان کی خوبیان اور بہشت دوامی اور مراد دلی فقط مومنین صحابہ کے لئے ہے جنہون نے اپنی جان اور مال سے راہ خدا مین جہاد کیا ہے اور دوزخ کی آگ بشہادت آیت ماسبق یعنی **قل نار جهنم اشد حرا** دوسرے گروہ صحابہ کے لئے ہے جس کی کسی قدر تعریف ہم ابھی لکھ چکے ہین اس امر کا ثبوت کرکے سب مہاجرین اور انصار یکسان نہین ہین بلکہ ان مین سے مومنین بھی ہین اور منافقین بھی ہین اور منافقین بہ نسبت مومنین کے زیادہ ہین ہم انشاءاللہ تعالےٰ بعد ختم آیات مستدلہ سورہ توبہ کے تحریر کرینگے کہ اس مین جس موقع پر صحابہ کے ہر دو گروہ کی تشریح ہوئی ہے صاف لکھا ہے۔ ولیبکو کثیرا ولیضحکو قلیلا۔ روتے ہین زیادہ اور ہنستے ہین کم۔ اور علاوہ اسکے تمام سورۂ توبہ مین برابر ہر دو گروہ کا بیان ہو رہا ہے ایکجگہ مومنین و مومنات کا ذکر ہو رہا ہے اسکے بعد منافقین اور منافقات کا ذکر ہو رہا ہے بلکہ اس امر کے ثابت کرنے کے لئے کہ تمام مہاجرین و انصار کی بالاستیعاب مدح وارد نہین بلکہ ان مین اسکے برخلاف بھی ہین وہ اگلی آیت ہی کافی ہے جو مولف نے بہ نمبر ہشتم درج کی ہے یعنی مہاجرین و انصار اولین اور ان کے تابعین جو مین بیان مین سے فقط بہشت ان لوگون کے لئے تیار کی گئی ہے کہ جنہون نے سبقت کی ہے۔ لفظ من سے صاف استثنا ظاہر ہے اور ثابت ہے کہ مہاجرین اولین اور انصار اولین اور انکے اتباع مین ایسے لوگ بھی ہین جو اس آیت کے مصداق نہین ہین۔ **قال** آیت ہشتم رکوع ۱۲۔ پارہ ۱۱ سورۂ توبہ۔

والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان الخ

اقول- ماحصل اس آیت کا اوپر مذکور ہوچکا ہے مراد سابقون سے وہ لوگ ہین کہ جنہون نے رسولخدا صلعم پر ایمان لانے تابعداری کرنے ہجرت کرنے جہاد کرنے مین ان سے سبقت کی جیسے مہاجرین مین سے حضرت علی مرتضےٰ اور زید بن حارثہ ایمان لانے مین سب پر سبقت کرنے والے ہین یا حضرت علی مرتضےٰ کہ جہاد مین سب پر سبقت کرنے والے ہین یعنی ہنوز حکم جہاد بھی صادر نہ ہوا تھا او حضرت مرتضےٰ نے اپنی جان رسولخدا پر قربان کرنے کے لئے ہجرت کے دن راہ خدا مین بیچڈالی تھی حضرت ابوبکر نے ہجرت مین اپنی جان بیچنے کی عوض ایک اونٹ البتہ رسولخدا کے ہاتھ فروخت کیا تھا جو دو سو درم کو انہون نے خریدا تھا اور نو سو درم کو حضرت کے ہاتھ فروخت کیا اس موقعہ پر اہل بصیرت کے لئے ایک نکتہ عجیب ظاہر ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر کا ہمراہ رسولخدا کے ہجرت کرنا اور گھر بار بال بچون کا گھر پر بفراغت تمام چھوڑنا اور غار مین بھی رسولخدا کے ساتھ رہنا بعید نہین ہے کہ کسی مفاد دنیوی کے لئے ہو اور شاید اوس اونٹ کی قیمت کے کچھ درم حضرت کے ذمہ باقی رہ گئے ہون اور ان کے وصول کرنے کے لئے یہ ہجرت اور ہمراہی ہم خرما و ہم ثواب کا مضمون ہوا ہو اونٹ کا دو سو درم مین خریدنا اور نو سو درم مین بر ایام قرب ہجرت رسولخدا کے ہاتھ فروخت کرنا مدارج النبوۃ مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے لکھا ہے جسکو یقین نہ ہو دیکھ لے

قال آیت ہم سورہ توبہ پارہ ۱۱- ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون وعدا علیہ حقا فی التوریۃ والانجیل والقرآن

ترجمہ۔ یعنی تحقیق کہ اللہ تعالےٰ نے مومنین کی جان و مال بہشت کی عوض مین خرید لی ہین وہ راہ خدا مین قتال کرتے ہین کافرون کو مارتے ہین خود شہید ہوتے ہین وعدہ ہوچکا اس پر سچا توریت اور انجیل اور قرآن مین الخ **اقول**- مین سخت متعجب ہون کہ اور آیات مین تو لفظ ہجرت دیکھ کر مولف گرویدہ ہوگئے لیکن اس آیت مین کیا بات دیکھی ہے جو اصحاب ثلثہ کو اسکے مصداق ٹھہرایا غلبہ تعصب مین ضرور انسان ایمان سے گزر جاتا ہے طالبان حق اس آیت کے مضمون کو ملاحظہ فرمائین اور پھر اصحاب ثلثہ کے حالات پر غور کرین کہ ان مین سے کس صاحب کی جان اور مال خدا نے خریدی یہ کونسے معرکہ نیز

الہدے ہین اور انہوں نے کس کافر کو قتل کیا ہے اور خود کس معرکہ مین شہید ہوے حضرت عمر کا تو بجز قیدیون کے اور کسی پر ہاتھ نہین اٹھا اور باقی ان حضرات کی نسبت تو خود اہل سنت کو دعوی شجاعت و مردانگی نہین احد و حنین و خیبر و خندق کے معرکون مین سب کے جو ہرکھل گئے ہین رہا شہید ہونا خدا کی راہ مین سو یہ بھی اصحاب ثلثہ کی نسبت ثابت نہین حضرت ابوبکر تو اپنی موت سے بیماری مین فوت ہوگے حضرت عمر ابولولو کے حق مین ظالمانہ حکم دینے سے قتل ہوے حضرت عثمان دغابازی کے خط لکھنے سے اور اپنے غلام کے ہاتھ روانہ کرنے کی بدولت بعقیدہ اہلسنت اپنے سے افضل شخص کے ہاتھ سے مارے گئے یعنی محمد بن ابوبکر نے انکو قتل کیا جو خلیفہ اول اور بقول اہل سنت اشرف الصحابہ کا خلف الرشید ہے اور اس غریب نے بھی حق بجانب قتل کیا کیونکہ خلیفہ ثالث نے اس بیگناہ کے لئے خط مین حاکم مصر اپنے عزیز کو صاف لکھدیا تھا کہ تم امارت سے معزول نہین ہوے ہو بوجہ کسی مصلحت کے ہم نے محمد بن ابوبکر کو امیر کرکے بھیجا ہے لیکن تم اسکو قتل کر ڈالنا اور کار امارت نہ چھوڑنا اب اہل انصاف اپنے دلون مین خود انصاف کرلین کہ آیت کے مصداق کون ہین **قال المولوی جہانگیر خان** - دہم آیت رکوع ۵ - پارہ ۱۷ - سورہ حج - الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللّٰہ عاقبۃ الامور ترجمہ - وے لوگ کہ اگر مقدور دین ہم انکو ملک مین کھڑی کرین نماز دین زکوٰۃ اور حکم کرین بھلے کام کا اور منع کرین برے کام سے اور اللہ کے اختیار مین ہے انجام ہر کام کا یعنی یہ مہاجرین دین قائم کرینگے ایک مدت تک آخر اللہ ہی جانتا ہے دیکھو اس آیت شریف مین اللہ تعالےٰ اصحاب مہاجرین کے حق مین فرماتا ہے الخ **اقول** سبحان اللہ کیا ترجمہ ہے اور کیا خوب معنی لگائے ہین اور اگلی آیت کو کیا چھوڑا ہے ذرا مہربانی فرماکر تھوڑا سا آگے بھی پڑھو دیکھو خداوند تعالےٰ اسکے بعد یون فرماتا ہے وان یکذبوک فقد کذبت قبلھم قوم نوح وعاد وثمود وقوم ابراھیم وقوم لوط واصحاب مدین وکذب موسیٰ فاملیت للکٰفرین ثم اخذتھم ج فکیف کان نکیر ـ شروع رکوع ششم سورہ حج سے یہ قصہ بیان ہوا ہے کہ اب لوگون کو جہاد کی اجازت دیجاتی ہے جبکہ کافرون نے انکے گھرون سے نکال دیا ہے اور خداوند تعالےٰ انکی نصرت اور امداد پر قادر ہے اور خداوند تعالےٰ ان کی نصرت کریگا جو اسکی نصرت کرین اسکے بعد آیت مستدلہ ہے اور آخر فقرہ سے صاف

ظاہر ہے کہ اے رسول تو ان لوگون کے حال سے واقف نہین ہے کہ انجام ان کا کیا ہوگا یہ بات خدا ہی
جانتا ہے کہ یہ لوگ قابو پاکر کیا کیا کرینگے اگر یہ لوگ تجھکو جھٹلاوین یعنی تیری تکذیب کرین تو تجھے جائے
تعجب نہین ہے کیونکہ پیشتر بھی قوم نوح اور قوم عاد وثمود اور قوم ابراہیم و لوط اور اصحاب مدین نے ایسا
کیا ہے یہ فقرات بنابر تسلی و تشفی جناب سرور کائنات کے خداوند تعالے نے فرمائے کہ امت کی بیوفائی
اور نافرمانی کوئی نئی بات نہین کہ فقط تمہارے ہی ساتھ ایسا ہوا ہو بلکہ پیشتر اکثر انبیا کی امت نے ایسا
کیا ہے چنانچہ ظہور مین بھی ایسا ہی آیا کہ قوم مہاجرین ابتدا مین ایسی غریب تھی کہ جسکی حد نہین اور جب
زمانہ وفات سرور کائنات قریب پہنچا تو ہر مفلس صاحب ثروت اور صاحب گروہ ہوگیا اسوقت خدا و رسول
کو اکثر لوگ بھول گئے احکام نبی پر کوئی کان نہین دھرتا قصہ غدیر خم کے بعد رات کو سر راہ سترہ اشخاص
مہاجرین نے رسول اللہ صلعم پر حملہ کیا اور معجزہ نبوی سے حذیفہ بن الیمان نے ان سترہ سوارون کو
ایک قمچی سے بھگا دیا بھلا علمائے اہل سنت سے کوئی شخص ان لوگون کے نام تو دریافت کرے بجز
اسکے کچھ نہین کہہ سکتے کہ ہماری روایات مین بجائے نام کے فلان وفلان درج ہین ایام مرض مین تمام
اکابر مہاجرین نے قرکی عدول حکمی رسولخدا کی کی اور جیش اسامہ سے تخلف کیا اور باوجود تاکید شدید کے
حکم نہ مانا یہانتک کہ عدول حکمی کرنے والے مورد لعن ہوئے کہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے۔
اب اہل انصاف کتب معتبرہ سے یہ بات دیکھ لین کہ رسولخدا صلعم نے مہاجرین مین سے کس کس کو
جیش اسامہ مین تعینات کیا تھا اور کس کس نے اس حکم کی تعمیل نہین کی۔ کتب کا پتہ دیتے ہین۔
دیکھئے واقدی کی روایت فتوح الشام مین بہت مشرح ہے جس مین فہرست اسمار مندرج ہین اور
اصحاب ثلثہ کا سب سے اول مین نام ہے مدارج النبوۃ روضۃ الاحباب معارج النبوۃ کہ ان سے زیادہ معتبر
کوئی کتاب سیر مین نہین ہے اور ان ہر سہ کتاب کے مصنف اہل سنت کے بڑے درجہ کے محدث ہین
اور انہون نے تمام حالات کو روایات صحاح ستہ و دیگر کتب معتبرہ حدیث سے اخذ کیا ہے ملاحظہ فرما
لیجئے حضرات مہاجرین نے کس شان و شوکت سے اسامہ بن زید کی ماتحتی مین رہنے سے انکار کیا
اور رسولخدا نے کس شدومد سے اسامہ کی فضیلت ان حضرات پر ثابت کرکے عدول حکمی کرنے پر

لعنت خدا کا خوف دلایا بعد ازان قصہ طلب قرطاس صحیح بخاری و نیز کتب سیر مین ملاحظہ فرمایئے کہ وہ ہی ضعفا اور مفلس مہاجرین رسولخدا کے مقابلہ مین بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس بات کے کہنے کے قائل ہو گئے۔ شخص در شدت مرض چیزہا میگوید کہ از اختیار او بیرون است و شاید کہ این سخن نیز از آن سخنان باشد۔ پھر خیال فرمایا جاوے کہ اس آیت کے مصداق ایسے لوگ کب ہو سکتے ہین۔

قال المولف ۔ یازدہم آیت رکوع ۱۰ ۔ پارہ ۱۷ ۔ وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ ھو اجتباکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سماکم المسلمین من قبل وفی ھذا لیکون الرسول شہیدا علیکم وتکونوا شہداء علی الناس فاقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واعتصموا باللہ ھو مولیٰکم فنعم المولیٰ ونعم النصیر **ترجمہ** ۔ جہاد کرو خدا کی راہ مین جیسا جہاد کرنے کا حق ہے۔ یعنی جہاد کرو خدا کے دشمنون سے جو ظاہری ہون مثل کفار و مشرکین کے یا باطنی ہون مثل نفس امارہ حرص و شہوت و غضب کے اسنے تمکو پسند کیا اور تمپر کوئی دشواری دین مین نہین رکھی مذہب تمہارے باپ ابراہیم کا اسنے نام رکھا تھا تمہارا مسلمان یعنی حکم بردار پہلے سے اور نیز اس کتاب مین تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم آدمیون پر گواہ ہو پس قائم کرو نماز اور ادا کرو زکوٰۃ اور بھروسا رکھو اللہ پر کہ وہ مولا تمہارا ہے پس بہت ہی اچھا مالک اور بہت ہی اچھا مددگار ہے۔ **اقول** ۔ اس آیت کو جو مولف نے بلا کسی تخصیص کے عموماً صحابہ کی شان مین نازل ہونا تحریر کیا ہے۔ بالکل گزاف ہے سب سے پہلے تو یہ ہی غور کرنے کے قابل ہے کہ سب صحابہ کے باپ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین کسطرح ہو سکتے ہین جب یہ نہین ہو سکتا تو ضرور تخصیص لازم ہوئی جبکہ تخصیص لازم ہوئی تو دیکھنا چاہیے کہ اولاد ابراہیم شمار ہونیکا سزاوار تر کون ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ خاندان رسولخدا صلعم اولاد ابراہیم ہونے کا اسوجہ سے زیادہ مستحق ہے کہ صحابیوں سے کسی کا نسب منصوص نہین ہے اگرچہ اکثر صحابہ قریشی بھی کہلاتے تھے مگر جو تواتر روایات کا نسب رسولخدا صلعم کی نسبت موجود ہے وہ دوسرے کی نسب کی نسبت نہین اور نہ کسی دوسرے کا نسب مثل رسولخدا کے نسب کے محفوظ ہے اسلیئے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت بالخصوص حضرت علی مرتضیٰ و امام حسن و امام حسین و اولاد امجاد انکے کی شان مین نازل ہوئی ہے علاوہ اسکے مضمون آیت کے مصداق

سوائے حضرات آئمہ اہلبیت کے اور کوئی شخص نہین ہو سکتا۔

اول جہاد فی سبیل اللہ کی نسبت ملاحظہ کیجیے کہ جو مولف نے دو قسم کا اقرار کیا ہے ایک کافرون مشرکون سے لڑنا اور دوسرے نفس امارہ اور حرص و شہوت و غضب سے جہاد کرنا وہ ان حضرات پر ختم ہو چکا ہے کوئی شخص انکے معاملہ مین ان کی برابری نہین کر سکتا اور یہ امر محتاج تفصیل نہین خود اہل سنت بھی اس امر کے قائل ہین کہ حضرت علی مرتضےٰ دونون قسم کے جہاد مین بے مثل تھے حق جہاد فی الحقیقت آپ نے ہی ادا کیا ہے اور بعد آپ کے حسنین علیہما السلام اور دیگر آئمہ علیہم السلام پر ختم ہو گیا ہے اگر ہر ایک حضرت کے حال جہاد او نفس کشی کو مفصل لکھون تو مولف کو سکتہ ہو جائے۔ رہے اصحاب ثلثہ جن پر مولف کو زیادہ ناز ہے ان سے دونو قسم مین سے ایک قسم کا جہاد بھی ظہور مین نہین آیا نہ کافرون سے بذات خود لڑے نہ نفس امارہ کو مارا بڑی دلیل حرص کی یہ ہے کہ رسولخدا کو دفن بھی نہ ہونے دیا کہ از خود فرمائی آپ بمد استان لوگون کو لے کر سقیفہ بنی ساعدہ مین جا پہنچے اور لوگون کو بطمع و دیانت وغیرہ توڑ پھوڑ کر خلیفہ بن گئے۔ امام غزالی نے سر العالمین کے چوتھے مقالہ مین تشریح حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ صاف لکھا ہے

ثم بعد ھذا غلب الھواء لحب الریاست وحمل عمود الخلافت وعقود النبوت وقعقعۃ الرایات واشتباک ازدحام الخیول وفتح الامصار مفاھم کاس الھواء فنبذ الحق وراء ظھور ھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون اصحاب ثلثہ کے نفس امارہ پر جہاد نہ کرنے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ کبھی لڑائی مین معرکہ آرائی انہون نے نہین کی احد کی لڑائی مین ان پر نفس ایسا غالب ہوا کہ رسولخدا کو تنہا چھوڑ کر ایک غار مین جا چھپے اور خدا پر بھروسا نہ کر کے ابو سفیان کی خوشامد کر کے خطا بخشوانے کی فکر مین ہوئے حضرت عثمان کا تو تیسرے دن پتہ لگا خندق کی لڑائی مین رسولخدا صلعم نے بالخصوص حضرت عمر کو حکم دیا کہ عمر بن عبدود سے مقابلہ کرو لیکن اسی نفس امارہ کی محبت سے رسول اللہ کے فرمانے سے انکار کیا خیبر مین تین روز تک شیخین مرحب اور حارث کے مقابلہ سے اسی نفس کی بدولت واپس تشریف لائے اسی نفس کی بدولت حنین مین لوگ بھاگ گئے اسی نفس امارہ کی بدولت ستر شخصون نے عقبہ رسول اللہ پر حملہ کیا اسی نفس کی بدولت جیش اسامہ سے تخلف کر کے عدول حکمی

رسولخدا کی ہی اگر نفس پر جہاد کیا ہوتا تو یہ حرص وحسد پیدا نہ ہوتی کہ اسامہ کو میر امیر کیون کیا جاتا ہے
اگر اس پر بھی نفس کُشتی کے قائل ہوویں تو واللہ بڑی بے غیرتی کی بات ہے اب تفسیر اجتبا کم پر غور
فرمایا جاوے لخدا نے انکو برگزیدہ کیا ہے اگر کوئی اہل سنت اس لفظ کو کسی صحابی کی نسبت ثابت
کردے تو ہم قائل ہوجائین ورنہ ہم علیؑ کی نسبت حدیث صحیح سے یہ لفظ ثابت کرتے ہین کہ فرمایا رسولخدا نے

یا فاطمۃ اما ترضین اللہ عز وجل اختار رجلین احدا ھما ابوک والاخر بعلک

ترجمہ یعنی اے فاطمہ آیا تو راضی نہین کہ اللہ جلشانہ نے فقط دو آدمیون کو برگزیدہ کیا کہ ایک باپ تیرا
اور دوسرا شوہر تیرا ہے اور جامی نے شواہد مین لکھا ہے۔ اے فاطمہ بشارت باد ترا پاکیزگی نسل بہ
درستیکہ خدا تعالے افضیلت نہاد شوہر ترا بر سائر خلائق و زمین را فرمود کہ باو ے بگوید اخبار خود را و آنچہ
بر روئے زمین خواہد گذشت از مشرق تا مغرب۔ ایک امر قابل بحث اس آیت مین یہ ہے کہ جن لوگون
کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے انکا نام پہلی کتابون مین بھی سلیمن یعنی حکم بردار خدا رکھا گیا ہے
حکم بردار خدا اسکو کہتے ہین کہ عمر بھر کوئی فعل اس سے نامشروع سرزد نہ ہوا ہو اور یہ صفت سوائے دوازدہ
امام کے کسی پر صادق نہین آتی دیگر صحابہ خصوصاً اصحاب ثلثہ پر تو صادق آنا اسکا محال اور غیر ممکن ہے
کیونکہ ہر ایک ان مین سے بیس تیس چالیس برس کی عمر تک بت پرستی اور شراب خواری وغیرہ کرتا رہا ہے
بعد مسلمان ہونے کے کوئی سند انکی معصومیت کی نہین اور دوازدہ امام علیہم السلام کی عصمت اور تطہیر
منصوص ہے خود اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ
وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا اسلئے حکم بردار خدا سوائے آئمہ اہلبیت کے اور کوئی نہین ہو سکتا اب رہا یہ کہ پہلی کتابون
مین ان کا نام حکم بردار خدا رکھا گیا ہے سو پہلی کتابون کے دیکھنے سے ثابت ہوجائے گا کہ یہ لفظ
خاص آل رسول صلعم کے لئے آیا ہے نہ کہ کسی صحابی کے لئے چنانچہ انوار البدے مین ہم نے پورا باب مکاشفہ
یوحنا کا درج کیا ہے جو دربارہ پیشین گوئی ولادت جناب سرور کائنات کی ہے ایک نشان آسمان پر دکھائی
دیا کہ ایک عورت سورج کو اوڑھے ہوئے اور چاند کو پیرون کے تلے دئے ہوئے بارہ ستارون کا تاج
سر پر رکھے نظر آئی اس باب کے آخر مین درج ہے کہ وہ پرانا سانپ یعنی شیطان اس عورت کی بقیہ اولاد

سے جو خدا کا حکم مانتے ہین اُڑ نے بلا خدا کا حکم ملنے والے کلام الٰہی مین حضرات آئمہ اہلبیت ہین شیاطین کا ان سے اڑنا بھی ثابت ہو گیا۔ دوسرا امر بحث طلب اس آیت مین یہ ہے کہ لیکون الرسول شہیدا علیکم وتکونوا شہداء علی الناس یعنی تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم آدمیون پر گواہ ہو یہ منصب جزو نبوت اور شرکت تبلیغ رسالت ہے اور یہ کام ہرگز کسی صحابی کا نہین ہے بلکہ خاص آئمہ علیہم السلام کا کام ہے اور اس کی توضیح زمانہ رسولخدا مین بخوبی ہو چکی ہے یعنی جب بعد فتح مکہ جناب رسولخداؐ نے حضرت ابوبکر کو مکہ معظمہ مین بایام حج واسطے منادی سورۂ برات کے روانہ کیا تو جبرئیل امین نازل ہوئے اور حکم الٰہی لائے کہ یہ کام تبلیغ رسالت خاص تمہارا کام ہے یا تم خود جاؤ یا اسکو بھیجو کہ جو تم سے ہو حضرت نے پوچھا کہ وہ کون ہے جبرئیل بولے کہ وہ علی مرتضےٰ ہین چنانچہ جناب سرور کائنات نے سورہ برات حضرت ابوبکر سے واپس لے کر حضرت علی مرتضےٰ کو دے کر مکہ کو روانہ کیا ثبوت اسکا کتب معتبرہ اہل سنت سے اسطرح ہوتا ہے روی الترمذی بسندہ عن انس بن مالک قال بعث النبی صلعم ببرات مع ابی بکر ثم قال لا ینبغی لاحد ان یبلغ ہذا الا رجل من اہلی فدعا علیا فاعطاہ ایاہ ترجمہ۔ روایت کی ہے ترمذی نے بسند خود انس بن مالک سے کہ کہا انس نے کہ رسول اللہ صلعم نے سورۂ برات دیکر ابوبکر کو تعینات کیا اور پھر فرمایا کہ ہرگز لائق نہین ہے کہ کوئی شخص تبلیغ اس کی کر سکے مگر وہ شخص تبلیغ کر سکتا ہے کہ جو میرے اہل سے ہو پس بلایا علی مرتضےٰ کو اور سورہ برات انکو دی مفصل قصہ اسکا کتب سیر و احادیث مین موجود ہے مدارج النبوۃ روضۃ الاحباب وغیرہ مین دیکھنا اور مین نے بھی اس حال کو مفصل انوار البدر مین لکھا ہے۔ مطلب میرا اس قصہ سے اس مقام پر یہ ہے کہ تبلیغ رسالت اور دعوت اسلام او ہدایت مسلمین نبی صلعم کا کام ہے انکے بعد ان لوگون کا کام ہے جن مین جزو رسالت شامل ہے جیسے علی مرتضےٰ اور دیگر آئمہ اہلبیت علیہم السلام ہین چنانچہ احادیث کثیرہ اس امر مین وارد ہین علی منی وانا من علی یعنی علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون وانت منی وانا منک وعن البراء بن عازب ان النبی صلعم قال لعلی انت منی وانا منک وعن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلعم ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن

وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا من علی ولا یودی الا انا او علی
یہ سب روایات صحیح بخاری مین موجود ہین - اور روایت کی ہے امام ترمذی نے اپنی صحیح مین عمران
بن حصین سے قصہ شکایت کرنا چار شخصون کا رسول اللہ سے نسبت حضرت علیؑ کے ہیں بارہ کنیز عبا
کے اور غضبناک ہونا رسولخدا کا چار شخصون پر اور غصہ مین ان چارون شخصون سے یہ خطاب کرنا
ماتریدون من علی ماتریدون من علی ان علیا منی وانا من علی وھو ولی کل مؤمن بعدی
ترجمہ - یعنی فرمایا رسولخدا نے ان چارون سے کیا ارادہ رکھتے ہو تم علیؑ سے بہ تحقیق کہ علی مجھ سے ہے
اور مین علی سے ہون اور وہ میرے بعد تمام مومنین کا ولی یعنی حاکم اور مختار ہے -
دوسری روایت صحیح ترمذی مین یہ ہے کہ وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلعم لعلی یا علی
لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک یعنی فرمایا رسولخدا نے حضرت علیؑ سے کہ اے علیؑ سوائے میرے
اور تیری کسی کے لئے حلال نہین ہے مسجد مین بہ حالت جنابت جانا - وعن ابن عباس ان النبی
امر بسد ابواب الا باب علی اخرجہ الترمذی اور صحیح ترمذی مین روایت ہے ابن عباس سے کہ آنحضرت صلعم نے
سب لوگون کے دروازون کے بند کرنے کا حکم دیا جو مسجد کے اندر تھے سوائے دروازہ علی مرتضیٰ کے
اب حضرت مرتضیٰ صلواۃ اللہ علیہ سے بغض رکھنے والے سنین کہ قیامت مین انکی کیا کیفیت ہوگی
ونقل الامام ابو اسحاق احمد بن محمد الثعلبی فی تفسیرہ بسندہ برفعہا الی ابن عباس
رضی اللہ عنہما فی تفسیر قولہ تعالیٰ - وَعَلَی الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَعْرِفُوْنَ کُلًّا بِسِیْمَاھُمْ انہ قال
الاعراف موضع عال من الصراط علیہ العباس والحمزۃ وعلی بن ابی طالب و
جعفر ذو الجناحین یعرفون محبیہم ببیاض الوجوہ ومبغضیہم بسواد الوجوہ
خداوند تعالیٰ نے قرآن شریف مین حضرت علی کو نفس رسولؐ اور حسنین علیہم السلام کو ابنا رسول
قرار دیا ہے جیسا کہ آیت مباہلہ مین موجود ہے قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا
ونساءکم وانفسنا وانفسکم الخ اور یہ امر بروایت صحاح ستہ ثابت ہوا ہے کہ بہ تعمیل حکم اس آیت کے جناب
سرور کائنات حضرت علی مرتضیٰ وفاطمہ زہرا وحسنین علیہم السلام کو ہمراہ لے کر مباہلہ کے لئے

برآیہ ہوئے لفظ نفس رسول مساوات ثابت کرتا ہے ذات مصطفوی و مرتضوی مین اور اسی امر کو غدیر خم پر کہلوا ہے رسول اللہ صلعم نے اور جتلا دیا ہے تمام امت پر کہ جسطرح مین تمہارا مولیٰ ہون اسی طرح علی بھی تمہارا مولےٰ ہے۔

وروی الترمذی بسندہ عن زید بن ارقم ان رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ وزاد غیرھما ذکر الیوم والموضع۔ فذکر الزمان وھو عند عود رسول اللہ صلعم من حجۃ الوداع فی الیوم الثامن عشر من ذی الحجہ وذکر المکان وھو ما بین مکۃ ومدینۃ یسمی خما فی غدیر ھناک فسمی ذلک الیوم یوم غدیر خم۔ وقد ذکرہ فی شعرہ الذی لقد صار ذلک الیوم عید وموسما لکونہ کان وقتا خص رسول اللہ صلعم علیا بھذہ المنزلۃ العلیۃ وشرفہ بھا دون الناس کلھم کذا فی مطالب السؤال للشیخ الامام کمال الدین محمد بن طلحۃ القرشی الشافعی وقال ایضاً ثم وصفہ صلعم بما ھو من لوازم ذلک بصریح قولہ فیما رواہ الحافظ ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء بسندہ ان علیا دخل فقال مرحبا بسید المسلمین امام المتقین فسیادۃ المسلمین وامامۃ المتقین لما کانت من صفات نفسہ صلعم وقد عبر اللہ تعالیٰ عن نفس علی بنفسہ وصفہ بما ھو من صفاتہا۔ وروی ایضا حافظ ابو نعیم فی حلیۃ بسند وعن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلعم لابی برزۃ وانا اسمع یا ابا برزۃ ان اللہ عھد الی فی علی ابن ابیطالب انہ رایۃ الھدیٰ ومنار الایمان وامام اولیائی ونور جمیع من اطاعنی یا ابا برزۃ علی بن ابیطالب امینی غدا فی القیامۃ وصاحب رایتی فی القیامۃ علی مفاتیح خزائن رحمۃ ربی وھو الکلمۃ التی الزمتھا المتقین من احبہ احبنی ومن ابغضہ ابغضنی

ان سب سے زیادہ ثبوت شرکت منصب نبوت منسبت حضرت علی مرتضےٰ کے یہ ہے کہ آپنے فرمایا کہ اے علی تو میرے نزدیک ایسا ہے جیسا ہارون موسےٰ کے نزدیک چنانچہ قد روی الائمۃ الثقات البخاری والمسلم والترمذی فی صحاحھم باسانیدھم احادیث اتفقوا علیہا وزاد بعضھم علی بعض

بالفاظ اخری والجمیع صحیح فمنہا عن سعد بن ابی وقاص قال رسول اللہ خلف علیا فی غزوۃ تبوک علی اہلہ فقال یا رسول اللہ تخلفنی فی النساء والصبیان فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی غیرانہ لا نبی بعدی۔ وروی ایضاً ابن المسیب عن سعد ابیہ عامر بن سعد۔ وروی ایضاً جابر بن عبد اللہ وروی مسلم والترمذی بسندیہما ان معاویۃ بن ابی سفیان امر سعد ابن ابی وقاص قال ما منعک ان تسب ابا تراب فقال اما ما ذکرت ثلثا قالہن لہ رسول اللہ فلن اسبہ لان تکون لی واحدۃ منہن احب الی من حمر النعم سمعت رسول اللہ صلعم یقول لہ وخلف فی بعض مغازیہ فقال علی خلفتنی مع النساء والصبیان فقال لہ رسول اللہ صلعم اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی وسمعتہ یقول یوم خیبر لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ الخ ولما نزلت ھذہ الآیۃ قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم دعا رسول اللہ صلعم علیاً وفاطمۃ والحسن والحسین فقال اللھم ھؤلاء اھلی

ترجمہ۔ تحقیق روایت کی ہے آئمہ ثقات اہل سنت امام بخاری وامام مسلم اور امام ترمذی نے اپنی اپنی صحیح مین اپنی سندون سے چند احادیث متفق علیہ اور دیگر آئمہ حدیث نے اور الفاظ بھی زیادہ کیے ہین اور وہ سب احادیث صحیح ہین ان مین سے ایک وہ روایت ہے جو سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے انہنے لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے غزوہ تبوک کو جاتے وقت حضرت علی مرتضےٰ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اپنے اہل وعیال پر تو حضرت علیؑ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھ کو آپ عورتون اور بچون مین چھوڑتے ہین یہ کمال ایمان اور کمال محبت خدا ور سول اور کمال شوق جہاد ہے ورنہ اور لوگ بہانہ کرکے گھر رہجاتے تھے اور آپ باوجود اس عطائے منصب جلیل خلافت کے بھی جہاد مین ہمراہ رکاب رسول خدا رہنا پسند کرتے تھے پس فرمایا رسولخدا صلعم نے آیا تو راضی نہین ہے کہ ہووے میرے نزدیک بمنزلہ ہرون کے موسیٰ کے

نزدیک سوائے اسکے کہ میرے بعد نبی نہین ہے۔

ایسا ہی روایت کیا ہے ابن مسیب نے اور اسکے پسر عامر نے و نیز جابر بن عبد اللہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور روایت کی ہے مسلم اور ترمذی نے اپنی اپنی صحیح مین بہ اسناد خود کہ معاویہ بن ابو سفیان نے سعد بن وقاص کو حکم دیکر کہا کہ کیا چیز تجھ کو مانع ہے کہ تو ابو تراب یعنی علی مرتضےٰ پر سب یعنی برا کہنا نہیں کرتا وہ بولا کہ مین نے تین باتین ان کے حق مین رسولخدا سے سنی ہین اگر ان مین سے ایک بھی میرے لئے ہوتی تو مجھے حمر نعیم سے بھی محبوب تر تھی یہ وجہ ہے کہ مین ان کو برا نہین کہہ سکتا ان تین باتون مین سے ایک تو یہ ہے کہ کسی غزوہ پر جاتے ہوے حضرت نے انکو اپنا خلیفہ کیا انہون نے عرض کی آپ مجھے عورتون اور بچون مین چھوڑتے ہین پس فرمایا رسولخدا صلعم نے اُنسے آیا تو راضی نہین ہے کہ ہووے تو میرے نزدیک بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے الا یہ کہ میرے بعد نبی نہین ہے اور دوسرے یہ کہ خیبر کے دن مینے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ کل ایسے شخص کو علم عطا کرونگا کہ وہ خدا اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول اُسکو دوست رکھتے ہین اخیر ذکر حدیث فتح خیبر تک اور تیسرے یہ کہ جب آیہ مباہلہ یعنی قل تعالوا ندع الخ نازل ہوئی تو بلایا رسولخدا صلعم نے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ کو اور کہا اے بار خدایا یہ میرے اہل بیت ہین اور خداوند تعالےٰ نے حضرت علی کو اس آیت مین نفس رسول تعبیر فرمایا ہے اس سے زیادہ کوئی فضیلت نہین ہو سکتی۔

پھر اس آیت مین وصیت ہے اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کے بعد کہ واعتصموا باللہ سو یہ امر ظاہر ہے کہ خدا پر توکل اور بھروسہ رکھنے والا علی مرتضےٰ اور دیگر آئمہ اہلبیت کے سوا دوسرا کوئی نہین ہے پہلا توکل اور بھروسا علی مرتضےٰ کا بہ یوم ہجرت قابل غور ہے کہ اس بلوے اور ہنگامہ مشرکین مین باوجود کم سنی محض خداوند تعالےٰ کے بھروسے پر رسولخدا صلعم کے بستر پر سو رہے جسکے صلہ مین آیت قرآنی من یشتری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ الخ نازل ہوئی اسکے مقابلہ پر حضرت ابوبکر صدیق کا بھروسہ اور توکل ملاحظہ کیا جاوے کہ اسی ہجرت کے ایام مین رسولخدا صلعم ان کا اطمینان کرتے جاتے ہین کہ مین خدا کے حکم سے ہجرت پر مامور ہون ہمکو کوئی کافر ایذا نہین پہنچا سکتا خدا ہمارے ساتھ ہے

لیکن حضرت ابوبکر کو اطمینان نہ ہوتا تھا اور خوف جان سے زار زار بچون کی طرح روتے تھے جسکی تصدیق آیت قرآنی سے ہوئی ہے۔ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔
حضرت عمر کا خدا تعالےٰ پر بھروسہ رکھنا صلح حدیبیہ پر بخوبی ثابت ہوگیا کہ جسکا قصہ یہ ہے کہ سال ششم ہجری یا اسکے قریب رسولخدا صلعم نے خواب دیکھا کہ ہمنے مکہ فتح کرلیا ہے اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہین اس پر اصحابہ کو مطلع کر دیا کہ ہم مکہ فتح کرینگے لیکن وقت کا تعین آپنے نہین فرمایا کہ اسی سال مین ایسا ہوگا یا دوسرے وقت مین مگر اس سال ششم مین آپ نے مع لشکر مدینے سے بجانب مکہ بقصد عمرہ خروج کیا جب آپ مقام حدیبیہ پر جو قریب مکہ کے ہے پہنچے تو مامور ہوئے اس آیت پر کہ زبردستی مکہ مین مت جاؤ اگر مشرکین قریش برضامندی جانے دیوین تو جاؤ چنانچہ بعد ازانت و شنید بسیار رسولخدا نے مشرکین مکہ سے صلح کرلی یہ بات حضرت عمر کو ناگوار ہوئی ہرچند رسولخدا نے فرمایا کہ مین اپنی مرضی سے کوئی کام نہین کرتا جیسا خدا نے حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرتا ہون اور وعدہ الٰہی اور میرا خواب سچا ہے ہم ضرور مکہ فتح کرینگے لیکن مین نے یہ نکہا تھا کہ اسی سال مین فتح کرینگے۔ ہرچند رسولخدا نے سمجھایا لیکن مطلق آپ کو صبر نہ آیا کہ خود آپ فرماتے ہین کہ حضرت کی نبوت مین اسدن جسقدر شک مجھ کو ہوا ایسا ہرگز کسی دن نہین ہوا کتب صحاح ستہ مین یہ حال مفصل درج ہے اور
بر یوم غزوہ احد حضرات شیخین رسولخدا صلعم کو تنہا چھوڑ کر اپنی جان بچانے کے لئے معرکہ جنگ سے بھاگ کر ایک غار مین جا بیٹھے اور باوجود اسکے کہ فرقہ انصار کے لوگ بعض بعض اسوقت مدینہ سے خبر سنکر میدان مین آتے تھے جسوقت خوب سن لیا کہ مشرکین بھاگ گئے ہین اسوقت نکلے انس بن نضیر انصاری جو انس بن مالک کے چچا تھے انہون نے کہ مدینہ سے خبر سنکر میدان مین آتے تھے ان کو غار مین دیکھ کر بہت کچھ غیرت دلائی مگر ایک نہین سنی تاریخ حبیب السیر مین یہ قصہ درج ہے اور حضرت عثمان کو اسدرجہ خوف طاری ہوا کہ تین روز تک انکا سراغ نہ لگا یہ توکل کا فقط نمونہ بطور مشتے نمونہ از خروارے بیان ہوا ہے — حق جہاد کی نسبت امام قشیری نے لکھا ہے کہ حق جہاد یہ ہے کہ ایک چشم زدن بھی مجاہدۂ نفس سے باز نہ رہے پس درانحالیکہ جہاد ظاہری و باطنی اصحاب ثلثہ کی کیفیت

اوپر مذکور ہو چکی ہے تو وہ ہرگز مصداق اس آیت کے نہین ہین ہم یہ نہین کہتے کہ کسی اصحاب نے حق جہاد ادا نہین کیا بلکہ ہم پکار کر کہہ سکتے ہین کہ اصحاب رسولخدا صلعم مین بہت سے بزرگوار ایسے تھے کہ انہون نے کمال صدق ارادت اور صاف نیتی سے دونو قسم کے جہاد کئے طرح طرح کی راہ خدا مین ایذا و مصیبتین اٹھائی ہین اور نفس امارہ پر بھی ایسے جہاد کئے ہین کہ ان کا نظیر اگلے آدمیون مین پایا نہین گیا نظیر کے لئے حضرت سلمان ابوذر غفاری عمار یاسر رضی اللہ عنہم موجود ہین اگر ذکر مجاہدات حضرت مرتضےٰ اور ائمہ اہلبیت علیہم السلام دیکھنا منظور ہے تو کتب سیر ملاحظہ کیجیے اگر مین انکا اعادہ کرون اور پھر اصحاب ثلثہ کے مجاہدات کی بھی کچھ کیفیت بیان کرون تو اصلی مطلب فوت ہوتا ہے اسلئے اس بحث کو اہل انصاف کی رائے پر چھوڑتا ہون۔ **قال المولف** دوازدہم آیت کریمہ ہمارے وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ط ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفسقون **ترجمہ مولف**۔ وعدہ کیا اللہ نے ان لوگون کو جو تم مین سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے یقیناً خلیفہ کرے گا انکو ملک مین جیسی خلیفہ کیا تھا انسے اگلون کو۔ یعنی داؤد علیہ السلام کو موجب آیت شریف یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اور اسی طرح سلیمان علیہ السلام کو اور جما دے گا انکو دین ان کا وہ دین کہ پسند کر دیا ان کو اور دیگا انکو انکے ڈر کے بدلے امن میری ہی بندگی کرینگے شریک میرا نہ کرینگے کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے گا اسکے پیچھے سو وہی لوگ ہین بے حکم۔ **اقول**۔ اس آیت کو مولف نے بہ اعتبار اپنے جاہلانہ ترجمے اور لایعنی کے اصحاب ثلثہ کی شان مین محض خلیفہ کے لالچ سے تصور کر لیا اور شیعون پر بھی منہ آئے کہ دیکھو کبھی اس آیت کو بارہ امام کی شان مین سمجھ لو یہ تو خاص خلفار کی شان مین ہے۔ مولف نے اپنے ذہن ناقص مین خلفار ثلثہ کی نسبت اس وعدہ کو سمجھا ہے اور دروغ ترجمہ سے یہ بھی استنباط کیا ہے کہ وہ میری ہی عبادت کرینگے اور میرا شریک کسی کو نہ کرینگے گویا انکی عاقبت کی خبر ہاتھ آگئی لیکن یہ نہ سمجھے کہ اگر اصحاب ثلثہ اس آیت سے مراد ہوتے

تو وہ کون صاحب ہین جنکی نسبت یہ فرمایا ہے [illegible]
[illegible] کہ ان پر لعنت کرے گا [illegible] ہون [illegible]
[illegible] خداوند تعالی [illegible]
اور [illegible] اللہ [illegible]
[illegible] ابتدا [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] آیت کا [illegible]
[illegible] ایمان [illegible]
[illegible] اور [illegible]
امت محمدی مین صرف خلفا [illegible] اس آیت سے
خلفاء رسول اللہ کو کیا علاقہ ہے تعجب ہے کہ جاہل لوگ کلام الٰہی اور اسکے معنی اور مطلب مین تصرف
کرتے ہوئے خدا سے نہین ڈرتے آیات کے ترجمہ اور تفسیر دیکھنے سے تو یہ معلوم ہوتا کہ مولف صاحب
صرف مطبوعہ قرآن اور مجرد ترجمہ کر لینے سے نام مولوی رکھتے ہین اور محض بے علمی کی حالت مین مثل بعض ہمارے
ظاہری دوستون کے زبردستی اپنے آپ کو مولوی بنواتے ہین ورنہ کوئی ان حضرت سے پوچھے کہ آپ نے
کس تفسیر کے ذریعہ سے یہ معنی لگائے ہین کہ لیستخلفنہم سے بھی خلافت رسول اللہ مراد ہے اور اگر آپ نے
متن سے ہی کسی دوسرے کی عبارت سے استنباط استدلال فرمایا تو اتنا تو غور کرنا تھا کہ یہ وعدہ تو علی العموم
مومنین سے ہے سب کے سب مسلمان خلیفہ رسول اللہ کسطرح بنجائینگے اور دوران حالیکہ آیت مین نظیر
پہلی امت کی موجود ہے کہ جسطرح اللہ تعالے نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر ایک بہت بڑا ملک
انکو میراث مین عطا فرمایا اسی طرح مسلمانون سے بھی وعدہ ہے کہ تمکو خداوند تعالے تمام ملک شام و
روم و فارس عطا فرمائے گا پھر خلفائے اربعہ سے کیا تعلق ہے آپ نے آیت کے ترجمہ مین یہ لکھا ہے کہ یقینا خلیفہ
کرے گا انکو ملک مین جیسے خلیفہ کیا تھا انسے اگلون کو اور اگلون کی تفسیر مین آپ نے دو پیغمبران یعنی

داؤد و سلیمان علیہما السلام کا حوالہ دیا مگر آپ کو یہ تمیز نہین آئی کہ جب امت کے مقابلہ پر اگلون کا ذکر ہوتا ہی
تو امت سابقہ سے مراد ہوتی ہے اور جب پیغمبر خدا کے مقابلے پر اگلون کا ذکر آتا ہے تو اوس سے انبیاء و مرسلین
سابق مراد ہوتے ہین تمام قرآن شریف مین صدہا مقامات پر یہ نظیرین موجود ہین اور بہت موٹی عقل
کی بات ہے مگر افسوس اس بات کا ہے کہ ہمکو ایسے باعلم شخص کے مقابلہ مین قلم اٹھانا پڑا ہے کہ جن کو اردو
ترجمہ قرآن شریف کے سمجھنے کی لیاقت نہین ہے ورنہ اسقدر طوالتِ تحریر کی حاجت نہ پڑتی اب ملاحظہ
فرمائیے کہ آیات مندرجہ ذیل مین جب امت کے مقابلہ مین من قبل آیا ہے وہان امت سابقہ مراد لی گئی ہی
یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ۔ الذین من قبلکم سے مراد پہلے لوگ ہین
اور آیت مستدلہ نمبرا مین لفظ من قبل وفی ہذا بمقابلہ قرآن شریف من قبل سے مراد توریت و انجیل ہین
ما انزل الیک وما انزل من قبلک مین من قبلک سے مراد صحائف انبیاء سابق ہین کالذین من قبلکم
کانوا اشد منکم قوۃ مین امت سابقہ مراد ہے ۔ پھر ترجمہ کیا ہے میری بندگی کرینگے شریک میرا
نہ کرینگے کسی کو معلوم نہین ہوتا کہ خلیفہ استقبال کہان سے پیدا ہوا ہے اور یہ یقینی اور حکمی عبارت کس قاعدے
سے لکھی گئی ہے صحیح ترجمہ تو اس فقرے کا یہ ہے کہ میری عبادت کرین اور میرا شریک کسی کو نہ کرین اس
خیانت کی وجہ بجز تعصب اور کچھ نہین ہے ہمکو یہود و نصاریٰ پر تعجب ہوا کرتا تھا کہ اپنی آسمانی کتابونکو
کسطرح تحریف کرتے ہونگے مگر اب مسلمانون مین بھی اُن کی نظیر پائی جاتی ہے قرآن شریف کے الفاظ
یا ترجمہ کو بدلنا بلاشک کفر ہے افسوس یہ ہے کہ مولف صاحب نے جب ناخواندہ لوگون کے بہکانے کے
لئے ترجمہ قرآن مین تحریف کی تو یہ خیال نہ کیا کہ آیت کے اگلے فقرہ کو جس سے صریحاً یہ ترجمہ غلط ہوتا ہے
کہان چھپاؤنگا یعنی ومن کفر بعد ذلک جسکا یہ مقصود ہے کہ جن لوگون سے وعدہ ہوا ہے اگر ان مین سے
کوئی بعد ایفائے وعدہ کافر نعمت ہوگا تو وہ فاسق ہے اگر خداوند تعالےٰ بالیقین یہ فرماتا کہ یہ لوگ
میری ہی عبادت کرینگے تو پھر ان سے اندیشہ کافر ہونے کا کسطرح رہا ۔
دراصل یہ آیت فقرا و مساکین مہاجرین کی شان مین ہے کہ جنکو مشرکین قریش طرح طرح کی دہمکیان
دے دے کر ڈرایا کرتے تھے اون سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ جسطرح اگلی امت یعنی بنی اسرائیل کو

جنے زمین کا مالک کیا تھا ویسے ہی ان کو بھی زمین کا مالک کرینگے اور خوف کے بدلے امن دین گے
ان کو چاہیئے کہ میری عبادت کرین میرا شریک کسی کو نہ گردانین او جو کوئی بعد اسکے کافر ہوگا وہ ہی
فاسق ہے پھر اسکے بعد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون
پس دران حالیکہ آخر یوم وفات رسول اللہ صلعم مین جن صحابہ کی بجائے اطاعت رسول اللہ مخالفت اور
عدول حکمی ثابت ہوئی ہے وہ اگر مصداق اس آیت کے بھی ہین تو پوری آیت کے مصداق ہین اور آیت
مستدلہ مولف کے آخری فقرے سے خاص وہی لوگ مراد ہین بنا بر اطمینان مولف ہم تفسیر مواہب علیہ
کی نقل کرتے ہین کہ وہ فارسی تفسیر اہل سنت وجماعت کی ہے اور اعلبا مولف صاحب اسکو سمجھ بھی سکینگے
وعد اللہ الذین امنوا منکم الخ وعدہ کرد خدا تعالےٰ آنان را کہ گرویدہ اند از شما بکرو نکارہائے شائستہ
مراد بقول اشہر فقرائے مہاجر انند کہ بعد از ہجرت بمدینہ در منازل جائے انصار گرفتند الخ پھر من قبلہم کی
تفسیر ملاحظہ کیجیئے۔ من قبلہم پیش از ایشان یعنی بنی اسرائیل کہ زمین مصر وشام بر ایشان داد تا تصرف
کردند دران۔ ترجمہ یعبدونی۔ بہ پرستند مرا در زمان خلافت شریک سازند بامن چیزے را۔
امام ثعلبی نے تفسیر من کفر بعد ذلک مین لکھا ہے کہ اول قبیلہ ذو النورین کفران نعمت کرکے مصداق
اس آیت کا ہوا اس سے بھی ثابت ہی کہ یہ آیت خلفاء اربعہ سے مخصوص نہین ہے بلکہ عوام مسلمان سے
خطاب ہے۔ **قال** آیت سیزدہم۔ رکوع ۳۔ پارہ ۲۶۔ سورہ فتح لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ
یبایعونک تحت الشجرۃ الخ تا علی کل شئ قدیر **ترجمہ** تحقیق راضی ہوا اللہ مومنین سے
جسدم کہ بیعت میری کرتے ہین درخت کے تلے یعنی درخت سمرہ کے نیچے پس جانتا ہے خدا جو کچھ انکے
دلون مین ہے پھر اُنپر تسکین اتاری اور پاداش مین اس کی انکو فتح دیگی جو فتح قریب ہونیوالی ہے
یعنی فتح خیبر اور غنیمت بسیار الخ۔ **اقول وبہ نستعین**۔ اس آیت سے کوئی فضیلت اصحاب ثلثہ کی
ثابت نہین ہوسکتی اگر کلام ربانی سے کوئی شخص خلاف اصلی مطلب کے مرضی کے موافق مطلب آرائی
کرنا چاہے تو ہرگز ممکن نہین ہے قرآن شریف پر حرف گیری ہوسکتی ہے دیکھو خداوند تعالےٰ نے بیعت
کرنیوالون سے رضامندی ظاہر نہین کی بلکہ قید مومنین کی ہے یعنی بیعت کنندہ صحابہ مین سے جو

مومن تھے ان سے خدا راضی ہوا اور جو منافق تھے ان سے راضی نہین ہوا اب اصحاب ثلٰثہ کو اس
آیت کے مصداق ثابت کرنے کے لئے اول مومنیت کا ثبوت درکار ہے اور نشانات مومنین کی اسی آیت
مین درج ہے یعنی خداوند تعالےٰ نے مومنین پر سکینہ نازل فرمائی اور بپاداش مین فتح دی۔ پس جن
لوگون پر سکینہ نازل ہوئی اور جنکو انعام پاداش مین فتح خیبر دی گئی وہ ہادی مومن ہین اُنکے علاوہ
منافق ہین پس سکینہ سے جو کچھ کہ مراد ہے وہ اسی سورہ کی تفسیر مین صاحب تفسیر مواہب علیہ وغیرہ نے
یہ لکھی ہے فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین پس فرو فرستاد خدا آرام و وقار خود را بر
رسول خود و بر مومنان تا مقابلہ نکردند و بصلح راضی شدند و معاودت نمودند۔ اور برخلاف اس آیت کے
صحاح ستہ مین حضرت عمر بن الخطاب سے یہ روایت ہے کہ اسوقت میرے دل مین ایک امر عظیم وسوسہ شیطانی
در آیا اور مراجعت کی مینے پاس رسولخدا صلعم کے کہ پہلے ہرگز مثل اس روز کے مجھسے سرزد نہوا تھا پس
مین گیا رسول اللہ کے پاس نہایت ملول اور غمگین اور ان سے بات اور سوال کیا مین نے رسول اللہ سے
کہ آپ کیا پیغمبر برحق نہین ہین آپنے فرمایا کہ ہان مین پیغمبر برحق ہون پھر مین نے پوچھا کہ کیا ہم حق پر اور
مخالف باطل پر نہین ہین فرمایا ہان پھر کہا مینے پھر ہم کیون یہ حقارت اور ذلت اُٹھاوین اور اسطور پر صلح کرکے
واپس ہون آنحضرت نے فرمایا کہ اے پسر خطاب بدرستیکہ مین خدا کا بھیجا ہوا ہون اسکی نافرمانی نہین کر
سکتا وہی میرا ناصر و معین ہے وہ مجھکو ضائع نہونے دیگا اسپر بھی حضرت عمر کا اطمینان نہوا اور اندوہ
و فکر انکا باقی رہا اور چونکہ سکینہ الٰہی اُن پر نازل نہوئی تھی اسلئے نصیحت پیغمبر بھی ان کے دل پر کچھ اثر
پذیر نہوئی۔ بعد اسکے حضرت عمر نے کہا کہ آپ نے یہ وعدہ نہین کیا تھا کہ عنقریب کہ معظمہ مین جاوینگے اور طواف
خانہ کعبہ کا بجالاوینگے رسولخدا نے فرمایا کہ ہان بیشک یہ وعدہ مینے کیا تھا لیکن یہ تو مینے کب کہا تھا کہ
اسی سال مین یہ واقع ہوگا یہ پیشین گوئی رسولخدا صلعم نے بذریعہ رویاے صادقہ بیان فرمائی تھی جس کی
تصدیق خداوند تعالےٰ نے سورہ فتح مین اسطرح فرمائی ہے لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق
اور فرمایا کہ اے عمر غم نکر کہ تو زیارت اور طواف کعبہ کا کریگا پس پھر حضرت عمر نے کہا کہ مین ویسا ہی مین
اور غمگین رہے اور رسولخدا سے اٹھ آیا یہ تمام قصہ صحاح ستہ اور کتب سیر مین موجود ہے مدارج النبوۃ

ملاحظہ فرمایئے - اور کمال یہ ہے کہ باوجود اسقدر نصیحت اور ارشاد رسول خدا صلعم کے یہ وسوسہ اور حضرت
عمر کے دل سے نہ نکلا کہ بعد اسکے اسیطرح کا شکوہ حضرت ابوبکر کی روبرو بھی کیا اور تصدیق اس کی اس عبارت
مندرجہ مدارج النبوت سے ہوتی ہے - کہ در روایتے آنکہ صدیق بعمر گفت اے مرد وے دوست در رکاب او
زن وترک اعتراض کن وے فرستادہ خدا است وہرچہ میکند بوحی میکند و مصلحت دران باشد و خدا ناصر اوست۔
پس جبکہ بہ شہادت آیت بالا وآیت ما بعد تسکین انہی ہر مومن پر نازل ہوئی تو حضرت عمر کے مستثنے رہنے کی کیا
وجہ تھی کیونکہ اگر مثل مومنین انپر بھی تسکین نازل ہوتی تو یہ کیوں باوجود وعدے اور تسلی دینے رسول خدا کے غمگین
اور اندوہناک تھے اور رسول اللہ کے برحق ہونے میں کیوں شک لاتے اب ہی اس کی پاداش مین فتح خیبر اس کا
حال سنکر اور بھی اطمینان ہو جاؤ گے اگرچہ زندہ فتح خیبر کا سب مسلمانوں کے حق مین تھا لیکن اس آیت نے معنی مجتہد
کے لئے اللہ تعالے نے عوام پر ظاہر کر دیا کہ اسکا مصداق کون ہے اور فتح خیبر کا شرف اسکو حاصل ہوا ہے
ورلاحق نفس ین کون ہے دیکھو کتب احادیث اور سیر کو کہ خیبر فتح ہونے سے پہلے تین روز تک حضرت ابوبکر اور حضرت
عمر ہزیمت کھا کر واپس تشریف لائے اور حضرت علی نے چوتھے روز کمال نام آوری سے خیبر کو فتح کیا اب
اس الٹی سمجھ کا کیا علاج ہے کہ خداوند تعالے تو مومنین کی شناخت حصول غنائم فتح خیبر سے بیان
فرماتا ہے اور مولف صاحب خلاف ظاہر بیت کو شناخت ایمان کہہ رہے ہیں پس تو مشتبہ امت اور بعض صحابی
اور عوام صحابہ کی نسبت تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے شرف فتح حاصل نہین کیا لیکن حضرات شیخین
کی نسبت تو صاف یہ بھی کہا جائیگا کہ تین روز تک متواتر خیبر کے یہودیوں سے شکست کھا کر بھاگ آئے
اسلئے یہ دونو حضرات اس آیت کے معنی کی پوری ضد اور برعکس ہین اور طرفہ تر یہ ہے کہ اس بیعت کے
اکثر صحابہ خصوصا اصحاب ثلثہ قائم نہین رہے اور جنگ حنین مین رسول خدا صلعم کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے
سوائے علی مرتضے اور چند مردان اہلبیت کوئی قائم نہ رہا اور جبکہ حضرت مرتضے علیہ السلام نے کفار کو
ہزیمت دی تو حضرت نے ان اصحاب بیعت کنندگان کو شرم وغیرت دلانے کے لئے اسطرح آواز دلائی یا اصحاب
السمرۃ - سمرہ اسی درخت کا نام ہے کہ جسکے تلے بیعت کی گئی تھی چنانچہ قرآن شریف سے بھی اصحاب
بیعت کنندگان کے دو گروہ پائے جاتے ہین [illegible] بیعت توڑ دینے والے اور دوسرے اپنے عہد پر

قائم رہنے والے جیساکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ
اَیْدِیْہِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا
ترجمہ یعنی جو لوگ تیری بیعت کرتے ہین وہ گویا خدا کی بیعت کرتے ہین اور انکے ہاتھ پر تیرا ہاتھ نہین ہے
بلکہ خدا کا ہاتھ ہے پس جس نے یہ بیعت توڑ دی اسنے اپنے نفس پر توڑی یعنی اسکا مظلمہ اسکے نفس پر ہے
اور جو کوئی اس عہد کو جو اُسنے خدا سے کیا ہے وفا کرے بہت جلد اسکا اجر عظیم پاوے گا اگرچہ علماے
اہلسنت بوجہ ناواقفیت اور کم سمجھی کے اس آیت کو بھی فضیلت صحابہ مین لکھ دیتے ہین اور فخریہ کہتے ہین
کہ انکی شان مین ید اللہ فوق ایدیہم نازل ہے اور نہین سمجھتے کہ یہ فقط تہدید اور دہمکی ہے اور مطلب اسکا
قابلِ فخر و ناز نہین ہے بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ جو رسول اللہ سے بیعت کرتے ہین اسکو امر حقیقت
نہ سمجھین بلکہ اپنے دلون مین خوب سمجھ لین کہ یہ بیعت رسول اللہ کے ہاتھ پر نہین کی ہے بلکہ خدا کے
ہاتھ پر کی ہے پس جو کوئی اس بیعت کو توڑے گا وہ اپنے نفس پر وبال لاوے گا اور جو کوئی عہد
وفا کرے گا اسکو بہت جلد اجرِ عظیم دیا جائے گا مگر باوجود اس تہدید اور دہمکی شدید کے بھی صحابہ نے
اس بیعت کو توڑ دیا اور جو اس عہد پر ثابت قدم رہے انہون نے اسکی عوض مین ہزارہا تحسین و آفرین
فتح خیبر حاصل کی اور حور و قصور جنت مین پائی اور ناکثان بیعت نے نفرین و ہزیمت دنیا مین اور
سخت عذاب آخرت مین پایا پس اہل انصاف اپنے دل مین غور کرین کہ اس آیت کے مصداق کون ہین
مولف اظہار الہدیٰ نے بعد ترجمہ آیت کے حوالہ قاضی نور اللہ شوستری رحمۃ اللہ علیہ اور صاحب
تقلیب المکائد کا دیکر اپنی واقفیت کتب اہل تشیع سے جتلائی ہے اسکا کوئی بہتر نتیجہ مولف صاحب کے
لئے پیدا نہین ہوا بلکہ خود انکی ہی قلم نے انکو جواب دندان شکن دیدیا اور مولف کا یہ بیان کہ علماے
شیعہ بھی کہتے ہین کہ اصحاب ثلثہ نے بیعت الرضوان کو توڑا صریح اسکی ناواقفیت کی دلیل ہے کیونکہ
تمام علماے اہلسنت محدث اور مورخ پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ اصحاب ثلثہ نے جنگ حنین مین اس
بیعت کو توڑ ڈالا دیکھئے علماے اہلسنت مین شاہ ولی اللہ صاحب کس درجہ متعصب گزرے ہین
جنہون نے ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا تصنیف فرمائی ہے وہ اپنی کتاب سرور المحزون مین حال

فراری صحابہ کا مفصل درج فرماتے ہین اور لکھتے ہین کہ سوائے حضرت علی مرتضےٰ اور عباس بن عبد المطلب
والوسفیان بن حارث بن عبد المطلب کہ رسولخدا کے چچازاد بھائی ہین صحابہ مین سے کوئی قائم نرہا بلکہ عنبر
رفقا مین سے مفصلہ ذیل آپکے خاندان کے لوگ فراری نہین ہوئے فضل وقثم پسران عباس جعفر بن ابوسفیان
بن حارث بن عبد المطلب ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب اسامہ بن زید اور انکے برادر مادری ایمن بن ام
ایمن اور عبد اللہ بن زبیر بن عبد المطلب حضرت کا چچا اور بھائی اور عقیل بن ابی طالب حضرت علی کے بھائی
یہ امر ہر غزوہ مین دیکھا گیا ہے کہ آپکے خاندان کے لوگ ہمیشہ ثابت قدم رہتے تھے اور اپرا عیزاد با وبھاگ
جایا کرتے تھے۔ احد کی لڑائی مین تو کہتے ہین کہ معرکہ جنگ سے اکثر مہاجرین فرار ہو کر ابوسفیان سے قصور
معاف کرانے کو گئے۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ خود قرآن شریف مین فرماتا ہے کہ صحابہ سے خطاب کر۔
وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم یعنی محمد فقط ہمارا
رسول ہے یعنی کچھ خدا نہین ہے اس سے پہلے بھی بہت ہی گزرے ہین پس اگر وہ مرجائے یا مارا جائے
توتم لوگ اپنے پہلے دین پر لوٹ جاؤگے اب آگے یہ ملاحظہ فرمائیے کہ خداوند تعالےٰ کے نزدیک مومن
وہ ہی لوگ تھے جو جنگ حنین مین ثابت قدم رہے کہ خود خدا تعالےٰ فرماتا ہے ثم انزل الله سکینته علی
رسوله وعلی المؤمنین وانزل جنودا لم تروها پس ظاہر ہے کہ جو لوگ جنگ مین مفرور
ہوئے وہ زمرۂ مومنین مین داخل نرہے کیونکہ مومنین پر نزول سکینہ ہوا اور جن پر نزول سکینہ ہوا
وہ فراری نہین ہوئے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب بعد اسکے لکھتے ہین کہ یعنی جب ثبات قدمی مومنین اور
امداد لشکر غیبی یعنی ملائکہ سے دشمن پسپا ہوئے تو حضرت نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ بآواز بلند ان
لوگون کو اسطرح پکارو یا اصحاب السمرة اور راز سمرہ کے لفظ مین یہ تھا کہ سمرہ نام اسی درخت کا ہے کہ جسکے
نیچے بیعت الرضوان واقع ہوئی تھی اسکے یاد دلانے سے فقط یہ ہی مقصد تھا کہ لوگون کو وہ بیعت یاد آوے
جسکو یکلخت توڑ ڈالا ہے اب اس آیت بیعت الرضوان ثم انزل اللہ الخ کی تطبیق کیجیے کہ جو لوگ اس
آیت مین بزمرہ مومنین تعبیر کیے گئے ہین وہ وہی ہین جنکی نسبت ارشاد ہوا ہے لقد رضی الله عن
المؤمنین اسلیے ثابت ہوا ہے کہ سوائے خاندان رسالت کے اور کوئی مصداق آیت مستدلہ کا نہین ہے

مزاطاعنی وهو كلمة التی الزمتها المتقین فمن احبه احبنی ومن ابغضه
ابغضنی فبشره بذلك فبشرته الخ خلاصہ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ خدا تعالے نے
حضرت علی علیہ السلام کے لئے فرمایا کہ وہ رایت ہدایت اور امام اولیا رمیرے کا ہے اور میرے مطیعان کا
نور ہے اور علی وہ کلمہ ہے کہ جسکو لازم پکڑا ہے متقین نے پس جو اُسکو دوست رکھتا ہے وہ مجھکو دوست
رکھتا ہے اور جو اُس سے بغض رکھتا ہے وہ مجھسے بغض رکھتا ہے پس ثابت ہے کہ یہ آیات اُن مومنین
کی شان مین ہین کہ جنہون نے صلح حدیبیہ پر متابعت رسولخدا صلعم اور علی مرتضے کی کی اصحاب ثلثہ کا
کوئی تعلق اس آیت سے نہین ہے کتب معتبرہ اہل سنت مین درج ہے کہ اصحاب ثلثہ اور دیگر پیروان و
متبعان انکے مخالف صلح رہے یہ لوگ نہ ہدے اور قربانی مین شریک ہوئے نہ حلق سر مین رسولخدا کا ساتھ دیا
اور طرفہ یہ ہے کہ اس صلح کے مخالف اکثر وہ لوگ تھے جو ہمیشہ لڑائی مین سختی مارکے وقت فرار ہوجایا کرتے تھے
اور علاوہ مخالفت صلح کے رسولخدا صلعم پر الزام دروغگوئی کا لگاتے تھے اور آپس مین کہتے تھے کہ دیکھو وہ
خواب حضرت کا سچا نہ تھا چنانچہ مفسرین اہل سنت نے بھی اس موقعہ پر لکھا ہے کہ ... بعد از رجوع از حدیبیہ
بعضے از صحابہ گفتند تعبیر خواب پیغمبر صلعم راست نہ شد وطواف خانہ کعبہ نکردیم وحلق وتقصیر بجا نیاوردیم جس
کے جواب مین خداوند تعالے اس گروہ کی تکذیب کرکے فرماتا ہے لقد صدق الله الرؤیا بالحق
لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله امنین الخ یعنی راست کیا ہے خداوند تعالے نے اپنے رسول کے
خواب کو ساتھ راستی کے البتہ داخل ہونگے ہم مسجد الحرام مین انشاء اللہ تعالے امن کے ساتھ بعد اسکے
فرماتا ہے - هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله وکفی بالله شهیدا
یعنی خداوند تعالے وہ ہے کہ جس نے بھیجا اپنے رسول کو ساتھ ہدایت اور دین حق کے تاکہ غالب کرے
اس دین کو تمام ادیان پر اور کافی ہے خداوند تعالے واسطے گواہی دینے اپنے رسول کی نبوت ورسالت
کے مطلب ان آیات کا بہت صاف یہ ہے کہ خداوند تعالے نے صحابہ مخالفین صلح حدیبیہ اور رویائے صادقہ
نبوت پر شک لانیوالون کو ملزم کیا ہے اور انکے شکوک اور مخالفت کا جواب دیکر جتلایا ہے کہ اسکا دین تمام
ادیان پر غالب ہوگا اسکی رسالت تمہاری گواہی کی محتاج نہین ہے اسکے بعد وہ آیت ہے جس پر مؤلف نے

بھی بہت استدلال کیا ہے۔ **قال** آیت پانزدہم۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء
علی الکفار رحماء بینہم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من
اثر السجود الخ **ترجمہ** یعنی محمد الرسول اللہ اور وے لوگ جو اسکے ساتھ ہین یعنی مطیع شدید ہین کفار
پر اور رحیم ہین باہم دیکھتا ہے تو انکو رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے طلب کرتے ہین وہ
فضل اور خوشنودی خداوند تعالےٰ کی علامتین انکی چہرون مین اثر سجدون سے یہ صفات مذکور ہین ان کی
توریت مین اور انجیل مین مثال زراعت کی کہ پہلے ایک نازک پتی نکلتی ہے پھر قوی ہوکر مضبوط ہوجاتی ہے
اور اپنے ساق پر کھڑی ہوجاتی ہے تو کسان کو خوش کر دیتی ہے **اقول** یہ تمام آیت اس گروہ کی شان
مین ہے جو مومن پاک عقیدت اور صلح حدیبیہ مین رسول اللہ کی اطاعت کرنیوالی تھی اور جنکے حق مین نزول
سکینہ ہوا اصحاب ثلثہ اور انکے گروہ ہرگز اس مین داخل نہین حضرت عثمان تو موجود ہی نہ تھے حضرت عمر
کی پوری مخالفت صلح حدیبیہ پر ثابت ہو چکی باقی رہے حضرت ابوبکر اور انکے ہم مشرب سو یہ لوگ نہ یہان
شریک ہوئے نہ وہان اب فقط باقی رہے حضرت علی یا دیگر اصحاب شیعیان علی کہ جنہون نے رسولخدا کا
اتباع کیا پس یہی لوگ ان آیات اور مثال مندرجہ توریت وانجیل کے مصداق ہین اور درخت
مندرجہ مثال کے بارے مین صاف حدیث موجود ہے کہ ہمارے شیعہ برگ اس درخت کے ہین علاوہ
اسکے اگر کسی کو اسطرح یقین نہ آوے تو صفات مندرجہ آیات کو ایک ایک اصحاب کے حال سے مطابق
کرنا چاہیے کہ اصحاب ثلثہ مین مطلق کوئی بھی صفت ان صفات مین سے نہ ملے گی۔
بعض سادہ لوح حضرت عمر کی سخت باتون کو داخل شدت سمجھ لیتے ہین حالانکہ شدت بر کفار وہ ہے کہ
جو میدان جنگ مین کفار پر کیجاوے جیسے کہ حضرت علی مرتضیٰ سے معارک جنگ بدر واحد وخندق و
خیبر وغیرہ مین ظاہر ہوا نہ کہ جناب فاطمہؑ کے گھر پر لکڑیان چن دینا اور سبنام معصومہ سے حسین کر پاک کر دینا
اس آیت کا مصداق ہو سکتا ہے بلکہ پوری مخالفت اشداء علی الکفار رحماء بینہم کی ثابت ہوتی ہے
ایسے ہی جو حضرت عثمان کو فساق ومنافقین بنی السد پر رحم کرنے سے رحماء بینہم کا مصداق ٹھیرانا عقل کے
خلاف ہے خالص ومخلصین صحابہ عمار یاسر وحذیفہ وغیرہ پر ان کا شدت کرنا اور مروان وغیرہ پر رحمت

کرنا صریح دلیل مخالفت صفات مندرجہ آیت ہذا کی ہے ۔
رحماء بینہم کے مصداق بھی حضرت علی مرتضیٰ اور حسنین علیہم السلام تھے کہ سورہ دہر مین رحمت بہ تفاوت
مذکور ہے تین روز تک خود فاقہ کرین اور ہمراہ حسنین کو عطا فرمایا بنی نفیسہ مومنہ کے لیے پانی کی تسکین
حضرت علی نے کھینچین بیوہ مسلمہ کے بچون کے لئے رات کو تنور روشن کیی اپنی حاجت پر حسنین کی حاجت کو
مقدم رکھا اسلیے مولف اظہار الہدیٰ کا ان آیات پر استدلال کرنا محض فضول ہے۔ **قال** شانزدہم
آیت رکوع ۱ سورہ حجرات پارہ الینا ۔ ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ
الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ہم الراشدون ترجمہ لیکن اللہ نے محبت دی
تمہارے دلون مین ایمان کی اور اچھا دکھایا اسکو تمہارے دلون مین اور برا لگایا تمہاری طرف کفر اور گناہ
اور بے حکمی کو یعنی تسے ہرگز کفر اور گناہ اور بے حکمی سرزد نہوگی وہ لوگ وہی ہین نیک چال پر
اقول وبہ نستعین ۔ افسوس ہے کہ تیرہ سو برس سے علمائے اہل سنت کو یہ آیت عصمت صحابہ دکھائی نہ دی
اب دیکھیے مولوی جہانگیر خانصاحب نے ذراسی توجہ سے صحابہ کی عصمت آیت قرآنی سے ثابت کر دی اب
اس سے زیادہ عصمت اور کیا ہوگی کہ خدا تعالےٰ نے اقرار کر لیا کہ تسے گناہ اور کفر اور فسق سرزد نہ ہوگا افسوس
یہ ہے کہ ہمارے مخاطب نہایت درجہ سادہ لوح ہین انکو دراصل نہ فہم معنی قرآن کا مادہ ہے نہ عربی سمجھ
سکتے ہین نہ شان نزول آیت سے خبردار ہین اور طرہ اسپر یہ ہے کہ تحریر آیات اور اسکے معنی مین اپنی طرف سے
تحریف وتبدیل کرتے ہین جو ترجمہ مولف نے کیا ہے بالکل غلط ہے اور جو یہ مطلب نکالا ہے کہ تم سے
ہرگز کفر اور گناہ اور فسق سرزد نہ ہوگا مخالف آیت قرآن ہے ۔ اس آیت کے صاف معنی اور ترجمہ یہ ہے
ولیکن خدا نے دوست کیا ہے تمہاری طرف ایمان کو یعنی حکم خدا یہ ہے کہ ایمان کو دوست رکھو اور اپنے
دلون مین اس کی تزئین کرو یہ نہین ہے کہ اچھا دکھایا اسکو تمہارے دلون مین اور مکروہ کیا ہے طرف
تمہاری کفر اور فسق اور گناہ کو یعنی ان سے بچنے کا حکم کیا ہے پس جو لوگ اسکے عامل ہین وہی رشید
ہین یہ تو بہت موٹی بات ہے کہ اگر خداتعالےٰ اصحاب کو مخاطب کر کے یہ فرماتا کہ تمہارے دل مین مین نے
محبت ایمان کی ڈالدی اور اسکو تمہارے قلوب مین مزین کر دیا ہے اور مکروہ کر دیا ہے تمہارے دلون مین

کفر اور فسوق اور عصیان کو تو ساتھ ہی اسکے یہ بھی ارشاد ہوتا وانتم راشدون یعنی تم رشید اور ہدایت یافتہ ہو اولئک ھم الراشدون نہ ہوتا اسکے کیا معنی کہ تعریف تو ہماری اور رشید دوسرا قرار پاوے۔ مولف اظہار الہدےٰ نے اس آیت کا پہلا حصہ براہ تحریف درج ہنین کیا اُس سے شان نزول آیت معلوم ہو جاتی یہ آیت پوری اسطرح ہے یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین واعلموا ان فیکم رسول اللہ لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ھم الراشدون

ترجمہ یعنی اے مسلمانو اگر کوئی دروغگو یا فاسق کوئی خبر تمہارے پاس لاوے تو اسکا تفحص کرو تا کہ کسی گروہ کو اپنی جہالت سے آفت مین نہ ڈالو پس پشیمان ہو جاؤگے اپنے افعال پر یعنی کافر سے کوئی خبر سنکر تعجیل مت کرو اور کسی گروہ مسلمان کو کافر سمجھ کر قتل مت کر ڈالو۔ اور جان لو کہ رسول اللہ صلعم درمیان تمہارے ہین یعنی قول دروغ یا بالغرض مت کرو اگر وہ بہت سے امور مین تمہارا کہنا کرے تو البتہ تم ہلاکت مین پڑو ولیکن خدا نے دوست کیا ہے طرف تمہاری ایمان کو اور اپنے دلون مین اسکی تزئین کرو اور مکروہ کیا ہے طرف تمہاری فسق اور گناہ کو یعنی اسسے بچنے کا حکم ہے بس جو لوگ اسکے عامل ہین وہی رشید ہین۔ شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ حضرت صلعم نے ولید بن عقبہ کو بنی مصطلق پر عامل کر کے بھیجا ان مین باہم ایک خون کا جھگڑا پہلے سے تھا وہ بیچارے ڈر کے مارے ولید کے استقبال کو نکلے ولید اس استقبال کو مقابلہ سمجھ کر بھاگ آئے اور حضرت سے کہدیا کہ بنی مصطلق مرتد ہو گئے حضرت نے خالد بن ولید کو مع ایک جماعت بنا بر دریافت حال بھیجا اور ہدایت کی کہ جلدی نہ کرین اور بخوبی تحقیقات و تفتیش کرین اس بارہ مین یہ آیت نازل ہوئی اصحاب ثلثہ سے اس آیت کو کوئی تعلق ہنین نہ کسی کی اس سے منقبت و فضیلت نکلتی ہے بلکہ ہدایت اور تہدید ہے اگر خالد بن ولید کی اس معاملہ مین کوئی فضیلت پیدا کرو تو اور رذالت نکلے گی کیونکہ باوجود اس ہدایت کے مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کو انہون نے باوجود گزرجانے شہادت انکی اسلام کے مرتدون کے شامل قتل کر ڈالا اور اسکی حسین زوجہ سے اسی شب بلا لحاظ عدت ہمبستر ہوئے اسلئے ایسی آیات پر استدلال کرنا دلیل کم علمی ہے۔ قال آیت ہفتدہم رکوع ا۔ سورہ حشر سپارہ ۲۸

للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارھم و اموالھم یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا ط

اقول وبہ نستعین - یہ آیت فقرا مہاجرین کی شان مین ہے اور وہ سب کے سب مومن صادق اور کامل مکمل تھے انکے فضائل مین کسی کو کلام نہین - مگر مولف صاحب کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ آیت کس معاملہ مین نازل ہوئی ہے اگر ذرا بھی خبر ہوجاتی تو اُسکے پاس بھی نہ بھٹکتے یہ آیت منجملہ آیات تصرف مال فے کے ہے جس مین آمدنی جائداد فدک و بنی النضیر و خیبر وغیرہ کی ہے اور خداوند تعالے نے اسکو تین حصون پر منقسم کر کے ہدایت کی ہے کہ ایک حصہ خدا کا اور ایک حصہ رسول اللہ کا اور ایک حصہ ذوی القربےٰ یعنی اہل بیت پیغمبر کا ہے اور حصۂ خدا کی تشریح کی ہے کہ فقرا مہاجرین اور مسافر وغیرہ پاوین ایسا نہو کہ مالدار دولت سمجھ کر متصرف ہون مولف صاحب کا استدلال اس آیت پر محض بے سود ہے - فقرا کی مناقب اغنیا پر کیسے صادق آیگی -

ثبوت قرآنی صاحب اظہار الہدیٰ کا ختم ہوا - یعنی آگے ترجمہ کے قرآن مین کوئی آیت ایسی نظر نہین پڑی جس مین مہاجرین کا لفظ دیکھا ہو ؞

روایت آئمہ کرام مندرجہ کتب شیعہ سے فضائل و مناقب اصحاب ثلثہ کا ثبوت

بعد حوالہ آیات قرآنی کے مولف نے براہِ سادہ لوحی اکثر کتب شیعہ کے حوالے دئے ہین اور اپنے ذہن مین سمجھا ہے کہ ان حوالون سے اثبات فضیلت اصحاب ثلثہ ہوتا ہے حالانکہ قضیہ منعکس ہے -

یہ امر ظاہر ہے کہ دور آئمہ علیہم السلام مین مخالفین کا اسقدر زور و شور رہا کہ وہ بزرگوار امر حق کو سوائے اپنے معتبر شیعون کے ہرگز غیر کے روبرو بیان نہین کر سکتے تھے اگرچہ اُس زمانہ مین بھی عوام لوگ اس امر کو جانتے تھے کہ آئمہ علیہم السلام اصحاب ثلثہ سے تبرا کرتے ہین اور اسلئے عام لوگ انکی طرف رجوع نہین ہوتے یہی وجہ تو ہے کہ اہل تسنن باوجود تسلیم افضلیت و علمیت آئمہ اطہار کے ابو حنیفہ و شافعی وغیرہ کے مقلد ہوئے اور آئمہ علیہم السلام کی تقلید سوائے سادات عظام اور بعض قبائل انصار و اولاد شیعیانِ حیدر کرار کے اور کسی نے نہ کی اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ اکثر لوگ امرا و سلاطین کیطرف سے بطور مخبری آئمہ علیہم السلام کے پاس اسی تفتیش کے لئے آیا کرتے تھے اور معتقد خاص بنکر اصحاب ثلثہ کے بارے مین

سوالات کیا کرتے تھے لیکن حضرات ائمہ دوست اور دشمن کو بروے علم امامت شناخت کر لیتے تھے
پس جب کسی دشمن نے براہ مخبری مین نسبت اصحاب ثلثہ سوال کیا اسکی روبرو بروے تقیہ ایسے
الفاظ نسبت اصحاب ثلثہ بیان فرماتے کہ ظاہر پرست انکو مناقب بیان کرتے اور اصلی معنی اسکے مذمت
پر حتوی ہوتے ایسے اکثر معاملات پیش آئے ہین ایک شخص خلفائے بنی عباس کا مقرب خفیہ مذہب شیعہ
رکھتا تھا لوگون نے بادشاہ سے مخبری کی کہ وہ مقرب شیعہ ہے بادشاہ اسکی تصدیق کی فکر مین ہوا
اور امام علیہ السلام نے اسکو خط لکھا کہ آئندہ اسطرح وضو کیا کر تین کلیان کر اور تین مرتبہ ناک مین پانی
اور تین مرتبہ منھ دہو اور پھر دونون ہاتھ کہنیون تک دھو اور سر پر مسح کر اور کانون مین انگلی دے کر
گردن کا مسح کر اور پھر پیرون کو دھو مقرب مذکور امام کا خط پہنچتے ہی بہ تعمیل ارشاد اسی طرح وضو
کرنے لگا ایک روز بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ اسکو خفیہ کسی جگہ سے وضو کرتا ہوا دیکھو تو اسکے مذہب کا
حال معلوم ہو جائے گا چنانچہ بادشاہ نے کسی جگہ مخفی سے اسکو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو مطابق اہلسنت
طریق کے پایا مخبر کو اسیوقت سزا دی اور مقرب کا درجہ بڑھایا بعد اسکے امام علیہ السلام نے لکھ بھیجا کہ
آئندہ بموجب طریقہ اہلبیت وضو کیا کر تب اس مقرب کو مخبری وغیرہ کا حال معلوم ہوا اگر ایسے تحریر
امام کی کسی غیر شخص کو مل جاتی تو کتنی بڑی سند اپنے طریقے کے وضو کی سمجھتا کیونکہ اصلیت معاملہ سے
تو اسکو آگاہی ہی نہین تھی پس مولف کا یہ استدلال کہ حضرت ابوبکر کو کسی امام نے صدیق کہا تو اس سے
انکو کوئی فائدہ نہین پہنچتا کیونکہ غیرون کی روبرو براہ تقیہ فرماتے تھے اس زمانے مین تمام شیعہ اہل
سنت کی دلداری کے لئے اصحاب ثلثہ کی نسبت تعظیمی الفاظ استعمال کرتے تھے حالانکہ بروے عقائد
مذہبی وہ اسکے مخالف ہین اور اس زمانہ مین تو آزادی ہر طرح کی حاصل ہے اور اس زمانہ مین بغیر
تقیہ کے جان بچانا دشوار تھا اگر کوئی موقعہ کسی کے سوال یا اصرار پر انکی نسبت ذکر کرنے کا ہوتا تو
اسکو بلطائف الحیل ٹالتے اور اگر اغماض ممکن نہ ہوتا تو ایک دو لفظ ایسے ذومعنین بیان کرتے کہ
حق سے بھی انحراف نہ ہو اور سائل بھی بدگمان نہو پس اگر اس قسم کا کوئی لفظ کتب شیعہ مین پایا بھی
جاتا ہے تو وہ بروے تقیہ ہے اور بعض مقامات پر ذومعنین ہے بعض سادہ لوح ان الفاظ

الحمول بر تعریف صحابہ سمجھ کر سند ابنی پیش کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ جب علماء شیعہ سے منحرف ہین تو ان الفاظ سے ان پر کب حجت ہو سکتی ہے ایسے ہی مولف اظہار الہدیٰ نے بعض فقرات مندرجہ نہج البلاغہ وغیرہ کتب شیعہ کی عبارت سے سند پیش کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فلان شخص کی تعریف مین کچھ کلمات فرمائے اور فلان سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہین یا حضرت عمر ہین لیکن مولف صاحب کی کم فہمی تو اسی سے ثابت ہے کہ اگر اس مین کوئی راز سربستہ نہ تھا تو نام لینے سے کیون گریز ہوئی اور بجائے نام فلان کیون فرمایا اسکی وجہ یہی ہے کہ اُس کلام مین اشارات وکنایات ہین اور مشار الیہ کی سخت مذمت ہے مگر بنظر تقیہ نام ظاہر نہین کیا ہے چنانچہ مولف اظہار الہدیٰ فرماتے ہین۔

قال المولوی جہانگیر خان۔ اول قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نہج البلاغہ مین جو شیعون کے نزدیک ایسی معتبر کتاب ہے۔ مرقوم ہے۔ للہ در فلان فلقد قوم الاود وداوی العمد واقام السنۃ خلف البدعۃ ذہب نقی الثوب الخ۔ **یعنی** خدا انعام کرے فلانے پر البتہ اسنے کجی کو سیدھا کیا اور ستون کی صلاح کی کھڑا کیا سنت کو پیچھے ڈالا بدعت کو پاکدامن گیا عیب بالی اسنے خوبی خلافت کی اور آگے گیا فساد و خلاف سے ادا کی خدا کی طاعت بندگی اسکی پرہیزگاری کی جیسی کہ چاہئے کوچ کیا اور چھوڑ گیا راہین بیچ در بیچ کہ اسمین گمراہ راستہ نہین پاتا اور راہ پانیوالا یقین کرتا ہے۔ **اقول** **بستعین** سیاق تو بادنی التفکر مین ہی ناظرین کو معلوم ہوگا کہ کلام حضرت علی مرتضیٰ کی معمولی عبارت نہین ہے اور جو الفاظ عموماً ان معنی مین بولے جاتے ہین استعمال نہین کیے ہین بلکہ خوب غور و تامل کے ساتھ ایسے الفاظ تلاش کیے ہین کہ دوسرے معنی پر بھی دلالت کرتے ہون ہم نے جو اوپر روایت تقیہ کا بیان کیا ہے اسکا ثبوت کے لئے فقط یہی عبارت نہج البلاغۃ کافی ہے ناظرین غور کرین فقرہ اول قوم الاود جس کے معنی مولف اظہار الہدیٰ نے لکھے ہین کہ کجی کو سیدھا کیا لیکن اسکے معنی یہ بھی ہو سکتے ہین کہ کجی کو قائم کیا۔ وداوی العمد جسکے معنی اصلاح ستون لکھے ہین یہ بھی ہو سکتے ہین کہ ٹیڑھا کیا ستون کو اور سیاق عبارت اسی کا مقتضی ہے کہ فلان ایسا تھا کہ اسنے کجی کو قائم کیا اور ستون قویم دین اسلام کو کج کیا۔ اقام السنۃ جسکے معنی کھڑا کرنا سنت کا لکھا ہے کھڑا کرنا ضد ہماری مین بولا جاتا ہے پس سنت کے کھڑا کر دینے سے یہ مطلب بھی ہو

سکتا ہے کہ اجرائے سنت کو بند کر دیا خلاف البدعۃ۔ کے صاف معنی ہین کہ بدعت کو دنیا مین ایسے بعد چھوڑ گیا
زیب تھی شوب۔ اسکے صاف معنی ہین کہ پاکدامنی کو دور کر گیا مولف نے خوب کے معنی گیا غلط لکھے ہین یا
بلکہ لیگیا دور کر گیا لیعنو گیا وغیرہ وغیرہ ہو سکتے ہین قلیل العیب کوئی صفت ہنین السلام علی من اتبع الہدیٰ کا
مضمون ہی جس سے یہ مراد ہے کہ نسبت دوسرون کی اسکے عیب کم تھے۔ اصاب خیرھا کے معنی مولف نے
لکھے کہ پائی اسنے خوبی خلافت کی اسکے یہ معنی ہین کہ گرا گیا اسکی نیکی کو اگر ضمیر راجع بطرف خلافت ہے تو
صاف مطلب یہ ہے کہ نہایت بیجا طور سے خلافت کی وسبق سرہا۔ آگے گیا فساد خلافت سے اسکے یہ بھی
معنی ہو سکتے ہین کہ سبقت لیگیا بدی مین۔ ادی الیہ طاعتہ جسکے معنی مولف نے یہ لکھے ہین۔ ادا کی
خدا کیطرف بندگی اسکی۔ اسکے یہ معنی بھی ہو سکتے ہین کہ الٹ دے خدا طاعت اسکی یعنی طاعت اس کی
مبدل بمعصیت کر دے آگے بہت صاف عبارت مذمت ہی کہ لوگون کو گمراہی مین ڈال کر کوچ کر گیا
اور وہ لوگ اُس گمراہی مین ہدایت نہین پاتے ہین مگر یقین یہ کرتے ہین کہ ہم راہ پانے والے ہین۔
اب مولف صاحب کا نہایت چونک کر یہ فرمانا کہ ہان خوب یاد آیا کہ شیعیان حسادینے بجائے نام حضرت
ابوبکر یا حضرت عمر کے فلان بنا دیا کسقدر عقل کے خلاف ہے اگر بالفرض شیعون نے ایسا کیا تو آپ کو
ان کا شکریہ ادا کرنا لازم تھا نہ کہ الٹی شکایت زیبا تھی۔ **قال**۔ دوم از کشف الغمۃ سئل الامام ابو جعفر
علیہ السلام عن حلیۃ السیف ھل یجوز قال نعم قد حلی ابو بکر الصدیق سیفہ وقال الراوی اتقول ہکذا الخ
یعنی سوال کئے گئے امام ابو جعفر علیہ السلام تلوار کے زیور سے کہ آیا جائز ہے پس فرمایا آپنے ہان ابوبکر
صدیق نے اپنی تلوار کو آراستہ کیا تھا زیور سے کہا راوی نے آیا تم بھی کہتے ہو ایسا۔ یعنی کہا آپ بھی
ابوبکر کو ابوبکر صدیق کہتے ہین پس اچھل پڑے امام اپنی جگہ سے۔ پس فرمایا ہان مین کہتا ہون صدیق
ہان ہین کہتا ہون صدیق ہان ہین کہتا ہون صدیق اور جو کوئی اُسکو صدیق نہ کہے نہ سچا کیجیو ایت
اسکے قول کو دنیا اور آخرت مین دیکھو امام محمد باقر علیہ السلام نے ابوبکر کو صدیق کہا سائل جو شیعہ تھا
اسنے بہ طور تعجب کے عرض کیا کہ آپ بھی انکو صدیق کہتے ہین۔ الخ۔ اور اس روایت کی تائید مین تین
حوالے اور دئے ہین جن مین ابوبکر کا صدیق موسوم ہونا درج کیا ہے۔ اول حوالہ تفسیر علامہ طبرسی سے

بذیل آیہ - والذین جاء بالصدق وصدق بہ اولٰئک ہم المتقون کہ علامہ طبرسی نے لکھا ہے کہ قیل الذی جاء بالصدق رسول اللہ وصدق بہ ابوبکر دوم حوالہ فضیل شیعہ کہ بحوالہ حدیث ابو داؤد لکھا ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ جنت مشتاق تین شخصونکی ہے تو لوگون نے ابوبکر سے کہا کہ تم صدیق ہو اور ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ہو تم حضرت سے دریافت کرو کہ وہ تین کون ہین سویم بحوالہ احتجاج طبرسی روایت نقل کی ہے کہ جبل حرا نے جنبش کی تو فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ تجھپر سوائے نبی اور صدیق اور شہید کے اور کوئی نہین ہے۔

اقول و بہ نستعین ہاستدلال مولف سے یہ امر تو ثابت ہوا کہ لوگ متعجب ہوتے تھے کہ امام نے حضرت ابوبکر کو صدیق کیون کہا اسلیئے کہ وہ جانتے تھے کہ یہ صحابہ کا سب و شتم جائز جانتے ہین اب رہا یہ امر کہ سائل کون تھا آیا مخالفین کا مخبر تھا یا شیعہ اور اگر شیعہ تھا تو اسوقت مجلس مین کوئی غیر شخص موجود تھا کہ جسکے خوف سے ایسا فرمایا پس ایک تو سائل کا متعجبانہ یہ کہنا کہ آپ بھی انکو صدیق کہتے ہین دلیل اسبات کی ہے کہ وہ غیر مذہب تھا اگر شیعہ ہوتا اور اسقدر بیوقوف بھی ہوتا کہ محل اور موقع پر نظر نہ کرتا تو یہ کہتا کہ آپ کیون انکو صدیق کہتے ہین یہ نہ پوچھتا کہ آپکے نزدیک بھی وہ صدیق ہین دوسرے یہ کہ امام کا جواب خود دلیل اس امر کی ہے کہ سائل سنی تھا اگر شیعہ ہوتا تو اسکو حوالہ ابوبکر صدیق سے حکم جواز نہ فرماتے کیونکہ حضرت ابوبکر بالاتفاق شیعہ و سنی مجتہد نہ تھے اور امام ہرگز شیعہ کو حکم تقلید غیر مجتہد کا نہین دے سکتے تھے نہ کبھی کسی امام نے خلفا کے حوالے سے کوئی مسئلہ شیعون سے فرمایا ہے ہان سنی تقلید کے لئے مجتہد کی حاجت نہین رکھتے انکے نزدیک امارت کافی ہے اور امام کا کام یہ ہے کہ جیسا شخص انکی خدمت مین حاضر ہو کر سوال کرے ویسا ہی اسکو جواب دین یعنی اگر کوئی یہودی اور نصرانی بھی آپ سے مسئلہ دریافت کرتا تو آپ بموجب توریت و انجیل جواب مسئلہ دیتے اسی لئے جناب علی مرتضےٰ کی شان مین مفتی ہر چہار دفتر وارد ہے اسلیئے صاف ظاہر ہے کہ لفظ صدیق بروئے تقیہ فرمایا علاوہ اسکے لوگون نے کثرت استعمال سے انکا نام صدیق ڈالدیا تھا جیسا کہ لکھنؤ مین ایک پہلوان کا نام صدیق تھا تو محض نام ہونے سے درجہ صدیقیت جو مرتبہ انبیاء ہے حاصل نہین ہو سکتا ورنہ جناب سرور کائنات صلعم نے کبھی لقب صدیق حضرت ابوبکر کو نہین دیا بلکہ صدیق اکبر دراصل لقب جناب علی مرتضےٰ کا ہے اور فاروق بھی انہین کا

لقب ہے غصب خلافت کیساتھ یہ لقب بھی غصب ہے کُتب احادیث معتبرہ اہلسنت سے ثابت ہے کہ سوائے حضرت علی مرتضےٰ کے اور کوئی شخص امت محمدی مین صدیق نہین آپ ہی فقط صدیق ہین۔ اخرج الطبرانی عن سلمان وابوذر رضی اللہ عنہما معاً ان النبی صلعم قال العلی ان ہذا اول من آمن باللہ وہو اول من یصافحنی یوم القیامۃ وہذا الصدیق الاکبر وہذا فاروق ہذہ الامۃ یفرق بین الحق والباطل وہذا یعسوب للمومنین الخ یعنی۔ روایت کی ہے طبرانی نے سلمان وابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کی نسبت فرمایا کہ یہ وہ ہے جو سب سے پہلے ایمان لایا یہ وہ ہے جو قیامت کے دن سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریگا اور یہی ہے صدیق اکبر اور یہی ہے فاروق اس امت کا کہ فرق کریگا درمیان حق وباطل کے اور یہی ہے یعسوب مومنین کے لئے (یعنی سردار) واقعی حق وباطل مین سوائے جناب علی مرتضےٰ کے اور کسی نے فرق نہین کیا ورنہ عام لوگ سب صحابون کو بزرگ و نیک سمجھتے تھے آپکے ہی ذریعہ سے تشخیص مومن ومنافق کی صحابہ مین ہوئی۔ واخرج النسائی والحاکم ایضاً من عباد بن عبد اللہ قال سمعت علیاً یقول انا عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر یعنی۔ روایت کی ہے امام نسائی اور حاکم نے اپنی صحیح اور کتاب مستدرک مین عباد بن عبد اللہ سے کہ کہا اُسنے سنا مینے حضرت علی کو یہ کہتے ہوئے کہ مین بندۂ خدا ہون اور رسول اللہ کا بھائی ہون اور مین صدیق اکبر ہون۔ حافظ ابونعیم نے اپنی حلیۃ الاولیا مین یہ روایت درج کی ہے۔ علاوہ انکے امام فخر الدین رازی امام ثعلبی امام احمد بن حنبل مسند خود مین اور ابن شیرویہ کتاب فردوس مین اور ابن المغازلی روایت کرتے ہین کہ صدیق تین شخص ہین حبیب نجار کہ مومن آل یٰسین ہے اور حزقیل کہ مومن آل فرعون ہے اور حضرت علی مرتضےٰ اور ان دونون سے افضل ہین روایات مذکورہ بالا سے یہ امر تو ثابت ہوگیا کہ امت محمدی مین سوائے حضرت علی کے اور کوئی صدیق نہین ہے یہان سے حضرت ابوبکر کی صدیقیت قطعی باطل ہوتی ہے اگر ہمارے مخاطب کتب عربیہ کے مطالعہ سے قاصر و عاجز ہون تو ہم فارسی کتب کا حوالہ دیتے ہین دیکھئے مدارج النبوت مین شیخ عبد الحق دہلوی اور مولوی مبین شہانوی وسیلۃ النجات مین نقلاً عن المدارج لکھتے ہین تسمیہ کرد او را ابوطالب علی وتسمیہ نمود پیغمبر خدا صلعم او را الصدیق ولقب کرد بہ امین وشریف وہادی ومہدی

واذن واعیہ و یعسوب الائمہ وغیرہ۔ سو یدان روایات کے مولف صاحب کا وہ استدلال بھی ہو کہ جو احتجاج طبرسی سے قصہ جنبش کو حرالکھا ہے کہ اسمین صاف طور سے حضرت علی نے اپنی نسبت رسول اللہ صلعم کا صدیق و شہید فرمانا بیان کیا ہے مگر ہمارے مخاطب صاحب لفظ صدیق پر ایسے گرویدہ ہین کہ جس کی شان مین یہ لفظ لکھا ہوا دیکھین گے اسکو حضرت ابوبکر سے ہی منسوب کرینگے۔

علامہ طبرسی کی تفسیر مین اگر قیل کے بعد ابوبکر کا صدیق ہونا درج ہے تو کوئی تعجب کی بات نہین مفسرین کا قاعدہ ہے کہ ہر رطب و یابس روایات کو لکھتے ہین قابل احتجاج ان کا وہ قول ہوتا ہے جہان قول فیصل لکھتے ہین کتب شیعہ مین کیا روایات عامہ نہین ہین جو یہ خیال کیا جاوے کہ علمائے اقوال اہل خلاف کو اپنی کتب مین درج نہین کیا۔ صدہا روایات اہل خلاف کی لکھ کر تردید کرتے ہین یہی کتب و تفاسیر اہل سنت کا حال ہے کہ محدث و مفسر روایات موضوعہ تک لکھ جاتے ہین اور قول فیصل مین اسکی تحقیق کرتے ہین کہ فلان روایت موضوعہ ہے جیسا کہ اکثر محدثین و مفسرین کی عادت ہے اور خصوصاً جو روایت بلفظ قیل کے بعد درج ہو اسکی نسبت حجت کرنا تو بیشک ایسے ہی عالم کا کام ہے جیسے کہ ہمارے مخاطب ہین۔ علاوہ ازین سیاق آیت ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت ابوبکر سے کچھ علاقہ نہین کیونکہ جب آیت مین اولئک ہم المتقون درج ہے تو جسکا مصداق شخص واحد نہین ہو سکتا بلکہ ایک جماعت مومنین اس سے مراد ہے لیکن قضیہ صلح حدیبیہ اور معارک جنگ مین تنہا چھوڑ جانا رسولخدا صلعم کو اور حملہ آور ہونا رسولخدا پر عقبہ مین اور انکار کرنا تمسک ثقلین سے اور تخلف کرنا جیش اسامہ سے اور نہ حاضر ہونا کفن و دفن رسول امین اور غصب کرنا حقوق اہلبیت پیغمبر کا مستلزم اس امر کے ہین کہ اصحاب ثلثہ اس آیت شریف کے مصداق نہین ہین۔

ہمکو نہایت تعجب اس امر کا ہے کہ مخاطب نے اپنی تالیف کو کسطرح انوار الہدیٰ کا جواب مشہور کیا ہے اسکے مطالب و مقاصد پر شاید مخاطب نے نظر نہین کی یا اسکی تردید کرنے سے قاصر ہوئے +

انوار الہدیٰ کا اصلی مقصد یہ ہے کہ جو آٹھ صفات خلیفہ برحق کی قرار دیگئی ہین وہ بالاستیعاب و بہیئت مجموعی حضرت علی مرتضیٰ مین موجود پائی جاتی ہین اور خلفائے ثلثہ مین ایک بھی صفت منجملہ صفات خلافت ثابت نہین ہوئی جواب اسکا البتہ یہ ہو سکتا تھا کہ صفات مقررہ فلان فلان وجوہ سے قائم کرنے کی

قابل نہین ہین یا بصورت تسلیم فلان فلان وجوہ سے وہ صفات خلفائے ثلثہ مین پائے جاتے ہین لیکن مخاطب صاحب نے اسکی بحث ہی نہین کی اور ایسے سکوت مین گئے کہ جہان آخر صفحات مین بقید بعض صفحات انوار الہدے پر اعتراضات کئے ہین ان صفحات کو بالکل چھوڑ دیا ہے جنمین صفات خلافت اور ثبوت انکا درج ہے اور بجائے اسکے یہ لکھا کہ فلان آیت مین مہاجرین کی تعریف ہے یا فلان امام نے حضرت ابوبکر کو صدیق کہا تھا پس اس سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ مخاطب صاحب کا کلی اطمینان ہو گیا کہ واقعی خلیفہ برحق مین جو صفات ہونی چاہئین وہ خلفاء ثلثہ مین پائی نہین گئین صرف حضرت علی مرتضے مین ان کا موجود ہونا ثابت ہوا ہے مخاطب نے جو بحث خلافت کو قطعی ترک کر کے بعض آیات قرآنی کے حوالے مشعر بہ فضائل مہاجرین والنصار دئے ہین اسنے مطلب مولف صاحب کا یہی پایا جاتا ہے کہ خلفائے ثلثہ کی خلافت تو غیر جائز قرار پائی اب جسطرح ممکن ہو انکو زمرۂ مومنین مین تو شامل کر دین اور اسکی طرف کچھ خیال نہین کیا کہ جب خلافت ہی ناجائز قرار پا جاویگی تو پھر یہ امید کیسے پوری ہو سکتی ہے +

اگرچہ انوار الہدے مین ہمنے اس امر کی بحث مطلق نہین کی تھی لیکن اس رسالہ مین ہمکو مجبوراً مولوی جہانگیر خان کی بدولت لکھنا پڑا۔ اور اگر ہم تمام آیات مستدلہ مخاطب کے مطلب کو موافق مرضی مخاطب تسلیم بھی کر لین تو بھی ہمارے مقصد کے خلاف نہین کیونکہ جمیع آیات مستدلہ مخاطب انکے عقیدے کے بموجب حضرت علی مرتضے پر صادق آتی ہین بلکہ بروایت ابن عباس مندرجہ حلیۃ الاولیا للامام الحافظ ابونعیم جہان کہین قرآن شریف مین خطاب یا ایہا الذین آمنو آیا ہے اور تہدید و دہمکی نہین ہے اس گروہ کے رئیس و امیر جناب علی مرتضے ہین اور اصحاب ثلثہ کی نسبت ان روایات کا بہمہ وجوہ صادق آنا خود روایات اہلسنت وجماعت سے بھی مشکوک ہے اور حضرت علی بہمہ وجوہ ان آیات کے مصداق ہین پس بمقابلہ افضل کے مفضول سے استدلال کرنا خلاف عقل ہے۔ **قال** سیوم۔ حوالہ فقرات خط معاویہ بن ابی سفیان مندرجہ شرح نہج البلاغۃ۔ کہ فرمایا حضرت امیر نے۔ لعمری ان مکانہما من الاسلام لعظیم۔ جسکا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اپنی جان کی قسم مرتبہ ان دونون کا اسلام مین بڑا ہے اور ضمیر دونو کی طرف حضرت ابوبکر و عمر کے ہے۔ **اقول** و بہ نستعین۔ سخت افسوس ہے کہ من الاسلام کا ترجمہ اسلام مین کیا جاوے من کے معنی بنا یہ مین

سے ہوتے ہین جسکا مطلب اور ترجمہ صریحاً یہ ہوگا کہ مکان یا جگہ انکی اسلام سے البتہ بڑی دور ہے - اور اگر
بفرضِ محال ہم ترجمہ مخاطب کو بھی تسلیم کرلین تو بھی اُن کا مطلب حاصل نہین ہوسکتا دربارہ خلفائے ثلثہ
فقط ایمان کی بحث ہی اسلام کی بحث ہرگز نہین ہے انکے مسلمان ہونے مین کسی شیعہ کو کلام نہین ہے اور
اس مین بھی شک نہین کہ مسلمانون نے انکو اپنا سردار مقرر کیا تھا اور سرداری بھی انکی ایسی قائم ہوئی کہ
انکے بعد ایسی دنیاوی خلافت بلانزاع وخلاف بہت کم قائم ہوئی مگر اس استدلال مخاطب سے اثبات مومنیت نہین
ہوسکتا - اور جو کچھ فرق درمیان مومنین اور مسلم کے ہے وہ محققین پر پوشیدہ نہین اور ہم بھی اسکے معنی سمجھائے
دیتے ہین کہ مسلمان اس شخص سے مراد ہے کہ جو بظاہر ارکان اسلام ادا کرتا ہے اور مومن وہ ہے کہ جو دل سے بھی اسکی
تصدیق کرتا ہو چنانچہ ایمان و اسلام کی تشریح خود جناب باریتعالےٰ نے سورہ حجرات مین اسطرح فرمائی ہے
قولہ تعالےٰ - قالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا - یعنی اعرابی کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے
کہہ اے محمد ان سے کہ تم ایمان نہین لائے ہو یہ کہو کہ ہم مسلمان ہوئے - پس درانحالیکہ اسلام اصحاب ثلثہ
مسلمہ فریقین ہے تو پھر اسپر سند لانا مولف اظہار الہدیٰ کا تحصیل امر حاصل ہی ہان اگر کوئی دلیل مومنیت
کی پیش کرتے تو مضائقہ نہ تھا - دوسرا فقرہ خطِ مذکور کا ذومعنی ہے مصاب کے معنی جسطرح واقعہ وفات کے
لئے ہین واقعی نصب خلافت کے بھی لے سکتے ہین یعنی جس فقرہ کے یہ معنی لگائے ہین کہ واقعی انکی وفات کا
اسلام مین بڑے جرح کا سبب ہوا یہ بھی اسکے معنی ہوسکتے ہین کہ نصب ہونا انکا خلافت پر اسلام مین
بڑے جرح ونقصان کا باعث ہوا - **قال** بہ نمبر چہارم - صاحب فصول جو فرقہ شیعہ کا بڑا مستند عالم ہے
امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کرتا ہے اور خلاصہ روایت یہ ہے کہ ایک جماعت جو اصحاب ثلثہ کے بارے مین
کلام کررہی تھی امام نے انسے پوچھا کہ تم گروہ مہاجرین مین سے ہو وہ بولے کہ نہین پھر پوچھا کہ انصار سے ہو
وہ بولے کہ نہین تب فرمایا امام نے کہ تم مصداق اس آیت کے نہین ہو - والذین جاؤ من بعدہم یقولون
ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولاتجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم -
دیکھو اس گروہ کو امام صاحب نے گمراہ اور دائرہ اسلام سے خارج فرمایا **اقول وبہ نستعین** - یہ مولف
صاحب کی عجیب سمجھ ہے کہ اصحاب ثلثہ کا صرف ذکر کرنے سے آدمی گمراہ ہوجاوے بلکہ دائرہ اسلام سے

خارج ہو جاوے سبحان اللہ ایک وہ حضرت ہین جنکی شان مین مخبر صادق فرماتے ہین ذکر علی عبادۃ علی
کا ذکر عبادت ہے۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ اب ہم طالبان حق کو اصل روایت کیطرف متوجہ کرتے
ہین کہ آیت محولہ اولاد و مہاجرین کے حق مین ہی اور وہ جماعت جو اصحاب ثلثہ کا ذکر کرہی تھی بحسب اعتراف
خود ہر دو گروہ مین سے نہ تھی تو ظاہر بات ہے کہ وہ لوگ مصداق اس آیت کے نہ تھے پس اگر امام علیہ السلام
نے یہی فرمادیا کہ تم اس آیت کے مصداق نہین ہو تو کیا بیجا کیا پس اگر حسب خیالات مولف جو لوگ
مہاجرین و انصار کی اولاد سے نہین ہین وہ اسی لئے گمراہ اور دائرہ اسلام سے خارج ہین تو وائے بر
حال افغانان و دیگر نو مسلمانان۔ اور اگر فقط ذکر مبارک حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم بزعم مخاطب گمراہ کرنے
والا اور دائرہ اسلام سے خارج کرنے والا ہے تو وائے برحال اسکے کہ جو کتابین انکے حالات مین تصنیف کرے
اب اہل انصاف غور فرماوین کہ مولف صاحب نے اس روایت کی تحریر سے کیا نتیجہ پیدا کیا ہے۔

قال بہ نمبر پنجم۔ بحوالہ روایت تفسیر منسوب بہ امام حسن عسکری علیہ السلام لکھا ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے
حضرت موسےٰ کو مبعوث کیا اور مشرف بفضائل کثیرہ فرمایا تو حضرت موسےٰ نے بڑے فخر و مباہات عرض
کیا کہ اے بار خدا مجھ سے بھی زیادہ بزرگ کوئی نبی تیرے نزدیک ہی تو جواب دیا خدا تعالیٰ نے کہ ہان
محمد مصطفےٰ میرے نزدیک تجھ سے اور جمیع انبیاو مرسلین سے مکرم ہے ایسے ہی آل اسکی جمیع انبیا و مرسلین کی
آل سے اور اصحاب اسکے تمام انبیا و مرسلین کے اصحاب سے افضل ہین اور امت اسکی جمیع امم سے افضل ہی
دیکھو امام حسن عسکری علیہ السلام کیسے کیسے فضائل اصحاب و امت محمدی کے بیان کرتے ہین اگر تم امام کو
بھی جھوٹا سمجھو تو تمکو خدا سمجھے۔ **اقول و بہ نستعین** یہ مولف صاحب کی بالکل سادہ لوحی ہے اور
یہ قول کسی شیعہ کا نہین ہے کہ جناب سرور کائنات کے سب اصحاب برے تھے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ ان مین
اچھے بھی ہین برے بھی ہین اور یہی بات انبیا کے اصحاب مین تھی حضرت موسےٰ کے تو چھ لاکھ اصحاب
اور نقباء اثنا عشر مین صرف یوشع اور کالب دو ہی شخص کامل نکلے اور باقی سب ہمارے حضرت کے اصحاب کی مانند
تھے بلکہ ان سے زیادہ غیر کامل تھے اور یہ بات بھی واضح رہے کہ حضرت موسےٰ کے جو اصحاب مومن اور کامل تھے
ان سے ہمارے حضرت کے اصحاب مومن نہایت درجہ افضل تھے اور جو اصحاب انکے غیر کامل و غیرہ تھے

انسے ہمارے حضرت کے عام صحابی افضل تھے اور یہ امر بہت صاف اور ظاہر ہے کیونکہ حضرت موسیٰ کے بعض منافقین اصحاب کو زمین نگل گئی قصہ قارون اور اسکے ہمراہیان کا عام مشہور ہے اور ہمارے حضرت کے منافقین صحابہ پر کوئی عذاب دنیاوی نازل نہین ہوا فقط مواخذہ عقبے پر اکتفا کیا گیا اصحاب موسیٰ نے حضرت ہارون سے مخالفت کر کے گوسالہ پرستی اختیار کی اور اس جرم مین علاوہ عذاب عقبے کے تلوار سے دنیا مین قتل کیے گئے ہمارے حضرت کے اصحاب نے حضرت علی مرتضے سے مخالفت کی تو فقط عذاب و مواخذہ آخرت ہی انپر باقی رہا دنیا سے ناکام نہ گئے اسلیئے ظاہر بات ہے کہ ہمارے حضرت کے اصحاب دیگر انبیا کے اصحاب سے افضل ہین اور ہم بھی اس بات کے قائل ہین مخاطب صاحب کو بالیقین حضرت موسیٰ کے اصحاب کا حال معلوم نہ تھا ورنہ وہ اس روایت پر استدلال نہ کرتے ہمارے حضرت کے اصحاب تو رسولخدا اور اہلبیت سے بھی پھر گئے تھے مگر حضرت موسیٰ کے اصحاب تو خدا سے بھی پھر کر یک لخت گوسالہ پرست ہو گئے تھے اسلیئے اصحاب محمدی کا ظاہر اصحاب موسوی سے افضل ہین + **قال** بہ نمبر ششم حدیقہ سلطانیہ مین لکھا ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے اپنی وفات سے پیشتر ایک جم غفیر صحابہ سے کہا تھا۔ کہ خدا شمارا نیز جزاے خیر دہد۔ **اقول** - اس سے مولف کو کوئی فائدہ نہین پہنچا جنہون نے رسولخدا کی فرمانبرداری کی انکو ضرور خدا تعالے جزاے خیر دے گا۔ لیکن ایسے بھی تو کئی ایک تھے کہ مخالفت جیش اسامہ سے مصداق لعن اللہ من تخلف عنہا کے ہوئے اور ایسے بھی تھے کہ جنکو بشہادت حدیث صحیح بخاری۔ قوموا عنی۔ کہکر اپنے مکان سے نکلوا دیا۔

قال بہ نمبر ہفتم۔ جامع الاخبار مین لکھا ہے کہ جسنے نبی کو برا کہا وہ قتل کیا جاوے اور جسنے صحابی کو برا کہا اسکے درّے مارے جاوین + **اقول** صحابی سے مراد اصحاب مومنین ہین منافقین صحابہ کو برا کہنا اہلسنت کے نزدیک ناجائز نہین بلکہ محققین اہل سنت کی تالیفات مین انکے نام کے ساتھ لعنت لکھی ہوئی ہے غرضکہ جن لوگونکے ایمان اور نفاق مین ہی بحث ہے انکو تو علیحدہ رکھیے لیکن حضرت علی مرتضے کے ایمان مین تو کسی شیعہ و سنی کو کلام نہین سب متفق ہین اور روایات صحیحہ اہل سنت سے ثابت ہے کہ معاویہ بن ابو سفیان نے حضرت علی مرتضے کو برا کہا اور لوگون سے برا کہلوایا کہ ازالۃ الخفا اور دیگر کتب احادیث سے ہم اسی رسالہ مین سعد ابن وقاص سے روایت کر چکے ہین تو بڑی شرم کی

بات ہے کہ افضل الصحابہ کے برا کہنے والے کو تو مولف صاحب لفظ حضرت اور رضی اللہ عنہ تحریر فرماوین اور دُرّے مارنے کی روایت کو بالکل بھول جاوین اور جو لوگ بحسب استدلال مولف خود دُرّون سے پیٹنے کی قابل ہین انکے برا کہنے والون پر طعن کیا جاوے اور انکو رافضی وغیرہ برے القاب سے یاد کیا جاوے اگر وہ اس کار نمایان سے رضی اللہ عنہ کہلانے کے قابل ہوئے تو کیا یہ رحمۃ اللہ علیہ کہلانے کے بھی قابل نہ ٹھیرے حضرت علی بقول خدا تعالےٰ نفس رسول ہین سابؑ ان کا واجب القتل ہے نہ لائق اعزاز و احترام۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ **قال** بہ نہم بشتم۔ بموجب کتب شیعہ غیبت اور بہتان اور افترا بہت بڑے عیب ہین چہ جائیکہ صحابہ کے حق مین تو بڑا گناہ ہوگا۔ **اقول و بہ نستعین** بحمد اللہ کہ شیعہ ان تمام عیوب سے پاک ہین نہ خود ارتکاب انکا کرتے ہین نہ انکے اکابر قدما نے ان افعال کا کبھی ارتکاب کیا آپ ہی انصاف کرین کہ جن لوگون نے رسولخدا اور افضل الصحابہ کی غیبت کی اور انپر تہمت اور الزام لگائے اور افترا کیا وہ گنہگار ہین انکو تو گنہگار کہنا گناہ ہے نہین شیعون نے کسی کی نسبت بہتان و افترا نہین کیا۔ کیا حضرت مسطح بھی شیعہ تھے کہ بی بی عائشہ پر تہمت لگائی اور رجا یاب کھائے کیا طلحہ و زبیر و معاویہ شیعہ تھے کہ حضرت علی پر تہمت خون عثمان لگا کر باغی ہوئے کیا وہ صحابہ بھی شیعہ تھے کہ دروازون کے بند ہونے کیوقت رسول اللہ کی غیبت کی کہ علی کا دروازہ برعایت رشتہ داری کھلا رکھتے ہین اور ہمارے دروازے بند کراتے ہین جیسا کہ شیخ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے اور جذب القلوب مین شیخ الہند نے اسکی تصریح کی ہے۔ صلح حدیبیہ پر غیبت رسول اللہ اور نعوذ باللہ انکو دروغگوئی کی تہمت لگانا کیا شیعون کا فعل تھا۔ ایسے ہی اسامہ کی امارت پر غیبت رسول شیعون نے نہین کی بلکہ ایسے الزامات تو قرآن شریف مین آپکے اکابر صحابہ کی نسبت درج ہین کہ وہ لوگون کی غیبت کرتے ہین لوگون کو برے لقب سے بولتے ہین ناحق عیب لگاتے ہین بدگمانی کرتے ہین انسے مسخرہ پن کرتے ہین ملاحظہ فرمائیے سورۂ حجرات کی آیات ذیل کو جنکا شان نزول تفاسیر صحیح اہل سنت مین یہ ہے کہ بعضے اکابر صحابہ (یعنی شیخین) نے حضرت سلمان فارسی کو ایک سفر مین رسولخداؐ کے پاس بھیجا کہ کچھ طعام عطا ہو حضرت نے فرمایا کہ اسامہ بن زید سے پوچھو اگر موجود ہے لے لو اسامہ نے کہا کہ میرے پاس کچھ طعام نہین

حضرت سلمان نے وہ ہی حال اکابر صحابہ یعنی شیخین سے کہدیا جسپر حضرت سلمان کی نسبت تو مضمون اس شعر کا کہا شعر۔ قدم نامبارک مسعود۔ گر بدریا رود برآرد دود۔ اور اسامہ کی نسبت بطور غیبت یہ کہا کہ کھانا موجود تھا مگر براہ بخل ہمکو نہ دیا اور دیے جامہ تلاشی اسامہ کے ہوئے جس پر خداوند تعالی ارشاد فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا لایسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیراً منہم۔ اے مسلمانو باہم مسخرہ پن نہ کرو شاید وہ اُنسے نیک ہوں دوسری آیت یہ ہے۔ ولا تلمزوا انفسکم۔ اپنے آپس مین عیب مت لگاؤ۔ اور القاب ناخوش سے مت پکارو یعنی جیسے سلمان کو منحوس اور اسامہ کو بخیل یا سفر خیبر مین جیسے حضرت اسمار بنت عمیس کو حبشیہ کہا۔ بئس الاسم الفسوق بعد الایمان فاولئک ہم الظالمون۔ بدنام ہے کہ کسی کو یاد کرین ساتھ فسق کے بعد ایمان لانے کے بس یہی ظالم ہین پھر ارشاد ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ۔ یعنی۔ اے مسلمانو بدگمانی سے بچو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہین اور عیب جوئی اور غیبت نہ کرو ایک کی دوسرا (یعنی سلمان و اسامہ کی غیبت و عیب جوئی مت کرو) آیا دوست رکھتے ہو کہ تم ہین کا ایک اپنے دوسرے بھائی کا گوشت کھاوے تمام تفاسیر اہلسنت کو ملاحظہ فرمائے کہ یہ آیات سورہ حجرات کسکی شان مین ہین اور حضرات شیخین اسمین داخل ہین یا نہین۔ **قال** نجم بحوالہ صحیفہ کاملہ یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام صحابہ کے حق مین دعائے خیر کیا کرتے تھے اور وہ دعا یہ ہے۔ اللہم واصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاصۃ الذین احسنوا الصحابۃ الخ۔ اے بار خدا رحمت نازل کر محمد صلعم کے اصحاب پر خصوصاً جو نیک تر اصحاب ہین الخ اور وہی جو سب طرح کی بلاؤن مین مبتلا ہوئے بسبب نصرت رسول اللہ کے۔ الخ۔ لفظی ترجمہ مولف نے اس فقرے کا یہ کیا ہے اے خدا رحمت نازل کر اوپر اصحاب محمد کے درود اللہ کی انپر اور سلام خاصکر ان اصحاب پر جنہون نے حق صحبت نہایت خوبی سے ادا کیا الخ اور چند فوائد اس دعا سے اخذ کیے۔ اول صحابہ کے حق مین دعائے خیر کرنا دوم اصحاب پر درود بھیجنا۔ الخ۔ **اقول وبہ نستعین**۔ اول ہم اہل انصاف آپ مولف صاحب کی عربی دانی ظاہر کرتے ہین کہ مولف نے اس دعا کو کسی کتاب مین مع ترجمہ لکھے ہوئے دیکھا اور جب انکی نظر ترجمہ اللہم واصحاب محمد پر پڑی تو اس مین یہ لکھا ہوا پایا۔ اے خدا رحمت نازل کر

اوپر اصحاب محمد کے درود اللہ کی اپنر اور سلام۔ تو یہ درود اور سلام مخصوص بہ جناب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو ہمیشہ رسولخدا کے نام کے ساتھ لکھا جاتا ہے مگر مولف صاحب نے اپنی کمال لیاقت سے اس فقرہ کو اصحاب سے منسوب سمجھا اور فائدہ مندرجہ یہ استخراج کیا کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے صحابہ پر درود بھیجا جبکہ آپکے علم وفضل کا یہ حال ہے تو وائے برین تصنیف وتالیف۔ اب ہم اس مطلب کیطرف متوجہ ہوتے ہین کہ جو کچھ جناب امام نے دعا مین فرمایا ہے ہم بھی اسی کی تعلیم کرتے ہین اصحاب مین سے جو نیک صحابہ ہین انکے حق مین ہم بھی دعائے خیر کرتے ہین مگر تعجب ہے مولف صاحب کی عقل پر کہ اسمین ثلاثہ کو داخل کرکے ایسا قول لائے کہ جس سے پوری تصدیق اس امر کی ہوگئی کہ اصحاب محمد صلعم دو قسم کے ہین ایک احسن الصحابہ اور دوسرے غیر احسن الصحابہ اور یہی عقیدہ ہمارا ہے۔ پس جو لوگ غیر احسن الصحابہ ہین اور صفات مندرجہ دعا سے متصف نہین ہین انکو اس دعا کا کوئی فائدہ نہین پہنچ سکتا ہے۔ اسکے فقرات بہت صاف ہین یعنی اے خدا انپر رحمت کر جو نیک ہین جنہون نے سب طرح کی ایذاؤن ومصیبتون کو نصرت پیغمبر مین گوارا کیا جیسے فقرائے مہاجرین مثل ابوذر وبلال وغیرہ رضی اللہ عنہم کے جنہون نے بلکہ اسکی مدد مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا جنہون نے ایمان مین سبقت کی اہل وعیال کو ترک کردیا جنہون نے ثابت کرنے مین اپنے باپ اور بیٹون کو قتل کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ پس اگر اصحاب ثلاثہ کے حالات پر غور کیجاوے تو ان مین سے ایک صفت بھی ان مین پائی نہین جاتی اور مقصد مولف کا فقط نہین سے ہے۔ **قال**۔

مجملاً ذکر صحت ترتیب قرآن پاک اگرچہ بعض شیعہ خلاف ترتیب جمع قرآن پاک کے قائل ہوئے ہین مگر انکا قول جمہور علمائے محققین شیعہ کے نزدیک بالکل ساقط غیر اعتبار ہے۔ **اقول**۔ اسی کو بانگ بے ہنگام بولتے ہین کوئی حضرت سے پوچھے کہ اسکی بحث کیا تھی اور کس نے قرآن مجید کی صحت سے انکار کیا ہے اور جبکہ تمہارے نزدیک جمہور محققین علمائے شیعہ کا اجماع ہے صحت قرآن پاک پر پھر آپکو اعتراض کس پر ہے شیعون مین ایسا دستور بھی نہین کہ جاہلون کو مولوی صاحب کہنے لگین یا انکے پیچھے نماز پڑھنے لگین مذہب حق وہی ہوتا ہے کہ جسکو محققین علما تسلیم کرتے ہین عوام کی بات کو کون پذیر کرتا ہے آپ اپنے ہی اوپر قیاس فرمائین کہ جیسا آپنے پچھلے استدلال مین صلے اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کی شان مین

سمجھ لیا تو کیا اور اہل سنت والجماعت بھی اسکو پذیرا کر سکتے ہین لیکن آپنے جو اعتراض کیا ہے اسکو آپ خود ہی نہین سمجھ سکتے ہین قرآن شریف کے خلاف ترتیب جمع ہونے مین تو محققین اہل سنت کو بھی کلام نہین دیکھئے اگر آپ علم تفسیر سے واقف نہین تو یہ امر تو ہر قرآن مین پڑھ کر دریافت کر سکتے ہین کہ فلان سورہ مکہ مین نازل ہوئی ہے اور فلان مدینہ مین اور یہ بھی معلوم کر سکتے ہین کہ اکثر سورتین مکی بوقت ترتیب موخر کر دیگئی ہین اور مدنی سورتین مقدم ہین اور اسبات کو عوام بھی جانتے ہین کہ مکی سورتین مدنی سورتون سے پیشتر نازل ہو چکی ہین پھر انکے موخر ہونیکی کیا وجہ اگر کوئی عالم کلام ربانی قرآن کو مرتب کرتا تو وہ ضرور تنزیل کی ترتیب سے جمع کرتا سورہ اقرا مقدم ہوتی اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم سب سے بعد ہوتی اور جبکہ یہ صورت نہین ہے تو نقص ترتیب [illegible] ظاہر ہے اور یہی مذہب ہے محققین علمائے شیعہ و سنی کا جس سے مولوی صاحب قطعی بیخبر ہین مولوی صاحب نے جو حوالہ آیات سے یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن شریف مین تغیر و تبدل نہین ہو سکتا ہے تو ہم بھی قائل ہین مگر بعض شیاطین الانس والجن ایسے بھی ہین کہ وہ آیات قرآنی مین بھی تغیر و تبدل کرتے ہین اور اپنی طرف سے فقرات بناکر الحاق کر دیتے ہین اور اسپر بھی دعوے مسلمانی کرتے ہین اور دیکھئے مولف صاحب تنبیہ [illegible] کا اثر کچھ آپ پر بھی ہوا کہ آپنے قرآن مین تحریف و تبدیل کے سوا ایک فقرہ کا الحاق بھی کر دیا آپنے اظہار الہدے کے صفحہ ۱۰ مین آیت سورہ روم کی اسطرح لکھی ہے ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شئی ۔ ترجمہ ۔ ان لوگون مین سے کہ تفرقہ ڈالا انہون نے اپنے دین مین اور ہوئے وہ شیعہ نہین ہے تو کسی چیز پر ۔ آپ نے اسمین مندرجہ ذیل تحریف و تبدیل و الحاق کیا کہ اصل قرآن مین من الذین ہے اور آپنے اسکو تحریف کرکے ان الذین کیا پھر قرآن شریف مین شیعاً بمعنی گروہ ہین اور آپنے بجائے اسکے شیعاً بسکون یائے تحتانی بمعنی شیعہ بنایا۔ اور اسپر بھی اکتفا نہ کرکے ایک فقرہ اپنے دل سے گھڑکر الحاق کیا یعنی لست منہم فی شئی ۔ حالانکہ یہ فقرہ اس آیت مین ہرگز نہین ہے نہ کسی پس و پیش آیت مین ہے کہ گمان غلطی اور سہو کا ہو سکے۔ **قال مولف اظہار الہدی**

اے مقلدان ابن سبا اگر تمہارے مجتہدونکی روایتین جھوٹی ہین تو کلام خدا کو تو سچا جانو۔ الخ

اقول و بہ نستعین مولف صاحب نے کہان ابن سبا کا نام بھی سن لیا ہے اور اپنی لیاقت اور ذکاوت

فہم سے یہ بھی سمجھ لیا کہ شیعہ لوگ باتباع ابن سبا اصحاب ثلثہ کو برا کہتے ہیں اور مطلق اس امر میں فکر نہیں کیا کہ ابن سبا کس زمانہ میں تھا اور اسکے اقوال کا اثر شیعوں پر کسطرح پڑ سکتا تھا وہ تو خاص زمانہ خلفائے ثلثہ میں بھی موجود تھا حضرت علیؓ کے زمانہ میں اسکا قلع وقمع ہو گیا۔ اور مذہب شیعہ ہمیشہ منحصر اور محدود رہا بنی فاطمہؓ اور سادات علوی پر غیر قوم اور دور دراز ملکوں کے رہنے والے اسمیں کبھی شامل نہیں ہوئے جب حضرت علی مرتضےٰ کوفہ میں تشریف رکھتے تھے تو وہاں کے کچھ باشندوں نے یہ مذہب اختیار کیا کہ ہر وقت آستانہ جناب حیدر کرار میں حاضر رہتے تھے بعد ان جو اہلبیت سے علاوہ مخلصین شیعہ تھے وہ صاحبزادگان کے ساتھ رہتے تھے اسیطرح تا بزمانہ امام دوازدہم اس مذہب کا حال رہا ہے پھر ابن سبا کے اقوال کا اثر اہل بیت پیغمبر میں کسطرح ہو سکتا تھا ہاں وہ لوگ پیروان ابن سبا ہیں کہ جنکی نسبت شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا میں غلات متصوفہ لکھا ہے اور انکو خوارج کی ایک شاخ قرار دیا ہے اور انکی نسبت قیاس بھی قوی قرار ہے اور یہ وہی لوگ ہیں کہ دور دراز ملکوں میں جا کر محض بطور کذب وافترا مشہور کر دیا کہ ہم حضرت علی کے خلیفہ ہیں اور لوگوں سے بیعت لیکر مرید کرنے لگے اور اسیطرح سلسلے قائم ہو گئے +

علاوہ اسکے عقلمند اتنا نہیں سوچے کہ اگر ابن سبا اسلام کی دشمنی سے مسلمانوں کے عقائد فاسد کرتا تو وہ الزامات مذکورہ حضرات اہل بیت پیغمبر کی نسبت سے قائم کر کے لوگوں کو فاسد العقیدہ نکرتا۔ تاکہ سب کا دین وایمان ہی خراب ہوتا صحابہ پر ایمان لانا تو اہل تسنن کے نزدیک رکن ایمان سے نہیں اگر کسی صحابہ کی نسبت کوئی شخص بدعقیدہ ہو تو موجب عقائد ایمانیہ اہل تسنن اسپر کوئی اعتراض لازم نہیں آتا پھر ابن سبا نے اسقدر کوشش کرنے سے کیا نتیجہ نکالا اور اگر یہ کہو کہ حضرات اہلبیت پر الزامات قائم نہیں ہو سکتے تھے اور صحابہ پر بآسانی قائم ہو سکتے تھے تو پھر حق بجانب ابن سبا کے تھا علاوہ اسکے یہ زیادہ تر تعجب خیز بات ہے کہ جن الزامات کو ابن سبا کے قائم کئے ہوئے کہتے ہو وہ سب قرآن شریف اور احادیث نبوی اور آثار سلف مندرجہ کتب اہل تسنن سے بھی ثابت ہیں یہی شکر کا موقع ہے کہ قرآن شریف موجودہ اہل تسنن کے ہاتھ میں رہا ہے ورنہ مولف صاحب کو ضرور گمان ہو جاتا کہ حضرت علی کے اوصاف اور صحابہ کے ذمائم کو قرآن میں بھی ابن سبا یا اسکا کوئی چیلہ درج کر گیا۔ اب صحاح ستہ

اور تمام کتب معتبرہ اہل سنت کے نسبت کہ جسمین صاف طور پر فضیلت جناب امیر بر جملہ صحابہ ولیاقت و استحقاق خلافت و روایات سرکشی و نافرمانی ہونے نسبت صحابہ درج مین بہت بڑا تسلک اس امر کا ہو گیا کہ شاید انکے مصنف بھی ابن سبا کے مقلد و پیروکار تھے اور روایات فراری از جہاد و مخالفت بر صلح حدیبیہ و حملہ بر رسول خدا صلعم از میان عقبہ و سرکشی از ہدایات حجۃ الوداع و نافرمانی از حدیث غدیر و تخلف از جیش اسامہ و منع از وصیت و عدم احضار بر جنازہ رسول صلعم ان لوگون نے ابن سبا کی ترغیب سے اپنی کتب مین تحریر کئے ہین ہم مخاطب صاحب کی غیرت کے اسوقت قائل ہونگے کہ وہ کوئی امر نظیر مین ایسا بیان کرین کہ ابن سبا مذمت صحابہ مین کہا کرتا تھا اور اسکا بیتہ قرآن شریف یا احادیث اہل سنت مین نہین ہے علاوہ اسکے عقائد فاسدہ نسبت الوہیت حضرت مرتضے جو منسوب بہ ابن سبا کئے جاتے ہین اور فقط اسی وجہ سے ابن سبا ملعون ہوا ہے ایسے عقائد سے شیعہ مطلق بری ہین بلکہ ایسے عقیدہ والون کو کافر سمجھتے ہین پس اگر اسکے عقائد کو اس زمانہ مین تلاش کیا جاوے تو ضرور گروہ صوفیہ مین ملین گے جو اہل تسنن کا برگزیدہ اور مقبول فرقہ ہے اور مشرح حال اسکا اپنے موقع پر درج کیا جائے گا۔

اب مخاطب صاحب کو کچھ شرم کرنی چاہیئے کہ اپنا الزام دوسرون پر لگاتے ہین **قال** مجملاً ذکر خلیفہ اول حالات تاریخی خلیفہ اول کے مولف نے درج کئے ہین ملخص ان کا یہ ہے کہ لقب مشہور ان کا صدیق ہے آپکے چال چلن کا یہ حال تھا کبھی ایام جاہلیت مین بھی مرتکب ملاہی و مناہی مثل میخواری و زناکاری و ظلم و خیانت و دروغگوئی و عہد شکنی و بیحیائی و عیب جوئی وغیرہ کے ہنوئے تھے اگرچہ یہ سب منہات قریش مین بکثرت شایع و رایج تھین (عبادت اصنام سے نہایت بیزار تھے بلکہ موحد و نیکوکار تھے) سب سے پہلے رسول اللہ پر ایمان لائے پھر شیعون پر طعن کیا ہے۔ کہ شیعہ کیون ناز کرتے ہین کہ حضرت علی کو جناب سرور کائنات نے اپنے دوش مبارک پر سوار کیا حضرت ابوبکر نے چند کوس رسول خدا کو اپنی کمر پر سوار کر کے پہنچایا تھا درج کیا پھر قصہ فدک اور چند اعتراضات از خود تجویز کر کے انکے جوابات دئے ہین۔ **اقول و بہ نستعین** نسبت لقب کے جو صدیق ہونا درج کیا ہے اہل تسنن کی عنایت ہے ورنہ یہ لقب انکو خدا یا رسول کیطرف سے عنایت نہین ہوا نسبت چال چلن ایام جاہلیت کے

جو کچھ درج کیا ہے افترا محض ہے کسی مورخ یا اہل سیر نے انکے حالات پیش از اسلام مین یہ دعوے نہین
کیا جو مولف نے کیا ہے نہ وہ اپنی کتب معتبرہ سے اپنے دعوے کو ثابت کر سکتے ہین بلکہ مین دعوے
کیساتھ کہتا ہون کہ مولف نے جو انکو قبل از اسلام ظلم و خیانت و دروغگوئی عہد شکنی بے حیائی عیب
جوئی سے بری ہونا لکھا ہے اسکو وہ اپنی کتب سے بعد اسلام کے حالات سے بھی ثابت نہین کر سکتے تحریر
انکی بالکل لاف و گزاف مین داخل ہے۔ سورہ حجرات مین قصہ عیب جوئی و غیبت اور بدگمانی اور تضحیک
اسامہ اور حضرت سلمان کا صاف طور سے درج ہے صحیح بخاری مین حضرت عمر کی روایت درج ہے کہ
حضرت علی نے شیخین کو کاذباً غادراً خائناً کہا حدیث لا نورث اگر بے اصل ہے تو غصب حقوق پیغمبر صاف
طور پر ظلم و خیانت ہے غزوات احد و خیبر و حنین سے اگر مفروری ثابت ہو تو کھلی ہوئی عہد شکنی ہے اسلیے
ادعائے مولف صریحاً بوجہ تعصب ہے یہ بیان کہ علمائے قریش انکی ہی ترغیب سے مسلمان ہوئے اسلیے غلط معلوم
ہوتا ہے کہ خود انکے والد تا فتح مکہ مسلمان نہ ہوئے۔ تمام مال و اسباب محبت رسولخدا مین صرف کر دینا اس
لئے قیاس مین نہین آسکتا کہ قصہ فروخت شتر قیمت چہار گونہ اسکے بالکل برعکس ہے شیعون پر جو مولف
صاحب نے یہ اعتراض کیا ہے کہ حضرت علی کو جو رسولخدا صلعم نے دوش مبارک پر سوار کر کے بت اکھڑوائے
یہ کیا نازکی بات ہے بلکہ اس سے یہ ثابت ہوا ہے کہ حضرت علی بار نبوت کے متحمل نہ ہو سکے اور حضرت ابوبکر نے
شب ہجرت مین چند کوس رسولخدا صلعم کو اپنی پشت پر سوار کیا اور بار رسالت پناہ کے متحمل ہوئے یہ معاملہ فہم و
ادراک پر منحصر ہے مخاطب بار نبی اور بار نبوت کے فرق کو نہین سمجھ سکتے مگر اسقدر تو خیال کر سکتے تھے کہ بہر
حال رسولخدا اسپ و شتر پر بھی سوار ہوتے تھے بلکہ خچر اور حمار تک نے بھی انکو سواری دی ہے تو کیا
موقعہ حضرت ابوبکر کے ناز کا ہے غایت سے غایت یہ ہے کہ سواریون مین سے ایک ادنے درجہ کی سواری
کے برابر ہون بلکہ اس مین بھی جائے فخر اس سواری کو یہ ہے کہ اسنے منزلون تک بار سرور کائنات کا تحمل
کیا ہے اور حضرت ابوبکر نے غایت درجہ ایک میل یا دو میل تک۔ اب مولف صاحب نے جو کسی کتاب مین
وہ قول رسول اللہ صلعم کا دیکھ لیا کہ جو انہون نے براہ شفقت حضرت علی کی نسبت حرم کے اندر فرمایا تھا
کہ تم بار نبوت نہ اٹھا سکوگے اور مین تمہارے بار کا متحمل ہو سکونگا اسلیے تم میری دوش پر سوار ہو جاؤ

اس قول کو دیکھ کر جب حضرت ابوبکر کی کمر پر سوار ہونے کا قصد نظر پڑا تو مارے خوشی کے بھول گئے
کیونکہ انکو یہ تو خبر ہی نہین کہ بار جسم نبی اور بار نبوت ایک ہی بات ہے یا اس مین کوئی باریکی ہے۔ اب ہم
مولف صاحب کو اسکی باریکی سمجھاتے ہین کہ بار نبوت اور شے ہے اور بار جسم نبی اور شے ہے بعض اوقات
جب تعلقات روحانی جناب سرور کائنات پر غالب ہوتے تھے تو البتہ اسوقت متحمل بار نبوت کا ہونا دشوار
ہوتا تھا اکثر نزول وحی کیوقت وہی کیفیت طاری ہوتی تھی نہین سنا ہے وہ قصہ کہ بحالت سواری شتر
ایکمرتبہ وحی نازل ہوئی اور شتر بار گران وحی کا متحمل نہو سکا اور قریب تھا کہ اسکے پاؤن ٹوٹ جائین لیکن
حکم خدا سے وہ شتر بیٹھ گیا حالانکہ ہمیشہ آپ کو سواری دیتا تھا مگر اس وقت متحمل نہو سکا ایسا ہی بروز
فتح مکہ وغیرہ بوقت بت شکنی بیت اللہ شریف آنحضرت صلعم پر حالت مخصوصہ نبوت طاری ہو رہی تھی اسلیے
بنظر شفقت حضرت علیؑ کے دوش پر سوار ہوئے اور انکو اپنے دوش پر سوار کیا اور شب ہجرت آپ کی
معمولی حالت تھی اسوقت سواری دینا کوئی فخر کی بات تھی اگر یہی بات ہے تو حضرت کی سواری کا شتر
حضرت ابوبکر سے بھی زیادہ بزرگ سمجھا جائیگا کہ حضرت رسولخدا کو مع ایک اور شخص کے اپنی کمر پر سوار کر کے
مکہ سے مدینہ کو لیگیا اگر اسپر بھی ہمارے مخاطب نہ سمجھین تو بلاشک چارپایہ بر او کتابے چند کے مصداق ہین
اب شیعون کا فخر و ناز کسی طرح بیجا نہین تم خود ہی انصاف کرو کہ کجا راکب دوش شریف اور کجا مرکب ضعیف
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ **اما قولہ** حضرت ابوبکر کو ایام مرض مین رسولخدا صلعم نے امام نماز
بنایا۔ **فاقول** ۔ دران حالیکہ ہم اس وسوسہ کو انوار الہدے مین بدلائل واضحہ واسناد صحیحہ زائل کر چکے
ہین اور ثابت کر دیا ہے کہ یہ قصہ حکم نماز پڑھانے کا غلط العام مشہور ہو گیا ہے اسکا مطلق وجود نہین
بلکہ جب حضرات شیخین نے باری باری بطور خود بحسب سازش امہات المومنین عائشہ و حفصہ پیش نماز ہونا
چاہا تو آنحضرت صلعم کو مکروہ معلوم ہوا اور انکو اس فعل سے منع کر دیا اور مولف اظہار الہدے نے بھی
ان دلائل اور اسناد مندرجہ انوار الہدے کو عاجز ہو کر تسلیم کر لیا کیونکہ جب مولف صاحب نے انوار الہدے کا
جواب تحریر فرمایا اور اس مین تردید اس بحث کی نہین کی گئی تو ایسی حالت مین حیاداروں کی غیرت
اس امر کی مقتضی نہین ہو سکتی کہ بغیر کرنے تردید اس بحث کے کسی موقعہ پر تذکرہ بھی اس پشیمانی کا

ذکر زبان پر لاوین کیونکہ یہ امر تو غیرت کے بالکل خلاف ہے کہ جہان اس بے تمیزی کی تردید کی گئی ہے
وہان تو دم چرا کر خاموش ہورہین اور ان دلائل اور روایات کی تردید نہ کرسکین اور پھر دوسرے
مقام پر ان اعتراضات کو نسیاً منسیاً کرکے بطور تذکرہ لکھ جاوین ایسا ہی حال حدیث - اقتدوا بالذین
بعدی ابوبکر وعمر - کا ہے کہ اسکا موضوعی اور بے ٹکا ہونا انوار الہدیٰ مین ثابت کیا گیا ہے اور مولوی
صاحب نے بغیر تردید اعتراضات اسکو مخفی طور سے حالات حضرت ابوبکر مین لکھا یا یہ امر بھی خلاف
مردانگی اور حیاداری کے ہے اور مولوی صاحب نے ساتھ ہی اسکے ایک اور حدیث امامت درج فرمائی
لاینبغی ان یقوم امام غیرہ سبحان اللہ نئے رنگ اور نئے سباق کی حدیث ہے نہ یہ معلوم کہ حدیث ہے یا
کسیکا قول ہے نہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ راوی اسکا کون ہے نہ استخراج کرنے والے کا نشان ہے یہانتک
کہ یہ بھی نہین کھلتا کہ غیرہ کی ضمیر کسکی طرف راجع اور کسکی امامت کا ذکر ہے نہ قوم کا کچھ پتہ ہے کہ یہودی
ہین یا نصاریٰ مسلمان ہین یا مجوس ایسی حدیث کا مباحثہ و مناظرہ مین ذکر کرنا ہمارے مخاطب کا ہی کام
ہے **قال** قضیہ فدک - اور صحیح قصہ باغ فدک کا یہ ہے کہ موضع فدک مین چند درخت خرما تھے ان کو ہی
باغ فدک کہتے ہین آنحضرت صلعم اسکی آمدنی سے اور اپنے عزیز و اقربا کے صرف مین لاتے تھے بعد وفات رسول
خدا صلعم جناب سیدہ نے حضرت ابوبکر سے درخواست فدک کی اگرچہ اور ورثہ دار فدک کے موجود تھے
اور ابھی تک کسی نے ان سے مطالبہ نہ کیا تھا لہذا نائب رسول نے حدیث لانورث ماترکناہ صدقہ جواب
مین پیش کی الخ **اقول** صحیح قصہ فدک کا شاید دیگر علماے اہل تسنن کو ہنوز معلوم نہ تھا کہ وہ
چند درخت خرما تھے یہ راز آپ ہی کی بدولت آشکارا ہوا ہے علما کو آپکے علم و فضل کی داد دینی چاہیے
اصل کیفیت فدک کی یہ ہے کہ وہ ایک بہت بڑا تعلقہ مزروعات یہودیون کا تھا بعد فتح خیبر یہود فدک
نے بخوف جان نصف ملکیت فدک رسول خدا کو دے کر صلح کر لی چونکہ یہ املاک بغیر جنگ و جدال ہاتھ
آئی تھی اسلیئے عام مسلمانون کا اسمین کوئی حق نہ تھا چنانچہ خود جناب باری سورۂ حشر مین ارشاد فرماتا ہے
وما افاء اللہ علے رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ من خیل ولارکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علے من یشاء واللہ علے
کل شیء قدیر - ترجمہ یعنی جو کچھ کہ لٹا یا ہے خدا نے اپنے رسول پر انکے اموال مین سے (یعنی

یہودیان فدک کے اموال مین سے) پس نہین دوڑے ہین گھوڑے اور اونٹ اسکے حاصل کرنے مین
ولیکن اللہ تعالے مسلط کرتا ہے اپنے رسول کو جس شئے پر چاہے اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے پھر خداوند کریم
اس جائداد کی حصہ کشی فرماتا ہے ۔ ما افاء اللہ علے رسولہ من اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتمی
والمساکین وابن السبیل ولا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتہو
واتقو اللہ ان اللہ شدید العقاب ۔ یعنی جو کچھ کہ لٹایا ہے اللہ نے اپنے رسول پر دیہات والون کے
اموال وجائداد مین سے پس وہ ہے واسطے اللہ کے یعنی یتیمان ومساکین ومسافر اور واسطے رسول اللہ کے
اور واسطے اقربائے رسول اللہ کے اور یتیمان ومساکین وابن السبیل یعنی یہ تفصیل حصہ خدا کی ہے اسی
لئے اس مین لفظ واسطے نازل نہین ہوا ایسا نہو کہ حق حقداران نہ پہنچے اور درمیان اغنیا تمہارے کے
دست بدست پھرے جسطرح کہ مروان بن حکم کی جاگیر مین دیا گیا اور جسقدر رسول اللہ تم کو دیا کرین
مال غنیمت وغیرہ سے وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے وہ منع کیا کرین اس سے باز رہو اور ڈرو عذاب الہی سے
کہ بتحقیق اللہ سخت عذاب دیتا ہے ۔ اب فرماتے کہ فدک مین خاص حصہ اور ملکیت جناب فاطمہؑ کی ہے
اور رسولخدا نے بوقت نازل ہونے حکم الہی ۔ وآت ذی القربے حقہ ۔ یعنی اے رسول صاحب قرابت کا
حق اسکو دیدے حضرت نے جبرئیل امین سے دریافت کیا کہ ذی القربے سے مراد خداتعالے کی کون ہے اور
حق کیا شئے ہے جبرئیل نے تشریح کی کہ ذی القربے سے مراد فاطمہ زہرا ہے اور حق سے مطلب جوالہ فدک ہے
اسکے جوالہ فدک حوالہ کرو اسوقت رسول اللہ صلعم نے اسبارہ مین نوشت لکھدی اور جناب فاطمہ کی طرف سے
عامل مقرر ہوگیا مگر افسوس کہ اہل دنیا خداتعالے شدید العقاب سے بھی نہ ڈرے مولف صاحب نے بوجہ
راہ نادانی آیۂ ولذی القربے کو مکی لکھدیا ہے یہ انکی کمی علم اور جہل کا باعث ہے یہ آیات خاص اموال فے
کی بابت نازل ہوئی ہین اور مال فے مکہ مین نہ تھا اور فتح خیبر وفدک کی بابت نازل ہوئی ہین یہان
ایک اور آیت بھی قرآن شریف مین اسکے مشابہ ہے کہ اسمین بھی لفظ ذی القربے والیتمی وغیرہ نازل ہوا ہے
بعید نہین کہ مولف نے بوجہ بے علمی اسکو اس معاملہ سے متعلق سمجھ لیا ہو علاوہ اسکے حضرت عمر نے اپنی
خلافت مین فدک کو اہلبیت پیغمبر پر واگذاشت کردیا اور یہ بھی صورت سے خالی نہین کہ یا تو خلیفہ اول نے

مخالفت حکم خدا و رسول کی یا خلیفہ ثانی نے اور قصہ واگزاری فدک صحیح بخاری اور کتب سیر اہل سنت
مین مرقوم ہے پھر مولف صاحب نے حدیث وراثت پیغمبران پر طعن وضع قائم کر کے اپنا دل خوش کرنے کو
جوابات تحریر کئے ہین لیکن اول تو اعتراض اپنی خوشی سے قائم کئے مگر جوابات پھر بھی لغو و پوچ ہین
پہلی دلیل مزیل طعن موضوعیت حدیث مذکور یہ لائے ہین کہ کلینی مین یہ روایت درج ہے کہ انبیا علیہم السلام
درہم و دینار وراثت مین نہین چھوڑتے ہین. اہل انصاف غور کرین کہ اسکا مطلب کیا ہے اور مولف
صاحب نے اپنی سادہ لوحی سے کیا سمجھا ہے مطلب اسکا صاف یہ ہے کہ انبیا بخیل نہین ہوتے ہین بلکہ
کریم ہوتے ہین انکے پاس روپیہ جمع نہین ہوتا ہے اس سے یہ مراد نہین ہو سکتی کہ جو کچھ گھر بار زمین باغ
یا اسباب نبی کا ہو اسکو سسرال والے سنبھال لین اور اولاد محروم ہو جاوے. درہم و دینار کا نہ چھوڑنا اور
بات ہے اور شئے متروکہ مین اولاد کا وارث ہونا امر دیگر ہے مگر اتنی سمجھ کہان کہ اس باریکی کو سمجھین +
دوسری دلیل (حضرت علی سے حضرت ابوحنیفہ کی وصیت) ماشاء اللہ یہ سب سے بڑھ کر ہے ع
چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا. تیسری دلیل یہ ہے کہ آیت ذی القربےٰ مکہ مین نازل ہوئی
پھر فدک اسوقت کہان تھا. حالانکہ آیت ذی القربےٰ مدنی ہے اور سال ہفتم ہجری اور فتح خیبر مین نازل
ہوئی ہے خود آیت اسکی شاہد ہے کہ خاص دربارہ اموال فدک نازل ہوئی کسی سورہ مکی مین تنہا
لفظ ذی القربےٰ دیکھ لیا ہے آگے انکی بلا جانے کہ وہ آیت کس مطلب مین ہے. چوتھے یہ ارشاد
ہے کہ ذوی القربےٰ عام لفظ ہے. خاص جناب سیدہ سے زیادہ کون قریب ہے اور ظاہر بات ہے کہ بمقابلہ
اقرب کے قریبی محروم ہو جاتے ہین سوائے حضرت ابوطالب کے اور تمام اعمام آپ کے علاتی تھے جو
ابن عم حقیقی کے مقابلہ پر بھی محروم ہو جاتے ہین چہ جائیکہ بمقابلہ دختر. سوائے اسکے اختلاف دار اور
اختلاف دین اہل تسنن کے نزدیک بھی مانع ارث ہین. بوقت حصول فدک فقط ایک حضرت عباس
اعمام مین زندہ تھے مگر وہ اسوقت بھی مشرک اور دار الجہاد کے باشندے تھے لہذا فدک مین ان کا
کوئی حق نہ تھا اور سوائے جناب فاطمہ کے اور کوئی شخص داخل ذی القربےٰ نہ تھا. پھر آپ نے شہادت
جناب امیر او حضرت ام ایمن کے قبول نکرنے کے الزام کو اس دلیل سے دور کیا ہے کہ شہادت

نامل نہ تھی یا دو مرد گواہ ہوتے یا ایک مرد اور دو عورتین مگر مولف کو اسکی خبر نہ تھی کہ حضرت ام ایمن کو
رسولخدا صلعم نے ذو شہادتین لقب دیا ہے اور انکی تنہا شہادت دو عورتونکی بلکہ مرد کی شہادت کے
برابر ہے پھر نقص شہادت کیسا اگر کوئی شخص عمر بھر دلائل تلاش کرکے ان الزامات کو دور کرنا چاہے
تو ہرگز ممکن نہین **طعن چہارم** - گو کہ حضرت ابوبکر نے اپنے آدمی بھیجکر عمال حضرت زہرا کو فدک سے
اٹھا دیا - اس دلیل سے رد کرتے ہین کہ نام عمال اور نام مردمان ابوبکر نہین لکھے ہین + یہ تو بڑی
بڑی عقلمندی مولف کی ہے اگر عدم اندراج نام دلیل ضعف ہے تو مولف نے کیون آیات قرآنی سے استدلال
کیا اور نیز احکام صوم و صلواۃ مین کہین جہانگیر خانصاحب کا نام نہین لکھا تو کیا حکم نماز و روزہ بمقابلہ
مولف ضعیف اور ناقابل اعتبار ہوگا - **طعن پنجم** یہ کہ حضرت سیدہ ابوبکر سے ناراض ہوئین اور ناراضی
سیدہ مستلزم کفر ہے اسکا جواب مخاطب نے تین طرح پر دیا ہے اور اپنے زعم باطل مین اس رنجیدگی کو
حضرت علی پر لوٹایا ہے اور صریحاً الزام حضرت ابوبکر کو ذات مقدس معصوم پر منطبق کیا ہے۔

پہلی طرح یہ کہ جناب سیدہ نے حضرت علی سے بروقت نزاع خلافت ابوبکر کے خطابہای شجاعانہ اور
درشت کئے کہ مثل جنین رحم پردہ مین بیٹھ گئے اور گھر مین بیٹھ کر اپنے آپ کو ذلیل کر دیا جسدن سے کہ
آپنے اپنی سطوت سے ہاتھ اٹھا لیا گرگ پھاڑنے لگے ہین اور تم اپنی جگہ سے حرکت نہین کرتے امیر
المومنین نے بجواب اسکے فرمایا کہ صبر کرو اور آتش غضہ کو فرو کرو + اہل انصاف غور کرین کہ کجا
نصائح مشفقانہ اور کجا آزردگی و رنجیدگی اغیار - اور طرفہ یہ ہے کہ خطابہائے جناب زہرا پر تو مولف
کی روح کانپ گئی کہ ایسے درشت الفاظ مین کیون مروی ہین اور انسی ذات مقدس کیطرف کفر
منسوب کرتے ہوئے روح نجس قائم رہے + **دوسری طرح** - یہ کہ کنیز حبشیہ کی بابت حضرت
فاطمہؑ نے رسولخدا سے حضرت علیؑ کی شکایت کی اور وحی نازل ہوئی کہ اسبارہ مین شکایت فاطمہؑ
کی نہ سنو - اس سے کوئی آزردگی اور رنجش ثابت نہین ہوسکتی نہ حضرت زہرا مخالفت وحی کی کرسکتی تھین
تیسری طرح - قصہ خواستگاری دختر ابوجہل درج کیا ہے کہ جب حضرت سیدہ نے سنا کہ حضرت
علی علیہ السلام دختر ابوجہل سے نکاح کرنا چاہتے ہین تو جناب سیدہ نے رسولخدا صلعم سے شکایت کی

رسولخدا صلعم نے حضرت علی کو فہمائش کی کہ فاطمہ کی ایذا میری ایذا ہے درآنحالیکہ یہ امر ثابت ہے کہ حضرت علی مرتضے ایذا رفاطمہ کا نام سنتے ہی نکاح دختر ابوجہل سے باز آئے تو ظاہر ہوگیا کہ آپ باعث ایذا رسانی سیدہ نہوئے بلکہ اس فعل سے بچے اور حضرت ابوبکر و عمر نے بعد سماعت اس حدیث کے کوئی دقیقہ ایذا

دہی مین نہ رکھا اسلئے مصداق ۔ من اذاہا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فقد کفر ۔ کے وہی لوگ ہین کہ جنہونے دیدہ و دانستہ حضرت سیدہ کو ایذا پہنچائی نہ وہ شخص کہ جو اسکے سنتے ہی ارادہ نکاح سے باز آگئے اور طرفہ یہ ہے کہ مولویصاحب نے اس حدیث بیان فرمانے کیوقت موجودی حضرت ابوبکر و عمر و طلحہ ثابت کی ہے اسکے یہ معنی ہوئے کہ شیخین نے جو کچھ حضرت سیدہ کو ایذا پہنچائی وہ ایذا خدا و رسول کو سمجھکر پہنچائی ۔ پھر مولف صاحب نے یہ مثال بالکل بے محل لکھی ہے کہ حضرت سیدہ کا حضرت ابوبکر سے آزردہ ہونا ایسا تھا جیسا کہ حضرت موسیٰ کا حضرت ہارون سے بوقت گوسالہ پرستی امت رنجیدہ ہونا اور تھوڑی دیر کے بعد برطرف ہوگیا اس مثال کا لانا بمنزلہ آپ ہی کا کام تھا گوسالہ مابر شد و گاو نشت کا مضمون ہوا ہے صاحب اگر آپ اس مقام پر یہ مثال لاتے تو مضائقہ نہ تھا کہ جیسا قارون نے حضرت موسے کو آزردہ کیا تھا اسی درجہ کی یہ ناراضی تھی لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ قارون کو کیون فوراً سزا مل گئی اسکی یہ وجہ ہے کہ امم سابقہ کے لئے عذاب دنیوی جاری تھا اور امت محمدی مین متروک ہوا حضرت موسے و ہارون کی رنجش و آزردگی نہین تھی نہ حضرت ہارون کا کوئی قصور تھا نہ حضرت ہارون کا کوئی حق حضرت موسے نے غصب کیا تھا نہ انکو ورثہ پدری سے محروم کیا تھا نہ انکی سرداری کہانت یعنی امامت چھینی گئی تھی اسلئے کبھی حضرت موسے و ہارون مین رنجش نہین ہوئی ہان البتہ قارون وغیرہ کہ ہم قوم حضرت موسیٰ و ہارون کے تھے انکو سرداری ہارون علیہ السلام خوش نہ آئی اور خواہ مخواہ ان سے حسد کرنے اور ایذا پہنچانے لگے یہ بات حضرت موسیٰ کو ناگوار ہوئی اور اپنے عزیز بھائی کے دشمنون کی زیادتی کے متحمل نہ ہوسکے سراپردہ قدس کے اندر جاکر خدا کی حضور منہ کے بھل گر کر قارون وغیرہ کے حق مین بددعا کی دوسرے دن تمام جماعت کی روبرو قارون وغیرہ حاسدان ہارونی کو معہ انکے اموال و اولاد و زنان وغیرہ کے زمین نگل گئی پورا قصہ اسکا توریت شریف مین موجود ہے ۔ ایساہی درمیان حضرت امیر

وعلی مرتضےٰ کبھی رنجش نہین ہوئی خود آپ قبول کر چکے ہین کہ معاملہ نکاح دختر ابوجہل حضرت زہرا کے
ناگوار خاطر ہوا تھا کہ اسیوقت حضرت مرتضےٰ اس ارادہ سے باز رہے ہان البتہ آزردگی اور رنجش ایسی ہوئی
کہ جیسے حضرت ابوبکر و حضرت عمر سے جناب سیدہ کو آزار پہنچایا جسکی تشریح و تفصیل کتب فریقین مین درج ہے
علاوہ اسکے اس ایذا رسانی کا ثبوت خود شان جناب مرحومہ سے اسطرح ہوا ہی کہ جب شیخین معافی قصور کیلئے
خدمت سیدہ مین حاضر ہوئے اور بظاہر کلمات معذرت زبان پر لائے تو جناب سیدہ نے منہ اُن کی
طرف سے پھیر لیا اور صاف ارشاد کیا کہ تمنے مجھکو سخت ایذا پہنچائی ہے اور مین اسکی شکایت خدا اور اسکے
رسول سے کرونگی اور یہ حدیث یاد دلائی اور نیز روایت صحیح مسلم مین بذیل حدیث طلب وراثت یہ کلمہ درج کیا ہی
فغضبت فاطمۃ ولم تکلمہ حتی ماتت۔ یعنی پس غضبناک ہوئین فاطمہ اور تا بزیست انسے کلام نکیا پھر
اسی حدیث مین یہ فقرہ ہے لما توفیت دفنہا زوجہا علی لیلاً ولم یوذن بہا ابوبکر۔ یعنی جب انہون نے
وفات پائی تو رات کے وقت انکے شوہر علیؑ نے انکو دفن کیا اور ابوبکر کو اذن حاضری نہ دیا۔ اور مروی
احادیث و سیر اہل سنت مین کہ دوسرے روز جب حضرت ابوبکر نے شکایت کی تو حضرت علی نے فرمایا
کہ فاطمہ کی وصیت کے بموجب مین نے تم کو نہ آنے دیا پس اہل انصاف غور فرماوین کہ اس سے زیادہ آزردگی
اور کیا ہوگی۔ اور یہ جو قیاسات لگائے گئے ہین کہ جناب سیدہ دختر رحمۃ اللعالمین تھین کیون غصہ فرو نہ
کردیا ہوگا اور تھوڑی سی حرص دنیاوی پر کیون نظر کی ہوگی اس کا یہ حال ہے کہ صحابہ کیطرف سے ایک
ہی خطا ہوئی تھی کہ اس سے درگزر کیجاتی بلکہ جب تک وہ معصومہ زندہ رہین روز بروز نیا ظلم اور ستم صحابہ کی
طرف سے ہوتا تھا ایک زخم مندمل ہوتا تھا کہ دوسرا زخم پہنچایا جاتا تھا یہانتک کہ نوبت وفات اسی ظلم مین
پہنچی یعنی اول تو چند روز تک خلافت کا نزاع رہا اور صحابہ نے بلا کسی استحقاق کے حق مرتضوی غصب
کرکے خلافت سے انکو محروم کیا اسبارہ مین جناب سیدہ کے دل پر ہر وقت کوفت رہتی تھی جیسا کہ جلال الدین
محدث روضۃ الاحباب مین مشرح لکھتے ہین کہ حضرت سیدہ رات کو سوار ہوکر انصار کے گھرون مین طلب
نصرت جایا کرتی تھین اور کسی نے انکی نصرت نہ کی حالانکہ۔ اللہم انصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔ رسولخدا
نے انکے حق مین فرمایا تھا مگر جمیع مسلمانان مصداق من خذلہ کے ہوکر مخذول ہوئے اسوقت آپ صبر

کے بیٹھ رہین بعد ازان آپنے دعوے ترکہ پدری وہبہ فدک وغیرہ پیش کیا اسمین خلیفہ صاحب نے ترکہ کی
بابت تو وہ حدیث موضوعی بیان فرمائی کہ انبیاء کا متروکہ صدقہ ہوتا ہے اور نسبت ہبۂ فدک قرآن شریف
کی صاف طور پر تکذیب روا رکھی گئی اور نسبت ہبہ نامہ شہادت صادقہ کو نامعتبر قرار دے کر شفیعہ ہبہ جات
رد کیا بعد اسکے جب خلفاء صاحبان خلافت کو مستحکم کرکے مطمئن ہوئے اور دیکھا کہ تمام اطراف واکناف مین ہماری
بیعت ہوگئی اور کوئی مخالف نہ رہا اسوقت پھر اہلبیت پیغمبر سے طلب بیعت کی چھیڑ چھاڑ شروع کی حالانکہ
خلافت کے استحکام سے پیشتر مطلق لب کشائی نہین کی گئی اب پیغام بھیجے گئے کہ ہم سے آکر بیعت کرو ورنہ
قتل کرینگے آگ لگا دینگے ادھر سے جواب ہوتا تھا کہ تم خلیفہ برحق نہین مین خلیفہ برحق ہون تم مجھ سے
بیعت کرو اسپر خلفا کیطرف سے جبر و زیادتی ہوتی تھی ہمیشہ حرم محترم مین صحابہ کے ظلم سے کہرام مچا
رہتا تھا مخلصین صحابہ و بنی ہاشم جو کبھی حضرت علی پاس آتے تو مخالفین چڑھ آتے کہ تم خلافت کے
بارے مین فساد کروگے یہانتک نوبت پہنچائی کہ اس معصومہ کے گھر کو آگ لگانے پر مستعد ہوگئے لکڑیان
چن دین آگ لگا دی اور جناب سیدہ فریاد کرتی تھین کہ اے بیرحمو میرے گھر مین سوا میرے بچون
اور شوہر کے کوئی نہین ہے لیکن اسپر بھی نہ مانے اور زبردستی کواڑون کو ایسا دھکہ دیا کہ دروازہ جناب
سیدہ کے پہلو پر گرا اسی صدمہ مین آپ کا انتقال ہوا پھر کونسا موقعہ درگذر باقی تھا علاوہ اسکے ترحم اور
درگذر صرف مومنین سے کرنا واجب ہے مخالفین یا منافقین کہ جن پر جہاد واجب ہوگا ہرگز قابل ترحم اور
درگذر کے نہین ہین بلکہ جیسا کہ خطبہ شقشقیہ مین جناب حیدر کرار فرماتے ہین کہ اگر چالیس آدمی صاحب
عزم مجھکو دستیاب ہوجاتے تو مین ابوبکر سے قتال کرتا اگر کوئی شخص اس امر مین شبہ کرے کہ اصحاب رسول سے
جہاد نہین ہوسکتا ہے یہ اسکی صریح غلطی ہے کیونکہ یہ امر تو وقوع مین بھی آچکا ہے دیکھو طلحہ اور
زبیر جو ہر طرح برہم پلہ حضرت ابوبکر و عمر کے ہین جسطرح انکو عشرہ مبشرہ مین داخل کرتے ہو اسی طرح
طلحہ و زبیر بھی ہین بلکہ زبیر کا ان سے کسی قدر زیادہ ہی درجہ سمجھتے ہو پس جبکہ علیؑ مرتضےٰ نے طلحہ و
زبیر پر جہاد کیا اور انکو مع انکے ہمراہیان کے جنمین ایک ہزار سے زیادہ کو صحابی کہتے ہو اپنے ہاتھ سے
قتل کیا تو حضرت ابوبکر یا حضرت عمر مین کیا فوقیت تھی اسلیے ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر جناب سیدہ کے

نزدیک ہرگز قابل ترحم اور درگذر کے نہین تھے کیونکہ خود خداوند تعالےٰ نے رسول اکرم اور انکی ذریات
کی یہ تعریف فرمائی ہے۔ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ اور مخاطب صاحب نے جو طلب حق اور وراثت کو حرص
دنیاوی خیال کیا ہے یہ فقط سادہ لوحی ہے حرص دوسرے کی ملکیت پر طمع کرنے کو کہتے ہین اپنا حق
طلب کرنا داخل حرص نہین ہی علاوہ ازین یہ طلب وراثت معاملہ دنیاوی ہی نہین ہے بلکہ دینی معاملہ
ہے اگر یہ امر واقع ہوتا اور ادھر حضرت علیؓ بھی خلافت کو معاملہ دنیا سمجھکر طالب حق ہوتے تو پھر متلاشی
مذہب حق کو کوئی ذریعہ رہبری کا نہ ملتا باوصف صدور ایسے افعال کے توال سنت وجماعت توجیہات
پیدا کرکے شاہراہ ہدایت کو ظلمت خانہ بناتے ہین اور اگر یہ امورات واقع ہوتے تو پھر کونسا ذریعہ حق و
باطل کے تمیز کرنے کا دنیا مین باقی رہتا اسی لئے ان حضرات نے ان معاملات مین درگزر نہین کی اور یہی
سمجھنا نہین چاہیے کہ انہون نے باحین حیات خود درگزر نہین کی بلکہ آئندہ کے لئے درگزر نکرنیکا سلسلہ
اپنے متبعان و پیروان مین چھوڑ گئے ہین اور تا قیامت درگزر نکرنے کا سلسلہ قائم رہیگا +

قال طعن ششم کہ ابوبکر نے فدک کی سند لکھدی تھی مگر حضرت عمر نے چاک کردی اور اسکا یہ جواب دیا
کہ حضرت ابوبکر اس الزام سے بری ہوگئے + **اقول**۔ مخاطب صاحب کو یہ خبر نہین ہے کہ حضرت عمر
کا چاک کرنا الٹا خلاف مرضی خلیفہ اول کے نہ تھا خلافت اولے تو شیخین کے ساجھے کی خلافت تھی دیکھو
روضۃ الاحباب مین قول جناب علی مرتضےٰ کا درج ہے کہ تو آج خلافت ابوبکر مین سعی وکوشش کرتا ہی
تاکہ کل وہ تیری خلافت مین سعی کرے اور یہ نظیر خود ہی کی ہے کہ حضرت ابوبکر نے خلیفہ دوم کے کہنے
سے خالد کو موقوف نہ کیا اس معاملہ کے مشکل نہین ہے خلیفہ دوم نے جو سند چاک کی تھی تو خلیفہ
اول کی طرفداری سے چاک کی تھی نہ کہ مخالفت سے اور اسکے صاف معنی یہ تھے کہ اس سند کا دیا جانا
تمہاری خلافت کا مبطل ہی اسلیئے یہ سند دینی واجب نہ تھی ورنہ اگر خلاف مرضی کے چاک کیجاتی
تو کیا دوبارہ سند کا دیا جانا محال تھا خالد کے معاملہ مین بھی تو بقول آپکے خلیفہ اول نے حضرت عمر کی
رائے نہ مانی تھی اگر یہ سند بھی خلاف مرضی خلیفہ اول چاک ہوتی تو ضرور لکھدی جاتی اسلیئے صاف تمہاری
ہی دلیل سے ثابت ہوگیا کہ یہ سند خلاف مرضی حضرت ابوبکر کے چاک نہین ہوئی بلکہ یہ باہمی جنگ

زرری بھی **قال** طعن ہفتم بعض میر صاحب یہ فرماتے ہین کہ اگر فدک سیدہ کا حق نہ تھا مگر ابو بکر کو ضرور مناسب تھا کہ ویدیتے۔ اسکا جواب مخاطب صاحب عبارت حق الیقین سے یہ دیتے ہین کہ حضرت ابوبکر نے کہا کہ میرا مال موجود ہے مین دینے کو حاضر ہون کیونکہ تو سیدہ امت اپنے باپ کی ہے اور شجرہ طیبہ اپنے فرزندونکی ہے میرے مال مین تیرا اختیار نافذ ہے لیکن مسلمانونکے مال مین خلاف حکم تمہارے باپ کے نہین کرسکتا **اقول** مولف نے براہ سادہ لوحی ان باتون کو سچ سمجھ لیا وہ لوگ اور ہوتے ہین جنکی کردار وگفتار موافق ہوتی ہے اور یہ باتین تو فقط زبان کی لپ لپ کہلاتی ہین۔ حضرت علیؑ سے بھی تو خلیفہ اول نے فرمایا تھا کہ صاحب روضۃ الاحباب نے لکھا ہے کہ اے علی مجھے یہ خبر نہ تھی اگر تم خلافت کو مجھ سے مضائقہ رکھو گے اگر پیشتر سے یہ حال معلوم ہوتا کہ تمکو اس کی رغبت ہے تو مین ہرگز خلافت قبول نہ کرتا لیکن اس گفتار پر عمل نہین تھا یہ بات تو فقط کہنے کی ہی تھی کیونکہ جب انکو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت علی طالب خلافت ہین تو اسوقت بھی خلع خلافت دشوار نہ تھا حضرت علیؑ سے بعیت کر لیتے خود کنارہ کرتے اور اگر اسمین کوئی دقت تھی تو حضرت عمر کو اپنا ولیعہد کیون کیا اپنے بعد حضرت علی کو ہی خلیفہ مقرر کرتے مگر یہان تو قرارداد اور ہی ٹھیہ تھا علاوہ اسکے فدک کو جو خلیفہ اول نے حق مسلمانان بیان کیا یہ صریح خدا و رسول پر تہمت ہے مسلمانان کا اس مین ہرگز ہرگز کوئی تعلق نہین ہے بلکہ سورہ حشر مین مسلمانون کو سخت تاکید و تہدید لکھی ہے کہ اسمین تمہارا کوئی تعلق نہین ہے بلکہ خداوند تعالے نے تین حصے اسکے کردے ایک اللہ تعالے کا دوسرا رسول خدا کا تیسرا حضرت فاطمہ کا اس کی مخالفت کرنے والون کو خدا نے سخت عذاب جہنم دینے کا وعدہ کیا ہے اب غور کرنا چاہیے کہ لپے ثلث کی تو حضرت زہرا ایک حقین ہی دوسرا ثلث نبی کا تھا اسمین سے زوجات کا کچھ حق نہین کیونکہ ضیاع و عقار مین زوجہ کو ترکہ نہین پہنچتا تو وہ بھی باقی سب حضرت زہرا کا تھا ہا ثلث خداوند تعالے کا اسکی بابت بھی بمقابلہ حضرت ابوبکر جناب سیدہ زیادہ مستحق تھین ایک تو بوجہ شفع دوسرا دخیل ہونے کا مجاز ہی نہ تھا حصہ خداوند تعالے مین سے جیسا کہ یتیمان و مساکین و مسافرین کو دیا جاتا تھا اسیطرح حضرت علی دیسکتے تھے بلکہ وہ ایسے سچے تھے کہ اپنے حصہ کو بھی صرف مساکین

کرتے رہا یہ قول مخاطب کا کہ ابوبکر نے حضرت زہرا کی دلداری اور احترام کیا یہ البتہ شکر گزاری کا موقع ہے
کہ گر وہ نہ دے تو کیا گھر کی سی میٹھی بات بھی نہ کرے اسکو تو ظاہرداری کہتے ہین پھر یہ جو ارقام ہے کہ اگر
اس اعتذار و انکسار پر بھی حضرت زہرا کے دل مین بغض رہا تو حضرت صدیق اکبر کی فضیلت مین کہ
بنص قرآنی ثابت ہی کیا نقص پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی منصف مزاج آدمی غور کرے تو مخاطب
صاحب کا یہی فقرہ انکے تمام توہمات اور شکوک کو برطرف کرتا ہے یعنی تا وفات رنجیدہ رہنا تو جناب
سیدہ کا مسلمۂ شیعہ و سنی ہی تو صریح ظاہر ہے کہ جن چاپلوسی کی باتون کو مخاطب صاحب اعتذار و انکسار
سمجھے ہے تھے وہ انکساری نہ تھی بلکہ ابلہ فریب باتین تھین لیکن جناب سیدہ انکی باتون کی تہ کو خوب سمجھتی
تھین اور جانتی تھین کہ یہ گفتار موافق انکے کردار کے نہین ہے بلکہ دلون کے اندر اور کچھ ہے اور زبان
پر اور کچھ ہے اسلیئے ان باتون سے آزردگی رفع نہین ہوئی چنانچہ شیخ عبد الحق شرح مشکوٰۃ شریف مین
جو کچھ اس حدیث کے ذیل مین لکھتے ہین موید اسی کی ہے یعنی وہ لکھتے ہین کہ مشکل ترین قضایا قضیہ
فاطمہ زہرا است اگر گوییم کہ وے رضی اللہ عنہا جاہلہ بود باین سنت و از رسول خدا صلعم اتفاق استماع
این حدیث نیفتاد پس مشکل مے آید کہ بعد از سماعت این حدیث از ابوبکر چرا یقین نکرد و در غضب شد
بعد اسکے مولف صاحب فرماتے ہین کہ تین دن سے زیادہ مسلمان سے کینہ رکھنا کفر ہے۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ اگر
یہ مقولہ مولف صاحب کا صحیح ہے تو ضرور حضرت فاطمہ و حضرت علی بھی اس سے آگاہ ہونگے اسلیئے صاف ثابت
ہوگیا کہ جناب سیدہ اور حضرت علی کے نزدیک حضرت ابوبکر ہرگز مومن نہ تھے۔ پھر فرماتے ہین کہ صدیق
اکبر کا فدک تنہا حضرت نے ترک کرنا بنا بر عذر شرعی کی نسبت تھا نہ از راہ غصب باقی جو مال کہ بلا شرکت غیرے تھا
مثل دلدل و زرہ و شمشیر وہ سب حضرت علی کو سپرد کر دیا چنانچہ کتب سیر مین بشرح ذکر کیا ہے۔ اب
اہل انصاف برائے خدا ذرا توجہ فرما کر غور کرین کہ اگرچہ یہ قول مخاطب بوجہ کم علمی اور ناواقفیت کے ہے
لیکن انہون نے تسلیم کر لیا ہے کہ جو مال بلا شرکت غیرے تھا وہ حضرت ابوبکر نے حضرت علی کے سپرد کر دیا
پھر وہ حدیث کہ انبیاء کا کوئی وارث نہین اور جو کچھ وہ چھوڑتے ہین صدقہ ہے دروغ ثابت ہو گئی یا نہین
دیکھئے حق کی بات کبھی نہین چھپتی۔ اب ہم مولف کی کس بات پر یقین کرین تھوڑی دیر پیشتر تو نبی کا کسی کو

وارث ہی نہین قرار دیتے تھے اب بفضلہ ترکہ بھی تقسیم کردیا پیشتر فدک مین کوئی حق بھی حضرت سیدہ کا
تسلیم نہ کرتے تھے اب مشترکہ حق تسلیم کرلیا اس سے امید ہے کہ شاید مولف صاحب کبھی راہ پر آجاوینگے لیکن یہ
خوف ہے کہ مبادا پچھلے لکھے ہوئے کیطرح اسکو بھی نہ بھول جاوین۔ مولف صاحب کے سر پر بھی خلفا کا
سایہ ہے انہوں نے بھی فدک پیچھے سے بعد پشیمانی بسیار واگذاشت کیا تھا ایسے ہی مولف صاحب نے بھی بعد حیرانی
بصرہ پیچھے سے تسلیم کیا ہے مرد آدمی اگر پیشتر ہی تقسیم ترکہ تحریر فرما دیتے تو ہمکو اسقدر قلم فرسائی کیون کرنی پڑتی
قال طعن ہشتم اکثر شیعہ کہتے ہین کہ حضرت رسولخدا نے وصیت کی تھی کہ فدک حق زہرا کا ہے جواب اسکا یہ
ہے کہ وصیت ثلث مال مین ہوتی ہے پھر سارا فدک حضرت سیدہ کا کسطرح ہوا۔ **اقول** ہمارے مخاطب
صاحب کو خدا نے ذہن بھی رسا عطا فرمایا ہے۔ آپنے مطلق اس طعن کی عبارت پر لحاظ نہین فرمایا کہ جسکو
خود ہی اس نیت سے وضع کیا ہے کہ پوچ سا طعن لکھکر بآسانی تردید کردو۔ + قاعدہ وصیت جسمین قید
ایک ثلث ترکہ کی ہے وہ غیر وارث کے لئے ہے تاکہ ورثہ محروم نہ ہوجائین پس جناب سیدہ کے علاوہ کوئی
وارث نہ تھا جو اعتراض وارد ہو اور اگر بموجب فقہ اہل سنت عصبات کا حق قائم کیا جاوے تو سوائے
حضرت علی یعنی اولاد ابوطالب سے تھے حقیقی کے کوئی عصبہ نہ تھا علاوہ ازین ترکہ بھی فقط فدک ہی نہ تھا بلکہ
صحیح مسلم مین ترکہ کی تفصیل یہ ہے کہ۔ ما افاء اللہ علی رسولہ بالمدینۃ والفدک و خمس خیبر۔ اس حساب سے
فدک ایک ثلث ترکہ ہے اور وصیت اسکی جائز ہے ماسوا اسکے عبارت وصیت پر غور نہین کیگئی
اگر رسولخدا یہ فرماتے کہ میرے بعد فلان شے حضرت زہرا کو دینا تو اس مین پابندی قواعد وصیت کی ہوسکتی
تھی لیکن وہ قول تو صاف صاف تسلیم حق جناب زہرا ہے یعنی رسولخدا فرماتے ہین کہ فدک حق زہرا کا ہے
یہ نہین فرماتے ہین کہ مین فدک زہرا کو اپنے بعد دینا چاہتا ہون اس قول کا تو صاف مفہوم یہ ہے کہ
فدک پیشتر سے حق زہرا کا ہے پھر اس مین ثلث کا نزاع کیسا ایسی وصایا تو رسولخدا کی بہت ہین مثلاً امت
کو وصیت کی کہ رمضان شریف کے روزے رکھنا اور پانچ وقت نماز پڑھنا وغیرہ وغیرہ تو کیا مخاطب صاحب
وصیت کے قواعد سے فقط دس روزے رکھینگے اور بیس روزے نکال ڈالین گے اور مغرب کی تین رکعت
مین یا ایک عشا ظہر و عصر مین سوا سوا رکعت پڑھا کرینگے کیونکہ وصیت کا نفاذ تو فقط ثلث پر ہی ہوگا

پھر جب مخاطب صاحب کو اور کوئی دلیل نہین سوجھی تو یہ راگ لائے کہ حضرت علی نے حسنین کے سپرد فدک
کیون نہین کردیا یعنی اپنی خلافت مین ایسا کیون نہین کیا - یہ بھی مولف صاحب کی عدم واقفیت کی
دلیل ہے خود ہی علمائے اہل سنت کہتے ہین کہ حضرت عمر نے فدک اپنی عہد خلافت مین واگزاشت کردیا
تھا اور قبضہ اہلبیت مین آگیا تھا پھر اس اعتراض کی کیا گنجائش ہے علاوہ ازین حضرت علی مرتضی کی خلافت
مین آپکے ممد و معین صحابہ نے انکو چین کہان لینے دیا جو ایسے امور کیطرف متوجہ ہوتے خلفاء ماسبق نے براہ
مذاہب کو تو اندھیری گھاٹی بنا گئی تھی مذہب حقہ شیعہ کا رایج ہونا ہی دشوار ہو گیا تھا یہ تو بہت بڑی حقیقت مند
کی دلیل ہے کہ فقط چار سال کے نزاع و خلاف و جنگ و جدال پر بھی خلافت نے اس مذہب کی بنیاد ڈالدی اور
ایسی بنیاد ڈالی کہ ہزار مین لعینون نے صدہا برس دنیا پر مسلط ہو کر بادشاہ اور صاحب اختیار بنکر اس مذہب کے
بیخکنی کرنی چاہی مگر یہ شجرہ نبوت و امامت بحمد اللہ ترو تازہ ہی رہا لاکھون آدمیون کے دلون مین جو خلافت
خلفائے ثلثہ کے اعتقادات جم گئے تھے اسکا نکالنا تھوڑا کام نہ تھا اسپر خلافت مرتضوی کی بیعت توڑ توڑ
کر اسی زمانہ مین منحرف ہو گئے اور بصرے مین جاکر باغیون کا گروہ جمع کر لیا جب حضرت علی مرتضی نے
ان باغیون کا قلع قمع کرکے فرصت پائی تو معاویہ غاویہ کی فتنہ پردازی شروع ہوئی اسکا ابھی
رفع نہ ہوا تھا کہ شہادت آپکی وقوع مین آئی پھر یہ تمہارا اعتراض کب ہو سکتا ہے **قال** طعن ہم حدیث لا
نورث خلاف آیہ یوصیکم اللہ اولادکم کے ہے اور آپ اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ یہ آیت عام ہے سب کے لئے اور رسول
اس سے مستثنے ہین اور دلیل مستثنی ہونیکی یہ ہے کہ ان آیات مین خدا تعالے نے یہ فرمایا ہے کہ تم یہ جانتے ہو کہ باپ بیٹے
تمہارے لئے کون زیادہ نفع رسان ہے **اقول** افسوس یہ ہے کہ مولف صاحب کم فہمی کے ہاتھ سے بالکل عاجز
ہین اول تو خود ہی لکھ چکے کہ آیہ یوصیکم اللہ عام ہے اور عام آیات وہ ہین کہ جنمین رسول اللہ اور امت سب شامل
ہین جیسے آیات احکام نماز اور روزہ و وضو و تیمم وغیرہ بعض اوقات آیات خاص رسول اللہ کیلئے ہین اور بعض
اوقات خاص امت کے لئے ہین یہ آیات عام ہین دوسری دلیل یسری و لا دہونیکی جو ارشاد ہوئی ہے وہ آپکا ہی
حصہ تھا افسوس ہے کہ آپ اس زمانہ مین پیدا ہوئے کہ جب ائمہ اربعہ نے تدوین مذہب کی تھی اگر آپ ہوتے تو بہت
لوگون کو احکامات سے دستبردار کر دیتے اب تمام اصحاب اہل سنت خوب سمجھ لین کہ مولوی جہانگیر خان نے

فتوے دیا ہے کہ آیات فرائض صرف ان لوگون کے لئے ہین جنکی پسری اولاد ہو اور جن لوگون کی اولاد نہو
یا فقط دختری ہو وہ سب آیات اور احکام فرائض سے مستثنے ہو گئے ہین ذرا بھی عقل پر زور نہ دیا کہ جب حکم
عام ہوتا ہے تو اس مین سب طرح کے آدمی شامل ہوتے ہین جو اپنا وارث پسر کو چھوڑتا ہے یا دختر
کو چھوڑتا ہے یا بھائی بہن یا مان یا باپ کو چھوڑتا ہے ان سب کے جدا جدا حکم بین کیا اگر رسولخدا کے پسری
اولاد بھی تو جو اور ہزارون لوگ پسری اولاد والے اس آیت مین مضمر ہین انکے لئے بھی یہ لکھا جاتا کہ تم
نہین جانتے کہ باپ زیادہ نفع رسان ہے یا پسر ایسی سمجھ پر تالیف و تصنیف کا خبط ہونا ضرور داخل مالیخولیا ہے
اور مالیخولیا والون کا دستور ہے کہ وہ دوسرون کو احمق سمجھتے ہین جیسا کہ آپنے تحریر فرمایا ہے کہ معترض
اس حکم خدا کو مطلق نہین سمجھتے. اسکے بعد ایک طرفہ دلیل مخاطب صاحب نے درج فرمائی ہے کہ شیعون مین
عورات کو زمین و زراعت مین ورثہ نہین پہنچتا پھر حضرت فاطمہؑ کا حق کیسے تھا اور پھر اپنی سمجھ پر
آپ کو ناز ہے اور دوسرون کے لئے مصرعہ تحریر کرتے ہین ع پڑین پتھر سمجھ پر آپکی سمجھے تو کیا سمجھے. مگر یہ
قدرت خدا کی ہے کہ یہ مصرعہ آپ ہی پر موزون ہوا. ذرا اہل انصاف غور فرماوین کہ مسئلہ تو یہ ہے کہ زوجہ کو
شوہر کی متروکہ زمین اور زراعت سے ترکہ نہین پہنچتا اور آپ اسکو دختر کے مقابلہ پر سمجھکر دلیل لائے.
اسلئے وہ مصرعہ خانصاحب پر ہی موزون ہو گیا. اسپر ہمکو ایک وکیل صاحب کا قصہ یاد آیا کہ قانون
ضابطہ دیوانی مین لکھا تھا کہ عورت منکوحہ نابالغ کی ولی نہین ہو سکتی یعنی اگر شوہر نابالغ ہو اور زوجہ
اسکی بالغ ہو تو وہ شوہر کی ولی نہین ہو سکتی وکیل صاحب نے اسکو مثل مخاطب صاحب کے عام جنس عورات پر
حاوی سمجھکر ایک نابالغ کی والدہ پر کہ ولیہ نابالغ تھی اعتراض جڑ دیا کہ مادر نابالغ چونکہ عورت منکوحہ ہے
اسلئے اسکی ولایت جائز نہین اگرچہ مولوی جہانگیر خانصاحب کو ہمنے نہین دیکھا ہے نہ ابتک یہ
معلوم ہوا ہے کہ کسنے انکے جسم مین حلول کیا ہے یا بروئے توریہ یہ نام ظاہر کیا ہے مگر انکی تحریرات سے ظاہر
ہو رہا ہے کہ یہ حضرت بھی اسی سمجھ کے آدمی ہین ان وکیل صاحب کو بھی یہی خبط ہو گیا تھا کہ مین ہی
قانون سمجھتا ہون اور کوئی دنیا مین قانون دان نہین ہے سبحان اللہ اس سے بڑھکر دوسرا استدلال
آپ کا عبارت ابن بابویہ ہے کہ حضرت فاطمہؑ فراق پدر مین رویا کرتی تھین کہ جس سے مدینہ کے لوگون کو

تکلیف بھیجتی تھی مطلب یہ کہ پھر طلب وراثت کی فرصت کہان تھی اب مین ایسی حماقت اور جہالت اور
کم فہمی کا جواب کہانتک دون اسکو منصف لوگونکی رائے پر چھوڑتا ہون عقلمند کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ کیا
کثرت بکا مستلزم اس امر کی ہی کہ تمام دین و دنیا کے کام چھوڑ دئے جاوین۔ طلب وراثت مین تو شیعہ
او سنی متفق ہین بحث تو فیصلہ خلیفہ صاحب پر ہی او اسمین شیعہ او سنی مختلف ہین آپ کثرت بکا سے
وجود دعوے اور طلب میراث کو ہی معدوم کرنا چاہتے ہین خانصاحب خدا کے لئے عقل کے ناخن ترشواؤ
نعل بندکو بلاؤ ورنہ منہ کے بھل ٹھوکر کھا کر گروگے حماقت کی گون وبال جان ہوگئی کیون آپ نے
بیٹھے بٹھائے علماء اہل سنت کو بدنام کیا آپ کو تو جو لوگ جانتے ہین وہ ہی جانتے ہین لیکن کتاب آپ کی بہت
لوگ دیکھینگے اور چونکہ آپ نے اپنے نام کیساتھ لفظ مولوی بھی ہمارے ایک دوست کیطرح شامل کر
رکھا ہی تو کتاب پڑھنے والے یہی سمجھینگے کہ اہل سنت وجماعت کے مولوی ایسی ہی لیاقت رکھا کرتے ہین
اسوقت مصرعہ آپ کا آپ پر نہایت ہی موزون ہوگا ع بدنام کنندہ نکونامے چند۔ بعد ازان آپ نے
ابن زبیر کا قول دربارہ فضائل ابوبکر صدیق درج کیا کہ وہ غلامون کو جو مسلمان ہوتا خرید کر آزاد کر دیتے
ابن زبیر اول تو حقیقی نواسہ حضرت ابوبکر صدیق کا دوسرے دشمن علی مرتضے اور اہل بیت کا۔ باپ اسکا
زبیر دنیا مین مشہور ہی جب جنگ جمل مین حضرت علی مرتضے نے اسکے باپ زبیر کو کہ خلیفہ برحق کی بیعت
توڑ کر باغی اور طاغی ہو رہے تھے قتل کیا اور خود اسکو سودائے خام خلافت کا ہوا تھا کبی بی عائشہ کا وارث
بنکر خلافت کا دعویدار تھا اسکی روایات کا کیا اعتبار پھر آپنے خاتمہ فضیلت حضرت ابوبکر کا بحوالہ تفسیر امام
حسن عسکری علیہ السلام کے یہ کردیا کہ فرمایا رسولخدا نے کہ خدا تجھکو بمنزلہ میرے سمع اور بصر اور بجائے سر کے
جسم مین اور بجائے روح کے بدن مین گردانیگا اور خیر سے آپ عبارات مین چالاکی اور خیانت بھی کرتے
ہین حالانکہ کتاب منتہی الکلام سے جو آپنے نقل کی ہی خود ہی آپ نے لکھا ہی کہ فرمایا رسولخدا نے کہ اگر تیری
زبان موافق تیرے دل کے ہی خدا تعالے تجھ کو منزلہ میرے سمع وبصر کے کریگا۔ لیکن چونکہ آپکی زبان
موافق دل کے نہ تھی کہ چند بار ہم ثابت کر چکے ہین اسلئے وعدہ پورا نہوا کیونکہ مشہور قول ہی۔ اذا فات الشرط
فات المشروط۔ **قولہ** ۔ مجملاً ذکر خلیفہ دوم۔ **اقول** مولف نے جو حالات خلیفہ ثانی کے لکھے ہین

اسنے کوئی فائدہ اسکو حاصل نہین ہوا سب کتابون مین یہ حال موجود ہے لیکن ایسے حالات لکہنے سے
کسیقدر کسشران ہوئی ہی کیونکہ خلیفہ اول کے حالات مین قبل اسلام لانے کے موحد اور پرہیزگار ہونا لکہا
ہی اور انکی نسبت شدت کفر و نفاق غرور غایت درجہ بغض و عناد رسولخدا سے ہونا درج کیا ہے اور
ایک مصرعہ نہایت ہی ناموزون لکہا ہے جس سے بخوشی خاطر اور بعقیدت دلی مسلمان ہونا انکا غیر ثابت
ہوتا ہے ع گرنہ باید بخوشی موئے کشانش آرید۔ مولف صاحب نے اس قصہ کو امیر حمزہ کی داستان سے
زیادہ بے تکا بتایا ہے محض کذب و افترا سے اپنا نامہ اعمال سیہ کیا ہے وہ لکہتے ہین کہ عمر کی آمد آمد کا شور
مچا اصحاب سالت مآب مین تہلکہ پڑگیا اسلئے کہ آپکی ہیبت اور شوکت معروف عالم تھی سب صحابہ کو
سکتہ کا عالم ہوگیا فقط امیر حمزہ شجاعانہ بولے کہ اگر نیک نیتی سے آتا ہے تو خیر ورنہ اسی کی تلوار سے اسکا سر کاٹونگا
یہ دبدبہ اور شوکت کا بیان محض لغو اور دروغ ہی اور یہ بھی بہتان عظیم ہی کہ انکے مسلمان ہونیسے اسلام
کو تقویت ہوئی بلکہ کیفیت اس کی برعکس ہے اور انکے مسلمان ہوتے ہی طرح طرح کی مصیبت مسلمانون پہ
پڑی دین کا اظہار و اعلان تو بڑی چیز ہے انکے مسلمان ہوتے ہی آنحضرت صلعم اور دیگر مومنین کو غارون
مین چھپنا پڑا تین چار برس کامل آنحضرت صلعم معہ صحابہ اور بنی ہاشم شعب ابوطالب مین مخفی رہے اور ہرگز یہ
قدرت نہ تھی کہ مسلمانون مین سے کوئی شخص باہر نکل کر کسی سے بات چیت کرسکے یا ضروریات اپنی بہم پہنچاسکے
دبدبہ اور شوکت فاروقی محض اہلسنت کی بناوٹ ہی اور فقط جہال کی زبان زد ہی ورنہ جو لوگ عالم ہین
وہ حالات تاریخی کو خوب جانتے ہین مولف کا لکھنا کہ حضرت عمر کے مسلمان ہونے سے اسلام کا اعلان و
اظہار ہوا دلیل ناواقفی مولف ہے سال ششم مین آپ مسلمان ہوے اور آپکے مسلمان ہونے سے چند روز ہی
کے بعد مسلمانون کی یہ نوبت پہنچی کہ شعب ابوطالب مین مخفی رہنے لگے آپکے مسلمان ہونے سے پیشتر مسلمان
لوگ بلامزاحمت مکہ مین رہتے تھے لیکن آپکے مسلمان ہوتے ہی یہ نوبت پہنچی کہ کسیکو مجال باہر نکلنے پھرنے
کی ضروریات بہم پہنچانے کی باقی نہ رہی۔ تمام کتب تواریخ اہلسنت ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت عمر کس سال مین
مسلمان ہوے اور کس سال مین مسلمانون پہ سختی ہوئی کہ بجائے اظہار و اعلان اسلام کے خود بھی ظاہر ہونے
کی قدرت نہ رہی اور فقط حضرت ابوطالب اور حضرت حمزہ کی بدولت آپکی جان بچی مین سچ کہتا ہون کہ

اگر اس شوکت و دبدبہ کا کچھ تھوڑا سا وجود بھی ہوتا تو بیشک جہال آسمان سر پر اٹھا لیتے۔ قصہ آپ کے
مسلمان ہونے کا فقط یہ ہے کہ آپ گھر سے بطمع قطار شتر و انعام زر نقد رسول اللہ صلعم کے قتل کے ارادے پر
تلوار حمائل کرکے نکلے اور اس خیال سے کہ شاید رسولخدا تنہا ہون اور کام بنجاوے۔ وہانتک پہنچے لیکن اول تو
راستہ مین ایک شخص بنی زہرہ نے انکو ڈرا دیا تھا اور دروازے پر پہنچکر حضرت امیر حمزہ کا یہ کلام سنا کہ اگر
بدارادہ سے آتا ہے تو اسی کی تلوار سے اسکا سر قلم کرونگا اب کوئی چارہ انکو بجز اتقیاد و اسلام کے نرہا کیونکہ
انکے مزاج مین تشخص اور غرور زیادہ تھا لوگون پر اپنی بہادری جتلایا کرتے تھے اب چونکہ گھر سے تو بارادہ
قتل پیغمبر نکلے تھے اور وہان پہنچکر جان کے لالے پڑ گئے اگر بھاگ کر ناکام واپس آتے ہین تو ہم چشمون
مین حیز اور بزدل مشہور ہوتے ہین اور اگر کچھ حوصلہ نکھارتے ہین تو ابھی سر قلم ہوتا ہے اس لئے مجبور
مسلمان ہونا پڑا اور جبکہ مسلمان ہوگئے تو اُسکے نباہ کی پیچ پڑ گئی کیونکہ ایسے مزاج کے آدمیون کی
یہی خاصیت ہوتی ہے کہ اگر جبر و اکراہ سے بھی کسی فعل کو کرین تو مارے شیخی کے اسکی ہی پیروی کرتے
ہین اور پھر مولف صاحب تحریر فرماتے ہین۔ چنانچہ اسی دن آپکی شوکت فاروقی دیکھکر اٹھارہ ہزار کفار
داخل اسلام ہوئے۔ یہ فقرہ تو مورخ شاہ صاحب کے مقولہ کے ہم پلہ ہے کہ دیوار قہقہہ پر سکندر ذوالقرنین
امام حسن حسین سے لڑا۔ اب اہل انصاف ذرا متوجہ ہوکر غور فرماوین کہ یہ قول مولف صاحب کا صحیح ہے
یا دروغ ہے اور اگر دروغ ہے تو کسدرجہ کا دروغ ہے۔ ظالم نے امیر حمزہ کی داستان کو مات دے دی
جھوٹ بولنے مین کوئی دقیقہ باقی نرکھا اور سچ بھی تو ہے جھوٹ بولے تو پیٹ بھر کر بولے تمام کتب سیر
و تواریخ سنی و شیعہ کی موجود ہین کہ اُس روز ایک کافر بھی مسلمان نہین ہوا اور مولف صاحب نے اٹھارہ ہزار
کافر کا مسلمان ہونا لکھدیا جو ہجرت کے سال دہم تک بھی مسلمانون کی اتنی تعداد نہین پہنچی جسدن حضرت
نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی ہے وہ دن حضرت عمر کے مسلمان ہونے سے سات برس کے بعد ہے تمام مسلمانوں
کی تعداد سو سے زیادہ نہین ہوئی تھی پھر یہ اٹھارہ ہزار مسلمان کہان غائب ہوگئے تھے اگر ایسا ہی جھوٹ
بولنا مد نظر تھا تو کافرونکی جگہ جن یا شیاطین لکھدینا تھا کہ اسکی تردید بھی مشکل ہوتی کیونکہ وہ کسی کو
نظر نہین آتے ہین اور یہ بات کچھ عجائبات سے بھی نہین ہوتی بلکہ جہال کی نظر مین ایک بڑی وقعت کی

بات معلوم ہوتی کہ آپکے ساتھ اٹھارہ ہزار شیاطین بھی مسلمان ہوئے تھے۔ اہل تحقیق مولوی جہانگیر خاں صاحب کے تمام اقوال کو اسی پر قیاس کرلین کہ اس کتاب کی تصنیف سے انکا مقصد فقط جہلا کے دام تزویر مین پھنسانے سے ہے کہ وہ سمجھ لیوین کہ انوار الہدی کا جواب بھی ہوسکتا ہے کیونکہ انکو معاملات کی اصلیت سے تو کیا خبر ہے کہ مولوی صاحب نے صحیح لکھے ہین یا محض کذب و افترا کیا ہے +یہ اٹھارہ ہزار کافروں کے مسلمان ہونیکا مقولہ اس حد کو پہنچگیا ہے کہ اگر شرع کا محکمہ قائم ہو تو بہتان اور کذب اور شہادت کاذبہ کی حد لگائی جائے اسلئے ہم تمام علمائے اہل سنت سے بروئے ایمان فتوے طلب کرتے ہین کہ آیا جس روز حضرت عمر مسلمان ہوئے تھے اسروز اٹھارہ ہزار کافر بھی مسلمان ہوئے تھے یا نہین اور اگر نہین ہوئے تو جہانگیر خانصاحب کذب و افترا اور بہتان کے مرتکب ہوئے یا نہین اور بروئے شرع شریف اس کذب و افترا کی کیا سزا ہے۔ اگر ظاہری و دُرہ شرع کا خوف نہین رہا ہے تو حقیقی دُرہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین موجود ہے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنا کوئی بڑا کام نہ تھا ابو جہل ان کا ماموں تھا اسنے امان دیرکھی تھی اور کفار سوائے ذات بابرکات جناب رسالتمآب کے اور کسی سے معترض نہ تھے اگر آپ ایسے ہی بہادر تھے تو بروز حدیبیہ بھی وہ ہی مکہ تھا اور وہ ہی کافر تھے اور روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ وغیرہ مین مندرج ہے کہ جناب رسولخدا نے حضرت عمر کو مکہ بھیجنا چاہا مگر انہوں نے خوف اپنی ہلاکت کا بیان کرکے عذر کیا حضرت عثمان کو بھیجا کہ اسکا قبیلہ کثیر تھا وحی الٰہی کا اکثر آپ کی رائے پر نازل ہونا مصنوعی بات ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا آدمی کافر ہو جاتا ہے خداوند تعالےٰ کسی کی رائے کا محتاج نہین اسلئے ایسا عقیدہ بموجب اجماع تمام فرقات اہل اسلام کے فاسد اور باطل ہے شب رمضان میں بیس رکعت تراویح کا باجماعت جاری کرنا داخل بدعت تھا کیونکہ امورات مذہبی مین بعد رسولخدا کے جدید بات پیدا کرنے کو بدعت اور طریقہ رسول اللہ پر چلنے کو سنت کہتے ہین اور آپنے کچھ تراویح ہی جاری نہین کی ہین بلکہ اسلام مین بہت جدید امور جاری کیے ہین مثل استنجا بکلوخ اور غسل قدم در وضو اور الصلوٰۃ خیر من النوم۔ اذان صبح مین۔ ناف پر نماز مین ہاتھ باندھنا۔ متعہ کو روکنا وغیرہ وغیرہ۔ پھر مولف صاحب تحریر فرماتے ہین کہ بموجب وصیت حضرت صدیق اکبر آپ امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین ہوئے اول تو ہم مولف صاحب

انکا ہی اعتراض رد کرتے ہیں کہ وصیت کی رو سے تو ایک ثلث خلافت ملنی چاہیے تھی دو ثلث برلہ
غصب حاصل کرنا قرار پائیگا۔ علاوہ اسکے امیر المومنین کا لقب خدا و رسول کے سوا کوئی نہیں دے
سکتا حضرت ابوبکر کی وصیت سے وہ امیر المومنین نہیں ہو سکتے تھے خلیفۃ المسلمین جو دوسرا لقب تجویز
فرمایا ہے اسکا کچھ مضائقہ نہیں مگر شاید مولف صاحب اسکے معنی نہیں سمجھتے یہ وہی نقل ہوئی
کہ جیسا کسی نے امیر الامرا کی مثال پر کسی وزیر کو وزیر الوزرا لکھدیا تھا مولف صاحب سادہ لوح آدمی ہیں
یہ نہ سمجھے کہ مسلمان کا نائب بہر حال ہر مسلمان سے کم درجہ پر ہوتا ہے جیسا رسول اللہ کا خلیفہ رسول اللہ سے
اور میاں جی کا خلیفہ میاں جی سے کم درجہ پر ہوتا ہے۔ فتوحات شام و عراق کو جو انکے کارنامہ میں درج
فرمایا ہے فضول ہے اگر مسلمان لوگ راہ راست سے منحرف نہوتے اور وصیت رسول اللہ صلعم کو قبول
کر کے حضرت علی مرتضےٰ کی اطاعت قبول کرتے تو شام ہی اسلام کے سایہ تلے نہ آتا تمام ملک روم اور روس
اور فرنگ اور چین فتح ہو جاتا اور دنیا میں کفر کا نام باقی نہ رہتا خلفاے ثلثہ کی فتوحات کو فتوحات نہ سمجھو
بلکہ انکی مداخلت کیوجہ سے تمام دنیا میں اسلام شائع ہونے سے رہ گیا اور اسکی سخت باز پرس
خدا تعالےٰ کی روبرو ہوگی پھر آپنے قصہ حضرت عمر کے صاحبزادے کے شراب پینے اور زنا کرنے کا نہایت
فصاحت اور رنگینی عبارت اور طرح طرح کی تصنع اور بناوٹ سے تحریر فرمایا ہے فی الحقیقت مثنوی کا سا
رنگ جمایا ہے مگر دروغگوئی اسمیں بھی آپ کا شعار رہا ہے مولوی صاحب آپنے جو فقط ایک عدل
کی صفت ظاہر کرنیکے لئے ایسی بڑی تفضیح ان بیچاروں کی کی ہے یہ آپ ہی کا کام ہے۔ صاحبزادے کے
جوہر شرافت کا اظہار عدل کے اظہار سے ضروری نہ تھا اور آپنے جس طمع پر یہ قصہ لکھا ہے وہ مراد
بھی آپ کو حاصل نہ ہوئی۔ ابو شحمہ عبد اللہ بن عمر پر حد نا و شرب خمر لگایا جانا بوجہ معدلت نہ تھا
بلکہ سخت مجبوری کی حالت میں تھا کیونکہ اس سے درگزر کرنا حضرت عمر کے اختیار سے قطعی باہر تھا اور بغیر
حد جاری کئے کسی طرح مفر نہ تھا۔ دیکھئے دلوں میں انکے کچھ ہی ہو مگر بظاہر جبکہ خلیفہ رسول اللہ
کہلاتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ حضرت کیسے نواب نہ تھے یا بادشاہ صاحب ثروت اور صاحب فوج
نہ تھے کہ بوجہ داب سلطنت رعایا انکی مطیع تھی صرف خلافت کے ذریعہ سے حکمرانی کرتے تھے جبکی

بنیاد اہل زمانہ کے اعتقاد پر تھی اور وہ زمانہ ایسا تھا کہ اگر کوئی امر خلاف شرع اِنسے سرزد ہووے
تو لوگ بداعتقاد خلع خلافت کردین اِسلیے حضرت عمر حد جاری کرنے مین قطعاً مجبور تھے اور وجہ
مجبوری کی زیادہ تر یہ تھی کہ وہ عورت جس سے آپ نے زنا کیا تھا حضرت عمر کے پاس مسجد کے اندر ایسے
وقت مین آئی کہ صدہا مسلمانون کا مجمع تھا پس جبکہ صدہا مسلمانون کی روبرو یہ راز فاش ہوا تو
حضرت عمر کسطرح درگزر کر سکتے تھے مجبور حد زنا مارنا پڑا۔ ابو شحمہ کی نیک بختی اور حضرت عمر کی عدالت اسوقت
قابل تسلیم ہو سکتی تھی کہ جس روز آپ زنا کر کے تشریف لائے تھے عذاب جہنم سے بچنے کیلئے اجرا حدود الٰہی
چاہتے اور حضرت عمر بلا افشا ہونے راز کے صاحبزادے پر حد جاری فرماتے ابو شحمہ کی مسلمانی اور اتقا
و خلیفہ زادگی سے یہ امر نہایت بعید تھا کہ زنا کرنے اور شراب پینے کے بعد خود درخواست اجرا حد کی
نہین کی اور یہانتک اس راز کو مخفی رکھا کہ فعل حرام سے حرامزادہ بھی پیدا ہوگیا اور خبرگیری نان و نفقہ کی
نکی تب اس عورت نے مجبور ہوکر انکے والد سے شکایت کی مولف صاحب نے اُس ولد الزنا کا کچھ حال
نہین لکھا کہ بعد اجرائے حد وہ لڑکا کس کی امانت مین سپرد ہوا اور پرورش و نان و نفقہ کا اُسکے
کیا بندوبست ہوا وہ پسر عورت کو ہی دیدیا یا جد امجد نے پرورش کیا۔ ہم کو مولف صاحب کی
تحریر سے نہایت ورجہ شبہ اس امر کا ہوتا ہے کہ ابتدا ً حضرت عمر اور انکے گھر والون پر ابو شحمہ کا یہ راز
کھل گیا تھا مگر بوجہ رعایت فرزندی اسوقت حد جاری نہین کی اور اس راز کو پوشیدہ کر لیا کیونکہ
مولف صاحب تحریر فرماتے ہین کہ جب عورت سے زنا کیا تو اس سے معذرت کر کے گھر گئے رات بھر نہ
سوئے اپنی حرکت ناقص پر کثرت سے روئے درگاہ مجیب الدعوات مین توبہ استغفار کرتے رہے دل افسردہ سے
آہ سرد بھرتے رہے اب اہل انصاف غور کرین کہ یہ حالات اگر انکے گھر والون پر ظاہر نہین ہوئے تھے تو
مولوی جہانگیر خان کی زبان پر کسطرح آئے مولویصاحب کی نسبت دروغگوئی کا تو گمان نہین
ہو سکتا کہ انہون نے براہ خوشامد یہ باتین کذب و افترا سے درج کتاب کی ہین ضرور کسی تاریخ کی کتاب سے
لکھا ہوگا اور جبتک کہ ابو شحمہ کے ان افعال و حرکات کا گھر والون کو علم نہوا ہوگا تو کتابون مین درج
ہونے کی نوبت کیونکر پہنچتی بعد اسکے مولف صاحب نے حضرت عمر کی سخاوت کے ثبوت مین لکھا ہے کہ

حضرت شہربانو دختر کسریٰ کو مع زیور امام حسین علیہ السلام کو دیدیا یہ سب سے بڑھ کر مولف صاحب کی
دانائی ہے ہر شخص جانتا ہے کہ اپنا ذاتی مال دینے کو سخاوت کہتے ہین حلوائی کی دکان پر دادا جی کی
فاتحہ نہین لگتی اگر حضرت عمر اپنے گھر سے دیتے تو البتہ سخاوت تھی اور مال غنیمت جو جہاد مین آیا اسکی
خمس یعنی پانچوین حصہ کے مالک امام حسین علیہ السلام تھے اگر حساب غنیمت فارس کا کیا جاوے تو سو حصون
مین سے بھی ایک حصہ نہین ملا سوائے اسکے حضرت شہربانو دختر بادشاہ تھین انکے لینے کی قابلیت
سوائے شہزادون کے اور کون رکھ سکتا تھا البتہ مع زیور کے دیدینا احسان کی بات ہے ورنہ مولف
صاحب کی مرضی تو یہ تھی کہ جسوقت حضرت شہربانو کو امام حسین علیہ السلام کے سپرد کیا تو حضرت عمر کو
واجب تھا کہ اور کچھ نہین تو زیور تو ضرور اتار لیتے + پھر جو آپنے قصہ شادی ام کلثوم کا درج دیا ہے
اور نہین پہچانا کہ یہ ام کلثوم بنت ابو بکر اور ہمشیرہ محمد بن ابو بکر ربیبہ حضرت علی مرتضےٰ ہی اور اگر بطور محال
بنت فاطمہ بھی فرض کر لیجاوے تو کچھ مفید مدعا نہین بیاہ شادی بھائی برادری ہی مین ہوتے ہین
شرع مین فقط مشرکون سے رشتہ قرابت کرنے کی ممانعت ہی سو کسی شیعہ کا یہ عقیدہ نہین کہ حضرت عمر
مشرک تھے اور جبکہ رسولخدا صلعم نے اپنی دو دختران کی شادی ابو العاص اور پسر ابولہب سے بحالت
شرک و کفر انکے کر دی اور فقط قوم اور کفو پر لحاظ کیا ایسا ہی حضرت عثمان سے دو دختران کی شادی
کی ۔ اگر ہم قول مولف کو صحیح بھی مان لین تو کیا مطلب برآری ہوسکتی ہے ۔ پھر مولف صاحب نے ایک
قول نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق
وماتا علیہ فعلیہما رحم اللہ یوم القیامۃ ۔ اول تو آجتک نہ کبھی خود شیخین نے دعوے امامت کیا نہ کسی اہلسنت نے
انکو امام کہا اور یہ امر ہم چندبار ظاہر کر چکے ہین کہ بعض مواقع پر دشمن لوگ بطور مخبری حضرات ائمہ اہلبیت کے
پاس آکر خلفاء کے بارے مین سوال کیا کرتے تھے اور بجواب انکے تقیۃً دفع الوقتی کے لئے ایسے الفاظ
فرمادیا کرتے تھے کہ دشمن خوش ہوجاوین اور باطن مین معنی دوسرے ہون ورنہ ہزارہا روایات مخالف
شیخین ائمہ علیہم السلام سے مروی ہین عادلان کے معنی عدول حکمی کرنیوالون کے ہین قاسطان ۔ دغا
کرنیوالون اور بیعت توڑنیوالون اور سرکشون نافرمانبردار کو کہتے ہین جیسا کہ فرمایا تھا رسولخدا صلعم نے

حضرت علی سے کہ میرے بعد تم سے ناکثین اور قاسطین اور مارقین لڑینگے پھر ان الفاظ مین کیا خوبی نکلی اور آخر مین یہ فرمانا کہ خدا انپر رحم کرے دلیل اسی بات کی ہے کہ انپر بہت بڑا مواخذہ ہے اور اسی لئے مولف نے ترجمہ مین خیانت کی ہے کہ رحم کی جگہ رحمت لکھی ہے تاکہ جاہلون کو اصلی حال منکشف نہو جاوے۔ کیونکہ اردو بول چال مین مابین رحم و رحمت بہت فرق ہے بعد اسکے مولف نے حال حضرت عثمان کا تحریر فرمایا ہے اور بہت کچھ نزیان بکا ہے اسکی تردید کی ہمکو حاجت نہین ہے مومنین پاک طینت پر حال پوشیدہ نہین۔ بعد اسکے کچھ حالات تاریخی حضرت علی مرتضے و آئمہ اہلبیت کے درج کئے ہین جنکی مولف کو کوئی حاجت نہ تھی نہ ہم کو اسبارہ مین لکھنے کی کچھ ضرورت ہے مگر جن مقامات پر رگ غضب اور عدم واقفیت نے حرکت کی ہے اور بوجہ عناد قلبی کہ مولف کو خاندان رسالت سے ہے امر حق کو پوشیدہ رکھکر دانستہ خلاف لکھا ہے یا جسجگہ بوجہ کم علمی اور قصور عقل بمقتضائے عصبیت مولف نے خطا کی ہے اسکو ہم ظاہر کرتے ہین۔ مولف نے براہ خیانت احوال جناب علی مرتضے مین یہ لکھا ہے کہ آپ بعد قتل عثمان امیر المومنین ہوئے حالانکہ آپ حین حیات رسولخدا صلعم مین بھی امیر المومنین تھے جیسا کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ۔ اوحی الی فی علی ثلث انہ سید المومنین امام المتقین قائد الغر المحجلین۔ اور اسناد اس حدیث کی پیشتر ہم لکھ چکے ہین حضرت علی کو یہ خطاب خدا اور رسول کا دیا ہوا ہے اصحاب ثلثہ مین سے کسی کو یہ لقب حاصل نہین ہوا اگر خود اپنا نام رکھ لیا تو نام کی چوری نام کا غصب ہے اسلئے خلفای ثلثہ اپنا نام امیر المومنین رکھنے سے سخت گنہگار ہوئے اور جو شخص اصحاب ثلثہ کو امیر المومنین کہے گا وہ بھی گنہگار ہوگا اور اگر کسیکو غیرت دامنگیر ہو تو کتب اہل سنت و جماعت سے یہ بات ثابت کردے کہ اصحاب ثلثہ مین سے کسی کو رسولخدا نے یہ لقب عطا فرمایا ہے اور اگر کوئی ثابت نکرسکے اور غیرت رکھتا ہو تو خود اصحاب ثلثہ کو اس لقب سے نہ پکارے۔ دوسرا کذب مولف کا یہ ہے کہ عمل خلافت آپکا مطابق امر خلافت خلفائے ثلثہ کے تھا نعوذ باللہ من ذالک یہ صریح بہتان ہے ان کا عمل خلافت برحق تھا افسوس ہیکہ مولف اپنی تواریخ سے بھی واقف نہین ہے نہین جانتا کہ بوقت تعین خلافت ثالثہ حضرت علی نے عملدرآمد شیخین پر عمل کرنے سے قطعی انکار کیا اور حضرت عثمان نے بطمع خلافت

تقلید شیخین کا اقرار کیا۔ تواریخ مین ملاحظہ کیجیے کہ عمال خائن جو زمانہ خلافت اصحاب ثلثہ مین مقرر ہوگئے تھے اول روز خلافت مین آپ نے انکی معزولی کا حکم دیا ہرچند کہ بعض اہل الرائے نے عرض کی کہ اس وقت انکا معزول کرنا مصلحت کے خلاف ہی چند روز توقف کیجیے لیکن آپنے مطلق پروانہ کی اور فرمایا کہ جو کچھ ظلم و ستم ان عمال خائن سے سرزد ہوتا ہے اسکی جواب ہی کا مین متحمل نہین ہو سکتا اس سے ظاہر ہے کہ خلفائے ثلثہ نے دانستہ عمال خائن اور فساق کو حاکم کیا تھا پھر آپ ایسے ذکر مین بیان کرتے ہین

قولہ۔ ایسے بے قصد و رضائے فریقین کے باہم حضرت طلحہ و حضرت زبیر و حضرت ام المومنین کہ جنکی تعریف بفضل الہی سورہ نور سے ظاہر ہے اتفاقاً لڑائی ہوئی جب امر حق ثابت ہوا پھر باہم اہل صفا کی صفائی ہوئی۔ **اقول**۔ یہ بیان مولف کا محض دروغ اور بوجہ ناواقفیت علم تاریخ لکے ہی یا قصداً آپ نے اپنے ہم مشربون کو گمراہ کرنے کے لئے دہوکہ دیا ہے جس جنگ کو آپ بے قصد لکھ رہے ہین یہ وہ جنگ ہی جسمین مدینہ منورہ سے مخالفان حیدر کرار منصوبہ مخالفت اور بغاوت کا کرکے بعیت مرتضوی توڑ کر خفیہ بہانہ حج بیت اللہ نکلے اور مکہ سے بمعیت ام المومنین عائشہ و بدمعاشان اور اوباشان کا مجمع جمع کرکے بصرہ پہنچے اور پچاس ہزار آدمی کے قریب فراہم کرکے علم بغاوت بلند کیا ام المومنین نے امیر المومنین بنانا چاہا اور اس پیرایہ مین عبداللہ بن زبیر اپنے بھانجے کو خلیفہ بنانے کی کوشش کی یہ خبر سکر جناب حیدر کرار مدینہ سے بمعیت دو سو پچاس آدمی کی واسطے سرکوبی فرقہ ناکثین کے تشریف لیگئے طلحہ و زبیر اور بہت اوباش اس جہاد مین مارے گئے حضرت عائشہ گرفتار ہوکر مدینہ بھیجی گیئن اس جنگ کو کون احمق اتفاقی کہہ سکتا ہے اور خلیفہ برحق کی بیعت توڑنے والون باغیون کو کون بیوقوف اہل صفا کہہ سکتا ہے خصوصاً اُس حالت مین کہ جناب رسول خدا صلعم نے خاص اس گروہ باغی کی تعریف مین یہ فرمایا کہ ملعون ہے وہ گروہ کہ جسکی سردار عورت ہو وقوع جنگ سے چند ماہ پیشتر منصوبہ بغاوت کرنا بیعت توڑنا حج کا بہانہ کرنا مکہ معظمہ سے مدینہ کو واپس آنا بلکہ بارادہ تسخیر ملک و فراہمی فوج بصرے کو جانا اور خلیفہ برحق پر خروج کرنا اگر اتفاقی امر ہے تو نمرود کا خدا پر حملہ کرنا فرعون کا دعوے خدائی کرنا شیطان کا آدم کو سجدہ نہ کرنا سب اتفاقی

امور ہوجاوینگے۔ان مخالفین کے مخالف ہونیمین کسی مومن کو شک نہین ہوسکتا۔البتہ جسکو
شک ہی وہ ہی منافق ہے کیونکہ جو شخص حضرت علی کے ہاتھ سے قتل ہوا اور جسنے حضرت علی پر خروج
کیا اور جو حضرت علی سے لڑا اور جس نے حضرت سے بغض رکھا وہ منافق بلکہ کافر ہے کیونکہ
فرمایا رسول خدا نے انا حارب لمن حاربہم یعنی لڑنے والا ہون اس شخص سی جو حضرت علی سے
اور حسنین علیہم السلام سے لڑے ہین جبکہ یہ امر مسلم ہے کہ حضرت علی مرتضےٰ اور محمد مصطفےٰ سے لڑنا
یکسان ہے تو ابو جہل وغیرہ ملعونان مین اور اہل جمل مین کیا فرق ہے۔اس حدیث سے کفر مخالفین
ثابت ہے پھر یہ بھی ثابت ہی کہ اس گروہ باغی کی سردار عورت تھی اور جس گروہ کی سردار عورت ہو
وہ گروہ بشہادت حدیث نبوی ملعون ہی اور چونکہ جنگ و جدال بغیر بغض و عناد وقوع مین نہین آیا
جبکہ عائشہ و زبیر کو حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کیطرف سی خصومت پیدا ہوئی تب وہ مکہ پہنچے اور مجمع
اوباشان فراہم کرکے داخل بصرہ ہوے اور نسبت بغض مرتضوی صاف حدیث شریف وارد ہی
لا یبغضہ الا منافق یعنی علی سے سواے منافق کے اور کوئی بغض نہین رکھتا۔امر حق ثابت ہونے
پر خاتمہ جنگ نہین ہوا بلکہ بغرض باغیان کے مارے جانے و گرفتار ہونے پر ہوا ہے پھر اس اتفاقی جنگ
کے بعد ایک جتہادی جنگ قرار دیگئی ہے۔**قولہ**۔اسیطرح سے آپکو نسبت خطار اجتہادی کے
حضرت معاویہ سے مقابلہ ہوا جانئے کہ باہم مسلمانون کے مقابلہ ہوا **اقول** خطار اجتہادی ایک
مرتبہ ہوتی ہی عقلار زمانہ تیسری خطا کو اوہی خطا بولتے ہین اسی پر قیاس کر لیجیے اس شخص کو جس نے
ہفتاد و دوبار خطا کی ہے اگر معاویہ بحیلۂ خطار اجتہادی دار و گیر قیامت سے بچ جاوے تو محبان
آل ابو سفیان سمجھ لو کہ شیطان بھی یہی نظیر پیش کرکے بری ہوجائیگا مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے
تو معاویہ کو خاطی و باغی لکھا ہے اور یہ بھی شاہصاحب نے اسکی رعایت کی ہی مگر ہمارے مخاطب صاحب تو
بالکل ہی حق سے گذر گئے +

حالات جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مین مؤلف لکھتا ہے

قولہ۔ جب خبر شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بیعت لینے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی ناگاہ حضرت معاویہ نے بمقتضائے بشریت طالب جاہ و مناصب دنیاوی کے ہوکر خلیفہ وقت پر لشکر کشی کی اقول۔ اے ہوش باختہ تھوڑی دیر تو اپنے کذب و افترا کو نباہا ہوتا کیا یہ مقولہ بہت ہی صحیح ہے کہ دروغگوئے را حافظہ نباشد ابھی تو حضرت علی کے مقابلہ مین معاویہ کی خطائے اجتہادی تھی اور اب خبر شہادت سنتے ہی وہ خطائے اجتہادی بدل بحرص یعنی طلب جاہ دنیا ہوگئی اب ہم آپ ہی سے انصاف چاہتے ہین کہ جو شخص بقول آپکے بغرض حصول جاہ و مناصب دنیا خلیفہ برحق پر لشکر کشی کرے پھر بھی مسلمان رہا خدا کی پناہ ایسے عقیدے پر کہ خود ہی کہتے جاوین کہ طلب جاہ دنیا مین خلیفہ برحق پر لشکر کشی کی اور خود ہی انکو حضرت اور رضی اللہ عنہ لکھتے ہین۔ اس موقعہ پر غلامان آل ابوسفیان ایک جھوٹی حدیث وضع کرتے ہین جیسے کہ مولف صاحب نے بھی لکھی ہے قولہ۔ معاویہ نے بوقت شروع جنگ دو آدمی خدمت حضرت حسن مین روانہ کرکے عرض کی کہ اب زمانہ خلافت باطنی کا موجب اس حدیث شریف کے منقضی ہوا الخلافۃ ثلثون عاماً ثم یکون بعد ذالک الملک۔ ترجمہ خلافت کا زمانہ تیس برس کا ہے پھر ہوگا بعد اسکے ملک اقول۔ پناہ خدا کی اس بدعقیدتی سے کہ معاویہ کو تو علم حدیث ہوا اور رسول اللہ صلعم کے پارہ جگر کو ایسی حدیث کی خبر نہو کہ جسکا خاص اہنین کی ذات سے تعلق ہو۔ یہ تو سمجھو کہ اگر یہ حدیث نبوی ہوتی تو اسکے عامل صرف امام حسن علیہ السلام ہی ہوتے انکو لشکر جمع کرنے کی کیا ضرورت تھی خود ترک کردیتے اپنے لشکر یونکی بیوفائی اور عدم تصرف کا بہانہ کیا ضرورت تھا اور معاویہ کو احادیث نبوی سے کیا علاقہ تھا۔ محققین علمائے اہلسنت معاویہ اور اسکے باپ ابوسفیان کو مولفۃ القلوب مسلمانون مین شامل کرتے ہین کہ یہ لوگ بعد فتح مکہ محض دباؤ سے مسلمان ہوئے تھے دل مین بدستور کافر تھے جیساکہ محقق دہلوی نے مدارج مین لکھا ہے۔ جو لوگ بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے ہین انکو صحابی نہین کہا جاتا اسی لئے محقق دہلوی نے مدارج مین لکھا ہے کہ معاویہ کی فضیلت مین کوئی حدیث وارد نہین ہے اور بحسب عقیدہ اہلسنت فضیلت ہر صحابی کی مسلم ہے

اسلئے معاویہ داخل اصحاب نہین ہی اور محدثان اہلسنت نے جو تعریف صحابی کی یہ لکھی ہے کہ ہر مسلمان جس نے رسول خدا کو ایک لحظہ بھی دیکھا ہے صحابی ہے اس قول کے بموجب اسلام معاویہ کا متحقق نہین ہوتا اور ثابت ہوتا ہے کہ بعد فتح مکہ جو قریش اور اعدا رسول مین سے بخوف ہلاکت مطیع ہو گئے تھے وہ فقط بمعنی فرمانبرداری کے مسلم کہلائے ہین ہمکو بڑی تلاش کے بعد ایک روایت معاویہ کے حال مین دستیاب ہوئی ہے اور جسکی تحریر سے دستیاب ہوئی ہی وہ بالکل ہم پلہ بلکہ ہم اسم و کلمہ بلکہ ہمارے مخاطب کے ہین جیسے مخاطب صاحب اپنے آپ کو افغان کہتے ہین اسی طرح وہ بھی دعویدار افغانیت ہین اور علم و فضل مین بھی درجہ ایک ہی معلوم ہوتا ہے نام انکا امانت خان ڈاکٹر ہے انہون نے ایک سال بکلول امانت خان جاری کیا ہے اور بجائے جاب و فضول کے طعام اور لقمہ لکھے ہین انہون نے ایک حدیث اور ایک روایت معاویہ کی شان مین لکھی ہی یعنی فرمایا رسول خدا نے۔ انا مدینۃ العلم و علی بابہا و معاویۃ حلقتہا یعنی مین شہر علم کا ہون اور علی اُسکا دروازہ ہے اور معاویہ اسکا حلقہ ہے۔ ذرا اہل انصاف ان متعصبون کی مذہبی مداخلت بیجا کو ملاحظہ فرماوین کہ اگر احکام شرع جاری ہون تو اس افترا مین کتنے درّے مارے جاوین کوئی امین فاضل سے پوچھے کہ صاحب آپنے اس حدیث کو کس کتاب مین دیکھا ہے اصلیت اسکی فقط یہ ہے کہ کسی شخص ایماندار نے حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابہا مین بحسب دست گرد خود اصحاب ثلثہ کو بطور تحریف اسطرح شامل کیا تھا کہ انا مدینۃ العلم و ابوبکر حیطانہا و عمر جدرانہا و عثمان سقفہا و علی بابہا جسکا ترجمہ یہ ہوا کہ مین شہر علم کا ہون اور ابوبکر احاطہ اسکا ہے اور عمر دیوارین اسکی ہین اور عثمان چھت اسکی ہین اور علی اس کا دروازہ ہین جب کسی ظریف کے کان مین یہ حدیث مصنوعی پہنچی تو اسنے دیوارین اور چھت دیکھکر کہا کہ شہر کی تعریف سے تو خارج ہو گیا البتہ ایک کوٹھا بنگیا لیکن واضع اُسکا پرنالہ لگانا بھول گیا مبادا موسم برسات مین کوٹھا گر جاوے اسلئے لازم تھا کہ واضع اسکے آگے یہ بھی لکھدیتا کہ المعاویۃ میزابہا یعنی معاویہ اسکا پرنالہ ہے خانصاحب بھی کہین سن بھاگے تھی اصحاب ثلثہ کو تو بھول گئے معاویہ یاد رہگیا اور حیطان و جدار کی جگہ حلقہ یاد رہا۔ پھر ڈاکٹر صاحب دوسری روایت لکھتے ہین۔ منقول ہی کہ ایکدن

آنحضرت صلعم گھوڑے پر سوار تھے حضرت معاویہ آپکی رکاب کیساتھ پیدل جاتے تھے تو آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ میرے پاس سے دور ہو کہ تیری پشت سے خون کی بو آتی ہے خدا تعالے اسپر لعنت کرے جو تیری پشت
مین ہے اگرچہ منکران لعنت بر یزید و مقبلان فضائل معاویہ کیلئے تو خانصاحب نے نص صریح درج فرما
دی ہے لیکن مقصد اس روایت سے معاویہ کی فضیلت ثابت کرنا ہے اسطرح پر کہ معاویہ نے اس رمز کو
سمجھ کر جورو کو بھی طلاق دیدی اور عورت کے پاس نہ جانیکی قسم کھالی مگر ایک عرصہ کے بعد کسی مرض کے
باعث عورت سے بطور حرام دخول کیا جس سے یزید پیدا ہوا - اور طرفہ یہ ہے کہ اسی رسالہ مین خانصاحب ایک
قصہ یزید کی ہمشیرہ کا بھی درج فرماتے ہین کہ جس سے خود یہ قول ہی باطل ہو گیا اور درحقیقت معاویہ کے
مسلمان ہونے سے پہلے یزید پیدا ہو چکا تھا پھر ڈاکٹر صاحب تفضیل معاویہ اور اثبات حلم مین فرماتے ہین
کہ ایک شخص نے امیر معاویہ سے آکر سوال کیا کہ اے امیر خدا تعالے نے تیری والدہ کو صاحب جمال بنایا ہے
تو آپنے کہا کہ خدا تعالی کا شکر ہے اسنے کہا کہ وہ نہایت فراخ چشم ہے آپ نے کہا الحمد للہ اسنے کہا چھوٹا نہایت
خوشنما ہے کہا خدا تعالے نے وعدہ کیا ہے وہ شخص اسی طرح تمام اعضا نہانیہ و مستورہ کی تعریف کرتا تھا اور
معاویہ نے یہ جواب دیا کہ جو کچھ ہے خدا تعالے نے ہی اُسے بخشا ہے پھر اسنے کہا کہ مجھے اپنے نکاح مین قبول کریگی
خانصاحب نے اس قصہ بے غیرتی کو داخل فضائل معاویہ درج کیا ہے اگرچہ ہم ایسے فضائل کی رد و قدح نہین
کرتے چشم ما روشن و دل ما شاد لیکن مقصد ہمارا اس امر کے ظاہر کرنے سے ہے کہ بعضے لوگ بناوٹ تو
کرتے ہین اثبات فضیلت کیلئے اور اس سے پوری مذمت اور ہجو ثابت ہو جاتی ہے اگرچہ ہندہ مادر معاویہ
ایک بہت بڑی بیحیا عورت تھی تمام کتب تواریخ سے ثابت ہے کہ حبشی غلام سے ایفاء وعدہ پر حضرت امیر حمزہ
کو شہید کرایا تھا مگر کجا امارت معاویہ اور کجا ہند جگر خوار اس زمانہ تک کہان زندہ ہوگی اور اگر زندہ بھی
ہوگی تو وہ حسن و جمال کہان ہوگا منجملہ بے تعداد فضائل حضرت معاویہ کے یہ ہے کہ خود اہلبیت نبوی
پر سب کرتا تھا اور دیگر لوگون سے طمع دیکر باوجود الکر سب کرایا تھا کہ روایات معتبرہ اہل سنت سے ثابت ہے
حضرت علی ؑ مرتضے سے بہتر لڑائیان لڑنا تو مولف صاحب خطا اجتہادی قرار دیتے ہین اور حضرت امام حسن ؑ کو
زہر دلا کر شہید کرنا مولف کے نزدیک کچھ گناہ نہین ہے تو ام المومنین عائشہ کو گڑھے مین ڈالکر چونے سے

پھونکدینا تو البتہ بڑی فضیلت ہوگی۔ مؤلف صاحب یہ کہتے ہین کہ صلحنامہ مین حضرت امام حسن نے
معاویہ کو بھی یہ شرط لکھدی تھی کہ بعد اپنے امیر حکومت کو مسلمانون کی رائے پر چھوڑنا مگر امیر صاحب نے
برخلاف اسکے اپنے پسر ملعون فاسق وفاجر کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور جبرًا مسلمانون سے اُس نطفہ حرام کی
بیعت لے لی معلوم نہین کہ یہ خط اکس قسم کی بھتی۔ مؤلف سادہ لوح نے یہ بھی درج کیا ہے کہ شیعیانِ
اہلبیت حضرت امام حسن علیہ السلام سے سوء اعتقادی رکھتے ہین اور ثبوت اسکا یہ ہے کہ اہتمام عشرہ محرم کا
شیعہ لوگ بڑے ساز وسامان سے کرتے ہین اور نذر و نیاز بجالاتے ہین تعزیہ بناتے ہین نوحہ ومرثیہ
پڑھتے ہین اور امام علیہ السلام کیلئے کچھ نہین کرتے یہ مؤلف کی بیوقوفی کی دلیل ہے شیعون کے نزدیک
تو دونو صاحبزادے دو نو آنکھ کی پتلی ہین بلکہ ہر چہاردہ معصوم سے یکسان عقیدت رکھتے ہین اہلسنت کے
علما کیطرح نہین ہین کہ اگر باپ نے عقیدت سے یا سہوًا نام انکا علی یا حسنین سے رکھدیا تھا تو وہ جوان
ہوکر علم وفضل حاصل کرکے اپنے نام کو بدل ڈالتے ہین شیعہ لوگ عشرہ محرم مین بھی برابر نذر و نیاز
فاتحہ درود مین چہاردہ معصوم کو شامل کرتے ہین مجالس ہین جاکر دیکھو کہ درجہ بدرجہ پنجتن پاک
کی شہادت بیان کیجاتی ہے اول وفات سرور کائنات کا حال دوسری مجلس مین جناب خاتون جنت
کی وفات تیسری مجلس ہین حضرت اسد اللہ غالب کی اور چوتھی مجلس مین حضرت حسن مجتبیٰ کی شہادت
بیان کیجاتی ہے اسکے بعد جناب امام حسین علیہ السلام اور دیگر شہدائے کربلا کا حال بیان کیاجاتا ہے زیارات
عاشورا مین جناب امام حسن مجتبیٰ کی زیارت بھی پڑھی جاتی ہے نہ کہ بزرگانِ وہابی کہ مرگئے مُردود نہ
فاتحہ نہ درود بخیلی کو بدلکر شرع کے پردے مین لاکر سیوم چہلم کو فاتحہ تک بند دین یا علاوہ وہابیون کے
اور لوگ کہ پیران پیر کی تو ہر مہینہ گیارھوین کرین فقیرون کی وفات کے دن کو گن گن کر عرس روشنی
کرین ڈھولک بجا بجا کر ناچ ناچ کر پیر کی روح کو خوش کرین اور اصحاب ثلاثہ بیچارے منہ کو تکتے رہین
کروڑون پیروی کرنیوالے لاکھون ناخلف مرید کہ زبانی لپ لپ کرنیکو موجود باتون مین زبان سے
پسینہ کیجگہ خون گرادین لیکن کسی کمبخت مین اتنی ہمت نہین کہ سال بھر مین ایکمرتبہ تو سوا پیسہ کی
ریوڑی یا تباسہ پر انکی فاتحہ دلوائے لاکھون ناخلف مرید ایسے ہین کہ انکو یہ بھی معلوم نہین کہ انہون نے

کسمدن اور کس تاریخ مین وفات پائی تھی اور طرفہ یہ ہے کہ خلیفہ چہارم اور انکی اولاد تک کی فاتحہ دلوائین اور تینون خلیفون کی بات تک نہ پوچھین - واقعی یہ حال ہی کہ جن بزرگون پر خدا کا فضل ہوتا ہی ان پر دوست اور دشمن سے درود اور سلام اور فاتحہ اور کلام پہنچوایا ہے اور جو لوگ فضل ایزدی سے محروم ہوتے ہین انکے دوستون کی بھی مجال نہین کہ سال بھر مین ایک دفعہ انکی فاتحہ دے سکے سچ یہ ہے کہ خدا جسے کو چاہتا ہے جسکے لئے طرح طرح کے ثواب اور رحمتین اور افضال خدا کیطرف سے ہین انکو اہل دنیا بھی درود اور صلوٰۃ اور فاتحہ اور ایثار طعام نذر و نیاز وغیرہ کے ثواب پہنچاتے ہین اور جن کی تقدیر مین یہ ثواب نہین ہی کروڑون معتقد ہون تو کیا شعر - تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را - مولف صاحب نے ذکر امام حسین علیہ السلام مین قصہ بیعت یزید کا لکھا ہے کہ معاویہ نے مروان کو لکھا کہ بموجب طریقہ خلفائے اربعہ یزید کی بیعت لوگون سے لے جس پر عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق نے کھڑے ہوکر کہا کہ یہ طریقہ بیعت خلافت کا نہین ہے اگر خلفائے اربعہ چاہتے تو اپنی زندگی مین اولاد کو خلیفہ کر جاتے پس لازم ہی کہ بموجب طریقہ خلافت کے عمل کرنا چاہئیے نہ کہ بطریق بادشاہان عجم و قیاصرہ روم کے اس تحریر سے مولف صاحب نے خود ہی اس حدیث کو موضوع ثابت کردیا جو پیشتر مدت خلافت کے بارے مین لکھ چکے تھے کہ خلافت تیس برس تک ہی پھر بادشاہت ہے اگر یہ حدیث سچی ہوتی تو عبدالرحمٰن ہرگز ایسا بیان نہ کرتے اور مروان بھی ساکت ہوجاتا اور اہل مدینہ بھی قول عبدالرحمٰن پر تمسک نکرتے انکو سیدھا جواب تھا کہ اب خلافت نہین رہی بلکہ بادشاہت ہے پھر تم کیون معترض ہوتے ہو اسلئے صاف ظاہر ہے کہ زمانہ مابعد مین یہ حدیث وضع ہوئی اور پہلے کسی تجربہ کار سنی کا قول تھا کہ تیس برس تک خلافت اچھی قائم رہی اور بعد ازان ظالمانہ سلطنت ہوگئی رفتہ رفتہ یار لوگون نے اسکو حدیث بنالیا ورنہ جبکہ بقول اہل سنت وجماعت رسول اللہ نے کبھی خلافت اور خلیفون کا ذکر ہی نہین کیا تو مدت کا ذکر کیون کرتے مولف نے بعد ذکر امام حسین علیہ السلام آداب محرم بیان کیا ہے اور اپنے ہم عقیدت لوگون کو مرثیہ سننے زیارت پڑھنے نذر حسین سبیل لگانے رونے غم کرنے سے منع کیا ہے اور سچ بھی تو ہے ابوسفیانیون کو کیون غم کرنا چاہیے اگر نواسۂ شہید

ہوا ہے تو محمد کا سفیانیون کے صاحبزادے یزید کو شیطان نے فتح دی تھی خلافت کی بنیاد مستحکم ہوئی ہے
ان سے جہانتک ہوسکے خوشی کرین وہ محمدیون کی طرح کیون برتتے ہین۔ اصل یہ ہے کہ مولف
صاحب نے اپنے گروہ پر ناداستگی اور عدم واقفیت سے اعتراض کردیا ہے ورنہ سفیانی گروہ
تاشہ ڈھول بجانا اکھاڑہ گدکہ پھری کا جمانا نیزم ہلانا اپنے بزرگان کی خوشی عاشورہ کی نقل کرتے
ہین اور جب محمدیون کو مغموم ماتمی لباس پہنے ہوئے دیکھتے ہین تو انکے مقابلہ پر خوشی کرتے
ہین عیدین کی مانند لباس بدلتے ہین عورتین انکی سولہ سنگار بارہ ابھرن کرکے سیر کو نکلتی ہین
سبز و سیاہ لباس وہ کیون پہنے لگین غم حسین سے انکو کیا سروکار۔ یزید کی فتح کی مبارکباد دیتی
ہین اسلئے مولف صاحب کو مطمئن ہونا چاہئے کہ اہلسنت جو کچھ عمل بروز عاشورا کرتے ہین
وہ سب یزید و شمر کی محبت سے کرتے ہین۔ مولف صاحب بذکر امام جعفر صادق علیہ السلام اس
امر کو قبول کرتے ہین کہ ابوحنیفہ وغیرہ علماء اہلسنت آپکے شاگرد تھے افسوس ایسی عقل پر کہ
استاد کی تقلید کو چھوڑ کر شاگردون کے مقلد کہلائین آل رسول کو جنکی تقلید بشہادت حدیث ثقلین
فرض ہے ترک کرکے کالانعام غیر قوم کی تقلید اختیار کرین کیون صاحب جبکہ آئمہ اہلبیت آپکے
نزدیک بھی نہایت درجہ عالم فاضل اور بزرگ تھے اور امام بھی کہلاتے تھے تو کیا وجہ ہے کہ انکی تقلید
نہ کیجاوے سوائے سادات عظام اور بعض قبائل انصار جو اکثر مسلمانون مین سے بموجودگی آئمہ اہلبیت
کسی نے ابوحنیفہ کی تقلید کی اور کسی نے ان سے مخالف ہوکر شافعی کی پیروی کی اور کسی نے مالک کو
اپنا امام بنایا اور کسی نے احمد بن حنبل کو پیشوا کیا تو اسکی کیا وجہ ہے کہ تم مین سے کوئی جعفری ہوا
آئمہ اہلبیت کیطرف متوجہ ہوا فقط سادات اور انکے مخلصین شیعہ ہی کیون انکے مقلد رہے اگر آئمہ
اہلبیت کے فضل و کرامت کے تم معتقد ہوتے تو تم پر حرف گیری کا موقعہ نہ تھا لیکن اسکے کیا معنی کہ انکی
فضل و کرامت اور علم و تقوی کے قائل ہو اور پھر بموجودگی انکے غیرونکی تقلید کرو آئمہ علیہم السلام مین
تمہارے عقیدہ کے برخلاف فقط اتنی ہی بات تھی کہ وہ اصحاب ثلثہ کو برا کہتے تھے بس اگر تم مین کچھ
بھی شائبہ ایمان ہوتا تو انکے فرمان کو مثل آیت و حدیث سمجھتے اور دلون مین غور کرتے کہ یہ آئمہ ذریت

رسول اللہ ہین علم رسول اللہ انہون نے میراث مین پایا ہے جو کچھ صحیح حالات انکو معلوم ہین وہ اور
لوگون کو معلوم نہین ہو سکتے جو لوگ ایسے ایماندار نہ تھے اور ظاہری ارکان اسلام بجالاتے تھے ان کو
تو ہم لوگ کیا پہچان سکتے تھے یہ کام تو رسول اللہ اور انکی اولاد ہی کا تھا یہی حضرات وارث علوم انبیا
ہین لیکن تم لوگون نے محبت اصحاب ثلاثہ کی محبت مین خدا و رسول و اہل بیت کو بالکل چھوڑ دیا جس شخص مین
کچھ بھی مادۂ عقل ہوگا وہ اس امر مین تھوڑی سی فکر کرنے سے ضرور معلوم کرے گا کہ جب اہلبیت نبوی مین
بارہ امام نہایت فاضل اور عالم اور صاحب کرامات و معجزات گزرے اور ہر ایک نے دعوے امامت کا کیا اور
کوئی شخص امام نہین کہلایا جب تک کوئی گروہ اسکا مقلد اور پیروی کرنیوالا نہو تو ضرور کوئی گروہ انکا
بھی مقلد و پیرو کار ہی سلسلہ دوازدہ امام کا اہلسنت کے چارون امامون سے تقریباً دو سو برس
پیشتر اور دو سو برس بعد تک رہا ہے پھر سوائے شیعون کے ان کا مقلد کون ہی بعضے جاہل سنی
ناواقفیت سے کہدیتے ہین کہ ہم اہل سنت انہین کے مقلد ہین یہ انکی ناواقفی کی بات ہے انکو اپنی
کتب فقہ دیکھنی چاہئین اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اہل سنت حنفی ہین انکی فقہ مین جہان کہین حوالہ
ہوگا تو امام ابو حنیفہ ابو کوفی کا یا انکے اصحاب محمد اور زفر اور ابو یوسف کا کسی جگہ آئمہ اہل بیت مین سے
کسی کا حوالہ نہ نکلے گا یہانتک کہ حنفیون کی فقہ مین شافعی اور مالک و احمد بن حنبل تک کا حوالہ درج
ہوگا مگر آئمہ اہلبیت کا کوئی مسئلہ نہ لیا جاوے گا۔ بس اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ اہل سنت
قطعی اہلبیت سے مخالفت اور مغائرت رکھتے ہین اہلسنت مین جو عالم ہین وہ تو اس امر کو جانتے
ہین کہ وہ کسکی پیروی کرتے ہین لیکن جو علم نہین رکھتے انکو عالمون نے بہکا رکھا ہے کہ ہمارا ہی فرقہ
اہلسنت انکی پیروی کرتا ہے مگر یہ قطعی دھوکہ ہے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ اہلسنت مین اسقدر تعصب
اور جہالت نے اثر کیا ہے کہ اہلسنت مین انکی پیروی کرنیوالون کو اپنے نزدیک گمراہ سمجھتے ہین بس
فیصلہ اس امر کا بآسانی اسطرح ہو سکتا ہے کہ یا تو وہ اس گروہ کا نشان دین کہ جو سوائے شیعہ اثنا عشری
کے آئمہ اہلبیت کا مقلد ہے یا شیعون کے اس دعوے کی انکی فقہ و حدیث سے تردید کرین کہ وہ آئمہ اہل
بیت کے مقلد نہین ہین جیسا کہ شیعہ فقہ و حدیث اہل سنت سے ثابت کر سکتے ہین کہ اہل سنت وجماعت

مقلد آئمہ اہل بیت نہین ہین اور اگر اس امر سے اہلسنت عاجز ہون تو اہلبیت کا کوئی ستم ایسا ثابت
کرین کہ جس سے انکی پیروی اور تقلید ناجائز سمجھی جاوے ورنہ اپنی گمراہی کا اعتراف کرین۔ مولف نے
بذکر امام رضا علیہ السلام یہ لکھا ہے کہ شیعہ کہتے ہین کہ آپ کو مامون نے زہر دیا اہلسنت کے نزدیک یہ
محض خلاف ہے۔ اگرچہ خود زہر دینے والے انکاری ہین تو زہر دینا مان لیا جاوے گا کیونکہ دوستون کے
تو تھوڑے سے شبہ مین بھی دشمنون کیطرف سے ایسے امر کا یقین ہو جاتا ہے مگر جبکہ دشمن اس فعل سے
انکار کرین تو دشمنونکو تو انکے قول کا وثوق ہونا چاہئے اور دوست یہ ہی سمجھین گے کہ دشمن لوگ اپنا
الزام دور کرنے کو جھوٹ بولتے ہین اسلئے اگر اہل سنت مولف صاحب کے قول کا اعتبار کرلین تو
مضائقہ نہین۔ مگر مین یہ کہتا ہون کہ ہمارے مولویصاحب علم سے تو بے بہرہ ہین سنی سنائی دو
چار باتین یاد کر رکھی ہین کوئی کتاب مناظرہ فریقین اردو مین دیکھ لی ہے تو بندر کیطرح پنساری بنگئے ہین انکو
یہ تو خبر ہی نہین کہ خاص اہلسنت کے ہی کتب سے ثابت ہوا ہے کہ مامون ملعون نے امام رضا علیہ السلام کو زہر دیا
مگر مجبور ہون کہ کسی اردو کتاب اہلسنت کا حوالہ مجھے یاد نہین ورنہ مولف صاحب کو قائل کرتا کیونکہ
تکلموا الناس علی قدر عقولھم مشہور حدیث ہے یعنی آدمی سے اسکی عقل و فہم کے موافق کلام کرنا چاہئے اگر مین
کسی فارسی عربی کتاب کا حوالہ دون تو مولف صاحب عذر اپنی کم علمی و نافہمی کا کرسکتے ہین مگر اب مین اہل
انصاف کی روبرو ایک فارسی معتبر کتاب کا حوالہ دیتا ہون کہ ملا جامی نے شواہد النبوۃ مین پورا قصہ اس
زہر دینے کا لکھا ہے خدا کرے کسی بھلے آدمی نے اسکا ترجمہ اردو مین کردیا ہو مولف نے بعد ختم ذکر آئمہ اہلبیت
علیہم السلام جو انکار نسبت حضرت صاحب الامر علیہ السلام کیا ہے وہ انکار مبنی بر تعصب ہے ورنہ عوام اہلسنت کی
زبان پر نام دوازدہ امام کا ہے اگر بارہوین امام کا وجود نہ ہوتا اور صرف گیارہ ہی امام ہوے تو اہل
سنت وجماعت اپنی فاتحہ درود مین دوازدہ امام چہاردہ معصوم کی ارواح کو ثواب کیون پہنچایا کرتے
بلکہ یون کہا کرتے کہ گیارہ امام تیرہ معصوم۔ اور اگر اس اعتراض کو یون رفع جاوے کہ بارہوین امام
پیدا ہونیوالے ہین اسلئے فاتحہ درود مین انکو شامل کرلیا جاتا ہے یہ بات بالکل خلاف قاعدہ ہے
جو پیدا نہین ہوئے انکی ارواح کو ثواب پہنچانے کا دستور نہین جہانتک اہلسنت کے عقائد ہین

ان سے بھی یہی ثابت ہےکہ بروقت ظاہر ہونے حضرت امام مہدی کے کوئی شخص ان کو شناخت
نکرسکے گا کہ فلان شخص ہی اور فلان شخص کا بیٹا و فلان جگہ کا رہنے والا ہے وہ کہتے ہین کہ بوقت
ظہور چالیس سال کی سی عمر معلوم ہوگی لیکن کوئی شخص انکے مولد و موطن سی واقف نہ ہوگا پھر سا
ثابت ہی کہ زمانہ ظہور مین انکی پیدائش ہنین ہی بلکہ دفعۃً غیب سے ظاہر ہونگے۔ مولف صاحب نے
حضرت امام مہدی کی پیشین گوئی مین عجب راگ گایا ہے کہ آپ نسل امام حسن سے ہونگے والدہ
کا نام آمنہ ہوگا اولیاء اللہ کشف سے آپ کو پہچانین گے کعبہ کے اندر آکر بیعت کرینگے اور پھر
قسطنطنیہ پر لڑائی ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ یہ مولف کی ناواقفیت کا باعث ہے وہ نبوت کی باتون اور
پیشین گوئیون کی طرز سے محض ناواقف ہین پیشین گوئیون مین ہمیشہ اشارات اور کنایات ہوتے
ہین حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت پہلے انبیاء نے لکھا تھا کہ نام اسکا عمانوئیل ہوگا لیکن نام
حضرت کا عبرانی زبان مین یسوع رکھا گیا ایسے ہی ہمارے حضرت کی پیشین گوئیون مین نزاع ہوا
کہ انجیل مین آپ کا نام فارقلیطا بیان کیا گیا اور حضرت علی کا نام ایلیا تحریر ہوا۔ دیکھئے حضرت مسیح
کی نسبت برابر پیشین گوئیون مین برابر بادشاہت کرنا درج ہی مگر بغیر پورا ہوئے اس پیشین گوئی
کے وہ حضرت اس دنیا سے تشریف لیگئے۔ پس یہ امر تو مسلمہ عام ہے کہ زمانہ پیدائش اور ظہور آپکا
ایسا غیر مسلسل ہنین ہی کہ کوئی پہلا واقف کار انکو شناخت نکرسکے گا اور یہ بات بغیر اسکے ممکن نہین ہے کہ
زمانہ ظہور آپکی پیدائش کے زمانہ سے اسقدر بعید ہوگا کہ کوئی انسان پیدائش کے زمانہ مین ان کو
دیکھنے والا نہوگا اور انکی درازی حیات ایک معجزہ اور عطیات الہی مین سے ہوگی پس جبکہ فطرت انسانی
کے خلاف طوالت عمر انکی تسلیم ہوگئی تو ہزار برس اور لاکھ برس برابر ہین پھر کیا ضرور ہے کہ خداوند تعالیٰ
انکو بعد ختم سلسلہ آئمہ اثنا عشر ایک درمیانی زمانہ مین پیدا کرے اس سے تو بہتر یہی ہوتا کہ ظہور کے زمانہ
مین ہی آپ پیدا ہوتے علاوہ اسکے امام آخر الزمان کے لئے ضرور ہے کہ تعلیم علم لدنی ہووے اور
اخبار و آثار سید الابرار و آئمہ اطہار بذریعہ معصوم مسلسل بلا انقطاع واسطہ انکو پہنچین اگر سلسلہ آئمہ
معصومین کا درمیان سی منقطع ہوجاوے تو ماننا پڑے گا کہ خداوند تعالیٰ امام آخر الزمان کو بذریعہ وحی

مطلع فرماوے اور یہ بالاجتماع ممنوع ہے کیونکہ نبوت و رسالت ذات سرور کائنات پر ختم ہو چکی ہے
اسلئے ضرور ہے کہ آئمہ اثنا عشر مین سے ہی بارہوان امام آخر الزمان بنایا جاوے اور انکی عمر کو اسقدر
درازی دیجاوے کہ وقت موعود پر ظہور فرماکر جہان مین عدل و انصاف پھیلادین کیونکہ درازی
عمر نہ محال ہے نہ ممتنع اور بعد ختم رسالت نزول وحی و تعلیم علم لدنی مطلق محال و ممتنع ہے اب اسمین
کوئی شک نہین کہ امام آخر الزمان وہی شخص ہین جنکا سلسلہ آئمہ حادی عشرہ سے مربوط ہو چکا ہے
ہان پیشین گوئیون سے شناخت کرنا امام کا البتہ ذی شعور لوگون کا کام ہے نہ کہ بدبخت ترین مخلوقات کا
جیسے یہودی آجتک ایسی حماقت کے دام مین گرفتار ہین کہ مسیح ہنوز پیدا نہین ہوئے حالانکہ مسیح علیہ السلام
بنتیس ۳۳ سال انکے درمیان رہکر گذر گئے فاران کو باطنون کو خبر بھی نہ ہوئی یہانتک کہ حضرت مسیح
علیہ السلام کے بعد جناب پیغمبر آخر الزمان بھی ترسیٹھ ۶۳ سال انکے درمیان موجود رہے اور ۲۳ سال تک
نہایت کوشش اور جہد جہد کے ساتھ دعوت کرتے رہے کہ مین وہی پیغمبر ہون جسکی نسبت موسے نے
خبر دی ہے اور مین وہی پیغمبر ہون جسکی نسبت خداوند تعالے نے موسی اور انبیا سے میثاق لیا ہے
مگر بدبختون مین سے کسی نے نہ شناخت کیا اور ہمارے مخاطب صاحب کیطرح ایسی مشرح پیشین گوئی
کے منتظر رہے کہ جس مین یہ لکھا ہوتا کہ عرب کے ملک مین شہر مکہ کے اندر قبیلہ قریش مین سے خاندان
ہاشم مین عبد المطلب کا پوتہ عبد اللہ اور آمنہ کا بیٹا محمد صلعم نام نبی آخر الزمان مبعوث ہوگا یہ کور باطن
پیشین گوئی کو کہ تیرے بھائیون مین سے موسے کی مانند ایک نبی پیدا کرونگا جس سے مراد یہ تھی کہ
بنی اسمعیل مین سے نبی پیدا ہوگا کیا سمجھ سکتے تھے لیکن جسکو خدا تعالی نے عقل سلیم اور فہم عالی اور قلب
منور عطا کیا ہے انہون نے تھوڑے سے تامل کے بعد شناخت کر لیا اور جنکے قلوب زنگ نفاق
سے مکدر ہین باوجود نہایت مشرح اور واضح پیشین گوئیونکی شناخت نکر سکے جسنے مہدی کی طرف
رجوع ہوئے کبھی عباسی مہدی کو مانا کبھی عرب کو چھوڑ کر ہندوستان مین سے ہی مہدی بنا لیا کہ اس
وقت ہزارہا اہل سنت و جماعت مہدویہ مذہب مین موجود ہین پھر ان سے بھی گزر کر ہندوستان کے
بڑے بڑے نامی علماء و فضلاء مولانا شاہ عبد العزیز صاحب و مولوی اسمعیل صاحب و مولوی عبد الحی

نے سید احمد صاحب کو مہدی قائم کیا اب ایک فرقہ اہل سنت نے سید احمد خان کو اپنا مہدی قرار دیا ہے اور امید ہے کہ قیامت تک گمراہی کے اندھیرے میدان میں اسیطرح ٹھوکرین کھایا کرینگے ہم جہانتک اُن روایات صحیحہ کو جو دربارہ مہدی علیہ السلام وارد مین بنظر غور دیکھتے ہین تو اُن کا مصداق سواے جناب خلف صالح ابو القاسم محمد بن حسن العسکری کے کسی کو نہین پاتے ہین۔ اول ہم ان روایات صحیحہ کا ذکر کرتے ہین جو مہدی علیہ السلام کے حق مین کتب معتبرہ اہل سنت وجماعت مین مروی ہین۔ فمنہا ما نقلہ الامامان ابو داود والترمذی کل واحد منہما بسندہ فی صحیحہ یرفعہ الی ابی سعید الخدری۔ پس ان روایات مین سے وہ روایات ہین کہ جو دو نو امامون یعنی ابو داود اور ترمذی نے اپنی اپنی صحیح مین اپنی سندون سے ابو سعید خدری سے استخراج کی ہین

قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول المہدی منی اجلی الجبہۃ اقنی الانف یملاء الارض عدلا وقسطا کما ملئت جورا وظلما ویملک سبع سنین۔ کہا اسنے یعنی ابو سعید خدری نے کہ مین نے رسولخدا سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ مہدی مجھ سے ہے منور پیشانی اقنی بنی ہوگا زمین کو ایسا عدل و انصاف سے معمور کریگا جیسا کہ پہلے جور و ظلم سے معمور تھی سات برس تک بادشاہت کریگا۔ ومنہا ما اخرجہ ابو داود بسندہ فی صحیحہ یرفعہ الی علی علیہ السلام اور ان مین سے ایک روایت وہ ہے کہ جس کو فقط ابو داود نے اپنی صحیح مین بسند خود حضرت علی مرتضےٰ صلواۃ اللہ علیہ سے استخراج کیا ہے۔ قال قال رسول اللہ صلعم لو لم یبق من الدھر الا یوم واحد لبعث اللہ رجلا اہل بیتی یملاءہا عدلا کما ملئت جورا۔ یعنی فرمایا حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام نے کہ اگر زمانہ کے ختم ہوجانے مین فقط ایکدن بھی باقی رہیگا تو البتہ خداوند تعالے میری اہلبیت مین سے ایکمرد کو مبعوث کریگا کہ وہ زمانہ کو عدل سے ایسا پر کریگا کہ جیسا پہلے پر تھا۔ ومنہا ما رواہ ایضا ابو داود فی صحیحہ یرفعہ بسندہ الی ام سلمہ زوج النبی صلعم قالت سمعت رسول اللہ یقول المہدی من عترتی من ولد فاطمۃ۔ اور ان مین سے ایک روایت وہ ہے جو اسی ابو داود نے اپنی صحیح مین بسند خود حضرت ام سلمہ زوجہ رسولخدا صلعم سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتی ہین کہ مینے رسولخدا سے سنا ہے کہ وہ

فرماتے تھے کہ مہدی میری عترت اور اولادِ فاطمہ مین سے ہی۔ ومنہا ما رواہ القاضی ابو محمد الحسین
ابن المسعود البغوی فی کتابہ المسمیٰ بشرح السنۃ واخرجہ الامامان البخاری والمسلم کل واحد منہا بسندہ
فی صحیحہ یرفعہ الی ابی ہریرہ - اور ان مین سے وہ روایت ہے کہ جسکو قاضی ابو محمد حسین بغوی نے
اپنی کتاب شرح السنۃ مین روایت کیا ہے اور استخراج کیا ہے اُسکا دونون امامون بخاری ومسلم
نے اپنی اپنی سند سے اپنی صحیح مین ابو ہریرہ سے - قال قال رسول اللہ صلعم کیف انتم اذا انزل ابنُ
مریم فیکم وامامکم منکم - کہا ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کیا حال ہوگا تمہارا اسوقت کہ جب تم
مین پسر مریم نزول کریگا اور امام تمہارا تم مین سے ہوگا ومنہا ما اخرجہ ابو داؤد والترمذی بسندِ ہما
فی صحیح ہما یرفعہ کل واحدٍ منہما الی عبداللہ ابن مسعود انہ قال قال رسول اللہ صلعم لو لم یبق من الدنیا
یوم واحدٌ یطول اللہ ذالک الیوم حتی یبعث اللہ رجلاً منی او من اہلبیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ ابی
یملا الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً وظلماً - اور ان مین سے ایک روایت وہ ہے کہ جسکو ابو داؤد اور
ترمذی نے اپنی اپنی صحیح مین عبداللہ ابن مسعود سے استخراج کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ
اگر دنیا کے ختم ہونے مین ایک دن بھی باقی رہیگا تو اللہ تعالے البتہ اُسدن کو دراز کر دیگا
تا کہ مبعوث کرے مجھ سے یا میرے اہلبیت سے ایک مرد کو وہ ہمنام ہوگا میرے نام کے اور باپ
اسکا ہمنام ہوگا میرے باپ کے معمور کریگا زمین کو عدل اور انصاف سے جیسا کہ معمور ہوگی جور و
ظلم سے وفی روایۃ اخری لاتنقضی الدنیا حتی یملک العرب رجل من اہلبیتی یواطی اسمہ اسمی - اور دوسرے
روایت مین ہی کہ دنیا منقضی نہوگی جب تک کہ عرب کا مالک ہوجائے ایک مرد میرے اہل بیت مین سے
کہ میرا ہمنام ہو - وفی روایت الاخرے النبی قال یاتی رجل من اہلبیتی یواطی اسمہ اسمی - اور ایک ور
روایت مین ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ پیدا ہوگا میرے اہلبیت مین سے ایک شخص میرا ہمنام ہذہ الروایات
عن ابی داؤد والترمذی - یہ روایات تو ابو داؤد و ترمذی کی ہین لیکن امام ابو اسحاق بن محمد الثعلبی
نے اپنی تفسیر مین بسند خود انس بن مالک سے روایت کی ہے - قال قال رسول اللہ صلعم نحن ولد عبدالمطلب
سادات الجنۃ انا وحمزہ وجعفر وعلی والحسن والحسین والمہدی کہا انس نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے

کہ ہم اولاد عبد المطلب سادات اہل جنت ہیں یعنی میں اور حمزہ اور جعفر اور حسن اور حسین اور علی اور مہدی صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔ صحاح اہلسنت میں صرف اسیقدر روایات دربارہ مہدی علیہ السلام درج ہیں اور یہ جملہ صفات مندرجہ احادیث انکی ذات میں مجتمع ہیں شک لانیوالے یہودیوں کے گمراہ ہیں کہ وہ ابتک حضرت مسیح کی پیدائش کے منتظر ہیں الشیخ الامام کمال الدین محمد بن طلحہ القرشی الشافعی جو اہلسنت والجماعت کے اکابر علما وائمہ میں داخل ہیں کتاب مطالب السئول فی مناقب آل رسول ہیں بدلائل مستحکم مہدی آخر الزمان ہونا حضرت محمد بن الحسن کا ثابت کرتے ہیں اور تمام روایات مندرجہ صحاح ستہ سے تطبیق آپکے حالات کی ہی وہ لکھتے ہیں کہ ہمیشہ پیشین گوئی کے ذریعہ سے شناخت کرنے میں عقل وفہم درکار ہے دیکھو رسولخدا صلعم نے حضرت عمر کو اویس قرنی کا فقط نام اور ملک ہی بتایا تھا اگر وہ شک کرتے تو ہرگز اویس کو نہ پاسکتے کیونکہ ملک قرن اور قبیلہ مراد میں بہت سے اویس ہونگے ایسا ہی حضرت علی مرتضیٰ کو حضرت نے خوارج کی چند علامات بتائی تھیں کہ انکے ذریعہ سے آپ نے فوراً شناخت کرلیا اور جو لوگ کہ موٹی عقل اور ناقص فہم رکھتے ہیں وہ مثل یہودیوں کے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام انہیں کے درمیان پیدا ہوئے مبعوث ہوئے دعوی مشیخت کیا مگر یہود مردود نے شناخت نہ کیا ایسا ہی حال بعض اہلسنت کا ہے۔ متلاشی کو فقط یہ بات دیکھنی چاہیے کہ جو صفات احادیث میں مرقوم ہیں وہ صفات حضرت خلف صالح میں پائی جاتی ہیں یا نہیں دلہذا احادیث مندرجہ صحاح اہل سنت سے صفات مندرجہ ذیل حضرت امام آخر الزمان میں پائی جاتی ہیں۔

بنی عبد المطلب ہونا عترت واہلبیت سے ہونا۔ بنی فاطمہ ہونا۔ نام ہمنام رسولخدا صلعم کے ہونا۔ یہ جملہ صفات بلانزاع حضرت محمد بن الحسن میں مجتمع ہیں۔ اب رہا یہ امر کہ بعض روایات میں ان کے والد کی نسبت رسولخدا صلعم کے والد کے ہمنام ہونا درج ہے سو یہ عام قاعدہ عرب کا ہے کہ اب کا اطلاق اکثر جد اور جد اعلیٰ پر ہوتا ہے جیسا کہ خود حضرت بارہا حضرت ابراہیم کو ابی فرمایا کرتے تھے اور نیز اسم کی جگہ کنیت اور کنیت کی جگہ اسم مستعمل ہوتا ہے خصوصاً جو لوگ انبیا کی پیشین گوئیوں سے کسیقدر

واقف ہین وہ خوب جانتے ہین اسلیئے اطلاق ہنامی پدر رسول اللہ صلعم کا اسطرح ہوسکتا ہے کہ
آپ والد ہین حضرت عبداللہ الحسین علیہ السلام کی ہین اور پیشین گوئیون مین ہمیشہ باپ کی جگہ
جد اعلیٰ مستعمل ہوا ہے صحف مین حضرت مسیح کو بنام ابن داؤد لکھا ہے اور نام آپ کا عمانوئیل لکھا ہے
اگر اس زمانہ کے مومن بھی کافرون کیطرح انکی شناخت مین پس وپیش کرتے تو کوئی بھی انکا مسیح
ہونا قبول نکرتا جو لوگ طرز کلام انبیا سے ناواقف ہین وہ پیشین گوئیون کو بھی اپنے ہی سا کلام سمجھتے
ہین ان کلامون مین ہمیشہ اسرار مستتر ہوا کرتے ہین بہت لوگون نے اس خبط مین بیٹے کا نام عبداللہ
اور پوتے کا نام محمد رکھا مگر وہ اس راز سے آگاہ نہ تھے کہ مراد ابن عبداللہ سے ابن ابو عبداللہ الحسین ہے
رہی ایک یہ صفت کہ زمین کو عدل وانصاف سے پر کرینگے اور چونکہ اسکا وقت ہنوز نہین پہنچا یہ امر منحصر
وقت پر ہے اور مثال اسکی بالکل حضرت مسیح ہین کہ انکی صفات مین بھی دنیا کی سلطنت کرنا داخل ہے
اور وہ بھی ایک وقت خاص پر منحصر ہے یہودی ظاہر پرست فقط اسی صفت کے ظاہر نہونے سے
گمراہ ہوئے - اب ہمارے مخاطب صاحب کے لئے ہمہ آتش در کانسہ ہے اسرار الہی ہر ایک کی سمجھ
مین نہین آتے جنکے قلوب نور معرفت سے منور ہوتے ہین وہ ہی سمجھتے ہین ورنہ انسانون کے سے
خیالات مین تو یہ بات ہے کہ دجال کے قتل کے لئے اسقدر اہتمام کرنا خداوند تعالے کو کیا ضرور تھا کہ
اول حضرت مسیح کو ہزارہا برس پہلے پیدا کردیا اور پھر آسمان پر اٹھالیا اور اسقدر عمر کو طوالت دی کہ
آخری زمانہ مین دجال کو قتل کرکے زمین پر متصرف ہون کیا حضرت مسیح کے زمانہ مین انکو مملکت
پر تصرف کرا دینا خداتعالے کے اختیار سے باہر تھا یا دجال کے زمانہ مین اسکے قاتل کا پیدا کرنا کوئی دشوار
امر تھا ایسے ہی حضرت امام آخر الزمان کی پیدائش اور اختفا اور ظہور مین طرح طرح کے اسرار ہین
سب سے مقدم امر یہ ہے کہ سلسلہ دوازدہ امام علیہم السلام کا منقطع نہو تعلیم علم لدنی واسرار اخبار سید الابرار
جو سینہ بسینہ تا بحضرت مہدی صلوات اللہ علیہ پہنچے ہین انمین تزلزل واقع نہو - یہ غور طلب بات ہے
کہ جو شخص بعد ختم زمانہ آئمہ علیہم السلام کے پیدا ہوا اسکے لئے کونسا ذریعہ تعلیم علوم انبیا کا ہے اور
کونسا ذریعہ اخبار وآثار پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہنچنے کا ہے وحی تو بعد رسول اللہ صلعم کے

نازل ہوی ہین سکتی اہل سنت کے خلیفون اور اماموں کیطرح تو مین ہی ہنین کہ ثبات سے کچھ
سروکار ہنین فقط معاونون کا گروہ جمع ہو جانے سی خلیفہ ہو جاوے یا جب کبھی سلطان وقت کی
سلطنت مین ضعف دیکھا چند اوباشون نے جمع ہو کر ایک اپنے ہم جنس کو مہدی کا لقب دیکر خروج
کیا اگر کامیاب ہو گئے تو پوری دنیا کے مہدی بنگئے ورنہ خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق ہوئے
غضب خدا کا چند لوگ تو ہندوستان مین مہدویت کا دعوے کر چکے ہین ایک سید محمد جونپوری
جنکی امت ہزارون پٹھان بھائی ہمارے مخاطب صاحب کے ہم جنس اسوقت علاقہ جینپور بھرت پور
حیدرآباد مین موجود ہین انکے بعد دوسرے سنیون کے مہدی سید احمد ہوئے یعنی جسوقت
سلطنت دہلی کو زوال ہوا اور انگریزون کا تسلط ملک پر ہوا تو مسجد کے ملانون کو بھی سلطنت کا
حوصلہ پیدا ہوا مولوی اسمٰعیل ورمولوی عبدالحی اعزہ مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے
باشارہ شاہ صاحب ایک شخص سید احمد کو مہدی لقب دیکر ہندوستان سے خروج کیا اُن کے
معتقدین کا باوجود تباہ و برباد ہو جانے اُس گروہ کے یہ عقیدہ ہے کہ سید صاحب زندہ ہین
اور کسی وقت ملک پر متصرف ہونگے اس واقعہ کو کچھ زیادہ عرصہ ہنین گزرا انکے دیکھنے والے اکثر اب
بھی موجود ہین ستوا ہنبر کے غار مین نواب وزیر الدولہ کے زمانہ تک سید صاحب کی زیارت ہوتی
تھی جسکو نواب صاحب کے ولائتی وکیل نے اسطرح بند کر دیا کہ ایک غار مین دور سے مرید لوگ
نشان دیا کرتے تھے کہ سید صاحب وہ بیٹھے ہین اور دہمکاتے تھے کہ جو کوئی غار مین جائیگا تو دونالی
بندوق سے سید صاحب مار ڈالین گے نواب وزیر الدولہ کا قاصد ہر سال زیارت کو جایا کرتا تھا
اس سال ایک ولائتی کو وکیل بناکر اور سوغات اور نذر دے کر روانہ کیا مریدون نے اسکو بھی
ڈرایا کہ اندر نجاوے اور نذر و نیاز باہر سے ہی دیدے لیکن ولائتی نے قبول نہ کیا اور اندر جا
گھسا جس شبیہ کو یہ لوگ سید احمد بتلایا کرتے تھے وہ ایک پوستین نکلا جسمین گھاس بھر کر غار مین کھڑا
کر رکھا تھا۔ فی الحال سوڈان کے مہدی کا حال سب جانتے ہین بہت جدید بات ہے بس اے
ذو ندبہ و عبدالوہاب کے غلامو محمد بن الحسن العسکری حجۃ اللہ مین امام برحق ہین تمہارے مہدیون

کیطرح کے مہدی نہین ہین جسکو علوم لدنی سے سروکار نہ اسرار و آثار خیر البشر سے آگاہی ایسے مہدی
تو بتیک صبح سے شام تک ہزارون بنجاوین۔ مخاطب صاحب نے جو صفات حضرت امام آخر
الزمان مین یہ لکہا ہے کہ وہ امام حسن کی اولاد مین ہونگے اور انکی والدہ کا نام آمنہ ہوگا یہ ہمارے
مخاطب صاحب کی کم علمی اور ناواقفیت کی دلیل ہے کیونکہ صحاح اہل سنت مین مطلق اس کا
ذکر نہین ہے عوام لوگون سے سنکر یقین کر لیا لیکن اگر ہم اسکو مان لین تو یہ بھی صفت حضرت
مین پائی جاویگی کیونکہ وہ خاص امام حسن کے بیٹے ہین یہ بنتین گئی تو پوری صادق آئی۔ ایسے
ہی وہ حضرت بی بی فاطمہ ہین اور حضرت آمنہ مہدی علیہ السلام کی والدہ ہین۔ مخاطب صاحب نے
بہت کچھ طبعزاد حالات حضرت مہدی علیہ السلام کے تحریر کیے ہین لیکن یہ تحریر نہ فرمایا کہ مذہب
ان کا حنفی ہوگا یا شافعی یا مالکی یا حنبلی یا یہ چارون مذہب قطعی باطل ہوجائین گے اگر یہ چارون
مذہب قطعی باطل ہوئے تو وہابیون اور ندوئیہ کے مریدون کو عجب لطف آئیگا مگر مینے یہ سُنا ہے
کہ حضرت مہدی صلواۃ اللہ علیہ سب سے اول وہابیون اور نگباریون پر جہاد فرمائین گے کیونکہ
یہ فرقہ ظاہر مین تو مسلمان بنا ہوا ہے اور باطن مین کچھ اور مضمون ہے حضرت مہدی علیہ السلام
بذریعہ علم لدنی جسطرح زمین کے مدفون خزانون کو دیکھین گے ویسے ہی وہابیون کے کفر کو
مشاہدہ فرماکر نہایت سختیون سے انکو جہنم واصل کرینگے یہود و نصاریٰ کی نعش سے تو کچھ
مزاحمت نہوگی مگر ان لوگون کی نعش پر قتل کے بعد سو سو درّے بھی لگائے جاوینگے کہ
کفر کی تو سزا قتل مل ہی گئی یہ سو درّے فریب اور مکاری کی سزا کے لگائے جاوینگے کہ کافر ہو
کر مسلمانون مین شامل رہتے تھے۔ **قولہ**۔ جب دجال مع فوج ارادہ تخریب حرمین شریفین کا
کرے گا جب دونو مقام بزرگ کو سبز نشان لیے ہوئے فرشتون کی حفاظت مین دیکھے گا تو
شرمندہ وہان سے الٹے پاؤن پھرے گا **اقول**۔ اب ہم کو وہابیون کے کفر کا پورا یقین ہوگیا
کیونکہ اس گروہ کا پیران پیر عبدالوہاب نجدی دجال سے بھی بڑا کافر تھا یعنی دجال تو حرمین سے
شرمندہ ہوکر واپس آجائیگا اور عبدالوہاب مردود کو مطلق شرم نہ آئی اور قتل و تخریب حرمین

تم نصیفین سے ورگزرنگی اس مردود نے رسولخدا کے مزار پر انوار کو نعوذ باللہ منہم اکبر یعنی بُرا بت لقب دیا تھا اب اسکی ذریت کو دیکھئے تو بان نام رسولخدا صلعم اور اہلبیت پیغمبر کلا دیگا جابکہ خاک ہو جائینگے اسی ضمن مین مخاطب صاحب نے قول عرب نظیر مین ہنیں کیا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ مین سب لوگ بموجب قول الناس علی دین ملوکہم مسلمان ہو جائینگے واقعی مثال اور نظیر پیش کرنے مین تو ہمارے مخاطب صاحب کو ملکہ ہے مگر اسوقت ہمکو معلوم ہوگیا کہ بعد وفات رسولخدا کے تمام امت اپنے بادشاہون کے مذہب پر ہینے لگی تھی اسی سے کسی نے حق کیطرف رجوع ہنین کیا۔ **قولہ** حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا سردار و خلیفہ چہارم سید ابرار سمجھنا چاہیئے کیونکہ آپ کا مرتبہ دین احمدی مین بعد اصحاب ثلثہ کے بڑا ہے۔ **اقول** مسلمانون کو مولف صاحب کا ضرور شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ انہون نے اپنے بڑے پیر و ذریہ کا بھی اسوقت کچھ لحاظ نہ کیا نہ اپنے بزرگون کی تقلید کی ورنہ جسطرح اُس نے حضرت علی کو خلافت سے خلع کردیا تھا اب بھی خلافت چہارم سے علیحدہ کر دیتے کیونکہ حضرت علی کی توہین کرنے مین تو مولف نے کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا کا اسی عبارت مین اسکی معذرت کرتے ہین کہ ہمنے جہان کہین حضرت علی کی توہین لکھی ہے وہ باعتقاد شیعون کے ہے یعنی ان الفاظ کو شیعہ توہین سمجھتے ہین اور مولف کے مذہب مین وہ توہین ہنین ہے سچ فرمایا ہے رسول اللہ نے حضرت علی کی نسبت کہ لایبغضہ الا منافق یعنی منافق کے سوا کوئی حضرت علی سے بغض ہنین رکھتا۔ **قولہ** حضرت معاویہ رضی اللہ کیطرف نیک گمان رکھنا ہر مومن کو ضرور ہے اسلئے کہ حق صحبت نبی صلعم واجباً قابل لحاظ ہین اور جنگ جو حضرت علی سے کی وہ خطار اجتہادی تھی اسمین مسلمانون کو کلام کرنا ضرور نہین اسکا نام بشریت ہے سولئے اسکے حضرت معاویہ کا توبہ کرنا موت کے وقت صحیح تواریخون سے ثابت ہے الخ **اقول** ہمارے مخاطب صاحب محدث تو تھے ہی مگر اب فقیہ بھی ہوگئے کوئی اس سادہ لوح سے پوچھے اور منہ مین انکے گرد سے کہ اگر خطار اجتہادی تھی تو کیسی خطار اجتہادی مین تو مجتہد یکدرجہ حسنہ کا مستوجب ہوتا ہے عمر بھر مین ایکمرتبہ تو حضرت معاویہ نے یہ خطار اجتہادی کر کے حسنہ کمائی تھی پھر کی

توبہ ہو گئی پھر حسنہ مبدّل بہ سیئہ ہو گئی علاوہ اسکے ہمارے مخاطب صاحب کو یہ بھی خبر نہین کہ موت کے
وقت توبہ کے دروازے بند ہو جاتے ہین اور یہ امر ظاہر ہے کہ بعد اس خطا کے امیر معاویہ بیس سال
زندہ رہے اور اس عرصہ مین کبھی نادم ہو کر پشیمان نہوئی خاص موت کے وقت توبہ کی کیا وجہ تھی اگر
ہمارے فاضل مخاطب کا مقولہ صحیح ہی تو معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت سکرات موت مین ملائکہ عذاب انکو
نظر آنے لگے تب معلوم ہوا کہ مجھ سے خطا ہوئی تب خوف کے مارے توبہ کی سو ایسی توبہ کسیطرح قبول
نہین ہو سکتی کیونکہ اسوقت دروازہ توبہ بند ہو جاتا ہے علاوہ اسکے یہ بات سب جانتے ہین کہ
خطا کو اگر وہ ایک ہی مرتبہ صادر ہو خطا کہتے ہین اور جبکہ مکرر خطا صادر ہو تو اس کو عقلا اور
ہی خطا لکھتے ہین اور جبکہ بہتر مرتبہ خطا صادر ہوا اور کبھی پشیمانی نہوا اور پھر ویسے ہی امام حسن علیہ السلام
پر لشکرکشی ہو جائے اور پھر بعد صلح کے بھی ابن رسول اللہ کو چین نہ لینے دے جہان تشریف
لیجاتے تھے وہان ہی زہر کی شیشیان بھیجی جاتی تھین بالآخر جعدہ سے انکو زہر دلا کر شہید کرایا کہ
ہم انوار الہدیٰ مین عبارت شواہد النبوۃ نقل کر چکے ہین کہ جعدہ زوجہ وے ویرا زہر دادہ است بفرمود
معاویہ پھر بھی پشیمانی نہوئی قرب ایام موت مین خلاف عہدنامہ پسر نطفہ حرام کو ولیعہد مقرر کر کے
باعث تباہی اسلام کا ہوا فریب و مکر ایک بھلے مانس کی زوجہ کو طلاق دلائی۔ حضرت عائشہ کو دعوت
کے بہانہ سے بلا کر کھڈ مین گرایا جس مین چونہ بھرا ہوا تھا اور نہایت اذیت سے ام المومنین کو ہلاک کیا
اگر اس پر بھی مسلمانون کو بدگمانی نہ ہو تو پھر شیطان نے ہی کیا خطا کی ہے۔ ہمارے ناواقف
مخاطب نے معاویہ کو اصحاب رسول مین شمار کیا ہے اور حقوق صحبت نبوی کا لحاظ نسبت اسکے
رکھنا واجب سمجھا ہے اور واقعی اہل تسنن مین سے جو لوگ علم و فضل سے بے بہرہ ہین وہ سُنے
سُنائے معاویہ کو صحابی ہی سمجھتے ہین ہمکو تعجب ہی کہ اہل مطبع نے مخاطب صاحب کے نام کے ساتھ مولوی
کیون لگایا ہے آیا یہ مذاق ہی یا مخاطب صاحب کا لقب ہی یہ ہے کیونکہ آجکل جہان جبّہ پہنا اور
عربون کا سا عمامہ باندھکر ڈاڑھی نیچی کی اور لوگون نے مولوی کہنا شروع کیا خواہ بقول شخصے
گلستان کی ایک سطر بھی صحیح نہ پڑھ سکتے ہون اب ہم مخاطب صاحب کو تنبیہ کرتے ہین کہ معلوم

محققین علمائے اہلسنت کے نزدیک مسلمانان بعد فتح اور مولفۃ القلوب مین داخل ہے اور ایسے لوگ داخل منافقین سمجھے جاتے ہین عربی کتابون کا تو آپ کو حوالہ دینا فضول ہے آپ بغیر ترجمہ کے سمجھہ نہین سکتے اسلئے فارسی کتاب کا حوالہ دیتا ہون کہ شاید سمجھہ سکو شیخ عبد الحق محدث و محقق دہلوی مدارج النبوت کی جلد دوم صفحہ ۱۲۳ مین معاویہ کا حال اسطرح لکھتے ہین۔ اما معاویہ بن ابو سفیان کنیت کردہ می شود بہ ابو عبد الرحمن وے و پدر وے و برادر وے از مسلمہ فتح اند و از مولفۃ القلوب۔ بعضے علماء نواصبیت نے براہ خوشامد اسکو کاتبان وحی مین لکہدیا تھا کہ صاحب جامع الاصول اور صاحب مواہب اللدنیہ نے اسکی تکذیب کی بالآخر محقق دہلوی لکھتے ہین۔ گفتہ اند محدثان کہ ثابت نشدہ است در فضل معاویہ ہیچ حدیثے۔ لوگون کو جو اسکی صحابیت کا شبہ ہوا ہے اُسکی یہ وجہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ مقرر ہوئے اور شام پر لشکر کشی ہوئی تو اسکا بڑا بھائی یزید بن ابو سفیان بیارم شام کا حاکم مقرر کیا گیا اور یہ اسکے ساتھ تھا اسکے مرنے پر حضرت عمر کی خلافت مین یہ بھائی کی جگہ مقرر ہو گیا چونکہ آنحضرت صلعم صلحا صحابہ کو حاکم مقرر کیا کرتے تھے تو لوگون نے انکے حاکم مقرر ہونے سے شبہ کیا کہ صحابی ہو نگے لیکن اس تقرری کی اور وجہ بھی وہ یہ کہ ابو سفیان قریش کا سردار تھا اگرچہ منافق تھا اور جدید الاسلام لیکن گروہ والا آدمی تھا۔ جب سول خدا صلعم کا انتقال ہوا اور حضرت ابوبکر نے بتدابیر لوگون سے بیعت لینی شروع کی تو ابو سفیان نے براہ شرارت حضرت ابوبکر و حضرت عمر پر دباؤ ڈالا کہ مین تمہاری بیعت نہین کرتا حضرت علی سے بیعت کرونگا اور انکے سنانے کے لئے بنی ہاشم مین آیا کہ افسوس ہے کہ حضرت علیؑ کے ہوتے ہوئے غیر شخص خلیفہ ہوتا ہے جب خلفائے اسکو برہ شرارت دیکھا باہم عہدہ پیمان کیا کہ شام کا ملک جسقدر فتح ہوتا جائیگا اسکے بیارم کی حکومت تمکو دیجائیگی اسوجہ سے تقرر یزید بن ابو سفیان کا ہوا یہ تمام قصہ کتب معتبرہ اہل سنت مین درج ہے اور جبکہ زمانہ خلافت حضرت علی مرتضےٰ کا آیا تو آپنے اسکو اسی لئے معزول کیا کہ اسکو منافق جانتے تھے معاویہ نے بہت سی بدعتین اسلام مین جاری کی ہین جنکو علے العموم سنی لوگ سنت خلیفہ ثانی سمجھہ کر قائم رکھتے ہین از آن جملہ استنجا بکلوخ و منع متعہ وغیرہ چنانچہ شیخ عبد الحق محدث لکھتے ہین۔ سیوطی را رسالہ ایست مسمی باوائل

ذکر کردہ است در وے اشیا کہ احداث کرد معاویہ آنہا را و نکردہ بودند خلفا پیش از وے۔ کسی عالم محقق اہل سنت نے معاویہ کو حضرت یا رضی اللہ عنہ نہین لکھا مدارج النبوة مین موجود ہی کہ کسی جگہ تعظیم معاویہ درج نہین ہمارے مخاطب بوجہ تعلق ذو ثندیہ اور عبدالوہاب کے اسکی تعظیم کرتے مین انکے مذہب مین رسول اللہ سے عداوت اور ابوسفیان و معاویہ سی محبت فرض ہے حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کا قول نسبت معاویہ کے محقق دہلوی نے یہ لکہا ہے۔ اگر مقرر داریم بر معاویہ آنچہ در وست اوست باشیم مصداق آنچہ گفتہ است حقتعالیٰ۔ وما کنت متخذ المضلین عضدا یعنی ہمارے نزدیک تو جو شخص معاویہ کے گمراہ ہونے مین کلام کرے خود گمراہ ہے جناب سرور کائنات صلعم نے اسکے باپ ابوسفیان پر اور خود اسپر اور یزید پر لعنت کی ہے اسطرح کہ ابوسفیان گدھے پر سوار تھا اور معاویہ لگام پکڑے ہوئے تھا اور یزید ہانکتا تھا کہ فرمایا آپنے لعن اللہ الراکب والقائد والسائق یعنی خدا لعنت کرے اس سوار پر اور لگام پکڑنے والے پر اور ہانکنے والے پر اسلیئے جو کوئی معاویہ کی نسبت نیک گمان کرے وہ رسولخدا کی نسبت گمان بد رکھتا ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ **قولہ**۔ اگرچہ یزید پر لعن کرنا واجب ہے مگر اس فعل عبث مین کوئی فائدہ نہین الخ **اقول** تعجب ہی کہ یزید پر لعن جائز ہو اور معاویہ پر جائز نہ ہو یزید تو امام حسین سے خود لڑنے نہین گیا اور معاویہ بہتر لڑائیان بذات خود لڑا ایمان اسمین تھا نہ اس مین کسی شاعر نے انکی نسبت کہا ہے یعنی معاویہ کی نسبت **شعر**

بدر او دُر دندان ہمبر شکست۔ مادر او جگر عم ہمبر بکید۔ او بناحق حق داماد ہمبر بگرفت۔ پسر او سر اولاد ہمبر برید۔ جبتک مومن ان لوگون پر لعنت نکرے کوئی عبادت اسکی لائق پذیرائی نہین کیونکہ ہر عبادت بعد درستی عقیدہ کار آمد ہوتی ہے رسولخدا اور انکے اہلبیت سے جسکو محبت ہوتی وہ ضرور انکے دشمنون سے تبرا اور ناراضی ظاہر کرے گا اگر نہین کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ بھی دشمن اہلبیت ہے ہمارے مخاطب صاحب جو یزید پر بھی لعنت کرنا پسند نہین کرتے ہیں ان کا مطلب پیر عبدالوہاب کے بچانے سے ہے مگر ایمان والے تو انکو کہان نکلنے دیتے ہین اگر ساتوین طبقہ جہنم مین بھی جا کر چھپین گے تو لعنت کی بوچھار وہان بھی پہنچے گی **قولہ** پنجم جب مسلمان اللہ تعالےٰ کا اسم پاک لین جل جلالہ

یا جلتا ہے کہین اقول۔ معلوم ہوتا ہے کہ مخاطب صاحب کے نزدیک تمام سُنی اس امر سے ناواقف ہین اور خاص انکی ہی فہم رسا سے یہ مسئلہ آج حل ہوا ہے جسکو کوئی سنی عالم دریافت نہین کرسکا۔
قولہ۔ جب رسولخدا کا نام لو تو صلے اللہ علیہ وسلم کہو اور جب انکے ساتھ آل و اصحاب کا ذکر ہو تو صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہو۔ اقول یہ مخاطب صاحب کی جہالت اور کم علمی کا باعث ہے درود اور سلام مین کوئی اصحاب شامل نہین ہے اور نہ ازواج داخل ہین صلواۃ اور سلام صرف آل محمد کے لئے
ہے۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ یہ درود اہلسنت وجماعت مین مروج ہے نماز او عقائد مین سُنی تو اسی کو پڑھتے ہین اور اگر ہمارے مخاطب صاحب علیہ الوہاب وذوتدیہ اور امام سقط اور سلطان زنگبار کو بھی اسمین شامل کرلین تو کیا مضائقہ ہے کہ وہابیون کے چار یار یہ بھی ہین۔ قولہ ششم اکثر ناواقف لوگ اٹھتے بیٹھتے یا گرتے پڑتے ہین بطور استعانت یا علی مشکل شیعون کے کہ انکے اعتقاد مین دونو جہان کے حاجت روا جناب ہی ہین کہہ اٹھتے ہین شرعاً ممنوع ہے کیونکہ آیہ ان اللہ علےٰ کل شئی قدیر کی صریح تکذیب ہوتی ہے۔ اقول سبحان اللہ ہمارے مخاطب صاحب خود ناواقف معلوم ہوتے ہین کہ خود مخاطب کی اس ممانعت کرنے مین اس آیت کی صریح تکذیب ہوتی ہے یعنی انکے نزدیک خداتعالیٰ مین یہ ہرگز قدرت نہین ہے کہ اپنے بندگان خاص مین سے جسکو چاہے حاجت روائے عالم مقرر کرے یہ ہمارے مخاطب صاحب کی عقلمندی ہے ورنہ یہ عالم عالم اسباب ہے خداوندتعالےٰ اپنے ہاتھ سے کوئی کام نہین کرتا مگر وسائل اور ذرائع سے جیسا کہ ایک بڑا انجنیر اپنے انجن اور کلون سے ہر طرح کا کام لیتا ہے اسلئے جو شخص انجن کو چلتا ہوا دیکھکر انجنیر کو معطل سمجھے وہ بڑا ہی احمق ہے بلکہ انجن کی کارروائی تو اس انجنیر کی بہت بڑی لیاقت ظاہر کرتی ہے لیکن شیعہ امامیہ اثناعشری کے نزدیک تو ایسا عقیدہ رکھنے والا بھی مذموم ہے اور داخل غلات اور مطیعان ابن سبا سمجھا جاتا ہے لیکن ایسے عقائد نے اہل تسنن مین ایسی گروہ یعنی صوفیون سے رواج پایا جو بالکل قدم بہ قدم ابن سبا کے ہین کہ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے یا پیر دستگیر یا خواجہ یا مدار یا سالار کہتے ہین مگر ہمارے مخاطب کو صرف حضرت علی کا نام لینا ناگوار ہے یہ نہین سمجھتے کہ خاص حضرت مرتضےٰ کے لئے تو خداتعالیٰ

نے رسول اللہ کو حکم دیا ہے کہ تجدہ عوناً لک فی النوائب اور یہ فقرہ نادِ علیاً مظہر العجائب کا ہے جسکو تمام
سنی علما اپنی معتبر کتب میں آسمان سے نازل ہونا لکھتے ہیں محقق دہلوی کی مدارج النبوۃ سے ملاحظہ کرلو اور
بروئے احادیث صحیحہ اہل سنت جناب امیر علیہ السلام ہر مومن کے ناصر و معین ہیں اور یادگاری آپ کی
بشہادت حدیث ذکرُ علیٍّ عبادۃ بہت بڑی طاعت ہے اگر کوئی مسلمان آپ کے نام کا ورد کرے
یا یا علی کہے تو بموجب عقیدۂ اہلسنت و جماعت بہت بڑی عبادت ہے، ہاں وہابی لوگ جو دراصل
دشمن خدا و رسول ہیں وہ اٹھتے بیٹھتے گرتے پڑتے یا شیطان کہا کریں **قولہ** . وبا کے زمانے میں جو
صرف پنجتن پاک کے نام لکھ کر دروازہ پر لگاتے ہیں اس میں خلفاء ثلثہ کا بھی ذکر ضرور ہے وہ دعا یہ ہے،

الہم لنا الشفاء الکرام التمامیہ تطفی بہا حر الوباء الحاطمہ المصطفٰی والخلفاء الاربعۃ والحسن والحسین والفاطمہ

اقول بل رے بل تر التعصب جوش عصبیت میں ہمارے مخاطب صاحب کو جملہ بنانے میں صحت
وسقم کا بھی خیال نہ رہا یوں تو ماشاء اللہ ہمارے مخاطب فاضلِ زمانہ ہیں ناظرین اس دعا کی انشا پردازی
کو مخاطب صاحب کی عدم لیاقت پر محمول نہ کریں بلکہ دشمنانِ خاندان رسول پر ایک قدرتی جھٹکا
ہوا کرتی ہے کوئی شخص مولفِ دعا سے اسکے معنی اور مطلب سمجھے تب اسکا لطف معلوم ہوگا اور ظاہر
ہوجائیگا کہ یہ دعا آپکے ہی افکار عالی کا نتیجہ ہے کسی دوسری جگہ سے ماخوذ و منقول نہیں ہے مگر
میں عجب حیران ہوں کہ مخاطب صاحب نے پاک اور ناپاک کا اجتماع کسطرح کردیا ادعائے موحدی
کے بعد یہ شرک کیسا ہمیشہ اجتماع ضدین محالات سے ہوتے ہیں خود ہی اپنی تحریر میں پنجتن علیہم السلام
کو پنجتن پاک لکھ چکے ہیں اور اصحاب ثلثہ میں بموجب اجماع اہل سنت صفت طہارت شامل نہیں
نہ انکو آیہ تطہیر سے تعلق پھر اجتماعِ نقیضین کسطرح جائز ہوسکتا ہے ہاں اگر مولوی صاحب کو پنجتن سے
ایسی ہی نفرت تھی تو وہ تپ لرزہ کا تعویذ اپنے دروازہ پر چسپاں کرلیا ہوتا جسمیں نام نمرود و شداد و
فرعون و شیطان کا لکھا جاتا ہے اُس تعویذ میں اگر کسی قسم کا تصرف بھی کرتے تو محالِ عقلی نہ تھا کیونکہ
شعر کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ کبوتر با کبوتر باز با باز **قال** ۔ مجملاً ذکر عبداللہ بن سبا یہودی
یعنی صحابی موجد مذہب شیعیان پاک کا **اقول** نستعین خدا کی مار ایسے جھوٹھوں پر کہ اپنا عیب

اوروں کو لگاوین خود تو ابن سبا یہودی کے پیرو اور مقلد اور شیعون پر الزام اپنے گھر کی خبر نہین
کہ ابن سبا ملعون ان کا بزرگ اور موجد اعلےٰ تھا اسی ناپاک سے ناخلف عبد الوہاب نجدی خبیث پیدا ہوا
اس اعتبار پر اسکو موجد مذہب وہابیان ناپاک کا سمجھنا چاہیے شیعیان پاک سے کیا سروکار جہانتک
مخاطب صاحب نے اپنے بزرگ اور پیر و مرشد کے ذاتی حالات بیان کیے ہین وہانتک ہم کو بھی اتفاق ہے کہ واقعی
یہ ملعون اور مردود مثل عبد الوہاب نجدی اپنے پوتے کے تھا لیکن مولف صاحب کا یہ لکھنا کہ
وہ موجد مذہب شیعیان پاک کا تھا سراسر برعکس اور خلاف عقل ہے اسوقت مین جہانتک شیعہ ہین
وہ بالعموم تو اولاد رسول صلعم ہین اور جو ان سے علاوہ اور لوگ ہین وہ انہین کے متوسل اور ایسے
متوسل کہ کسی زمانہ مین امام کا دامن نہین چھوڑا اور چونکہ ابن سبا خاص زمانہ حضرت مرتضےٰ علی مین
تھا اسلیے انکے ہوا خواہون کو تو کب تعلیم دینے کا موقعہ پا سکتا تھا لیکن جن لوگون کو اس نے
گمراہ کرکے کافر کیا تھا ان کا حضرت علی مرتضےٰ نے اچھی طرح قلع و قمع کر دیا تھا۔ اسنے بہت لوگون کو
فریب مین لا کر اپنا مرید بنایا اور بہت سے سلسلے اور گروہ انکے قائم ہوے لوگون مین اپنی اصلیت کو مخفی
رکھکر اپنے آپ کو حضرت علی کے مریدون مین ظاہر کیا جب اس بدعت کو ایک عرصہ دراز گزرا تو صوفیون
مین شامل ہو گئے علمائے زمان درپے تخریب اس گروہ کے ہوے مگر چونکہ کید و فریب انکی سرشت مین تھا
دباؤ پڑنے پر شیعون سینون تا تردیون مین جنکی کثرت تھی شامل ہو جاتے تھے لیکن شیعون مین شامل
ہونیکی اسلیے مجال اور قدرت نپاتے تھے کہ امام مافی الضمیر کے جاننے والے موجود تھے۔ یہ گروہ اس زمانہ
مین بھی بکثرت موجود ہے اور ستر سے زیادہ اسکے فرقے ہین اور عجیب و غریب عقادات رکھتے ہین خدا
کے جسم کے یہ قائل ہین خدا کی رویت اور جہت کے یہ قائل ہین خدا کے حلول کے یہ قائل ہین اپنے آپکو
خدا یہ سمجھتے ہین نعوذ باللہ خوک اور سگ مین خدا کا حلول لازم جانتے ہین حضرت علیؑ کی نسبت یہانتک
تک غلو کرتے ہین کہ معبود قرار دیتے ہین پیرون کو مثل خدا کے سجدہ کرتے ہین قبرون کو پوجتے ہین
مفصل حالات انکے انکے گروہون اور فرقات کی تشریح مین مذکور ہونگے۔ **قال الناصبی**۔
جب اس نے یعنی ابن سبا نے جانا کہ اکجماعت ہے دام تزویر مین پھنس گئی پھر تو اسنے یہ بکنا شروع کیا

کہ بعد نبی صلعم کے حضرت علی افضل ہین کیونکہ خاص رسول اللہ صلعم کے برادر اور داماد اور وصی ہین
اقول اتنا امر یہ ایک شخص جانتا ہی کہ جسکی نسبت آدمیونکو گمان الوہیت ہو جاوے اسکے افضل البشر
ہونمین کیا کلام ہو سکتا ہے ضرور ان حضرات مین ایسے فضائل موجود تھے کہ بمقابلہ دیگر صحابہ ایسا
ہی فرق ہو سکتا تھا اور دیگر صحابہ طمع دنیاوی اور ظلم و ستم اور معاصی مین ایسے سرشار تھے کہ بمقابلہ
انکے حضرت علی لوگون کو نسبتہً اعلیٰ درجہ پر دکھلائی دینے لگے اگر سب کے سب صحابہ نیکبخت ہوتے
تو حضرت علی کی الوہیت کا کوئی قایل ہوتا اور دنیا کا قاعدہ ہے کہ پہلے کبوتر بناتے ہین جسمین
جسطرح کی قابلیت دیکھتے ہین ویسی ہی افراط و تفریط مین متوجہ ہوتے ہین اصحاب ثلثہ اگر کچھہ
ہوتے تو کیا کوئی انکو پیغمبر کرکے بھی نہ مانتا جو ذرا قرین قیاس بھی ہو جاتا مگر دنیا کے لوگ ایسے
شخصونکی نسبت کب یقین کر سکتے ہین جنکی برائیان اور معاصی رات دن آنکھون سے دیکھتے ہین
اسلئے جس امر کی قابلیت ان مین تھی ابن سبا نے بھی اُسی کیطرف انکو منسوب کیا مخاطب صاحب کا
یہ قول کہ رسول اللہ کا بھائی اور داماد اور وصی ہونا حضرت علی کا ابن سبا نے مشہور کر دیا اور در
حقیقت اسکی کچھہ اصلیت نہین ہے خود اہل تسنن ہی جواب دینگے کیونکہ اگر اسکا جواب اہل تسنن نے
دیا تو ابن سبا کے شاگرد سمجھے جاوینگے اور ثابت ہو جائیگا کہ ابن سبا کی تعلیمات کا اثر فقط اہل تسنن
مین ہی باقی ہے۔ کئی ہزار روایات کتب اہل تسنن مین ایسی درج ہین کہ جن سے صریحی فضیلت حضرت
علی کی اصحاب ثلثہ پر ثابت ہے جسمین سے اکثر انوار الہدیٰ اور نیز اس رسالہ مین بھی مذکور ہوئی ہین
اس حساب سے تو تمام آئمہ سنیہ اور محدثین و مفسرین و اہل سیر و جملہ علمائے اہلسنت و جماعت ابن سبا
کے گرگے ہو گئے قال علیہ التحفہ پھر خاص متقدین مین سی شاگرد منتخب کرکے یہ تعلیم کیا کہ جناب امیر بلا
شک وصی تھے اور نبی صلعم نے انکو اپنا نائب اور خلیفہ بنص قرانی کیا تھا چنانچہ آیہ انما ولیکم اللہ و
رسولہ کی آیت شریف انکی شان مین نازل ہوئی تھی۔ اقول ہمنے جو کتب اہلسنت سی وصی
ہونا جناب امیر علیہ السلام کا اور چودہ مرتبہ استخلاف واقعہ ہونا اور خم غدیر پر ولیعہد ہو جانا اور یہ یوم
وفات سرور کائنات انگشتری خاتم رسالت سپرد ہو جانا اور آیہ انما ولیکم اللہ سے ولایت علی مرتضےٰ

ظاہر ہونا ثابت کیا ہے تو ہمارا مقصود اس سے یہ ہی تھا کہ تمام علمائے اہلسنت وجماعت پیروان ابن
سبا ہو دی قرار پا جاوین کیونکہ ہمارے مخاطب کو قدیم سے یہ ہی منظور تھا کہ اپنا عیب اورون پر
لگاوین اگر قیامت بھی آجائے تو مخاطب کبھی اقبال اتباع ابن سبا کا اپنی زبان سے نکرتے مگر اب
بفضلہ عمدہ موقع اسکے اظہار کا ملا ہے کہ مخاطب صاحب نے جن روایات کو ابن سبا کی بنائی ہوئی بیان کیا
ہے اگر وہ کتب حادیث اہلسنت مین دستیاب ہو جاوین تو پھر کسی کو اسبات مین شک نرہیگا
کہ اہل تسنن ضرور پیروان ومقلد ابن سبا کے ہین عوام اہل تسنن اس امر مین ہم کو معذور رکھین انکے
حال پر یہ عنایت ہمارے مخاطب صاحب کی ہے اس کو لون کی دلالی مین انہین کا منہہ کالا ہوا ہے
مگر واقعی اہل تسنن ایسی سزا کے قابل تھے جو ہمارے ہمعصر نے انکو دی ہے کیونکہ وہ جانتے ہین کہ ہمارا
لوگ خانہ برانداز ایمان ہین تبنی دشمن رسول اللہ کے ہین انکو اپنے شامل کرینیے ایسے ہی نتیجہ پاوینگے
قولہ اور اسی ضمن مین معاملات قصہ فدک ومعرکہ خطائے اجتہادی حضرت معاویہ وقصہ جنگ اہے
قصد حضرت زبیر وحضرت طلحہ وحضرت عائشہ صدیقہ کو بیان کر کے اصحاب باصفا سے کہ جنہون نے
اپنا تمام عیش وآرام رسول اللہ کی محبت مین ترک کر دیا تھا اور خدا ورسول کو بنص فرقانی خوب ہی
رضامند رکھا تھا اپنے شاگردون کو بدگمان کرتا تھا **اقول** واقعی حضرت یہ ابن سبا بڑا ہی ملعون تھا
کہ دیکھو آپ ہی تو فدک کا قصہ برپا کیا بضعہ رسول کو محروم کیا اور آپ ہی اصحاب باصفا کو مطعون کرنے
لگا ایسا ہی معاویہ کے کان مین خطار اجتہادی کی پھونک دی مگر ہم اپنے ہمعصر مخاطب سے پوچھتے ہین
کہ آپ خطار اجتہادی کو جانتے بھی ہین یا تحفہ اثنا عشریہ مین ہی دیکھ کر نقل کر دیا ہے پہلے معاویہ
کا مجتہد ہونا اگر ثابت کرتے تو اسکی خطا کو بھی خطار اجتہادی قرار دیتے اور جبکہ وہ مجتہد نہین بلکہ صحابی
بھی نہین مولفۃ القلوب مسلمانان مین داخل تھے جیسا کہ شیخ عبد الحق محقق دہلوی نے مدارج مین
لکھا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ اسکی فضیلت مین کوئی روایت بیان نہین کی گئی پھر وہ منافق
جنکو مولفۃ القلوب کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے کسطرح مجتہد بنگیا اور اسکو اختیارات اجتہاد لسان سے
حاصل ہوئی سوال یہ کہ ہم چند مقامات پر لکھ چکے ہین کہ سوم خطا مادر بخطا ہوتی ہے اور منہا جگر خوار

کے حال اور حبشی سے زنا کرانے کے حال سے تو سب واقف ہین اسی پر خطا کا قیاس اہل انصاف خود کر سکتے ہین دوسرے جنگ بے قصایہ خطائے اجتہادی سے بھی بڑھی ہوئی ہے ذرا غور کا مقام ہے اول تو طلحہ او زبیر بشمول تمام اہل حل وعقد حضرت مرتضٰے سے بیعت کرین اور پھر امارت بصرہ وکوفہ نہ ملنے پر بیعت توڑ کر اوباشون کا مجمع بصرے پر جمع کرین۔ اہل انصاف فرمائین توکہ یہ کون تھے جو بصرہ مین جاکر فوج جمع کی اور چالیس ہزار اوباشون کو جمع کرلیا یہ اسقدر مجمع کس غرض سے تھا کیا جلاہونکی طرح تالاب مین مچھلیان مارنیکو جمع ہوئے تھے یہ لوگ تو صریح ناکثین بیعت مرتضوی ہین جنکی کسی طرح نجات ہی ممکن نہین ہے بفحوائے حدیث مرویہ اہل سنت یہ لوگ تو جہالت کی موت سے مارے گئے یعنی فرمایا رسولخدا نے کہ جسکی گردن مین ڈورا بیعت امام کا نہین ہے وہ جاہلیت کی موت مرا آپ ہی فرمائے کہ طلحہ وزبیر بیعت مرتضوی توڑکر جاہلیت کی موت مارے گئے یا نہین حدیث یہ ہے من لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ ۔ان کمبختون نے تو ام المومنین کو بھی بہکا کر گنہگار کرایا۔ حواب کے مقام پر وہ بی بی کہتی رہی کہ مجھے یاد آگیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ تو علی سے لڑیگی اور ناحق پر ہوگی مین تمہارے ساتھ نہین چلتی لیکن طلحہ وزبیر نے گانون کے آدمیون کو رشوت دیکر دروغ شہادت دلوائی کہ ام المومنین کی روبرو حلفاً بیان کردیا کہ یہ مقام حواب نہین ہے۔ الراشی والمرتشی کلاہما فی النار۔ تو حضرت نے اسی واقعہ کے لئے فرمایا ہے اب جنگ کے قصد اور بیعت شکنی کو بھی رہنے دو لیکن کتب اہلسنت سے یہ تصدیق کرو کہ طلحہ وزبیر نے رشوت دیکر گانون والون سے جھوٹی گواہی دلوائی یا نہین اسکے بعد تحقیق کرو کہ حدیث۔ الراشی والمرتشی صحیح ہے یا نہین پھر اطمینان قلبی اچھی طرح ہوگا فائدہ۔ اگرچہ اس موقعہ پر ذکر حضرت ام المومنین عائشہ بیمحل ہے لیکن مجھے تعجب ہے کہ لقب صدیقہ انکو اہلسنت وجماعت نے کس اختیار سے بخشا ہے آیا ویسے ہی عطا ہوا ہے کہ جیسے انکے والد شریف کو یا باستحقاق اسکے کہ والد انکے صدیق کہلاتے ہین تو دختر صدیقہ کہلانی چاہیئے لیکن تعجب ہے کہ ام المومنین حفصہ کو فاروقہ کیون لقب نہین دیا گیا۔

صدیقہ لقب دراصل فاطمہ کا ہے اور صدیق اکبر لقب حضرت علی مرتضٰے کا ہے ایسا ہی فاروق

بھی لقب جناب امیر المومنین کا ہی لیکن اہل تسنن نے بطور سرقہ ان القاب کو شیخین کے نام کیساتھ
لگادیا ہے رسولخدا صلعم نے کبھی یہ لقب انکو نہین بخشا اگر کسی کو دعوے ہو تو ثابت کرے کہ کب اور
کہان یہ لقب عطا ہوا حضرت علی کی نسبت تو صحاح اہلسنت مین یہ حدیث درج ہے۔ اخرج الطبرانی

عن سلمان وابی ذر رضی اللہ عنہما معا ان النبی صلعم قال لعلی ان ہذا اول من یصافحنی یوم القیامۃ و
ہذا الصدیق الاکبر وہذا فاروق ہذہ الامۃ وہذا یعسوب المومنین الخ یعنی روایت کی ہے طبرانی نے
سلمان وابوذر سے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے حضرت علی کے حق مین کہ یہ وہ ہے جو سب سے پہلے
ایمان لایا اور یہ سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کریگا اور یہی ہے صدیق اکبر اور یہی
ہے فاروق اس امت کا کہ جو فرق کرتا ہے حق وباطل مین اور یہی ہے یعسوب مومنین کا آخر حدیث
تک۔ واخرج النسائی والحاکم عن عباد بن عبد اللہ۔ قال سمعت علیاً یقول انا عبد اللہ واخو رسول اللہ
وانا الصدیق الاکبر الخ۔ اور امام فخر الدین رازی۔ امام ثعلبی۔ امام احمد بن حنبل مسند مین۔
ابن شیرویہ کتاب فردوس مین اور ابن المغازلی روایت کرتے ہین کہ صدیق تین شخص ہین
حبیب نجار کہ مومن آل یٰسین ہیں اور حزقیل کہ مومن آل فرعون ہیں اور علی مرتضے کہ وہ انسے افضل
ہین۔ حافظ ابونعیم نے جنکی حدیث عباد بن عبد اللہ سے روایت کی ہے شیخ عبد الحق مدارج النبوۃ
مین لکھتے ہین۔ تسمیہ کرد اورا ابو طالب بعلی وتسمیہ کرد پیغمبر خدا اورا بصدیق ولقب کرد بامین و
شریف وہادی ومہدی واذن واعیہ ویعسوب الامۃ اب فرمائیے کہ لقب صدیق کس کا ہے
اور براہ سرقہ اہل تسنن کسکے لئے استعمال کرتے ہین۔ **قولہ** حاصل مطلب مخاطب کا یہ ہے کہ خلفاء
پر لعن وطعن ابن سبا کے اشارہ سے جاری ہوا **اقول**۔ ہذا بہتان عظیم۔ یہ کام ابن سبا کا نہین
ہے بلکہ خود انہین حضرات کا ہے نہ ایسا کرتے نہ برا کہلواتے یہ تو سمجھو کہ اگر دین اسلام کی عداوت سے
عبد اللہ ابن سبا صحابہ کو برا کہلواتا تھا تو دین کا کیا نقصان ہوتا اگر اسکی یہ غرض ہوتی تو حضرت
علی واہلبیت کی نسبت برا کہنا سکھلاتا کہ جس سے امت کا ایمان جاتا رہتا اور ایسے اصحابون نے
برا کہنے سے کہ جنہون نے دین کو دنیا سے بدل لیا تھا کسی کے مذہب کا نقصان نہ تھا۔ یہ ہی بات کا

یقین ہو تو اپنی آمنت باللہ جو ابو الحسن اشعری پر وحی ہو کر اتری ہی پڑھکر سمجھ لو کہ تمہارے عقائد مین کس چیز پر ایمان لانے سے مسلمان ہوتا ہے اور کس چیز کے انکار سے کافر ہوتا ہے۔

قولہ ابن سبا نے دوسرا ایمان شاگردون سے لیا کہ جناب امیر سے ایسے معاملات ظاہر ہوتے ہین کہ امکان انسان سے باہر ہین مثل معجزات و کرامات و خوارق عادات و علم غیب و احیاء اموات و بیان حقیقت اللہ و حاضر جوابی بلاغت فصاحت زہد و تقویٰ قوت و شجاعت کہ کسی نے کبھی دیکھی نہ سنی تھی یہ در حقیقت معجزات مرتضوی ہین **اقول** معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کافر اسکا منکر بھی ہے۔ ذرا اس جہالت کو اہل انصاف ملاحظہ فرمائین کہ اگر ابن سبا خدا کا نام لیتا تو ہمارے مخاطب معصم خدا سے بھی منحرف ہونگے جو بات سچ ہے اُسکے ماننے مین کیا ہرج ہے یہ سب باتین ابن سبا سچ کہتا تھا انکا یقین کرنا چاہیے لیکن جو بات اسکی خلاف عقیدہ مومنین ہے اسکو رد کرنا چاہیے **قال** علیہ اللعن کہ یہ تمام خواص الوہیت کے ہین جو کہ حضرت امیرؑ پر ظاہر ہوتے ہین بلکہ خاص ذات پاک نے بدن علیؑ مین حلول کیا۔ **اقول** بیشک جس مذہب اور جس فرقہ کا یہ عقیدہ ہے وہ ہمارے نزدیک تو کافر مطلق ہے لیکن اس زمانہ مین ایسے عقیدے کے لوگ صوفیہ مین اکثر شامل پائے جاتے ہین کہ مخلوق مین خالق کا حلول یہانتک کہ سگ و خوک مین اسکا ظہور بیان کرتے ہین۔ ہر چہ بینی بدان کہ مظہر اوست۔ یہ کمال تعجب کی بات ہے کہ ہمارے معصر صاحب اپنے گریبان مین منہہ ڈالکر نہین دیکھتے کہ ابن سبا کے خود تو مقلد ہین شیعون کو ناحق الزام دیتے ہین جو لوگ زبردستی حضرت علیؑ کے خلیفہ بنکر اطراف ممالک مین پھر کر پیری مریدی کا ڈھنگ جماتے تھے وہ ہی ابن سبا کے گروہ مین شیعون امامیہ نے تو کبھی ایسون کو منہہ نہین لگایا کسی کو ان کا خلیفہ نہین مانا صرف انکی اولاد امجاد کو جو امام برحق تھے اپنا پیشوا بنایا نہ ہم مین گمراہ لوگ شامل ہوسکتے تھے کیونکہ ہمارے امام اہل بصیرت علم ما کان و ما یکون کے جاننے والے تھے انکی حضور مین کب کسی کو فروغ ہوسکتا تھا جس گروہ مین جاہل اور فاسق اندھا کانا امام ہوسکتا ہے وہ ہی گمراہی مین غارت ہوسکتے ہین **قولہ** یہانتک اس مذہب نے مذہب سبائیہ یعنی فرقہ ابن سبا) نے رواج پایا اور ملقب بشیعہ ملقب ہوالیس تحیا

جناب ائمہ کے لشکر مین اس مذہب کے چار فرقہ ہوگئے **اول** شیعہ مخلصین کنندہ پیشوایان اہل سنت وجماعت مین الخ **اقول** آنچہ ذا نا کند کند نادان ہولیک بعد از حصول رسوائی۔ اب اہل انصاف غور کرین کہ ابھی تو ابن سبا کسقدر گریز تھا اور اب خود ہی اُسکی اُمت مین ہونا ہمارے مخاطب ہمعصر کا ہوا۔ ماشاء اللہ ابن سبا کے جیسے فرزند آپ ہی نکلے اور اس مذہب مذہب کے نمبر اول فرقہ مین آپ ہی داخل ہوئے ہمنے جہانتک کتب اہلسنت کو دیکھا ہے اور انکے عقائد اور مذہب کی نسبت انکی کتب سے تحقیقات کی ہی تو ثابت ہوا ہے کہ ابتدا انکے مذہب کی عبداللہ بن مسعود سے ہی مجتہد اول ان کا وہی گذرا ہے اور چونکہ زمانہ خلافت ثانی کا تھا اور انہون نے ابن مسعود کی امداد کے لئے ابو موسیٰ اشعری اور اُبی بن کعب کو بھی شامل کر دیا تھا اسلئے ابتدائے زمانہ مین چار پانچ مجتہدون کا اجماعی اجتہاد نامزد بمذہب فاروقی ہوا کہ تشریح اسکی ازالۃ الخفا مین موجود ہے اب نہین معلوم کہ ان بزرگوارون کو اصحاب ابن سبا قرار دیا ہے یا در اصل ان مجتہدین کا کچھ وجود نہ تھا اور علمائے اہل سنت نے اصحاب و مریدان ابن سبا کا نام چھپا کر بظاہر اپنے مذہب کو انکیطرف منسوب کر دیا ہے یا متقدمین علما کو اسکی حقیقت مثل ہمارے ہمعصر کے معلوم نہ تھی علاوہ فقہا و مجتہدین اہلسنت کے اگر کوئی اور لوگ بھی پیشوائے اہل تسنن ہین تو یہ ہین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر حضرت عثمان حضرت معاویہ حضرت یزید حضرت مروان حضرت عبدالملک بن مروان کہ جسکو اکابر علمائے اہل تسنن نے اپنا امام قرار دیا ہے تو ان مین سے نہ کوئی حقیقی شیعیان مین داخل تھا نہ کوئی محب علی تھا اب اگر ہمارے ہمعصر کے نزدیک فرقہ اول از فرق اربعہ سبائیہ یہی لوگ ہین تو چشم مار وشن و دل ما شاد و اگر پیشوا سے مراد پیشوائے شریعت ہے تو علمائے سنیہ کا مرحلی اعتراف درج کتب ہی کہ مذہب ہمارا مذہب ابن مسعود ہے اور مذہب علی اور انکے شیعون کا غیر اس سے ہے تو اب حقیقی شیعہ تو پیشوا اہل تسنن کے قرار نہین پا سکتے اگر فی الواقعی قول ہمعصر کا کچھ وجود رکھتا ہے تو مراد اسی گروہ ابن سبا سے ہی۔ **قولہ** دوم فرقہ تفضیلیہ ہے کہ حضرت مرتضیٰ کو تمام صحابہ پر فضیلت دیتا ہے سوم فرقہ سبتیہ ہے کہ تمام اصحاب کرام کو ظالم و غاصب و کافر و منافق جانتا ہے

اقول شیعہ کا اطلاق تو فقط شیعہ امامیہ اثنا عشریہ پر ہے کہ اہلبیت رسول اللہ صلعم سے تولے
اور انکے دشمنون سے تبرا کرتے ہین فرقہ تفضیلیہ اسوقت شیعہ قرار پا سکتے ہین کہ جب حضرت علی
مرتضےٰ کو بلا فصل خلیفہ اور امام سمجھین اور ظاہر ہے کہ جو شخص تمام صحابہ سے حضرت علی کو افضل
سمجھتا ہے اسکو خلیفہ بلا فصل بھی ماننا پڑے گا کیونکہ افضل کا ماموم ہونا اور غیر افضل کا امام
ہونا صریحاً خلاف عقل و نقل ہے خود خداوند تعالےٰ فرماتا ہے افمن یہدی الی الحق احق ان
یتبع امن لا یہدی الا ان یہدی فما لکم کیف تحکمون یعنی آیا وہ شخص سزاوار تر ہے اسبات کا کہ آدمی اسکی
پیروی کرین جو ہدایت کرتا ہے بجانب حق یا وہ سزاوار ہے کہ جو خود ہی نہین ہدایت پا سکتا بغیر
اسکے کہ دوسرا اسکو ہدایت کرے پس کیا ہو گیا تمکو کیا حکم کرتے ہو۔ اس آیت شریف سے صاف
ظاہر ہو گیا کہ قابل پیشوائی اور امامت کے وہ شخص ہے جو لوگون کو ہدایت نجات حق کرتا ہے
اور وہ شخص کہ خود محتاج دوسرون سے ہدایت پانیکا ہے وہ کسیطرح اسکے قابل نہین ہے کہ لوگ
اسکی پیروی کرین پس جب ہم صحابہ کے حال پر نظر کرتے ہین تو صاف پایا جاتا ہے کہ
صحابہ خصوصاً خلفائے ثلثہ محتاج ہدایت کے تھے اور انکی ہدایت کیلئے رسولخدا صلعم نے چند
بار بڑے اہتمام کے ساتھ یہ حکم دیا ہے کہ میرے بعد تم میرے اہلبیت اور قرآن شریف کی
پیروی کرنا اگر اسکے خلاف کروگے تو گمراہ ہو جاؤگے چنانچہ بیوم حجۃ الوداع بڑے اہتمام سے یہ
حکم سنایا گیا اور بیوم غدیر بھی اسی کا اعادہ ہوا پھر مرض الموت مین عین قریب وفات بھی یہی
فرمایا اور یہانتک صراحۃً فرمایا کہ اہلبیت میرے مثل کشتی نوح کے ہین جس نے اس کشتی سے تخلف کیا
وہ غرق ہو گیا پھر فرمائے جو لوگ بحکم خدا نا قابل پیشوائی قرار پا چلے انکی پیروی کرنا داخل گمراہی
ہے یا نہین۔ اور جبکہ انہون نے خلاف حکم خدا ادعاء خلافت و امامت کا کیا تو صفات قرار
دادہ بمعصر مندرجہ ذیل فرقہ سویم یعنی ظالم و غاصب وغیرہ ان پر صادق آگئین اسی لئے تو کہتے
ہین کہ صوفی لوگ بھی دراصل تبرائی شیعہ ہین مگر خوف جہلا سے دم نہین مارتے اشارۃً کنایۃً
اپنا مقصد کہہ جاتے ہین جیسا حضرت خواجہ معین الدین سجزی چشتی علیہ الرحمۃ الغفران نے فرمایا ہے

رباعی کفر در دل بر زبان اللہ اکبر داشتن تا آلِ احمد کشتن ہم حب حیدر داشتن - مر مرا باور
نمے آید ز روے اعتقاد - حق زہرا خوردن و دین پیمبر داشتن - دوسرے بزرگ فرماتے ہین
شعر چون صحابہ جاہ و دنیا خواستند مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند سوائے اس کے اعلم ہونا
حضرت علی مرتضےٰ کا تمام صحابہ سے بلا نزاع مسلمہ فریقین ہے اور تمام امت کا اسپر اجماع ہی کہ حضرت
علی مرتضےٰ اعلم ہین اور روایات و احادیث صحیحہ سے بھی یہی امر ثابت ہوا ہے او خداوند تعالیٰ

اسبارے مین فرماتا ہے - ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوالالباب
آیا صاحبان علم اور کسان بے علم برابر ہوتے ہین یعنی علم والے اور بے علم برابر نہین ہوتے حضرت
آدم کو جو ملائکہ پر فضیلت دیگئی ہے فقط علم کے ذریعہ سے دیگئی تھی اور اگرچہ حضرت علی مرتضےٰ
تمام اقسام کے فضائل مین مثل شجاعت و سخاوت و شرافت و عدالت وغیرہ تمام صحابہ سے افضل
ہین لیکن علم مین بھی کہ جو سب سے بڑا ذریعہ افضل ہونیکا ہے حضرت مرتضےٰ کو تمام صحابہ پر فضیلت ہے
اسلئے یہ مذہب حق ہی کہ حضرت مرتضےٰ تمام صحابہ سے افضل ہین اور جبکہ افضل ہونا ثابت تو استحقاق
خلافت بلا فصل بھی ثابت اور اسکے ثابت ہونے پر صحابہ کا ظلم او غصب خود بخود ثابت ہو گیا -
اہل تسنن کی تمام کتب سے افضلیت حضرت علیؑ کی ثابت ہے لیکن ان کا منہ اسلئے بند ہو گیا ہے
کہ فضیلت ثابت کرنیکے بعد صحابہ کا ظلم خود بخود ثابت ہو جائیگا اور ہزار سالہ مذہب کی بنیاد متزلزل
ہو جائیگی - معترض کا یہ قول کہ شیعہ جملہ صحابہ کرام کو ظالم غاصب منافق کافر کہتے ہین یہ ریج شیعون
پر تہمت ہی شیعہ سب کو ہرگز ایسا نہین سمجھتے بلکہ جنکی نسبت اہلسنت سے بھی ایسا ثابت ہوتا ہے
فقط انکو ہی کہتے ہین اور کافر بھی فقط انکو ہی کہتے ہین جنکا کفر ثابت ہوا ہے او سنی بھی انکے
کفر کے قائل ہو گئے ہین اور ایسا ہی منافقین کا حال ہی کہ جنکی نسبت سنیون کو بھی منافق ہونیکا
یقین ہی انکو ہی شیعہ بھی منافق کہتے ہین صرف اسقدر فرق ہے کہ اہل تسنن جان بوجھکر انکے
ظلم اور غصب اور کفر و نفاق کو مخفی کرتے ہین اور شیعہ اس منافقت کو مذموم سمجھ کر جو کچھ کہ دل
مین ہی زبان پر لے آتے ہین اور واقعی نفاق اسی کو کہتے ہین کہ ایک شخص کو اپنے دل مین سب سے

افضل سمجھتے ہین اور زبان سے مفضول بیان کرتے ہین یا ایک شخص کو دل مین کافر یا منافق جانتے ہین اور زبان سے اسکو مومن و برگزیدہ کہتے ہین **قولہ** چہارم شیعہ غلات یہ فرقہ جناب امیرؑ کی الوہیت کا قائل ہے یہ ہے اصل حقیقت مذہب شیعیان پاک کی **بیت** - اے بسا ابلیس آدم روے ہست - بس بہر دستے نباید داد دست + **اقول** شیعہ امامیہ اثنا عشریہ تو اس گروہ کو کافر مطلق سمجھتے ہین نہ دنیا مین شیعون کے اندر کوئی اس عقیدہ کا آدمی پایا جاتا ہے مگر مخاطب صاحب کی بیت سے البتہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید اس زمانہ مین بھی ایسے لوگ موجود ہین جنکے ہاتھ مین ہاتھ دینے سے مخاطب صاحب احتراز کرتے ہین مگر یہ ہاتھ مین ہاتھ دینا اور بیعت وغیرہ لینا شیعون مین مروج نہین پھر تعجب ہے کہ مخاطب کے نزدیک وہ انسان صورت ابلیس سیرت کون ہین جنکے مرید ہونے سے بھلے لوگون کو منع کرتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ مخاطب صاحب نے اندرونی چوٹ صوفیون پر چلی ہے مگر مخاطب کو ابھی پورا حال اپنے گھر کا بھی معلوم نہین ہے کہ اصحاب ابن سبا نے عرصہ ہوا کہ اپنی پالیسی بدل کر دوسرا روپ نکالا ہے جنکے اخلاف خارجی اور وہابی کہلاتے ہین یعنی جب ان لوگون نے دیکھا کہ عقلاء انسان کی الوہیت کے قائلین پر طعن حماقت کا کرتے ہین یعنی جب ان لوگون نے دیکھا تب اپنی آپ کو برا یکا مو حد ظاہر کیا مگر منشا اصلی یعنی عداوت رکھنا رسول اللہ اور انکے اہلبیت سے بدستور قائم کیا جو لوگ کچھ بھی مادہ عقل رکھتے ہین وہ ضرور اس گروہ مضل کو خواہ کسی پیرایہ مین ہون برابر شناخت کرینگے - جب ان لوگون کو حضرت علی مرتضےٰ نے بقول ابن معصر سزا دیکر خارج کیا تب ان سے رنجیدہ ہوکر خوارج مین شامل ہو گئے اور پھر ایک عرصہ کے بعد اس گروہ مین عبد اللہ ابن سبا کا خلف الصدق عبد الوہاب نجاری پیدا ہوا جنکے گروہ ہندوستان مین بھی موجود ہین -

قولہ مجملاً ذکر فقہائے شیعیان پاک کا - جن لوگون نے اپنی جان و مال سے رسول اللہ کی مدد کی اور ہر قسم کی مصیبت محبت حبیب اللہ مین اپنے اوپر اٹھائی ان کا لقب اصحاب ہے حضرات شیعہ کا اگر اصحاب کا لقب اصحاب ہے تو پھر شیعہ کون ہین اور اگر شیعہ کا لقب اصحاب ہے تو اصحاب کی صفت سے اور اگر اصحاب اور شیعہ کا ایک ہی لقب ہے تو اس صورت مین روایت ابن عباس کی جسکو سلیم ابن ہلالی شیعہ

نے کتاب وفات النبی مین لکھا ہی محض دروغ ٹھہرتی ہی وہ روایت یہ ہی کہ عن امیر المومنین ان الصحابۃ ارتدوا
بعد النبی الا اربعۃ نفس فی روایۃ عن صادق الاسنتہ - **اقول** ہمارے ہمعصر نے اپنے نزدیک بڑی بجدار
بات نکالی ہی مگر اہل فہم کے نزدیک جو کچھہ دار الکلبی ہذیان کی وقعت ہی وہ ظاہر ہے لیکن ہم آپ کو
انکے معنی سمجہائے دیتے ہین آپ جو پوچھتے ہین کہ شیعہ کون ہین شیعہ اس درخت کے برگ ہین جسکی
نسبت رسولخدا نے فرمایا ہی کہ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء شیعہ ورق اس شجر کے ہین کہ جسکی اصل
رسولخدا اور فرع فاطمہ زہرا اور علی مرتضی ہین اور پھل اسکے حسن اور حسین ہین شیعہ وہ ہین جنکی نسبت
بہشت کا وعدہ ہی کہ رسولخدا کے ساتھہ بہشت مین ہونگے شیعہ کا اطلاق اس شخص پر ہو سکتا ہی
جو مطیع اور فرمانبردار اور مقلد و پیروکار علی مرتضی کا ہی خواہ صحابی ہو یا تابعی یا زمانہ مابعد کی پیدائش
ہوا ہین سے بھی وہ لوگ شیعہ ہین کہ جنہون نے بعد رسولخدا صلعم کے حضرت علی سے بموجب ہدایت
رسولخدا تمسک کیا اور فرمانبردار انکے رہے اور جسطرح پر رسولخدا کو اپنا مولے سمجھتے تھے ویسے ہی
حضرت علی کو بھی بموجب ہدایت انما ولیکم اللہ وحدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے اپنا مولی سمجھتے
رہے اور جن لوگون نے خواہ صحابی ہون یا غیر صحابی اس حکم الٰہی یعنی آیہ انما ولیکم اللہ سے انحراف
اختیار کی اور ہدایت نبوی یوم حجۃ الوداع جسمین صاف حکم تھا کہ مین اپنے بعد قرآن اور عترت اپنی
چھوڑتا ہون اگر انکی پیروی کروگے تو گمراہی مین نہین پڑوگے تخلف کیا اور پھر یوم غدیر کے
مخالف ہوئے تو خود ہی سمجھہ لو کہ انکو کس لقب سے ملقب کروگے خدا کے حکم سے عدول حکمی کرنا تو وہابیون
کے نزدیک بھی برا ہوگا اور جنہون نے رسول کا حکم حجۃ الوداع اور یوم غدیر کو نہین مانا انکو خود رسول اللہ
ہی فرما گئے ہین کہ وہ گمراہ ہوگئے پھر آپ ناحق روایات ابن عباس کا حوالہ دیتے ہین اپنی کتابون سے
اول یہ دیکھہ لو کہ حدیث ثقلین صحیح ہی یا نہین اور بعد اسکے اس امر کی صحت کی تحقیقات کرو کہ منجملہ صحابہ
کے کس کس شخص نے اس حکم نبوی کو مانکر اتباع اور پیروی حضرت علی کی کی ہے اور کس نے
اس سے مخالفت کی ہے پس جن صحابہ کی نسبت اس حکم کی تعمیل کرنا ثابت ہووے وہی منجملہ شیعہ ہین اور
جنکی نسبت مخالفت اس حکم کی ثابت ہو اسی کو گمراہ سمجھو یا نہ سمجھو اگرچہ تم لوگون کے نزدیک تو

سو لخدا کے حکم سے عدول حکمی کرنیوالا دین اسلام سے خارج ہوجاتا ہے لیکن اگر وہابیون کے
نزدیک محل نظر ہو تو حکم الٰہی کی مخالفت بھی اسی سے ثابت ہے کیونکہ فرمان الٰہی انما ولیکم اللہ موجود ہے
اور اسکا صریح مطلب یہ ہے کہ مسلمانون کے تین حاکم ہین خدا و رسول و علی مرتضےٰ بس جسنے مخالفت
اس حکم کی کی وہ تو وہابیون کے نزدیک بھی اسلام سے خارج ہوگیا خواہ اسکو کافر کہو یا مرتد کہو انکی
تعداد مین گھٹو بے سو دہے ہر ایک کے حال سے مطابقت کر لو کہ صحابہ مین سے کسنے ان احکام کی
تعمیل کی اور کسنے نہین کی **قولہ** جب بقول حضرت امیر یا حضرت صادق سوائے چار یا چھہ
صحابہ کے سب ہی مرتد ہو گئے تو حضرت امیرؑ کی خلافت پر کسنے بیعت کی اگر کہین کہ انہین مرتدون
نے بیعت کی تو حضرت امیرؑ حیاذاً باللہ امیر المرتدین ٹھیرے۔ **اقول** ہمارے مخاطب کو بھی خدائے
تعالےٰ نے عجب فہم عطا کیا ہے اتنی بھی سمجھ نہین ہے کہ اگر کوئی مرتد پھر مسلمان ہوجائے تو اسکو
مسلمان لوگ مرتد نہین کہتے ہان ان کفار کے نزدیک مرتد کہلائینگے کہ جنمین سے ایکمرتبہ شامل ہوکر
پھر اپنے ایمان پر لوٹ آئے اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے مخاطب ان حق پر عود کرنیوالون کو انہین
مخالف نگاہون سے دیکھ رہے ہین۔ یہ تو بہت موٹی بات ہے کہ جو لوگ حضرت علی کی بیعت نہ کرنے سے
مرتد قرار دئے گئے تھے تو جب انہون نے ان سے بیعت کر لی تو پھر مرتد کہان رہے وہ تو حق پر آگئے اور سچے
دیندار مومن ہو گئے اور انکے سردار کا بھی سچا لقب امیر المومنین ہوا لیکن جو ان لوگون کی ارتداد
کی حالت مین ان کا سردار تھا اسکا لقب امیر المرتدین قرار پائیگا اس دقیق بات کو ہمارے ہمعصر مکرر غور
فرماکر اپنی تسکین فرماوین **قولہ** اور اگر کہین کہ انہین چار یا چھہ صحابہ نے بیعت کی تو امیر المومنین
نہ ٹھہرے کیونکہ امیر مومنان ہونا بغیر اجماع امت کے ثابت نہین ہوسکتا ہے۔ **اقول**۔
ابھی تک ہمارے ہمعصر امیر المومنین کے معنی نہین جانتے اسکے جو معنی انکی سمجھ مین آرہے ہین
اور جنکو وہ امیر المومنین سمجھہ رہے ہین وہ تو سارا منصوبہ غلط ٹھہرا کیونکہ مومنین کا اطلاق ان
لوگون پر نہین ہوسکتا ہے کہ جنہون نے صریح خداوند تعالےٰ اور رسولخدا کی عدول حکمی کی نہ
ان کا سردار امیر المومنین کہلا سکتا ہے سوائے اسکے یہ لقب خود انسان اپنے لئے وضع نہین کر سکتا

نہ کوئی اجماع کسی کو امیر المومنین قرار دیسکتا ہے یہ حکمی بات ہے جسکو خدا تعالےٰ نے یا رسول اللہ نے
امیر المومنین یا سید المومنین یا امام المتقین یا یعسوب الائمہ یا سید العرب فرمایا ہے وہ ہی امیر مومنان ہے
اجماع مردم درآن حالیکہ خود ان کا ایمان اور ارتداد محل نظر ہے کب کسیکو امیر مومنان قرار دیسکتا ہے
بلکہ وہ تو مخالفت حکم خدا و رسول مین خود سخت گنہگار ہوئے **قولہ** اگر شیعہ ورہین اور اصحاب اور
ہین دران حالیکہ تمام اصحاب مرتد ہوگئے تھے تو شیعون نے جناب امیر کی کیون مدد نہ کی اگر کہین
کہ شیعہ بہت ہی تھوڑے تھے تو قول حضرت امیر کا جسکو رضی شیعہ نے بڑی دعوی سے لکھا ہے
سراسر لغو ٹھیرتا ہے یہان وہ قول نقل کیا ہے جسکا ترجمہ مولف صاحب سے نہین ہوسکا نہ اسکا مطلب
ہمارے مخاطب صاحب سمجھے ہین فقط یہ لکھدیا ہے کہ مین ایسا شجاع ہون کہ اگر تمام روئے زمین پر
دشمن ہون تو سب کا مقابلہ تنہا کرون - **اقول** ہمارے مخاطب فہم کے ہاتھ سے بہت لاچار ہین
شجاعت اور شے ہے بہادری اور شے ہے بیشک وہ ہی لوگ شجاع ہین کہ کثرت اعدا اور موت سے نہین
ڈرتے ہین ان کا دعوی یہ نہین ہوتا کہ ہم تنہا تمام دنیا کو قتل کر دینگے ہان مقابلہ کرنے مین کبھی
نہین ڈرتے ہین خواہ اپنا سر قلم ہو جائے چنانچہ خود اسی قول مستدلہ مخاطب مین بھی درج ہے کہ
فرمایا حضرت امیر المومنین نے کہ مین اسلئے نہین ڈرتا کہ منتظر دیدار خدا کا ہون اسکے یہ معنی نہین ہین
کہ ایک آدمی تمام دنیا کو مار ڈالے نہ شجاعت کی یہ تعریف ہے اگر بلا معین و انصار کوئی شخص کفار
پر جہاد بھی کرے اور غایت درجہ کی شجاعت دکھلاوے تو نتیجہ اسکا یہی ہوگا کہ غایت درجہ کیا
آدمی سو دو سو ہزار یا پانسو کو مار کر مر رہے پھر اس شجاعت سے کیا فائدہ حاصل ہوا دیکھئے رسولخدا
صلعم بھی نہایت درجہ شجاع تھے اور حضرت علی بھی ان کے ساتھ تھے اور بقول تمہارے روم و شام
فتح کرنیوالے صاحب بھی موجود تھے مگر جب تک انصار کافی نہ ملے جہاد نکیا ایسا ہی حال حضرت
علی کا تھا نہج البلاغہ مین وہ خطبہ ملاحظہ فرمایا ہوگا جسمین آپنے فرمایا ہے کہ اگر چالیس آدمی صاحب
عزم مجھکو ملجاتے تو مین ابوبکر پر جہاد کرتا شیعہ اور اصحاب کے معنی ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ زمرہ شیعہ مین
فقط وہ اصحاب داخل ہین جنہون نے باتباع حکم خدا و رسول کے بعد رسول اللہ صلعم متابعت اور فرمانبرداری

حضرت علی کی اور جن لوگون نے صریحاً حکم خدا اور رسول سے تخالف کیا انکو شیعی لوگ اصحاب با صفا کہتے
ہین اور شیعہ انکی نسبت ایسے الفاظ کہتے ہین کہ جنکے وہ مستحق ہین **قولہ**۔ اگر کہین کہ شیعہ بھی تو
حضرت رسالت پناہ کے زمانے مین موجود تھے تو اس صورت مین تکذیب حدیث جامع الاخبار و صحیفہ
رضی کی جو جناب امیر سے مروی ہی ہوتی ہے فرمایا رسول اللہ نے کہ پیدا ہوگی ایک قوم برا کہے گی میرے
اصحاب کو۔ اسکا لقب رافضی ہے **اقول**۔ کوئی شخص ہمارے ہمعصر سے یہ دریافت کرے کہ آپنے کبھی
صحیفہ رضی یا جامع اخبار کو بھی دیکھا ہے یا ویسے ہی دوسرون کے حوالہ پر ایمان ہے۔ دانی ظاہر کی ہے
اگر اس حدیث کو بموجب قول مولف صحیح بھی مان لیا جاوے تو مخاطب صاحب کو کوئی فائدہ نہین پہنچا سکتے
اول مخاطب صاحب کو معنی اصحاب اور رافضی کے سمجھنے چاہئین اسکے بعد غور کرکے اپنے دلمین شرمانا
چاہیئے اصحاب جن سے مراد ہے وہ شیعیان علی ابن ابیطالب ہین اور جنہون نے صریحاً خدا و رسول
کی عدول حکمی کی ہے وہ زمرۂ اصحاب سے خارج ہین انکو داخل کرنے والے بھی خارج ہین ایسے
لوگ فقط مجازاً اصحاب کہلاتے ہین جیسا کہ حدیث عقبہ اور حدیث حذیفہ مین کہ متعلق بہ علم منافقین
ہین تشریح ہوئی ہے اس حدیث مین مراد اصحاب سے اصحاب مومنین ہے نہ کہ اصحاب منافقین۔ ایسا
ہی رافضی بمعنی ترک کنندہ ان لوگون سے مراد ہے کہ جنہون نے خلیفہ برحق کو ترک کرکے سوائے نفسانی اور
افکار شیطانی کی پیروی کی اس گروہ باغی مین بہت لوگ ایسے تھے کہ بظاہر تو رسول اللہ صلعم اور حضرت
علی کی تعظیم کرتے تھے اور باطن مین برا کہتے تھے اور بہت لوگ ایسے بیحیا تھے کہ علی الاعلان منبرون پر
بیٹھ کر حضرت علی کو برا کہتے تھے جیسے معاویہ اور اسکی ذریت اسلئے یہ پیشین گوئی انہین لوگون کی شان
مین ہے۔ اب رہا یہ امر کہ سنی لوگ شیعون کو رافضی کیون کہتے ہین اسکی مثال بالکل ایسی ہے کہ جیسے کفار
لوگ مسلمانون کو کافر کہتے ہین **قولہ** معلوم ہوا کہ فرقہ شیعہ حضرت امیر ہی کے زمانہ سے نکلا ہے چنانچہ
اسکی تصدیق مجملاً کلام الہی سے پائی جاتی ہے سورہ روم مین ہے۔ ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا
لست منہم فی شئی۔ ترجمہ۔ ان لوگون سے کہ تفرقہ ڈالا انہون نے اپنے دین مین اور تھے وہ شیعہ نہین
ان مین سے کسی چیز پر۔ **اقول** یہ جمیع اہل قبلہ کا عقیدہ ہے کہ قرآن شریف مین تحریف اور تبدیل

کرنا کفر ہے خواہ ارادۃً ہو خواہ جہالتہً و حماقتہً اس آیت مین مولف اظہار الہدےٰ نے نہایت شقاوت اور قساوت سے مندرجہ ذیل تحریف اور تبدیل وراز دیاد کلمہ قرآنی کیا ہی اصل آیت شریف یہ ہے

من الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا۔ من الذین کی جگہ تو ان الذین اسلیئے بنایا کہ معنی آیت کے بدل جاوین اور آیت کے فقرہ ماسبق مین جو لفظ مشرکین درج ہے اور جنکی نسبت فرقہ فرقہ ہوجانا مذکور ہی اُسکا تعلق علیحدہ ہوجاوے اور پھر لفظ شیعا کو شیعہ سے بدلا اور ترجمہ اُسکا شیعہ لکھا اور پھر اس تحریف اور تبدیل پر صبر نکر کے یہ فقرہ آیت مین اپنی طرف سے بڑھایا لست منہم فی شئ حالانکہ خدائے تعالےٰ نے اس لفظ کو اس آیت مین نازل نہین فرمایا نہ کسی قرآن مین درج ہے پوری آیت صحیح

اور اسکا ترجمہ ٹھیک یہ ہی۔ واتقوہ واقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینہم و کانوا شیعا کل حزب بما لدیہم فرحون ترجمہ خدا سے ڈرو اور قائم رکھو نماز کو اور مت ہو مشرکوں مین سے کہ جنھون نے پراگندہ کر دیا ہے اپنے دین کو اور گروہ گروہ ہوگئے ہین اور ہر گروہ خوش ہے اس دین سے جو انکے پاس ہے اب اہل انصاف غور فرماوین کہ ہمارے مخاطب صاحب تحریف قرآن کے مرتکب ہوئے یا نہین کجا من الذین اور کجا ان الذین اور کجا شیعاً اور کجا شیعا بکسر شین و فتح یا تحتانی بمعنی گروہ اور شیعہ بمعنی متابعت کنندہ ہی تمام تراجم قرآن مین اسکے معنی گروہ گروہ کے لکھے ہین اور شیعہ بمعنی متابعت کنندہ کتب لغات مین موجود ہے اگر لغت کا اعتبار نہو تو حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی غنیۃ الطالبین موجود ہے جسمین وہ شیعہ کی تعریف اسطرح درج فرماتے ہین والشیعۃ اثنین وثلاثین فرقۃً وانما قیل لہا الشیعۃ لانہا تشیعت علیاً یعنی شیعہ ۳۲ فرقے ہین اور انکو شیعہ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ متابعت کرتے ہین علی کی اب شیعہ کی جگہ شیعا بسکون یا تحتانی قائم کرنا اور ترجمہ مین اسکے معنی بھی بدلنا تحریف صریح ہے علاوہ اسکے لست منہم فی شئ۔ دوسرا جزو آیت مسئلہ مولف اظہار الہدےٰ نہ کلام الہی ہے نہ اس آیت کا جزو ہے نہ کسی قرآن مین یہ فقرہ درج ہی نہ پیش و پس آیات مین یہ فقرہ درج ہے کہ جس سے گمان ہو کہ سہواً لکھدیا ہوگا بلکہ یہ کلمہ مولف صاحب نے اپنی طبع زاد بنا کر اس آیت کے شامل کر دیا ہے اور یہ امر ظاہر ہی کہ کوئی

مسلمان مرتکب ایسے فعل شنیع کا نہیں ہو سکتا جس نے خدا کے کلام کی ایک آیت کو تحریف یا تبدیل کیا وہ
سارے قرآن کو تحریف کر سکتا ہے اور یہ کام وہابیوں کے سوا اور کوئی فرقہ اسلام کا نہیں کر سکتا ہے
اب ہم تمام اہل قبلہ کے علماء سے استفتا کرتے ہین کہ وہ رسالہ اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۱۰ سطر ششم مین آیت
مبدلہ مولف کو ملاحظہ فرما کر حکم دین کہ یہ فعل مولف کا داخل تحریف و تبدیل کلام الٰہی ہے یا نہین اور ایسی
تحریف و تبدیل کرنیوالا خواہ اسنے ارادۃً کی ہو یا حماقتہً کافر ہے یا نہین کیونکہ اگر مولف صاحب کے
الزام کو بوجہ انکی کم علمی اور جہالت کے رفع کیا جاوے کہ انہون نے اپنی کم علمی اور کج فہمی سے شیعا گو شیعہ
سمجھ لیا ہے اور من الذین کی جگہ ان الذین سہو سے لکھدیا ہے تو بھی انکی تکفیر مین کلام نہین ہے
کیونکہ فقرہ طبع زاد کے بڑھانے کا کوئی جواب نہین ہو سکتا اور نہ ایسے معاملات مین عذر کم علمی اور
جہالت قابل سماعت ہے کیونکہ جو شخص جاہل و بے علم ہو کر علماء کی نقل اتارے اور بغیر لیاقت کافی تصنیفات
و تالیفات مذہبی مین مداخلت بیجا کرے وہ بیشک مستوجب حد شرعی کا ہے اور گویا ارادۃً عمداً مرتکب تحریف
و تبدیل کا ہوتا ہے **قال** علیہ ما یستحقہ۔ اور اس فرقہ ابن سبائی مین بہتر فرقے ہین۔ **اقول** مولف
صاحب نے ازراہ عقلمندی وہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ میری امت بہتر فرقون پر متفرق ہو جائیگی
اور وہ سب ناری ہونگے سوائے ایک فرقہ کے مگر عبارت اور ترجمہ حدیث مین بھی آپ کا تصرف نمود
ہے غضب یہ ہے کہ عربی صرف و نحو سے آپ واقف نہین اور اس لیاقت پر تصرف اپنا کرتے ہین غرض
کہ اس تحریر سے آپ کا یہ منشا پایا گیا کہ بہتر فرقے جو ناری ہین وہ سب کے سب شیعہ ہین اور بہتر وان
فرقہ جو ناجی ہے وہ سنی اور خارجی اور ناصبی اور معتزلہ جبریہ قدریہ ملاحدہ صوفیہ وغیرہ ہین اور مولف
کے نزدیک یہ سب کے سب ایک ہی فرقہ مین داخل ہین اگرچہ قدیم سے خوارج کو اہل تسنن سے علیحدہ
سنتے تھے اور نواصب یعنی دشمنان خاندان رسول جیسے معاویہ یزید مروان اور اسکی اولاد داخل
ہین مع ملاحدہ و زنادقہ وغیرہ شامل ہیں مگر الحمد للہ کہ ہمارے معصر نے خوارج کو بھی اپنے شامل کر لیا
تو اب صاف منشا مخاطب کا یہ ہے کہ جو جو فرقات بہ تخلف حکم خدا و رسول اللہ ترک تقلید و تمسک اہل
بیت نبوی کرتے ہین وہ ناجی ہین اور جو فرقہ باتباع حکم خدا و رسول تمسک بہ اہل بیت نبوی ہین وہ غیر

ناجی ہین مولف صاحب نے جو تہتر فرقون مین بہتر فرقے شیعون کے اور ایک فرقہ ناجی قرار دیا ہے اس فرقہ مین اگرچہ ہم بہتر فرقے ثابت کرینگے لیکن بالفعل مولف صاحب کی تکذیب کے لئے حضرت پیران پیر کا قول مندرجہ غنیۃ الطالبین درج کرتے ہین وہ غنیہ مین شیعون کے ۳۲ فرقے لکھتے ہین۔ والشیعۃ اثنین وثلاثین فرقۃ۔ تو اس حساب سے اکتالیس فرقے باقیماندہ بقول مولف ناجی رہے اور تعلیل انکا خود انکی حدیث مسئلہ سے مردود ہو گیا کیونکہ وہ صرف ایک ہی فرقہ کو ناجی قرار دیچکے ہین اور جس گروہ اور جماعت کو ایک فرقہ قرار دیکر ناجی ثابت کرتے ہین وہ جماعت بقول حضرت پیران پیر اکتالیس فرقون پر متفرق ثابت ہو گئے اسلئے ناجی ہونا ان کا خود انکے اکابر کے قول سے لغو اور دروغ قرار پا گیا۔ ہمارے ہمعصر نے براہ تعصب تمام شیعون کو فرقہ سبائیہ سے منشعب قرار دیا ہے اور اپنی تالیف کشف مین صاف لکھدیا ہے کہ ابن سبا کے گروہ بہتر فرقے ہین اگرچہ جو لوگ علم سے بہرہ رکھتے ہین کسی مذہب مین ہون وہ مولف صاحب کو انکی کم علمی اور نافہمی کی داد دینگے لیکن مولف صاحب نے چونکہ اپنے ہم جنسون یعنی جہلا کو مغالطہ دینے کے لئے اظہار الہدیٰ لکھی ہے وہ غریب تو کسی مولوی صاحب کی تحریر سمجھ کر یقین کر لین گے اور یہ نہ سمجھین گے کہ ہر کہ ریش دراز است مولوی باشد اسلئے ضرور ہوا کہ اس قول کی تکذیب خاص قول حضرت غوث اعظم سے کیجاوے کہ جسکی مخالفت کرنے سے مخاطب صاحب کا قول عموماً اہل تسنن کے نزدیک مردود قرار پاجاے حضرت غوث اعظم نے غنیۃ الطالبین میں تشریح فرقات شیعہ کی اسطرح لکھی ہے وہم ثلاثۃ اصناف۔ پس وہ تین صنف ہین الغالیہ والرافضہ والزیدیہ۔ غالی رافضی زیدیہ فمنہا اثنا عشر فرقۃ۔ اور غالیہ مین بارہ فرقے ہین لمباریہ[۱] بہائیہ[۲] منصوریہ[۳] خطابیہ[۴] معیزیہ[۵] معمریہ[۶] بزلعیہ[۷] مفضلہ[۸] متناسخہ[۹] سیرلعیہ[۱۰] سبائیہ[۱۱] منسوبۃ الی عبد اللہ ابن سبا۔ مفوضہ[۱۲]۔ پس قول حضرت پیران پیر سے یہ ثابت ہوا کہ منجملہ بارہ فرقات غالیہ کے ایک فرقہ ابن سبا کا بھی ہے اب اہلسنت وجماعت خود انصاف کرلین کہ قول حضرت پیران پیر کا انکے نزدیک صحیح ہے یا ایک جاہل افغان اور خواہ مخواہ کے مولوی کا قول درست ہے۔ قولہ۔ اول سبائیہ یہ فرقہ اصحاب خاص عبد اللہ ابن سبا کا ہے حضرت علی کے معبود ہونے کا معتقد ہے ان کا کلمہ یہ ہے

ان علیا سولا الہ حقا - اور اس بات کا بھی قائل ہے کہ حضرت مرتضی شہید نہین ہوئے بلکہ ابن ملجم نے
شیطان کو کہ بصورت آنحضرت کے متمثل تھا قتل کیا اور یہ اعتقاد بھی رکھتے ہین کہ حضرت ابر مین پوشیدہ
ہین رعد انکی آواز ہے برق انکا چابک ہے جب آواز گرج کی یہ فرقہ سنتا ہی کہتا ہی السلام علیک یا امیر المومنین
اور یہ بھی یقین رکھتے ہین کہ حضرت امیر کچھ مدت بعد دنیا مین پھر پیدا ہونگے اور اپنے دشمنون کو زیر و
زبر کرینگے **اقول وبہ نستعین** قبل اسکے کہ ہم اپنا عقیدہ نسبت غلات کی بیان کرین اول مخاطب
صاحب کی کم علمی اور جہالت پر اہل انصاف کو متوجہ کرتے ہین ملاحظہ فرمایا جاوے کہ جب مخاطب کے
نزدیک سبائیہ کا وہ کلمہ ہے جو عبارت مخاطب مین درج ہی تو پھر ان کا یہ قول خود مردود ہو گیا کہ
سبائیہ حضرت علی کو معبود سمجھتے ہین کیونکہ جو کلمہ سبائیہ کا مولف اظہار الہدیٰ یعنی ہماری مخاطب نے
نقل کیا ہی اسکے تو معنی یہ ہین (علی معبود برحق نہین) اور اس کلمہ کے کہنے سے تو کوئی الزام سبائیہ
پر عائد نہین ہوتا ہے غنیۃ الطالبین مین سبائیہ فرقے کی تعریف حضرت پیران پیر نے اسطرح لکھی ہی

والسبائیۃ منسوبۃ الی عبد اللہ بن سبا وعواہم ان علیا لم یمت وانہ یرجع قبل یوم القیامۃ یعنی فرقہ سبائیہ
منسوب ہے طرف عبد اللہ ابن سبا کی دعوی ان کا یہ ہی کہ حضرت علی کی موت نہین ہوئی ہے اور وہ قیامت سے
پہلے پھر آینگے اس تعریف سے تو فرقہ سبائیہ داخل غلات بھی نہین ہو سکتا اور اہلسنت کے عقائد سے تو ایسا
عقیدہ رکھنے والا گنہگار بھی نہین کیونکہ اس قسم کے عقیدہ کے لوگ تو اس زمانہ مین بھی اہل سنت کے اکابر
مین داخل ہین بعینہ یہی عقیدہ تو فرقہ احمدیہ کا ہی جو اہل حدیث اور وہابیون کے برگزیدہ شاخ کہلاتے ہین
یعنی وہ سید احمد جنہون نے ہندوستان سے تیرھوین صدی مین افغانستان کو ہجرت کی اور جنکے بڑے
حواشی اور خلیفہ مولوی اسمٰعیل برادر زادہ مولوی شاہ عبد العزیز صاحب اور مولوی عبد الحی بڈھانوی
تھے انکی نسبت انکی امت کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ فوت نہونگے اور قبل قیامت رجوع کرینگے بالفعل سوات
بنیر کے پہاڑون مین ایک غار کے اندر مخفی ہین اور مریدون نے مشہور کر دیا کہ دونالی بندوق انکے پاس
ہی جو کوئی غار کے اندر جائیگا وہ گولی سی مارا جائیگا نواب وزیر الدولہ بہادر ہر سال قاصد مع تحف روانہ
فرمایا کرتے تھے ایک سال اونہی کو قاصد مقرر کرکے بھیجا وہ مثل ہندوستانیون کے تحف وہدایا نہ مریدون کو

اور غار پر ہی دیکھکر واپس ہوا بلکہ باصرار تمام غار کے اندر گھس گیا اور وہان ایک مستین تھا جسمین
گھاس بھری ہوئی بشکل انسان دور سے نظر آتا تھا اسکو باہر لے آیا تو انصاحب نے توجب سے قاصد بھیجنا
موقوف کیا مگر انکی امت کو بدستور وہی یقین ہی انکے اصحاب مین سے ایک شخص حاجی محمد حسن ساکن
قصبہ بڈھانہ ضلع مظفر نگر کو مین نے بچشم خود دیکھا ہے اور بارہا انسے گفتگو ہوئی ہے وہ برابر سید صاحب
کی دائمی زندگی کے معتقد اور انکی رجعت کے منتظر تھے اور ایسے شائق تھے کہ لوگ ان سے مذاق مین
کہدیتے کہ فلان اخبار مین لکھا ہے کہ سید احمد صاحب نے خروج کیا ہے تو وہ نہایت خوش ہوتے اور باوصف
نہایت ضعیف العمر ہونیکے اشتیاق جہاد کا ظاہر کرتے ہمارے نواح کے قصبات مین انکے وہ اصحاب
جو زندہ واپس آ گئے تھے ابتک بلفظ غازی مشہور ہین اکابر علمائے اہل تسنن خصوصاً اہل حدیث کو
انکے مہدی موعود ہونیکا یقین ہے۔ ہمکو کمال تعجب ہی کہ حضرات اہل تسنن سبائیہ فرقہ کو کیون
کافر قرار دیتے ہین اور احمدیہ فرقہ کو باوصف یکسان عقائد ہونے کے کیون مسلمان اور سنت و
جماعت تصور کرتے ہین کیا فقط حضرت علی سے ہی عداوت ہی کہ ایک دنے شخص کی نسبت عقیدہ
رکھنے سے تو کفر ہوا اور حضرت کی نسبت ایسا عقیدہ باعث تکفیر ہو جاوے اگر حکم تکفیر ہے تو
دونون فرقون پر برابر ہے اور اگر تسنن ان کا قائم ہی تو دونون فرقے اہلسنت سے ہین بعد اسکے
مولف اظہار الہدی نے غلات کے ۲۲ فرقے مع انکے عقائد کے اور لکھے ہین اور غنیہ مین کل بارہ فرقے
غلات کے درج ہین۔ ہمارا عقیدہ جمیع غلات کی نسبت یہ ہی کہ وہ کافر مطلق ہین اور یہود و نصاری
و مجوس سے بھی بدتر ہین جیسا کہ شیخ صدوق علیہ الرحمۃ قدمائے علمائے شیعہ سے رسالہ اعتقادیہ مین لکھتے
ہین۔ اعتقادنا فی الغلات والمفوضۃ انہم کفار باللہ جل جلالہ وانہم اشر من الیہود والنصاری والمجوس
والقدریہ۔ یعنی اعتقاد ہمارا نسبت غلات اور مفوضہ کے یہ ہی کہ وہ کافر ہین اللہ جلشانہ سے اور وہ بدتر
ہین یہود اور نصاری اور مجوس اور قدریہ سے۔ لیکن ہمکو نسبت اہل تسنن کی نہایت تعجب ہے
وہ غلات کو کیون بدنام کرتے ہین انکے تمام فرقون یعنی سنیون مین غلات سے زیادہ فاسد عقائد مروج ہین
انشاء اللہ تعالی مشرحاً بیان کرینگے اب ہم کہتے ہین کہ اہل تسنن کو اگر غلات سے کچھ نزاع بھی ہو تو نامیہ اور

اور زیدیہ فرقات پر انکو کیا اعتراض ہے اگر وہ لوگ ناقص الایمان ہین تو امامیہ اثنا عشریہ کے نزدیک ہین کہ
بارہ امام کی امامت کا قائل ہونا انکے نزدیک داخل رکن ایمان ہے لیکن سنیون کے عقائد کے بموجب انپر کوئی
اعتراض وارد نہین ہوسکتا کیونکہ خدا کو وہ لوگ واحد و لاشریک جانتے ہین رسول اللہ کی رسالت کو
برحق کہتے ہین کتب سماویہ۔ قیامت پر انکا ایمان ہے اور سنیون کے نزدیک فقط یہی ارکان ایمان ہین رہا
یہ امر کہ صحابہ کو نہین مانتے ہین یا انکو برا بتلاتے ہین تو اہلسنت کے نزدیک اصحابون پر ایمان لانا لازمی نہین
اور اگر لازمی بھی ہوتا تو وہ اپنے اجتہاد سے بعض صحابہ کو برقرار رکھکر موجب مسئلہ اہل تسنن خطاء اجتہادی
مین یکدرجہ حسنہ کے مستوجب ہوتے اور اگر اجتہاد ان کا صحیح ہووے تو دس درجہ حسنہ کے مستوجب ہین۔ یہ
دستور تو دنیا کے تمام فرقات کا ہے کہ اپنے آپ کو برحق اور دوسرون کو ناحق اور گمراہ قرار دیتے ہین یہانتک
کہ اگر خاکروب سے پوچھو تو وہ بھی لال گروی کا مذہب برحق بتلائیگا مگر حق و باطل کی تمیز ہمیشہ دلائل
سے ہوا کرتی ہے کمہاری کی محبت سے گدھا موٹا نہین ہوسکتا تشخیص اس امر کی کہ شیعہ حق پر ہین اور سنی
باطل پرست ہین اسطرح ہوسکتی ہے کہ اول اہل تسنن کے عقائد ایمانیہ کو قائم کرنا چاہیئے اور پھر شیعون کی
نسبت تحقیقات کرنی چاہیئے کہ آیا ان امور مین وہی اعتقاد رکھتے ہین یا خلاف اسکے عقیدہ رکھتے ہین اگر
وہ عقائد شیعون کے بھی ثابت ہو جاوین تو پھر اہلسنت کو کوئی موقعہ حرف گیری کا باقی نہوگا پھر اسیطرح
شیعون کے عقائد کو قائم کیا جاوے اور دیکھا جاوے کہ اہل تسنن بھی وہ عقیدہ رکھتے ہین یا نہین اگر
رکھتے ہین تو شیعون کو کوئی موقعہ انپر حرف گیری کا نہین ہے اور اگر وہ عقائد سنیون مین نہ پائے جاوین
تو بالضرور ثابت ہوگا کہ اہل تسنن شیعون کے نزدیک ناقص الایمان اور درحقیقت گمراہ ہین۔ چنانچہ
اسکی تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اہل تسنن کے عقائد ایمانیہ حسب ذیل ہین خدا اور رسول مع جمیع انبیاء ملائکہ
کتب سماویہ قیامت اور قدر خیر و شر روز قیامت اور بعث بعد الموت پر ایمان رکھنے سے سنیون کے
نزدیک مسلمان کہلاتا ہے اور شیعہ ان سب باتون کے قائل ہین اسلیئے سنیون کے نزدیک شیعہ پکے مومن اور دیندار
ہین شیعون کے عقائد ایمانیہ یہ ہین۔ وحدانیت خدا۔ عدالت۔ رسالت۔ امامت۔ ملائکہ مبدء و معاد۔
انمین سے اول تو سنی ذات باری مین مختلف العقیدہ پھر عدالت خدا کے منکر ہین اور امامت کے منکر اسلیئے

شیعون کے نزدیک اہل تسنن کسی طرح مومن اور پاک عقیدہ اور کامل الایمان قرار نہین پا سکتے
اور پھر طرہ یہ ہی کہ سنی یہ نہین کہہ سکتے کہ ہم غیر مذہب والون کے نزدیک ناقص الایمان ہین بلکہ خود اہل
تسنن کی روایات سے عقائد شیعہ لازمی قرار پاتے ہین امامت کے بارہ مین خود صحاح اہلسنت مین نصوص
وارد ہین اور ان احادیث کو صحیح قرار دیتے ہین مگر شامت اعمال سے انپر عمل نہین ہی جنکی طرفداری
مین شیعون کو مطعون کرتے ہین ان کا ایمان خود معرض بحث مین ہی کیونکہ رسول اللہ صلعم نے
خاص انہین لوگون سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ اگر میرے بعد قرآن و اہل بیت کی پیروی کروگے تو
گمراہ نہین ہوگے لیکن ان لوگون نے اس حکم کی تعمیل نہین کی اب ہم ابتدا سے حال تفرقہ مسلمانان
کا اور اسکی وجہ اور صحیح تعداد فرقات کی اور تشخیص فرقہ ناجی کی تشریح تمام لکھتے ہین اور مخاطب صاحب
کو انکے مذہب کے فرقات کثیرہ اور اعتقادات فاسدہ یاد دلاتے ہین تاکہ ناظرین خوب سمجھ لین کہ ہمارے
مخاطب نے براہ حق پوشی اپنے فرقات کی کثرت کو مخفی کرکے طرح طرح کی واہی باتین شیعون کی طرف
منسوب کی ہین اپنے بزرگون کے عقائد کو غلات کی طرف منسوب کرکے عوام کی نگاہ مین غلات کو شیعون
کا شریک گردانا ہے اور یہ ظاہر نہین کیا کہ ابن سبا کے مرید خود ہی ہین لہذا ہم اس بیان کو چند
فصول مین تحریر کرتے ہین +

فصل در بیان ابتدا تفریق مسلمانان

واضح ہو کہ اسلام مین خواہ کتنے ہی فرقے ہون مگر انقسام ان کا اصولاً صرف دو صنف پر ہوتا ہے
اور وجہ اسکی یہ ہے کہ زمانہ حیات رسولخدا صلعم مین تو کسی قسم کی ظاہری تفریق مسلمانون مین نہ تھی
اگر تھی تو مومن و منافق کی تھی کوئی علامت مابہ التمیز انمین نہ تھی صرف رسولخدا جانتے تھے یا وہ
لوگ پہچانتے تھے کہ جنکو رسولخدا صلعم نے انکی علامتین یا بعض کے نام سے بتلادئے تھے جیسا کہ مروی ہے
صحاح اہلسنت مین کہ زمانہ رسولخدا مین مومن و منافق کی شناخت حضرت علی کی محبت و عداوت
سے کرلیتے تھے جو شخص آپ سے محبت رکھتا اسکو مومن سمجھتے جو آپ سے عداوت رکھتا اسکو منافق جانتے
اور نیز یہ بھی مروی ہی کہ جناب سرور کائنات نے حذیفہ بن الیمان کو نام منافقین کے بتلائے تھے

یہ منافقین وہ لوگ تھے جو عقبہ پر رسول اللہ صلعم کی سواری کو گرانے کے لئے حملہ آور ہوئے تھے ابتدا تفریق مسلمانون کی جو دو صنف پر ہوئی وہ بعد انتقال جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیات کی ہوئی صورت اسکی یہ ہے کہ حضرت نے اپنے انتقال سے کچھ عرصہ پیشتر تمام صحابہ اور امت کو جمع کر کے یہ حکم دیا کہ میرے بعد تم لوگ میرے اہلبیت اور قرآن کی پیروی کرنا اور علی کو بجائے میرے اپنا مولیٰ سمجھنا اگر ایسا نکروگے تو گمراہ ہو جاؤگے اس حکم کی تعمیل مین اختلاف ہوا جو مومن پاک عقیدت تھے انہون نے اس حکم کی بسر و چشم تعمیل کی اور جو لوگ لوگون مین رسول اللہ اور علی مرتضیٰ سے عناد رکھتے تھے انہون نے اس ہدایت پر عمل نہین کیا اور اہلبیت کی تقلید کی عوض اجماع قائم کیا حالانکہ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر مسلمہ فریقین ہین اسی زمانہ سے مسلمانون کے دو گروہ قائم ہو گئے ایک فرقہ متمسک و مقلد ثقلین اور دوسرا فرقہ متخلف ثقلین۔ فرقہ مقلد ثقلین کا لقب بوجہ متابعت علی مرتضیٰ و اہلبیت پیغمبر شیعہ ہوا جیسا کہ شیخ عبد القادر جیلانی نے غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے وانما قیل لہا الشیعۃ لانہا تشیعت علیا یعنی اور اسی لئے انکو شیعہ کہا گیا ہے کہ انہون نے متابعت علی مرتضیٰ کی کی۔ فرقہ متخلف ثقلین نے اپنے پیدا ہونیکے دن سے تا ایندم بیشمار رنگ بدلے ہین کبھی اپنا نام اہل اجماع رکھا کبھی ادعا اہل سنت وجماعت ہونے کا کیا کبھی معتزلہ ہوئے کبھی مرجیہ کبھی خارجی کہلائے کبھی ناصبیت مین دم مارا کبھی جبریہ ہوئے کبھی قدریہ ہوئے کبھی صوفیہ ہوئے کبھی وہابیہ یہانتک کہ بعضون نے حدیث ثقلین کے دباؤ پر شیعہ ہونیکا بھی دعوے کر دیا تحقیقات سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ بنا اس مذہب کی عدول حکمی اور سرکشی پر قائم ہوئی ہے یہ دن اس مذہب کی پیدائش کا بلکہ اسکے استقرار حمل کا عرفہ حجۃ الوداع ہے کہ بروایات صحیحہ اہلسنت ثابت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے تمام صحابہ کو عرفہ کے دن مجمع عام مین یہ حکم دیا۔ انی تارک فیکم الثقلین احدہما اکبر من الآخر ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض کتاب اللہ وعترتی ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی۔ یعنی مین اپنے بعد تم مین دو چیز عالیقدر چھوڑتا ہون کہ وہ ایک دوسرے سے بڑی ہین اور وہ آپس مین ایک دفعہ میرے سے جدا ہونگی تا آنکہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچین اور وہ دو چیز ایک تو قرآن مجید ہے اور دوسرے

اہلبیت میرے اگر تم لوگ ان سے متمسک ہو گے یعنی انکی ہی پیروی کرو گے تو گمراہی مین نہ پڑو گے
پھر اسکے دس روز کے بعد ۱۸ ذی الحجہ کو مقام غدیر خم پر بسبب نازل ہونے آیہ یاایہا الرسول بلغ ما انزل
الیک من ربک الخ رسول اللہ صلعم نے تمام صحابہ و امت کو جمع کر کے اول یہ ارشاد فرمایا۔ الست
اولی بالمومنین من انفسہم۔ آیا مین مومنین کے نزدیک انکی جانون سے اولی نہین ہون۔ قالو بلی۔ سب نے
کہا ہان یعنی بیشک آپ مومنین کے نزدیک انکی جانون سے اولی ہین بعد اسکے آپ نے پھر اعادہ تقریر
یوم عرفہ فرما کر خبر رحلت اپنی کی دیکر فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جس شخص کا مین حاکم اور اولے
متصرف ہون علی اسکا حاکم اور اولی بتصرف ہے۔ بعد اسکے دعا مانگی۔ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ
وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔ یعنی اے بارخدا دوست رکھ اس شخص کو جو اسکو دیعنی علی کو)
دوست رکھے اور دشمن رکھ اس شخص کو جو اسکو یعنی علی کو دشمن رکھے اور مدد کر اس شخص کی جو
اسکی نصرت کرے اور مخذول کر یعنی ترک نصرت کر اس شخص کی جو اسکی نصرت ترک کرے اسکے بعد
آیہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ نازل ہوئی یہ تمام روایات یوم عرفہ اور غدیر ایسی صحیح اور متواتر اور
مشہورہ ہین کہ تمام کتب صحاح اہل سنت مین درج ہین۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی انکو تسلیم کر لیا ہے
مروی ہے کہ جب حضرت علی مرتضے کو یہ شرف حاصل ہوا تو مبارکبادی کا بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا اور
ملیعہدی کی مبارکبادی صحابہ نے دی جیسا کہ کتب اہل سنت مین مروی ہے۔ فقال عمر بخ بخ لک
یا ابا الحسن لقد اصبحت مولائی و مولی کل مومن ومومنۃ یعنی فرمایا حضرت عمر نے کہ مبارک ہو مبارک
ہو اے ابوالحسن تمکو کہ صبح کی تمنے در آنحالیکہ ہوئے میرے اور تمام مومنین اور مومنات کے مولی۔ اب
یہان سے دو گروہ ہو جانیکی بنیاد قائم ہوئی مومنین پاک اعتقاد نے تو ہدایت نبوی کو تسلیم کر لیا لیکن
جو لوگ محض دنیا پرست تھے اور اسلام کو فقط ذریعہ بہبودی اور فلاح دنیا کا سمجھ رکھا تھا انکے دلون مین
اسیوقت سے تخم عداوت اہلبیت بویا گیا اور درپے اس امر کے ہوئے کہ جسطرح ممکن ہو سلطنت پر ظاہری
قبضہ کرنا چاہئے چنانچہ بہت تدبیر یا ضیان عداوت کیطرف سے یہ ہوئی کہ ایک گروہ صحابہ کا رات کے وقت عقبہ
سے گزرتے ہوئے رسول اللہ صلعم کی سواری پر حملہ آور ہوا اس ارادہ سے کہ شتر آپ کی سواری کا

سمجھکر کہ رم کرے اور عقبہ کے فراز سے نشیب کیطرف گرے اسوقت حضرت عمار بن یاسر اور حذیفہ
بن الیمان رضی اللہ عنہما سواری کے ساتھ تھے رسول اللہ صلعم نے حذیفہ کو حکم دیا کہ روک ان لوگون کو
حذیفہ گئے اور انکی سواریون کو جابجا مارے رسول اللہ صلعم نے حذیفہ سے دریافت کیا کہ تمنے پہچانا
ان لوگون کو کہ کون تھے حذیفہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ لوگ اپنے چہرون پر ڈھاٹے باندھے ہوئے
مگر سواریون کو انکی پہچان لیا کہ فلان فلان کی ہین - راویان اہلسنت نے اس موقعہ پر بجاے نام کے
فلان وفلان ہی بیان کیا ہے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حذیفہ کو ان سب کے نام تبلاے
جامی نے شواہد مین لکھا ہے کہ یہ حال سنکر اسید بن حضیر انصاری نے اجازت ان لوگون کے قتل کی چاہی
تو آپنے فرمایا کہ اے اسید لوگ یون کہینگے کہ جب جنگ سے فرصت پائی تو محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتے
ہین - اسید نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جو لوگ ایسی نالائق حرکت کرین پھر وہ اصحاب کیسے ہین تو
آپ نے فرمایا یہ توسچ ہے لیکن خداوند تعالے نے مجھے ایسے لوگون کے قتل سے منع کیا ہے جو ظاہر
تشہد کرتے ہین بعد اسکے جب حضرت مدینہ مین تشریف لاے تو اس گروہ کی مخالفت اور سرکشی کا
فساد دور کرنیکے لئے انکو لشکر اسامہ مین جو رومیون سے لڑنے کے لئے جانیوالا تھا متعین کرکے جلد کوچ
کرنے کا حکم دیا لیکن باوجودیکہ رسول اللہ صلعم نہایت سخت تاکید فرماتے تھے اور بحالت بیماری اگر
کبھی اقامت ہوجاتی تھی تو اسیکا تقاضہ فرماتے تھے اور لوگون کو یہانتک تہدید فرمائی تھی کہ فرمایا
حضرت نے جہز وجیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہا یعنی تیاری کرو لشکر اسامہ کی اور جو کوئی
اس سے تخلف کریگا اسپر خدا کی لعنت ہے مگر باوصف اس تاکید شدید کے کوئی شخص فقط خلافت کی
پیش بندیون کی وجہ سے نہ گیا نام انلوگون کےجو اکابر مہاجرین مین سے تعینات کیے گئے تھے تاریخ واقدی
اور غزوات النبی صلعم اور تمام کتب سیر اہل تسنن مین درج ہین من شاء فلیرجع الیہم - بعد ازین جب
وفات سے ایک دو روز پیشتر عین حالت مرض الموت مین حضرت سید عالم صلعم نے امت کی سرکشی اور
مخالفت کا یہحال دیکھا تو مناسب سمجھا کہ خلافت مرتضوی کے لئے وصیت نامہ تحریر ہوجاوے تاکہ امت
مخالفت کرکے گمراہ نہ ہوجائے جیسا کہ صحیح بخاری مین عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے - قال لما اشتد

باب النبی فی مرضہ الذی توفی فیہ قال ائتونی بدوات و قرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلو بعدی یعنی
کہا ہے ابن عباس نے کہ جب مرض الموت نے رسول اللہ صلعم پر شدت کی تو فرمایا کہ دوات و کاغذ
لاؤ کہ میں تمہارے لیے نوشت لکھوں تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ اہل انصاف غور کریں کہ
نبی صلعم نے اپنے فرض کو کس قدر جبا اصرار کے ساتھ پورا کیا ہے اور کام رسول اللہ کا یہی تھا کہ
ما علی الرسول الا البلاغ وارد ہے متابعت اور مخالفت امت کا کام ہے جبکہ اسقدر اصرار پر بھی امت نے
گمراہی سے بچنا نہ چاہا تو ظاہر ہے کہ اپنی خوشی سے بادیہ ضلالت میں بھٹکتے پھرتے ہیں چونکہ لوگوں کو
اسقدر تو زبانی رسول خدا صلعم سے بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ایسی وصیت لکھانی چاہتے ہیں کہ جو امت کو
گمراہی سے بچانیوالی ہے اور یہ امر پیشتر چند بار معلوم ہو چکا تھا کہ گمراہی سے بچانیوالی پیروی قرآن و
اہلبیت کی ہے تو مخالفین ہدایت نے سوچا کہ پہلی ہدایت تو زبانی تھی اب ضبط تحریر میں آ کر کامل سند
ہو جائیگی جسطرح ممکن ہو مانع تحریر ہونا چاہیئے چنانچہ صحیح بخاری اور دیگر صحاح اور کتب سیر و تواریخ
اہل تسنن میں مرقوم ہے کہ بجواب اس ارشاد نبوی کے کہ دوات و کاغذ لاؤ حضرت عمر نے کہا کہ پیغمبر خدا کو
ہذیان ہو گیا ہے اور ہم کو تو فقط قرآن شریف ہدایت کے لئے کافی ہے اور صاحب مدارج نے حضرت عمر
کا یہ قول لکھا ہے کہ شخص در شدت مرض چیزہا گوید کہ از اختیار او بیرون است و شاید کہ این سخن
نیز مثل آن سخنان باشد۔ اور حضرت عمر نے ان باتوں کو ایسے شور و شغب کے ساتھ بیان کیا کہ گویا
لڑنے کو موجود ہو گئے اور لوگوں سے جھگڑنے لگے چنانچہ صحاح بخاری میں ہے۔ فقال عمر ان رسول اللہ
غلب علیہ الوجع حسبنا کتاب اللہ۔ یعنی کہا عمر نے کہ رسول اللہ پر شدت مرض کی ہے اور ہم کو کتاب اللہ
کافی ہے (حالانکہ وصیت ہمیشہ مرض کی شدت میں ہی ہوتی ہے) الغرض اس مخالفت پر خلعت
آخری سرکار نبوی سے ملا بروایت صحیح بخاری یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے۔ قوموا عنی۔ یعنی نکل جاؤ
میرے پاس سے۔ لا ینبغی عندی التنازع۔ میرے روبرو جھگڑنا اور فساد کرنا لائق نہیں۔ اہل بصیرت
بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اسلام میں بنا اختلاف و افتراق مذاہب یہی ممانعت تحریر وصیت نبوی ہے
اور یہ بھی معلوم کر سکتے ہیں کہ ان اختلافات و فسادات کا مظلمہ کسکی گردن پر ہے۔ اگر وصیت تحریر

مین آجاتی تو کوئی فساد و اختلاف پیدا ہوتا نہ جناب معصومہ پر درِ گرایا جاتا نہ حضرت مرتضیٰ پر تختیان
گذرتین نہ حضرت امام حسن کو زہر دیا جاتا نہ بی بی عائشہ کہتین کہ گرائی جائیں نہ امام حسین ایسے
ظلم سے شہید کیے جاتے نہ رسول اللہ کے حرم محترم اسیر کرکے شہر بشہر پھرائے جاتے نہ شیعہ اصحاب ثلثہ
کو برا کہتے چنانچہ اسی افسوسناک کلمہ کو محمد بن اسمٰعیل بخاری نے حضرت عبداللہ ابن عباس کی زبان سے
اسطرح نقل کیا ہے۔ الرزیۃ کل الرزیۃ بیننا وبین کتاب رسول اللہ صلعم یعنی مصیبت بڑی سخت
مصیبت وہ ہے کہ حائل ہوئی درمیان ہمارے اور تحریر رسول اللہ صلعم کے۔ مذہب متخلفین تقلین
اسی روز پیدا ہوگیا یعنی رسول اللہ صلعم نے تو حکم دیا تھا کہ میرے بعد قرآن و اہلبیت کی پیروی
کرنا اور اس موقعہ پر پیروی اہلبیت نبوی سے انکار صریح کرکے یہ کہدیا کہ ہمکو فقط قرآن کافی ہے
اگر کوئی شخص یہ جواب دے کہ حسبنا کتاب اللہ سے انکار تمسک اہلبیت پایا نہین جاتا یہ صریح اُسکی
غلطی ہے کیونکہ دو چیز کے ذکر مین جب ایک چیز کی نسبت کافی ہونا بیان کیا جائیگا تو دوسری شے
کا بھی انکار ثابت ہو جائیگا مثلاً کسی شخص کو کہو کہ روٹی اور پانی لو اور وہ یہ جواب دے کہ ہمکو پانی
کافی ہے تو صاف ظاہر ہوگیا کہ روٹی لینے سے اسکو صریح انکار ہے۔ بعد اس قضیہ دوات و قرطاس
کے جناب سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات نے حضرت علی کو بذریعہ تعلیم علوم انبیا و وصایائے مقررہ
وصی مطلق اپنا کرکے اپنا جبہ و عمامہ و اسلحہ و اسپ و شتر و دیگر تبرکات و انگشتری جسمین مہر رسالت نقش
تھی عطا فرماکر وفات پائی دینداردین کے کام مین و دنیادار دنیا کے کام مین مشغول ہوگئے اسیوقت سے
دو گروہ جدا جدا ہوگئے جو لوگ ہدایت رسالت پناہی پر قائم و مستقل تھے انہون نے دامن اہلبیت
طہارت کو پکڑا مخالفین نے اہلبیت کے مخذول کرنے مین کوئی دقیقہ باقی نرکھا تھا یا دین نیا آئین
مقرر کرلیا ابتدا مین اہل حق کی تعداد بہت ہی کم رہ گئی تھی جیسے وہ رائی کے دانہ کی مثال سند جسکی
انجیل مقدس صادق آتی ہے۔ ابتدا ظہور و شیوع مذہب متخلفین تقلین سقیفہ بنی ساعدہ سے ہے اسحالت
مین کہ جسد مطہر جناب خیر البشر کا بے غسل و کفن حجرہ شریفہ مین تھا اور منا امیر و منکم امیر کے نعرے
سقیفہ مین بلند ہو رہے تھے۔ اس موقعہ پر شاید ناظرین کے دل مین یہ خلجان پیدا ہو کہ گروہ مخالف نے

توفقط اہلبیت پیغمبر سے تخلف کیا اسلئے انکو متخلفین اہلبیت کہنا چاہیے تھا نہ کہ متخلفین ثقلین کیونکہ
ثقلین مین سے ایک چیز یعنی قرآن کو مانتے ہین اسکی حقیقت یہ ہے کہ خود حدیث ثقلین مین یہ درج ہے
کہ یہ دونو یعنی قرآن و اہلبیت آپس مین ہرگز ایک دوسرے سے جدا ہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر میرے پاس
حشر مین پہنچین پس یہ امر کہ جس نے اہلبیت کا تمسک ترک کر دیا ہے وہ قرآن سے تمسک کر سکتا ہے قطعی
غیر ممکن ہے جس نے اہلبیت پیغمبر کو ترک کر دیا اُسنے قرآن کو پہلے ترک کر دیا گو بظاہر قرآن کی عظمت و حرمت
کرتے ہون لیکن اصلی مطالب و پیروی قرآن کی بغیر شمولیت اہلبیت حاصل نہین ہو سکتی - اس
گروہ نے جیسا کہ عام دنیا دارون کا قاعدہ ہے بُرے داؤن گھات سے دنیا طلبون کو اپنا شامل حال
بنا لیا جو لوگ سابق الایمان تھے اور طرح طرح کے شدائد نصرت دین مین اٹھا چکے تھے سلطنت اسلامی
کا منافع انہین کی ذات تک محدود نہین رکھا گیا بلکہ اپنی شوکت و دبدبہ جمانے کے لئے اکثر ایسے لوگون
کو اسلامی سلطنت کا حصہ دار بنایا گیا جنکو عام لوگ منافق کہتے تھے اور وہ رسول اللہ صلعم کے بڑے
بلکے خاندانی دشمن تھے جو برابر مکہ معظمہ سے رسول اللہ صلعم پر لشکر کشی کیا کرتے تھے مگر بعد فتح مکہ مجبور
ہو کر ظاہری اسلام قبول کیا تھا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ اگر وہ لوگ اول ہی اول مومنین پاک طینت کو
اپنی طرف رجوع کرنا چاہتے تو دشوار امر تھا اسلئے اول ظاہری مسلمانان کو جو جرگون اور قبیلون
کے سردار تھے بطمع ریاست و امارت اپنا شریک بنایا تاکہ گروہ کی کثرت اور شوکت کو دیکھ کر مومنین
صحابہ بھی طوعاً و کرہاً رجوع ہو جائین یہ پالسی انکی البتہ دنیا داری کے کامون مین اعلےٰ درجہ کی
عقلمندی کی تھی کیونکہ اگر وہ اول نیک لوگون کو اپنے شامل کرنا چاہتے تو ضرور کام بگڑ جاتا
یہی وجہ تھی کہ ابوسفیان نے حضرت ابوبکر سے اسوقت بیعت کی کہ اول عہد نامہ اس امر کا لکھا لیا کہ
ملک شام کے چہارم حصہ کی حکومت تمکو دی گئی اگر ناظرین با انصاف غور فرماوین تو یہ مقام بڑی
سخت افسوس کا ہے کہ وہ ابوسفیان دشمن رسول اللہ صلعم جو معہ اپنے دو پسر یزید و معاویہ کے بعد
فتح مکہ منافقانہ ایمان لایا تھا اور رسولخدا نے بعد اظہار اسکے اسلام کے بھی لعنت فرمائی ہے جیسا کہ
مروی ہے کہ ایکروز ابوسفیان گدھے پر سوار ہو کر نکلا معاویہ لگام پکڑے ہوئے اور یزید ہانکتا ہوا

تمہارے رسول خدا نے انکو دیکھ کر فرمایا کہ لعن ما لله الراکب والقائد والسائق یعنی خدا لعنت کرے اس سوار پر اور لگام پکڑنے والے پر اور ہانکنے والے پر بھی۔ وہ رسول خدا صلعم کے انتقال ہوتے ہی سلطنت محمدی کا حصہ دار قرار دیا جاوے اور اہلبیت محمد صلعم کو انکے منازل اور مناصب سے دور کر دیا جاوے یہ غصب نہین کہ چند جو ایط فدک کسبہ کا کاغذ جناب سیدہ کے ہاتھ سے چھین کر پھاڑ ڈالا جاوے اور ابو سفیان اور اسکے پسر یزید کو شام کی مملکت کا عہد نامہ لکھدیا جاوے۔ یہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ اس گروہ نے جو ثقلین میں سے فقط قرآن کی نسبت حسبنا کہا اور اہلبیت پیغمبر کی تقلید و پیروی سے گریز کیا اس وجہ سے نہین تھا کہ یہ لوگ پیشوا اور تعلیم دینے والے کے محتاج نہ تھے بلکہ فقط طمع دنیاوی سے سلطنت پر قابض ہونے کے لئے یہ انکار تھا کہ اگر اہلبیت پیغمبر کو اسیوقت اپنا پیشوا مان لیتے تو خلافت کیسے قائم ہوتی چنانچہ بہت تھوڑے عرصہ کے بعد ظاہر ہو گیا کہ حسبنا کتاب اللہ کہنے والے لوگ حاجت مند اس امر کے ہین کہ کوئی شخص انکے لئے قرآن جمع کرے اور کوئی شخص انکو مسائل دینی بتلایا کرے چونکہ پیشوائی برحق کا یہ کام تھا کہ امت کے لئے قرآن کو ترتیب دے اور اسی لئے حضرت مرتضیٰ نے بہت جلد قرآن جمع کر دیا مگر گروہ متخلفین نے اس قرآن کو بھی قبول نہ کیا اگرچہ قرآن مذکور کو قبول کر لینے سے انکی سلطنت مین نقص عائد نہین ہو سکتا تھا لیکن حکمت الٰہی میں یہ مستتر تھی کہ گروہ مذکور کامل طور سے متخلف ثقلین قرار پاجاوے۔ چونکہ متخلفین کے لئے بھی بحکم حکمت عملی یہ امر ضرور تھا کہ امت بے کتاب نہ کہلائے اسلئے ایک شخص زید بن ثابت کو کہ نوشت و خواند کا کام جانتا تھا اجورہ دار مقرر کر کے قرآن کو ایک جلد مین لکھوایا جو بعد تجربہ کے ناقص قرار پایا کہ اسکو پھر خود ہی اپنے ہاتھوں سے جلانا پڑا جبکہ قرآن کیطرف سے کچھ خاطر جمع ہوئی تو حل مسائل شرعی مین بہت بڑی دقت پیدا ہوئی کیونکہ جس شخص کو سردار مقرر کیا گیا تھا وہ احکام شرعی سے ناواقف تھا نہ کتاب خدا پر عبور رکھتا تھا نہ سنت نبوی سے آگاہ تھا نہ ایسی طاقت اجتہاد رکھتا تھا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول سے استنباط مسائل کر سکے۔ ابن مسعود کو اس کام کے لئے نوکر رکھا کہ وہ مسائل مین اجتہاد

کیا کرے چند روز بعد اسکی دکھیا بھالی سے ابو موسیٰ اشعری۔ ابی بن کعب۔ زید بن ثابت بھی یہ کام کرتے
لگے اور اسی اثنا میں دوسری خلافت کا زمانہ شروع ہو گیا انکی نسبت روایت مشہور ہے کہ بارہ سال
تک سورۂ بقر کے حفظ کرنے پر کوشش کی لیکن کامیاب نہوئے احکام شرعی کی معلومات کا بھی ایسا
ہی حال تھا کہ مجنون پر قصاص جاری کر دیا حاملہ کے رجم اکے بجانیکا حکم دیا اسلئے انہوں نے اپنی خلافت کے
زمانہ میں ان یاروں شخصین کی پنچایت اجتہاد کے لئے مقرر کی اور اس پنچایتی اجتہاد کا نام اب مذہب
فاروقی بولا جاتا ہے اور اکثر محققین علما فقط ابن مسعود سے اس مذہب کو منسوب کرتے ہیں جیسا کہ شیخ
عبد الحق نے شرح مشکوٰۃ میں قبول کیا ہے کہ مذہب ہمارا ابن مسعود کا مذہب ہے اور علیؑ اور انکے شیعوں کا
اور مذہب ہے۔ غرضکہ اس زمانہ میں یہ مذہب جماعت کے نام سے موسوم تھا اور جو لوگ متمسک ثقلین تھے
جماعت کے خوف سے ظاہر نہوتے تھے۔ اصلی نام فرقہ متخلفین کا ناصبی ہے دو اعتبار سے اول یہ کہ ناصبی دشمن
اہلبیت ہیں دوم ناصبی خلیفہ بناحق۔ ابتدائے زمانہ سے یہ فرقہ دو گروہ پر منقسم تھا اول وہ لوگ کہ
جنہوں نے بالخصوص سلطنت پر قابض ہونے کے لئے رسول اللہ اور انکے اہلبیت سے مخالفت کی ان لوگوں
نے رسول اللہ کی بیماری کی حالت میں باہم ایک وثیقہ مخالفت نبوی میں تحریر کیا تھا اور اپنے اپنے
دستخط کئے تھے روایت اسمار بنت عمیس سے اسکی تصدیق ہوئی ہے اصلی نواصب یہی لوگ تھے دوسرا
گروہ وہی تھا کہ طمع و ترغیب سے انکا ہمساز ہوا مثل گروہ ابوسفیان کے اور جو لوگ کہ محض باعث
اور غلبہ فریق تلنی سے اور بوجہ غفلت یا عدم واقفیت بلا شمول کسی بدنیتی کے انکے شامل ہوگئے جن
میں بعض قبائل انصار بھی تھے ان پر فقط مجازاً اطلاق ناصبیت کا ہوا مگر ایک عرصہ تک مستمر رہنے سے
شامل حال انکے ہوگئے لیکن جبکہ انپر ناصبیوں کا راز منکشف ہوا تو انہوں نے ان سے عزلت اختیار کی
کہ نام انکا معتزلہ رکھا گیا مسائل شرعی اور فقہ وغیرہ میں تو وہ بھی مثل صوفیہ کے شامل نواصب رہے
مگر عقائد میں مختلف ہوگئے جیسا کہ ثابت ہوا ہے کہ زمانہ مابعد میں ہر بست فرقہ معتزلہ فقہ میں مقلد ابو حنیفہ
کے ہیں اور عقائد میں ابو علی جبائی کے۔ گروہ متخلفین ثقلین نے جو اپنے فرقہ کے لئے نام اہلسنت جماعت
پسند کیا ہے یہ نام ہی خود مخالفت ثقلین ثابت کرتا ہے یعنی اہلسنت و جماعت کون ہیں جو سنت رسول اللہ

اور جماعت مسلمین کی تقلید و پیروی کرتے ہین جس سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ نے جنکی پیروی کے لئے
حکم دیا تھا اسکی پیروی نہین کرتے اور قرآن اور اہلبیت کو قطعاً ترک کر دیا ہے اب ہم کہتے ہین کہ جس
گروہ نے اپنے بڑے لوازم مین رسول اللہ صلعم کی مخالفت کی ہو وہ کسطرح عامل بر سنت نبوی ہو گا اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اہلسنت کا لفظ فقط ظاہر داری کے لئے ہے اور در اصل یہ فرقہ مخالف سنت رسول اللہ صلعم
ہی ثبوت کافی اس ہمارے بیان کا یہ ہو کہ خود ہی یہ گروہ اس بات کا قائل ہو کہ رسول اللہ صلعم نے ہمکو قرآن
اور اہلبیت کی پیروی کا حکم دیا ہے اور خود ہی اس امر کو ثابت کرتے ہین کہ بجائے انکے ہم سنت اور جماعت
کی پیروی کرتے ہین پس جبکہ بنیاد مذہب ہی مخالفت رسول اللہ پر قائم ہو تو کون احمق اس امر کو تسلیم کر
سکتا ہے کہ یہ فرقہ متبع سنت نبوی ہو سنت تین قسم کی ہوتی ہو اول سنت قولی کہ رسول اللہ نے کوئی
حکم دیا جیسا کہ تمسک ثقلین کا حکم دوم سنت فعلی کہ رسول اللہ صلعم نے کوئی کام کیا اور امت نے اس کا
اتباع کیا جیسا کہ مروان اور اسکے باپ حکم کو شہر بدر کر دیا یا نماز مین رفع یدین کیا پانی سے طہارت استنجا
کیا تیسرے سنت ترک فعل ہو کہ کسی کام یا فعل کو رسول اللہ نے ترک کیا جیسا کہ ثعلبہ بن حاطب سے زکوٰۃ
لینا ترک کیا نماز مین بحالت قیام ہاتھ باندھنا ترک کیا وغیرہ وغیرہ اب ہم جہانتک غور کرتے ہین اس
گروہ کو مخالف سنت پاتے ہین اگرچہ عرف عام مین فعل خلاف سنت کو بدعت اور اسکے فاعل کو بدعتی قرار
دیتے ہین لیکن یہ گروہ بدعتی سے تو بدرجہ بڑھا ہوا ہے کیونکہ بدعت کی حد تو یہانتک ہی تھی کہ ایسا فعل
کرین کہ جسکا نشان سنت رسول اللہ مین نہ پایا جاوے اور جبکہ حکم رسالت پناہ کا صریح موجود ہو اور
وہ عمداً وعناداً اس سے مخالفت کر کے اسکو ترک کرتے ہین تو یہ بدعت نہین ہو بلکہ مخالفت خدا و
رسول ہو جو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہو اب ہم اسی تفصیل سے ہر قسم کی سنت کی بابت ثابت کرتے ہین
کہ یہ گروہ ضد و عداوت سے سنت نبوی کی مخالفت کرتا رہا ہے اور طرفہ یہ ہو کہ ان سنتوں کو ہم انہین کے
طریق کی مسلمہ بھی ثابت کرینگے اور دکھلا دینگے کہ باوجود اعتراف اس امر کے کہ یہ احادیث صحیح ہین اور پھر
انکے اسلاف اکابر اور اخلاف اصاغر عمداً مخالف ہین۔ ذکر مخالفت سنت قولی۔ اول جس سنت موکدہ
سے مخالفت کیگئی وہ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر اور حدیث سفینہ اور حدیث منزلت اور حدیث ولایت

وغیرہ مین حدیث ثقلین وحدیث غدیر کو ہم اوپر بیان کر چکے ہین باقیماندہ احادیث انوار الہدیٰ مین شرح منقول ہین اور اس رسالہ مین بھی اکثر مقامات پر ان کا ذکر ہوا ہے اور ایسی مشہور روایات ہین کہ عوام اہل تسنن انکو جانتے ہین۔ اہلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا غرق یہ حدیث سفینہ ہے انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ۔ حدیث منزلت کہلاتی ہی۔ وہو ولیکم بعدی۔ حدیث ولایت ہی ان سب سے مخالفت اس فرقہ کی ثابت ہی۔ تعین خلافت سنت سے اگرچہ نصوص معتبرہ خلافت مرتضوی پر موجود ہین لیکن زبردستی ان سے انکار کرکے کہتے ہین کہ رسول اللہ صلعم نے کسی کو خلیفہ مقرر نہین کیا تو ظاہر ہی کہ جب رسولخدا صلعم نے کسی کو خلیفہ مقرر نہین کیا تو انکے بعد خلیفہ مقرر کرنا بدعت ہوا اجماع کی سنت جو بوقت تقرر خلیفہ اول عمل مین آئی تھی وہ بوقت تقرر خلیفہ ثانی توڑ دی گئی اور تقرر خلافت بذریعہ ولیعہدی ہوا لیکن خلیفہ ثانی نے اس سنت ولیعہدی کو بھی توڑ ڈالا اور اپنے بعد تعین خلافت کو شورے پر قائم کیا رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ۔ القرآن مع علی وعلی مع القرآن۔ یعنی قرآن علیؑ کے ساتھ اور علیؑ قرآن کے ساتھ ہے۔ وانہ لن یخرجکم من ہدی ولن یدخلکم فی ضلال۔ اور وہ یعنی علی تمکو ہدایت سی نہ نکلنے دیگا اور نہ گمراہی مین پڑنے دیگا۔ اور نیز حدیث ثقلین مین یہ فقرہ ہے کہ یہ دونو آپس مین ایک دوسرے سے جدا نہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچین ان روایات کا مطلب صاف یہ تھا کہ قرآن شریف علی سے حاصل کرنا اور اسکے مطالب اور معانی اور تفسیر وتاویل اُن سی اخذ کرنا لیکن اس گروہ نے باوجود حضرت علیؑ نے اپنا فرض نسبت جمع وترتیب قرآن پاک کے ادا کر دیا تھا اُن کا ترتیب کیا ہوا قرآن قبول نہ کیا اور خلاف سنت رسول اللہ ایک اجورہ دار سے مرتب کرایا ایسا ہی نسبت تقلید شرعی خلاف سنت ابن مسعود وغیرہ کے اجتہاد کی پیروی کی۔ مخالفت سنت فعلی۔ رسول اللہ صلعم نے مروان اور اس کے پدر حکم کو شہر بدر کیا حضرت عثمان نے واپس بلالیا رسول اللہ صلعم نے فدک حضرت فاطمہ کو دیدیا حضرت ابوبکر نے ضبط کر لیا حضرت عمر نے برخلاف سنت خلیفہ اول واگذاشت کر دیا رسول اللہ صلعم نے جیش اسامہ کی طیاری کرکے اصحاب ثلثہ کو ساتھ جانے کا حکم دیا مگر سہ اصحاب سول نے تخلف کیا رسول اللہ صلعم نماز مین رفع یدین کیا کرتے تھے انہون نے ترک کر دیا اذان مین ایک فصل حی علی خیر العمل زمانہ

رسول اللہ صلعم مین جاری تھی اسکو ترک کر دیا حضرت عمر در بارہ متعۃ الحج اور متعۃ النسا فرماتے ہین کہ
زمانہ رسولخدا مین اور نیز زمانہ ابوبکر مین دو متعہ جاری تھے مین انکو حرام کرتا ہون وضو مین رسول اللہ
صلعم مسح رجل کرتے تھے انہون نے ترک کر کے غسل قدم جاری کیا رسول اللہ صلعم پانی سے طہارت و استنجا
فرماتے تھے انہون نے مٹی چونے گوبر پتون سے پونچھنا شروع کیا ماہ صیام مین بزمانہ رسولخدا باتباع حکم
ربانی - واتموا الصیام الی اللیل - بعد شام روزہ افطار کیا جاتا تھا انہون نے قبل از شام ہی غروب آفتاب
پر روزہ افطار کرنا شروع کیا حالانکہ حکم خدا مین وقت کا صاف تعین موجود ہے اور ہر شخص جانتا ہے
کہ دن اور رات کے درمیان مین ایک تیسرا وقت حائل ہے جسکو شام کہتے ہین ایسے ہی دوسرے وقت
رات اور دن کے درمیان فجر کا وقت حائل ہے شروع صبح صادق سے شروع رات تک روزہ ہے مگر انکو مخالفت
حکم الہی و سنت رسالت پناہی کا شوق ہے اسلیئے آفتاب غروب ہوتے ہی روزہ توڑ ڈالتے ہین -
مخالفت سنت ترک فعل رسول اللہ صلعم نے نماز کے قیام مین شکم یا ناف یا سینہ پر ہاتھ نہین باندھے
یہ لوگ بحسب اختلاف اپنے فرقون کے نام پر شکم پر ہاتھ باندھتے ہین - زمانہ رسولخدا صلعم مین اذان
صبح مین کوئی فصل زیادہ دیگر اذانون سے نہ تھی اونہون نے برخلاف اسکے اذان فجر مین الصلوٰۃ خیر
من النوم زیادہ کیا رسول اللہ صلعم نے رمضان کی شب مین تراویح نہین جاری کی ہین یہ لوگ تاکید
تمام پڑھتے ہین خدا کا حکم ٹلجائے رسول اللہ کی سنت کی مخالفت ہو جائے مگر خلیفہ ثانی اور معاویہ کی
سنت نسبت تراویح اور استنجا بکلوخ نہ چھوٹ جائے تسنن کا مدار فقط اسی پر ہے رسول اللہ صلعم نے
ایک شخص ثعلبہ بن حاطب سے بحکم خدا زکوٰۃ لینا موقوف کیا یہ شخص بحسب دعائے آنحضرت مالدار ہوا تھا
مگر مالدار ہونیکے بعد زکوٰۃ دینے مین عذر کیا تب اس سے زکوٰۃ لینے کی قطعی ممانعت ہو گئی پھر ہر چند اُس
نے چاہا اور بہت منت و سماجت رسول اللہ صلعم کی کی لیکن آپنے ہرگز اس سے زکوٰۃ نہ لی خلافت سوم
مین رشوت لیکر زکوٰۃ اسکی قبول کر لی گئی رسول اللہ صلعم نے حداث اور مولفۃ القلوب کو کبھی مسلمانون
کا حاکم مقرر نہین کیا مگر خلافت اولی مین سب سے پہلے امارت شام کا فرمان ابوسفیان کو لکھدیا گیا اور
اسکو ایسا منصب موروثی سمجھ لیا کہ باپ کی جگہ پسر کام کرے یعنی یزید بجائے ابوسفیان شام کی

حکومت کرتا تھا اور بعد وفات یزید اسکا برادر معاویہ خلافت ثانی مین مقرر کیا گیا خلافت ثالث مین تو کوئی بنی امیہ کا فاسق و فاجر ایسا نہ تھا کہ کسی ملک یا شہر کی حکومت نہ رکھتا ہو رسول اللہ صلعم نے کبھی اجراء قصاص و حد شرعی مین رعایت نہین کی بر خلاف اسکے اس گروہ نے اول مالک بن نویرہ کا قصاص خالد بن ولید سے نہین لیا نہ مالک کی زوجہ سے زنا کرنے کی علت مین حد ماری ایسا ہی ہرمزان کے قاتل عبد اللہ بن عمر سے قصاص نہین لیا گیا حضرت عثمان نے ولید پر حد شرب خمر رعایتاً نہین لگائی غرضکہ کہانتک قلم فرسائی کرون اسوقت جو جو باتین زبانی یاد آئی ہین لکھدی ہین اگر اس بارے مین کچھ بھی غور کیا جاوے تو ایک بہت بڑی کتاب اہلسنت کی مخالفت اور بدعات کی مرتب ہوجاوے اب اہل انصاف خود غور کرلین کہ اہل اجماع کا یہ ادعا کہ ہم اہلسنت ہین ویسا ہی لغو ہے یا نہین جیسا کہ ہمارے مخاطب صاحب نے دعوے اپنے شیعہ ہونیکا کیا ہے — الغرض خلافت چہارم مین جملہ فرقات مخالفین متمیز ہوگئے ناصبت کا زور خلافت کے ساتھ رہتا تھا اسلیئے اُسنے بنی امیہ مین انتقال کیا اور نواصب کے دو گروہ ہوگئے ایک اعلےٰ اور ایک ادنےٰ اعلیٰ نواصب یعنی قاسطین ابن معاویہ کی بدعات کے پیرو ہوئے تھے ابتداءً ان اسکے تین گروہ ہوئے عثمانیہ ـ سفوانیہ ـ مروانیہ ـ ادنیٰ گروہ مین بدستور ابن مسعود اور زید بن ثابت وغیرہ کی تقلید ہوتی رہی یہ گروہ تعداد مین گروہ اعلیٰ سے بہت زیادہ تھا مگر درجۂ ناصبیت مین انتقال خلافت کی وجہ سے کم تھا اسلیئے اسکو درجہ ادنےٰ تعبیر کیا گیا ہے اس گروہ مین بھی بہت فرقے تھے از انجملہ ایک گروہ ناکثین کہلاتا ہے جسمین سے ایک نامی فرقہ زبیریہ ہے جو حضرت عائشہ کو امام چہارم اور عبد اللہ ابن زبیر کو نائب ان کا مانتے ہین اسی گروہ کے اشارے سے حضرت عثمان قتل ہوئے اول فتوی حضرت عثمان کے قتل کا بی بی عائشہ نے دیا کہ اقتلو نعثلاً یعنی اس نعثل کو قتل کرو اس گروہ کی یہ آرزو تھی کہ بعد حضرت عثمان کے زبیر خلیفہ ہوجاوے جب یہ نوبت نہ پہنچی اور خمن خلیفہ مین بھی ہاتھ بھرے تب حضرت علی کی بیعت کو توڑ کر بصرہ مین بغاوت کی جہانتک تحقیق ہوا ہے حضرت عثمان کا قاتل محمد بن ابوبکر حضرت عائشہ کا بھائی ثابت ہوا ہے یہ فقط اس گروہ کی چالاکی تھی کہ خود ہی تو حضرت عثمان کو قتل کیا اور خود ہی طالب قصاص ہوئے بصرہ کے مقام پر جناب علی مرتضےٰ نے صاف فرمایا تھا کہ اے زبیر

واے طلحہ اب تک تمہاری تلواروں سے عثمان کے خون کے قطرے ٹپک رہی ہیں اور پھر تم طالب قصاص ہو کر فساد برپا کرتے ہو یہ گروہ بعد یزید کے امام ہفتم عبداللہ ابن زبیر کو قرار دیتا ہے اس فرقہ کو اسلئے ناکثین کہتے ہیں کہ بیعت مرتضوی توڑ ڈالی اور اس میں چند فرقے ہیں بعد اسکے نواصب اولیٰ ناکثین ہیں جس سے بیس فرقے حسب ذیل نکلے۔ محکمیہ[1] حروریہ[2]۔ شراتہ[3]۔ مارقہ[4]۔ ازارقہ[5]۔ اصحاب نافع بن ارزق[6]۔ صفریہ[7] منسوب بابن فنگ عطویہ[8]۔ عجاردہ[9]۔ میمونیہ[10]۔ اصحاب[11] میمون بن عمران۔ حارمیہ[12]۔ معلومیہ[13]۔ مجہولیہ[14]۔ صلتیہ[15]۔ اخنسیہ[16]۔ ظفریہ[17] اباضیہ[18]۔ شمراخیہ[19]۔ بدعیہ[20]۔ **تنبیہ**۔ ان میں سے اکثر فرقوں میں پوتی۔ نواسی۔ بھتیجی۔ بھانجی سے نکاح حلال جانتے ہیں اور سورہ یوسف کو قرآن کو داخل نہیں سمجھتے ہیں اہلبیت پیغمبر سے سخت دشمنی رکھتے ہیں بڑا سردار انکا ذوثدیہ تھا اسنے حضرت علی پر معہ ہمراہیان خود خروج کیا تھا اسلئے ان فرقات کا نام خارجی ہے۔ پھر متفرق ہوئے نواصب کے دونوں طبقات اعلیٰ اور ادنےٰ سے بہت فرقات نکلے جنکی پوری تشریح یہ ہے نواصب کے چالیس فرقے ہیں اسطرح کہ طبقۂ اعلیٰ میں۔ قاسطین۔ پانچ فرقے ہیں اول عثمانیہ۔ جو عثمان کو حضرت علی پر فوقیت دیتا ہے دوم۔ مروانیہ۔ مروان کو امام ہفتم کہتا ہے سوم۔ سفیانیہ معاویہ کو امام پنجم قرار دیتا ہے۔ چہارم یزیدیہ۔ یزید کو امام ششم کہتا ہے شراب کو اور زنا کو حلال سمجھتا ہے اہلبیت پیغمبر کا قتل واجب جانتا ہے پنجم ثقفیہ۔ اصحاب حجاج بن یوسف ثقفی کعبہ کا انہدام جائز جانتا ہے یزید کو امام برحق کہتا ہے اہلبیت پیغمبر کا سب کرتا ہے۔ اور طبقہ ادنیٰ میں پینتیس[5] فرقے ہیں اس تفصیل سے اول ناکثین جنکا عقیدہ ہے کہ عائشہ امام چہارم ہو اور ابن زبیر اسکا نائب ہے خلیفہ برحق کی بیعت توڑنا انکا شعار ہے حضرت علی مرتضےٰ نے انکو بموجب وصیت جناب رسولخدا صلعم قتل کیا۔ مارقین یعنی خوارج کے بیس[20] فرقے جنکے نام اوپر لکھے ہیں۔ مشبیہ کے تین فرقے۔ جہمیہ خزاریہ۔ بخاریہ۔ کلابیہ۔ جبریہ۔ قدریہ۔ مہدویہ۔ صوفیہ ایک ایک فرقہ۔ وہابیہ کے چار فرقے۔ محمدیہ سعودیہ۔ اسمٰعیلیہ یا اہل حدیث۔ صوفیہ۔ احمدیہ۔ پیدائش وہابیوں کی دوغلی ہے موجد اس فرقہ کا عبدالوہاب نجدی ہے شامی نے حاشیہ درمختار میں انکو بذیل خوارج لکھا ہے لیکن درحقیقت یہ خوارج سے علیحدہ ہیں نسب پدری تو انکا عبداللہ ابن سبا یمنی صنعانی سے ملتا ہے اور نسب مادری خوارج

ذو ثدیہ پر منتہی ہوتا ہے درحقیقت یہ لوگ مسلمان نہین ہین رسول اللہ اور انکے خاندان سے انکو عداوت
ہے اب باقی متخلفین ثقلین کے ادنیٰ گروہ جنکو ہم نے مذبذبین بین ذالک لکھا ہی انکے کل بتیس فرقے
ہین جنمین سے بیس تو معتزلہ کہلاتے ہین اور بارہ مرجیہ کہلاتے ہین۔ معتزلہ کے بیس فرقے یہ ہین واصلیہ
عمریہ۔ ہذیلیہ۔ نظامیہ۔ اسواریہ۔ اسکافیہ۔ جعفریہ۔ بشریہ۔ مرداریہ۔ ہشامیہ۔ صالحیہ۔ حائطیہ۔ حدیبیہ
ثمامیہ۔ خیاطیہ۔ جاحظیہ۔ کعبیہ۔ جبائیہ۔ بہشمیہ۔ اسطرح کل بہتر فرقے متخلفین ثقلین کے سوی
یہ جملہ فرقے اگرچہ عقائد مین بالکل ایک دوسرے کے مختلف ہین بلکہ ہر شخص کا ایک ذاتی عقیدہ اسکے ساتھ ہی
لیکن باعتبار تقلید فقہی مفصلہ ذیل پر انکا انقسام ہے اول حنفی۔ منسوب بہ ابوحنیفہ بن نعمان بن
ثابت کوفی جسمین اکثر فرقات معتزلہ و مرجیہ و جبریہ وغیرہ متفرق فرقات داخل ہین دوم شافعی۔
سوم حنابلہ۔ منسوب بہ امام احمد بن حنبل چہارم۔ مالکی۔ منسوب بہ امام مالک بن انس پنجم۔ وہابی
اور اسکے مفصلہ ذیل فروع ہین۔ محمدی منسوب بہ محمد بن عبدالوہاب ششم سعودی منسوب بہ سعود شاگرد
عبدالوہاب ہفتم اسماعیلیہ منسوب بمولوی اسمٰعیل صاحب تقویۃ الایمان اور اسکے قریب قریب بلکہ اسمین
داخل حضرات عامل بالحدیث ہین جو غیر مقلد بھی کہلاتے ہین ہشتم صوفیہ۔ احمدیہ منسوب بہ سید احمد موجد
اس مذہب کے بھی اسمٰعیل اور مولوی عبدالحی ہین اس مین مذہب صوفیہ کو الٹ دیا ہے انکا عقیدہ ہے کہ
سید احمد مہدی مدعی ہین موت انکو نہین ہے اور ارشادات مین انکے درج ہے کہ صوفیہ کے چارون خاندان
کے سرگروہون کی روح نے سید صاحب کو بحکم خدا تلقین فرمائی اسلئے ان چارون فرقون مین مرید کو
بیعت کرتے ہین یہ بھی عقیدہ ہے کہ جب سید صاحب مکہ معظمہ سے ہندوستان کو واپس تشریف لانے لگے تو
روح کعبہ جناب باری مین زار زار روئی اور عرض کی کہ الٰہی مجھ سے ایسا کیا گناہ سرزد ہوا ہے کہ مجھ سے سید صاحب
جدا ہوتے ہین انکا وجود باجود میرے کمال فخر اور ناز کا باعث تھا اب میرا فخر کمال زائل ہوگیا جناب باری سے
خطاب ہوا کہ اے کعبہ تو رنج مت کر اور غم نکھا ہم نے سید صاحب کو بڑے اہم کام پر تعینات کیا ہے (یعنی پنجاب
فہم کر سفر) باقی اکثر فرقات مجتہد غیر معین کی تقلید کرتے ہین نہم صوفیہ عقائد مین بالکل نواصب کے مخالف
ہین حضرت علی کو جمیع صحابہ سے افضل جانتے ہین فقہ مین اکثر مقلد امام ابوحنیفہ کے ہین اور بعض حنابلہ اور

شافعیہ ہین مگر حنفیہ و حنابلہ زیادہ ہین اور شافعیہ و مالکیہ وغیر مقلد کم ہین دہم مہدویہ جن کو غیر مہدی
بھی عوام بولتے ہین علاقہ جیپور و بھرتپور و حیدرآباد دکن مین ان لوگون کا بہت بڑا گروہ ہے خلفاے
اربعہ کو برحق جانتے ہین اسلیے زمرہ نواصب مین گنے جاتے ہین مذہب انکا آئمہ اربعہ سے علیحدہ ہے مگر لب لباب
اسکا یہی صفات الہیہ اور اعتقادات رسالت و امامت مین مثل دیگر فرقات نواصب کے فاسد العقیدہ ہین
ہر گانون مین انکا اجماع قائم ہوتا ہے پیر و مرشد سردار اجماع کا ہوتا ہے اخی جبرئیل کے نام رقعہ لکھکر بہشت مین
جگہہ دلا دیتا ہے علی العموم اس مذہب کے لوگ افغان سلیمی پیشہ ہین کچھ پیرزادے جو اپنے آپ کو مہدی صاحب
کی اولاد مین بیان کرتے ہین وہ بہت بڑے قابل تعظیم ہین پیر و مرشد اور سر اجماع انہین مین سے ہوتا ہے
یازدہم اشاعرہ دوازدہم ماتریدیہ ۳۶۵ہجری مین قبل معتزلہ اور نواصب علیحدہ علیحدہ عقیدے رکھتے
ہین اس سال مین ابو الحسن اشعری اپنے استاد کے گلاب سے جدا ہوکر بانی مذہب اشاعرہ کا ہوا یہ شخص ابو موسے اشعری
کی اولاد مین تھا فرقہ معتزلہ اسوقت تک ابو علی جبائی کا معتقد تھا اور نواصب ابو حنیفہ کے مقلد تھے پھر ایک
عرصہ کے بعد فرقہ ماتریدی نکلا اور یہ دونو فرقے عقائد مین ملے جلے ہین بلکہ ماتریدی اشاعرہ کی شاخ تصور
کیجاتی ہے صفات الہی کو زائد بر ذات الہی قیاس کرتے ہین یہ بھی عقیدہ ہے کہ افعال الہی اصلا معلل باغراض
و غایات نہین ہین حالانکہ قرآن شریف مین وارد ہے قولہ تعالی افحسبتم انما خلقناکم عبثا یعنی آیا تم خیال
کرتے ہو کہ ہمنے تمکو عبث و فضول پیدا کیا ہے پس جو شخص برخلاف آیت قرآنی یہ عقیدہ رکھے کہ خدا تعالے
کے افعال اصلا معلل باغراض و غایات نہین ہین وہ ہرگز ایمان سے بہرہ نہین رکھتا کچھ اسی وجہ سے وہ ایمان
سے خارج نہین ہوتا ہو کہ قرآن کی مخالفت کرتا ہے بلکہ ایسا عقیدہ اسلیے صریح کفر ہے کہ اسمین خدا اور
اسکی صفات کا انکار مضمر ہے انکا نسبت تکلم الہی یہ عقیدہ ہے کہ وہ نہ از جنس حروف و اصوات ہے نہ از قبیل
انشاء و اخبار ہے چنانچہ امام شافعی نے نسبت شیخ اشاعرہ یہ لکھا ہے لیت شعری ما للاشعری لم یحیل
مطلب الکلام کالنزول والعین والید والقدم وغیر ذالک فانہ ذہب الی ان کلا من ذالک مما یجب
الایمان بہ والکیفیۃ مجہولۃ والسوال عنہ بدعۃ فلا ادری لم فر عن حقیقۃ الکلام الی المجاز البعید ثم قال
واعلم انہ قد برعوی الی عقیدۃ جدیدۃ بمجرد انتباس القیاس اساس لہ مع انہ مناف لصریح القرآن

وصحاح الاحادیث مثل ان افعال اللّٰہ غیر معلل بالاغراض یعنی کیا ہو گیا ہو (کیا خدا کی بیشکار ہو گئی ہی)
اس شیخ اشعری کو کہ قرار دیتا ہے کہ کلام الٰہی بے مطلب ہی یعنی اسکا قول ہی کہ تکلم الٰہی نہ از جنس حروف
واصوات ہی نہ از قبیل انشاء واخبار ہے گویا محض بے معنی ہی ایسا ہی نزول ہین (کہ بعض روایات مین وارد ہے
انہ ینزل فی کل لیلۃ جمعۃ) اور لفظ ید وعین وقدم وغیرہ مین کہ خود کہتا ہے کہ انمین سے ہر ایک پر ایمان
لانا لازم ہے اور کیفیت اسکی مجہول ہی یعنی ہم نہین جانتے اور سوال کرنا اسکے بارہ مین بدعت ہی تاکہ ہم
محفوظ رہین ارتکاب مجاز بعید سے تفسیر کلام حقیقی مین پھر کہتا ہی کہ شیخ اشعری کبھی ابداع اور اختراع عقیدہ
جدید کی کرتا ہے بمجرد اقتباس قیاسی بے اساس کے باوجودیکہ وہ منافی صریح ہی قرآن شریف اور احادیث
صحیحہ کے جیسے کہ کہا ہی کہ اللّٰہ کے افعال معلل باغراض نہین ہین اہلسنت اگرچہ مناظرہ کے وقت اشعری
ہونے سے انکار کرین لیکن انکار انکا قابل اعتبار نہین ہی خود شاہ ولی اللّٰہ صاحب نے ابو الحسن اشعری کو مجدد
تیسری صدی کا قرار دیا ہے کہ پہلی صدی مین عمر بن عبد العزیز اور دوسری کے اخیر پر امام شافعی اور
تیسری مین ابو الحسن اشعری متکلم پیدا ہوا مذہب حنفی کے شعبے اور گروہ اشعری وماتریدی کے بعد
مندرجہ ذیل فرقات اور ہین **مرجیہ**۔ جنکا عقیدہ ہی کہ جس مکلف نے لا الٰہ الا اللّٰہ کہا جنتی ہو گیا چاہے کیسا
ہی گناہ کرے دوزخ مین نجائیگا۔ **جہمیہ**۔ ان کا قول ہی کہ ایمان صرف اللّٰہ کی اور رسول کی معرفت
ہی اقرار وتصدیق کچھ نہین **صالحیہ**۔ ایمان معرفت ہی اور کفر جہل ہی۔ **شمریہ**۔ ایمان فقط معرفت اور
محبت اور خضوع اور اقرار وحدانیت ہے۔ **یونسیہ** عقیدہ بالا اور یہ کہ اگر صفات ایمان سے ایک نہو
تو وہ کافر ہے۔ **یونانیہ**۔ جو بات عقل مین نہ آوے اسکو نکرنا چاہیے۔ **مریسیہ**۔ شمس کو سجدہ کرنا کفر
ہی۔ **کرامیہ**۔ ایمان تصدیق قلبی سے علاقہ نہین رکھتا فقط اقرار زبانی کافی ہی منافق بھی مومن ہے
مشبہہ۔ اسکے تین فرقے ہین اور تینون کا اتفاق ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ جسم رکھتا ہے **ہشامیہ** اللّٰہ تعالیٰ
جسم عریض وطویل وعمیق رکھتا ہے حرکت کرتا ہے کھڑا ہوتا ہی بیٹھتا ہے **مقاتلیہ**۔ اللّٰہ تعالیٰ جسم رکھتا ہی
صورت اسکی مثل آدمی کے ہی اور خون وگوشت بھی ہے جوارح اور اعضا بھی ہین مثل زبان اور سر اور
گردن کے **سالمیہ**۔ خداوند تعالیٰ قیامت کے دن انسان کی صورت مین ظاہر ہوگا۔ **کعبیہ**۔ خدا

سمیع وبصیر نہین ہے۔ **جبانیہ**۔ اللہ اپنے بندون کا مطیع ہی جیسا کہ تذکرۃ الاولیا مین قصہ ابوالحسن نوری بڑے ولی اللہ کا لکھا ہی کہ خدا تمہارے ساتھ کیا کرتا ہی بولے کہ جب مین حمام مین جاتا ہون تو خدا دروازے پر بیٹھا ہوا میرے کپڑون کی حفاظت کیا کرتا ہی **معمریہ** خدا تعالیٰ۔ لون۔ طعم اور رائحہ اور موت وحیات پیدا نہین کرتا ہی ان سب کو اس شی کا جسم اپنی طبیعت سے پیدا کر لیتا ہی۔ **جبریہ**۔ انسان مجبور ہے ہر معصیت خدا کرتا ہے پس اگر یہ اپنی تو ظلم ہی اور اگر خدا ظالم نہین تو بہشت اور دوزخ اور قیامت اور حشر کچھ چیز نہین۔ یہ فرقات تو حنفی مذہب کے قدیمی ہین جدید فرقات کا کچھ شمار نہین اصول وعقائد مین ہر ایک نے نیا رنگ پیدا کر رکھا ہے کوئی خارجی ہی کوئی ناصبی ہی کوئی وہابی ہے کوئی بدعتی ہی کوئی صوفی ہے کوئی دہریہ ہی کوئی نیچریہ ہے وہ اپنی کوٹ پتلون ہی سنبھالے پھرتے ہین گلا گھونٹی مرغی اپنے گھر مین اور عیسائی کی میز پر سور حلال ہی شیطان مجسم سے انکار ہے طاعت اور عبادت گورنمنٹ کی نوکری۔ معصیت تعزیرات ہند کی مخالفت ہی اصل یہ ہی کہ دنیا بہت بڑی شے ہی یہ بیچارے اپنے متقدمین سے جب بھی اچھے رہے انہون نے تو حکام کی رضامندی حاصل کرنے کے واسطے خدا ورسول و امام برحق کو بالکل چھوڑ دیا تھا بلکہ اہلبیت پیغمبر کا خون حلال سمجھ لیا تھا **غوثیہ**۔ ایک فرقہ یعنی اصحاب مولوی غوث علی صاحب کا مقولہ ہے کہ شیطان بڑا عاشق صادق پروردگار کا ہے وہ قابل رجم ولعن نہین ہی بلکہ نہایت تعظیم کے قابل ہی دیکھئے تو اسکی عاشقی کہ جب خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کر مگر اس نے سجدہ نہ کیا اور یہی جواب دیا کہ جب ہم تجھ کو سجدہ کر چکے ہین تو غیر کو ہرگز نکرینگے خدا کی قدرت ہی کہ آدم کی اولاد مین اتنی مدت کے بعد شیطان کے بھی ہوا خواہ پیدا ہو گئے ان مولوی غوث علی صاحب کا مقولہ ہی کہ ایک شب مین مجلس رسولخدا مین حاضر ہوا تو دیکھا کہ دوسری جانب مجلس یعنی سبھا کرشن مہاراج کی لگی ہوئی مجھے دیکھ کر کرشن مہاراج نے حضرت سے فرمایا کہ کیون حضرت آپ مولوی جی کو نہین فرماتے ہین کہ مسلمانی مین کیا چیز نہین ہی جو ادھر طرف یعنی ہندوونکی طرف متلاشی ہین اس پر حضرت بولے کہ مہاراج انکو کچھ تم ہی سمجھاؤ گے (اسکے یہ معنی کہ بیہودہ یا خشتکہ اگرچہ گندہ لیکن ایجاد بندہ) اگر کسی کو ان قصونکی نسبت کسی طرح کا شک ہو تو مولوی غوث علی صاحب کی ملفوظات ملاحظہ فرماوین مولوی گل حسن صاحب

انکے خلیفہ نے طبع کرائی ہے اور جیبور مین عبدالرحمن خانصاحب ساکن گنج پور علاقہ کرنال کے پاس موجود ہی وہ جیبور مین جابک سوار و نکے محلہ مین رہتے ہین ہفت طبقہ۔ اس مذہب مین بڑے نامی گرامی علماء داخل ہین جیسے ہمارے مولوی محمد قاسم صاحب و محمد احسن صاحب نانوتوی و مولوی امیر احمد و مولوی امیر حسن صاحب و مولوی عبد الحی صاحب منت ہیر علماء۔ انکا عقیدہ ہی کہ جناب محمد مصطفےٰ صلعم خاتم النبیین و رحمۃ للعالمین نہین ہین بلکہ زمین کے سات طبقے ہین اور انمین سے ایک یہ طبقہ ہی جس مین ہم لوگ بنی آدم کی اولاد رہتے ہین اور چھہ طبقے اور ہین ان مین بھی ہر طبقہ مین مثل ہمارے حضرت کے خاتم المرسلین پیدا ہوئی ہین یا ہونگے ایک فرقہ علماء بریلی و رام پور اسکے مخالف ہی چند رسالہ و کتب باہم ایک دوسرے کی تردید لکھی گئی ہین۔ چنانچہ ایک رسالہ تنبیہ الجہال مصنفہ علماء بریلی میرے پاس موجود ہی۔ ایک فرقہ مولودیہ ہی انکا عقیدہ یہ ہے کہ مولود شریف پڑھنا بزرگون کی ارواح کو ثواب پہنچانا بہتر ہے دوسرا فرقہ مخالف کہتا ہی کہ نعوذ باللہ قبر رسول تو مثل صنم اکبر کے ہی زیارت قبر بھی حرام ہی مولود بالالتزام روشنی و تقسیم شیرینی و قیام وغیرہ بدعات سخت گمراہی اور قریب کفر ہی مردہ کی روح کو ثواب پہنچانا اسکا سوم و دہم و بستم و چہلم کرنا تو صریح کفر ہے یعنی مر گئے مردود فاتحہ نہ درود انکا کلمہ ہی

فصل دربیان عقائد فاسدہ اہل تسنن

واضح ہو کہ ہمارے معصر مخاطب نے ۲۹ فرقات غالیہ کے عقائد لکھ کر شیعون پر الزام لگایا ہی اور اپنے گریبان مین منہ ڈال کر نہین دیکھا کہ دراصل غلات کے عقائد انہین حضرات مین مروج ہین ہم نے کسی شیعہ کا عقیدہ نہین سنا کہ وہ حضرت علی یا کسی دوسرے انسان کی نسبت الوہیت کا یقین رکھتا ہو اور اگر ایسا عقیدہ کوئی شخص رکھتا ہو تو ہم اسکو کافرون سے بدتر سمجھتے ہین برخلاف اسکے اہل تسنن ایسے فاسد عقائد رکھنے والون کو اکابر دین اور عظماء ملت تصور کرتے ہین اور دراصل جنکو غلات شیعہ کہتے ہین وہ صوفی ہین جیسا کہ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۷۱ مین خوارج کے تین گروہ ہوجانا درج ہی۔ معتزلہ۔ اصحاب الرائی۔ غلاۃ متصوفہ۔ اگرچہ نسبت عقائد و تشریح غلات ہمارے مخاطب نے بہت

بیجے تصرف کیا ہی اور بر خلاف مضمون تنبیہ الطالبین کے بہت سی باتین عقائد کی اپنی دل سی تجویز کر کے
لکہدی ہین مگر تاہم ہم یہی کہین گے کہ غلات شیعہ عقائد مین بہ نسبت گروہ صوفیہ بہت راہ راست
پر ہین یہ امر تو صریحی ظاہر ہے کہ کوئی شخص جسمین کچھ بھی عقل کا اثر موجود ہی یہ عقیدہ ہرگز نہین رکھ
سکتا کہ حضرت علی خدا تھے ہان صوفیون کے سے اقوال انکے بھی ہونگے لیکن انکو اہل خلاف نے بوجہ دشمنی
مطعون کر دیا جیسا کہ اس زمانہ مین ہی باوجودیکہ عقیدہ اہل تشیع عام لوگون پر ظاہر ہے مگر تاہم طرح طرح
کے الزامات قائم کرتے ہین کبھی کہتے ہین کہ انکا مجتہد اخی جبرئیل کو رقعہ لکھ کر بہشت مین مکانات دلوانا
ہی حالانکہ عام لوگ جانتے ہین کہ یہ خاص طریقہ تو ہمارے مخاطب صاحب کے برادر افغان مہدویہ مین شائع
ہی اور شیعہ مفت بدنام ہوتے ہین ایسا ہی دیگر الزامات کا حال ہی ہمنے شواہد النبوۃ مین ایک قصہ دیکھا ہی
کہ اسکا راوی بیان کرتا ہی کہ مین نے کوفہ مین جاکر جب سُنا کہ ایک شخص نے دعوے نبوت کا کیا ہی اور حاکم
نے اسکو قید کر رکھا ہی مجھے اُس سے ملنے کا شوق ہوا مین اُسکے پاس گیا اور حال دریافت کیا کہ کیا تو نبوت
کا دعوے کرتا ہی اُسنے جواب دیا کہ استغفر اللہ مین کیا کافر ہون کہ نبوت کا دعوے کرون مجھ سے تو یہ
خطا البتہ سرزد ہوئی ہی کہ امام علی تقی یا امام علی نقی علیہما السلام کا ایک معجزہ مین نے لوگون سے بیان
کر دیا تھا کہ مجھکو ایک شب کوفہ سے مکہ اور مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے پھر کوفہ لائے دشمنون نے براہ عداوت
مجھ پر الزام لگا کر قید کر دیا ہے یہی حال غلات کا سمجھنا چاہیئے ورنہ ظاہر ہے کہ اہل خلاف کے فاسد
عقیدہ غلات سے کئی درجہ بڑھے ہوئے ہین اگر غلات اس بات کے قائل ہوئے ہین کہ حضرت علی مرتضیٰ یا دیگر
ائمہ علیہم السلام مظہر خدا تھے تو عام صوفیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر شئے یعنی سگ و خوک تک بھی مظہر خدا ہین
منصور نے علی الاعلان خدائی کا دعوے کیا غالی نہوا بلکہ ولایت بدستور قائم رہی رسول اللہ صلعم کو
عام صوفیہ احمد بے میم یعنی احد کہتے ہین اور یہ صریحی شرک ہی مگر انکو کوئی الزام نہین دیتا ﴿

مقابلہ عقائد فاسدہ اہل سنت و غلات

اگرچہ حضرت غوث الاعظم نے غنیۃ الطالبین مین بارہ فرقے غلات کے لکھ کر چند عقائد فاسد
نسبت الوہیت درج کیے ہین اور ہمارے مخاطب نے بہت سے عقائد فاسد طبعزاد لکھے ہین مگر ہم

مقابلہ کے لئے مخاطب صاحب کے طرز حقائد کو بھی قائم رکھ کے اہلسنت وجماعت کے ممدوح فرقے کے عقائد فاسدہ مندرجہ اظہار الہدیٰ کو دیکھا تو وہ مندرجہ ذیل تیرہ قسم کے پائے گئے ہین اسلئے ہم مقابلہ کیلئے ہر ایک عقیدہ غالی اور سنی کا محاذی یکدگر قائم کرتے ہین +

عقائد فاسدہ مندرجہ اظہار الہدیٰ نمبر ۱ حضرت علی یا دیگر آئمہ معبود ہین نمبر ۲ معبود اور عبد ایک شے ہی

عقائد فاسدہ عظمار اہلسنت وجماعت - عظمار اہل تسنن نے ادنی ادنے درویشون کو خدا قرار دے دیا ہی بلکہ خود دعویٰ انا الحق کیا ہی پیرونکی قبر کو سجدہ کرتے ہین رسول اللہ صلعم کو احمد بے میم کہکر واحد ولاشریک قرار دیتے ہین دیکھئے منصور حلاج نے انا الحق کہا مولانا روم نے بایزید کا قول لکھا ہی شعر - چند جوئے برزمین وبرسما نیست اندر جبہ ام الا خدا

شیخ عبد القادر جیلانی اپنے دیوان فارسی مین فرماتے ہین شعر - محی را آندم کہ آمر زیدہ ام ہیچ موجود نبود از ہیچ باب - شاہ خلیل الرحمن صاحب فرماتے ہین تضمین مین کہین روپ انوپ دکھاوت ہی کہین احمد بن آوت ہے - کہین احد کا جلوہ دکھاوت ہی کہین لاشئے خود فرماوت ہے - رسول کریم احمد بے میم تو بڑے بڑے وہابی بول اٹھتے ہین پھر مولانا روم مثنوی مین فرماتے ہین شعر - خود کوزہ وخود کوزہ گر وخود گل کوزہ - خود بود کہ خود برسر بازار برآمد - علاوہ ازین عبدیت کا اطلاق نہ فقط انسان پر ہی ہوتا ہی کہ وہ اشرف المخلوقات ہے اگر غلات نے انسان اور خدا کو ایک شے سمجھا تو فریق مخالف نے ہر حیوان بلکہ سگ وخوک کو بھی معبود ہی سمجھ لیا اور صاف اقرار کیا کہ نعوذ باللہ +

عقائد فاسدہ غلات مندرجہ اظہار الہدیٰ نمبر ۳ امام جعفر صادق ودیگر آئمہ علیہم السلام پر وحی نازل ہوتی ہے

عقائد فاسدہ عظمار اہلسنت - ہر سگ وخوک مین خدا نے حلول کیا ہے بموجب عقائد اہل تسنن ہر بھنگ نوش درویش پر بھی وحی آتی ہے خود حضرت غوث الاعظم کے دیوان کے مقطع کا شعر جو اوپر لکھا گیا ہے وحی کی دلیل ہی پھر اسی غزل مین فرماتے ہین شعر بندہ گر بنگ خوردی ور شراب - توبہ کن آمرزمت بے پیچ باب + اہل انصاف ملاحظہ فرمائین کہ یہ خطاب خدا کیطرف سے ہی یا نہین اگر ہے تو کسپر اور کس ذریعے سے نازل ہوا ہے اور اگر فقط

حضرت غوث الاعظم کا ہی کلام ہے تو نہ کہ اس حالت کا ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو خدا سمجھے ہوے تھے اہل سنت روایت کرتے ہین کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم کے وقت نزع جبکہ روح نے بدن سے مفارقت نہ چاہی تو خدا تعالے نے بہشت مین ایک حور کو میری شکل مین متمثل کر کے حضرت کو دکھلا دیا تب فوراً آپ کی روح مطہر جسم سے پرواز کر گئی - مدارج النبوت مین یہ روایت موجود ہی پس سوال ہے اہل تسنن سے کہ بغیر نزول وحی یہ حال حضرت عائشہ کو کیسے معلوم ہوا اگر وحی نازل نہین ہوئی تو کیا جھوٹ موٹ حضرت عائشہ نے یہ قصہ بنا لیا سو فیہ کو جانے دیجیے وہابیون کی لیجیے مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی و مولانا محمد عبدالحیٰ بڑھانوی ملفوظات احمدیہ مین لکھتے ہین کہ جب سید احمد صاحب نے مکہ معظمہ سے کوچ کا ارادہ کیا تو کعبہ کی روح خدا تعالے کے سامنے جا کر روئی اور بہت واویلا کر کے فریاد کی کہ الہی مجھ سے ایسا کیا سخت قصور سرزد ہوا ہے کہ سید صاحب کے قدم مبارک کے فیضان سے محروم کیا جاتا ہون مجھ کو انکے وجود باجود سے نہایت ہی فخر و ناز تھا خدا تعالے نے روح کعبہ کو جواب دیا کہ تو مت گھبرا ہم سید صاحب کو ایک بڑے اہم کام پر تعینات کرتے ہین اب کوئی نواصب سے پوچھے کہ کیا حضرت امام جعفر صادق کا درجہ سید احمد صاحب سے بھی کم تھا کہ انپر نزول وحی ہونیکا عقیدہ کفر ہو جائے اور سید احمد صاحب پر وحی ہونا داخل رکن ایمان وہابیہ سمجھا جاوے یا کسی غریب نے کوئی ایسا ہی قصہ آئمہ کی نسبت بیان کر دیا تو اسکو منسوب بوحی کر دیا جاوے اور اپنے بزرگون کے ایسے قصون کو اور انکی نسبت خدا کے گھر کے حالات معلوم ہونے کے ذریعہ کو دوسرے نام سے موسوم کر لیا جاوے جیسا کہ اگر شیعہ تقیہ کرین تو تقیہ کہلائے اور مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب تقیہ کرین تو توریہ نام ہو جائے +

نمبر ۴ خدا نے پانچ شخصون کے جسم مین حلول کیا یعنی انبیا و اوصیا مین یا محمد و علی و محمد حنفیہ مین +

اکابر و عظما اہلسنت کا مقولہ ہی کہ خدا ہر انسان و حیوان مین حلول کرتا ہے بلکہ انسان کے سر پر مثل دیو بھوت کے خدا آتا ہے جیسا کہ کتاب تذکرۃ الاولیا مین شیخ فریدالدین عطار نے بذکر ابوالحسن نوری لکھا ہی کہ اگر کسی شخص پر دیو و پری کا سایہ ہو جاتا ہے تو وہ اپنے آپ کو وہی دیو یا پری کہنے لگتا ہے ایسا ہی جسکے سر پر خدا چڑھتا ہے وہ شخص اپنے آپ کو خدا کہنے لگتا ہے چنانچہ مثنوی معنوی

مین بھی یہ مقولہ درج ہے **شعر** - چون پری غالب شود بر آدمی ۔ گم شود از مرد وصف مردمی - چون پری را این دم و قانون بود - خالق جن و پری خود چون بود - علاوہ ازین صوفیہ کرام سگ و خوک مین بھی حلول و ظہور الٰہی واجب جانتے ہین چنانچہ صاحب ملل و نحل نے مناظرہ صوفی و متکلم مین درج کیا ہے کہ - متکلم گفت کہ من بیزارم ازان خدا کہ در سگ و خوک حلول و ظہور نماید - صوفی گفت من بیزارم ازان خدا کہ در سگ و خوک ظہور و حلول نماید - قصہ مختصر خدا سے دونون بیزار اور خدا بھی دونو سے بیزار + **نمبر ۵** - تناسخ یعنی آواگون کے قائل ہین + غلات سے زیادہ علمائے اہلسنت تناسخ کے قائل ہوئے ہین مولانا روم مثنوی مین فرماتے ہین **شعر** - ہفصد و ہفتاد قالب دیدہ ام ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام - **نمبر ۶** - عالم قدیم ہے بہشت اور دوزخ کوئی چیز نہین ہے + اہلسنت مین بہت بڑا گروہ دہریہ ہے اور انکا یہی عقیدہ ہے کہ عالم قدیم ہے موجودات بغیر خالق کے اجسام کی تاثیر سے پیدا اور فنا ہوجاتی ہین انکے عقیدہ مین خدا کوئی شے نہین ہے زمین اور گردش فلکی سے موجودات پیدا ہوتے ہین اور پھر بعد مین فنا ہوجاتے ہین عظماء صوفیہ بھی اس مین ہمداستان ہین ملفوظات خواجہ مین ہے کہ موجودات کی پیدائش اور پھر فنا ہوکر خداوند تعالے کے جسم مین شامل ہوجانیکی مثال یہ ہے کہ خدا تعالے مثل سمندر کے ہے جبکہ سمندر سے بادل ہوکر زمین پر برستا ہے تو سو ہا ندی نالے نہر دریا زمین پر بہتے ہین کوئی جھیل تالاب کہلاتا ہے کسی کو ندی نالہ نہر دریا بولتے ہین مگر بالاخر وہ سب جو اس بادل برسنے سے پیدا ہوئے تھے سمندر مین جا ملتے ہین اور پھر اسیطرح سمندر سے بادل برس کر ندی نالے بہتے ہین اور سمندر مین ملجاتے ہین وحدت سے کثرت ہوجاتی ہے اور پھر کثرت سے وحدت ہوجاتی ہے یہی حال عالم کا ہے پھر فرمائے کہ کیسی قیامت اور کیسا محشر اور کیسا دوزخ اور بہشت اور کہاں جزا و سزا -

نمبر ۷ - خداوند تعالی پردۂ ابر کرکے زمین پر اترتا ہے

غلات نے تو ابر کا پردہ بھی رکھا ہے مگر مذہب امام احمد بن حنبل کا تو یہ عقیدہ ہے کہ خداوند تعالے ہر شب جمعہ کو موتیون کی نعلین پہنے ہوئے خچر پر سوار ہوکر بام مساجد پر نزول فرماتا ہے اسلئے جمیع حنابلہ شب جمعہ کو اپنی مساجد کے بام پر ہری ہری گھاس اور دال نخود رکھتے ہین تاکہ خداوند تعالے کا مرکب بھوکا نہ جاوے مذہب حنبلہ جو تھا مذہب اہل تسنن کا ہے

شیخ عبدالقادر جیلانی اسی مذہب مین تھے روایت نزول کے تمام سنی قائل ہین اشاعرہ بھی باوجود مجہول ہونے اسکی کیفیت کے اسپر ایمان لانا واجب جانتے ہین صوفیہ کے گھرون مین خدا تعالے مہمان ہوتا ہی اعاظم صوفیہ مین سے فرماتے ہین **شعر** ۔ امروز شاہ شاہان مہمان شد است ما را جبرئیل ملائک دربان شد است

ہمارا + نمبر ۸ رسالت و نبوت ختم نہین ہوئی حضرت محمد مصطفےٰ کے سوا اور ونکی نبوت کے بھی قائل ہین +

یہ تو غلات پر صریح تہمت ہے مگر اکابر علماے اہلسنت و اعاظم فضلاء وہابیہ و اہلحدیث کا یہ عقیدہ ہی کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات خاتم النبین نہین ہین اس مذہب کے علماء کے دو گروہ ہین اول علماء وہابیہ کیطرف سے یہ فتوے دیا گیا کہ محمد مصطفےٰ کو خاتم النبین کہنا نہین چاہیئے باین حجت کہ خداوند تعالی قادر مطلق ہے ممکن ہے کہ وہ دوسرا نبی مبعوث کرے مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم نے بھی یہی فتوے دیا تھا جسپر مولوی شیخ محمد صاحب مرحوم ساکن ورمین تھانہ بھون نے تردید لکھکر باجازت و فتوے علمائے حرمین شریفین اس عقیدہ والون کی تکفیر مشتہر فرمائی بعد ازان دوسرا گروہ علمائے اہلسنت و جماعت اس محبت سے منکر ختم المرسلین آنحضرت کا ہوا کہ اس زمین کے سات طبقے ہین اور ہر طبقے مین جدے جدے پیغمبر اور بھی گذرے ہین جیسے ہمارے حضرت اس طبقہ مین پیغمبر ہوئے ویسے ہی چھ طبقے جو اور ہین ان مین ایک ایک پیغمبر علاوہ ہمارے پیغمبر کے ویسی ہی شان کا مبعوث ہونا چاہیئے بنیاد اس مذہب کی مولوی عبدالحی سے ہوئی پھر مجدد اسکے مولوی امیر احمد اور امیر حسن ہوئے اور بعد انکے بریلی مین ایک گروہ علماء موید اس مذہب کا ہوا جنکے سرگروہ مولوی محمد احسن صاحب صدیقی نانوتوی ہوئے پھر تردید کی اس مذہب کی بعض علمائے بریلی اور رامپور اور دہلی نے اور بعد ازان بتائید اس عقیدے کے تردید علماء رامپور بریلی کی کری مولوی محمد قاسم صاحب نے یہانتک کہ فریقین مین رسالے تصنیف ہوگئے ازانجملہ ایک رسالہ مسمی تنبیہ الجہال علمائے بریلی نے اس عقیدے کی تردید مین تالیف و شائع کیا جس مین مفصل حال اس عقیدے کے لوگون کا درج ہے کتب احادیث و سیر معتبر اہل سنت مین بہت روایات صحیحہ ایسی موجود ہین کہ جنسے بہت سی صفات نبوت مین شرکت حضرت علی مرتضےٰ و دیگر آئمہ اہلبیت ثابت ہوتی ہی مثلاً تطہیر و عصمت شرکت درود و سلام ۔ بحالت جنابت

مسجد مین جانا - مال غنیمت مین مثل آنحضرت کے مختار ہونا خمس مین شریک ہونا - صدقہ حرام ہونا - تبلیغ احکام رسالت کرنا مثل تبلیغ سورہ برات - مثل رسول اللہ کے مولا ہو مومنین ہونا بشہادت من کنت مولاہ فعلی مولاہ - مثل خدا و رسول کے حاکم واجب الاتباع مسلمانون کا ہونا بشہادت آیہ انما ولیکم اللہ وحدت نور و وحدت خلقت و طینت وحدت گوشت و بدن نفس رسول مین داخل ہونا - حدیث منزلت مین موسیٰ و ہارون کی مثال دیا جانا بعد رسول اللہ صلعم کے ہادی امت اور امام و پیشوائے واجب الاتباع ہونا وغیرہ وغیرہ پھر غلات نے نبی کیا خطا کی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اگر غلات مثل علماے اہلسنت حضرت علی کے سوائے کسی ادنے درجہ کے امتی کو شریک نبوت قرار دیتے تو مورد طعن نہوتے کسی عمر و زید کی رائے پر وحی کا نازل ہونا یا حضرت غوث الاعظم کا شریک معراج ہونا غالی بھی عقیدہ رکھتے تو مخاطب صاحب کے نزدیک معذور سمجھے جاتے بھلا اس عقیدہ فاسد کا کہین ٹھکانا ہے کہ جب کبھی کسی معاملہ مین رائے جہان آرائے سرور عالم صلعم اور حضرت عمر مین اختلاف ہوتا تو وحی حضرت عمر کی رائے کے موافق اور رسول اللہ صلعم کی رائے کے برخلاف نازل ہوتی گویا نور معرفت اور حکمت نبوت حضرت عمر مین کامل تھی اور رسولخدا صلعم مین ناقص اس سے تو بہتر یہ ہوتا کہ سنی یہی عقیدہ رکھتے کہ خدا تو حضرت عمر کے پاس وحی بھیجتا تھا اور جبرئیل حضرت محمد صلعم کو سہواً دیجاتے تھے - ایسا ہی یہ فاسد عقیدہ اہل تسنن کی زبان زد ہے کہ شب معراج مین ہر موقع و مقام پر رسولخدا سے پہلے حضرت غوث الاعظم موجود ہوتے تھے کوئی پوچھے کہ اس حال کی وحی کس پر نازل ہوئی اور جس پر وحی نازل ہوئی وہ شریک نبوت ہوا یا نہین +

نمبر ۱ - دنیا کا کام اللہ تعالےٰ نے رسولخدا و علی مرتضیٰ کو سپرد کر دیا - غلات اگر ایسے برگزیدگان کی نسبت ایسا عقیدہ رکھین تو چندان تعجب نہین علماے اہلسنت کو دیکھئے کہ انکا یہ عقیدہ ہے کہ تمام دنیا کا انتظام مردہ درویشون کے سپرد ہے حضرت غوث الاعظم تو ہفت اقلیم کے بادشاہ ہین تمام دنیا کا رطب و یابس انکے سپرد ہے پھر ہر ملک اور ہر اقلیم مین ایک پیر مردہ منتظم ہے جیسے مملکت ہندوستان مین خواجہ معین الدین چشتی ہین کہ تمام انتظام باطنی ہندوستان کا انکے سپرد ہے پھر ہندوستان کے ہر ملک اور صوبہ اور شہر اور قصبہ اور قسمت و ضلع اور پرگنہ مین ایک ایک پیر منتظم باطنی ہے جسکو شاہ ولایت صاحب کہتے ہین اور

پھران سلاطین باطنیہ کی سپاہ مین ہی جنگ وجدال ہوتی ہی جوالیہ کہتے ہین کہ ہندوستان کی باطنی سلطنت کا قلمدان وزارت حضرت جمال کے سپرد ہے نظامیہ اپنے ہی پیشوا کے سلطان اولیا ہونیکا دعوے کرتے ہین۔ صابریہ حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کو کارپرداز تصور کرتے ہین چشتی کہ مداریہ شاہ مدار پیر کو اور سالاریہ سالار کو منتظم عام قرار دیتے ہین شیخ سدو اور میران اور الہ بخش بھی کو بھی اس منصب سے محروم نہین رکھتے **شعر** زمین وآسمان تیرا مکین ولامکان تیرا عرش پر دھوم ہے تیری معین الدین اجمیری **نمبر ۱۲**۔ مذہب کے لئے جھوٹی گواہی دینا جائز سمجھتے ہین + بنیاد اس مذہب کی علمائے اہلسنت سے شروع ہوئی ہے دیکھئے فرقہ ناکثین بعیت مرتضوی جسوقت مع حضرت عائشہ مقام حواب پر پہنچے اور حضرت عائشہ کی سواری پر نالہ کے درمیان کتے بھونکے اور حضرت عائشہ کو فرمان وصیت رسول یاد آیا کہ آپنے یاد دلایا تھا کہ تو گمراہی پر ہو کر علی کی مخالفت کریگی اور تیری سواری پر کتے فریاد کرینگے اور اس نالہ کا نام حواب ہوگا حضرت عائشہ نے فوراً سواری اپنی روک لی اور حضرت طلحہ وزبیر اپنے وزیرون کو بلا کر حال بیان کیا طلحہ وزبیر نے اول خود شہادت دروغ ادا کی کہ اس نالہ کا نام حواب نہین ہی اور پھر ام المومنین کے اطمینان کے لئے چند اشخاص باشندگان نواح سے دروغ گواہی دلوائی پس جبکہ دروغ شہادت دینا انکا ثابت ہی اور صحابیت بھی مسلم ہے اور پھر حدیث اصحابی کالنجوم۔ بھی دروغ نہین ہے اور افعال طبقہ صحابہ کو سنت قرار دیکر تقلید کرنا عین رکن ایمان اہلسنت ہے، توجھوٹی گواہی دینا جائز کیا معنی سنت موکدہ اصحاب رسول اللہ ہے ایسا ہی شہادت حقہ کا اخفا بھی ہے کہ شواہد النبوت مین جامی نے لکھا ہے کہ بعد وفات رسول خدا صلعم کے حضرت علی نے مسجد کے اندر ایک جماعت صحابہ سے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ پر شہادت طلب کی اور سوائے بارہ شخص انصار کے تمام مہاجرین اور انصار نے بر عایت اپنے ہمجنسون کے شہادت حق سے چشم پوشی اور اغماض کیا اسلئے ثابت ہے کہ اہلسنت کے نزدیک ادائے شہادت دروغ واخفائے شہادت حقہ سنت سلف بلکہ ثواب عظیم ہے + **نمبر ۱۲**۔ بادشاہ اسلام سے جنگ کرنے کو جائز جانتے ہین + بحمد اللہ کہ اسکی بھی بنیاد علمائے اہلسنت سے ہی جاری ہوئی اور انہین مین

اہنک امر قبیح ہی شاہ ایران کی نسبت تو مخاطب صاحب کا اعتراض محض حماقت سے تھا کیونکہ شاہ ایران خود بادشاہ اسلام ہین اور مخالف انکا خارج از ایمان ہے لیکن مخاطب صاحب کو انکے بزرگون کے افعال ہم یاد دلاتے ہین یاد شاہ اسلام تو کس شمار مین خلیفہ اسلام پر آپ کے بزرگون اور پیشواؤن نے فوج کشی اور جنگ و جدال کی ہے سب سے اول طلحہ و زبیر نے جنکو عشرہ مبشرہ مین سمجھتے ہو باوجود بیعت کر لینے کے خلیفہ برحق یعنی علی مرتضےٰ سے جنگ کی حضرت عائشہ بھی اسی مذہب کی مجتہدہ گزری ہین انکے بعد آپکے دوسرے پیشوا امیر معاویہ خلیفہ برحق اور بادشاہ اسلام سے بہتر لڑائیان لڑے اسکے بعد وہابیون کے پیران پیر ذوثدیہ اور اسکے ہم جنس خلیفہ اسلام سے لڑے تو آپ فرمایئے کہ کیا ایک دنیا کے فاسق و فاجر بادشاہ کا درجہ بھی انکے نزدیک حضرت علی سے زیادہ ہی کہ حضرت علی سے لڑنا جو مثل خدا و رسول سے لڑنے کے ہو انکے نزدیک جائز اور سنت اکابر صحابہ ہو اور دنیا کے بادشاہون سے لڑنا مذموم سمجھا جاوے شاہ ایران باوجودیکہ شاہ روم سے نہین لڑے اور نہ انکو بادشاہ اسلام سمجھتے ہین مگر ہمارے مخاطب نے ان پر اعتراض کر دیا لیکن تعجب ہی کہ عبدالوہاب نجدی کے حال پر غور نکیا کہ اُس نے سلطان روم کو بادشاہ اسلام جانکر اور انکی ایک ادنےٰ رعیت ہوکر ان پر خروج کیا اور بغاوت اختیار کی۔ فرقہ کے پیشوا کے فعل کو ہمیشہ سند گردانا جاتا ہے اگر غالیون مین سے کسی نے کسی بادشاہ پر خروج بھی کیا ہو تو انکے عقائد مین داخل نہین ہو سکتا لیکن اہلسنت وجماعت کے عقائد مین یہ امر داخل ہو سکتا ہے کیونکہ یہ فعل انکے پیشواؤن مین ثابت ہوئے ہین طلحہ۔ زبیر۔ معاویہ۔ ذوثدیہ۔ عبدالوہاب سب کے سب اہلسنت کے اعلیٰ اور پیشوا اور سردار ملت اور بانی مذہب ہین +

بیان تشخیص فرقہ ناجیہ

اگرچہ تمام اہل مذاہب کا عام قاعدہ ہے کہ وہ فقط اپنے آپ کو ناجی اور دوسرونکو ناری سمجھتے ہین مگر اس زبانی جمع خرچ سے کام نہین چلتا دلیل حقیت مذہب ایسی ہونی چاہئے کہ اہل خلاف بھی قائل و معقول ہو جاوین ہمارے مخاطب نے جو اپنے مذہب کا حق ہونا فقط اس دلیل سے ثابت کیا ہے کہ بہتر

فرقے جبکہ شیعون کے ہی ثابت ہوگئے تو بہتروان ناجی قرار پاگیا اور کچھ خیال اس امر کا نفرمایا کہ جسکو بہتروان فرقہ کہہ رہے ہین اس مین خود بہتر فرقے موجود ہین جنکی تفصیل مشرح ہم اوپر لکھ چکے ہین اور تمام فرقات خوارج معتزلہ و سُنّی وناصبی مرجیہ وقدریہ وغیرہ کا شمار کر چکے ہین اس کارروائی شمار فرقات سے مولف اظہار الہدیٰ کو سوائے اسکے اور کوئی نفع نہین پہنچا کہ ایکمرتبہ نزاع کو انہون نے فیصل کر دیا قدما و متاخرین اہل سنت ناحق اصرار کیا کرتے ہین کہ خوارج اور نواصب ہم مین سے نہین ہین نہ معتزلہ وجبریہ کو ہم سے علاقہ ہی نہ مرجیہ اور قدریہ سے ہمارا تعلق ہے اب ہمارے خانصاحب کی تحریر سے یہ سب فرقات ایک ہی مذہب قرار پاکر بہترین فرقے مین داخل ہوگئی گویا ہم ایک دوسرے کو کافر اور مشرک ور زندیق و ملحد کہتے ہین مگر یگانگت اور توقفا اس ذریعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سب کے سب اہلبیت پیغمبر کے مخالف ہین تو اب مخاطب صاحب کے نزدیک بھی اسلام کی اصولاً دو ہی فرقے قائم ہوگئی ایک شیعیان اہلبیت دوسرا اُنکے مخالف اور بالآخر وہی امر مسلم ہوگیا کہ ابتدائے اسلام کے دو فرقہ ہوئی ایک وہ جو بعد وفات رسولخدا انکے اہلبیت کا مقلد و متمسک ہوا اور دوسرا گروہ جو مقلد اجماع و خلفائے ثلثہ کا رہا اسلئے تمام الزامات مولف کا یہ منشا نکلا کہ وہ فرقہ جو بموجب ہدایت نبوی متمسک بہ ثقلین ہوا گمراہ ہے اور جس نے ہدایت نبوی اور حدیث ثقلین سی دیدہ و دانستہ تخلف کیا اور جسکی پیروی کا حکم نہین دیا انکو امام و پیشوا بنایا وہ ناجی اور ہدایت یافتہ ہین حالانکہ یہ امر باتفاق شیعہ و سُنّی ثابت اور مسلم ہو چکا ہی کہ جو فرقہ بعد رسولخدا صلعم کے متمسک بقرآن و اہلبیت پیغمبر ہوا ہے صرف وہ ہی حق پر ہے اور اسکا مخالف مذہب باطل پر ہے چنانچہ تمام علما معتبر فریقین اس امر کو تسلیم کر چکے ہین اب فقط دیکھنا اس امر کا باقی ہے کہ منجملہ فرقات اسلام کے کونسا فرقہ مقلد قرآن و اہلبیت پیغمبر ہے۔ اب اس مین تو شک نہین ہے کہ فریقین نے تمام فرائض کو کتاب اللہ سے اخذ کیا ہے اور کتاب اللہ کی پیروی مین مخالفین ثقلین کو بھی بظاہر انکار کا موقع نہین ملا شیعہ اور سُنّی دونون اپنے آپ کو مقلد قرآن کہتے اور سمجھتے ہین اگر فرق ہے تو صرف اسقدر فرق ہے کہ کس فرقے نے تو عالم قرآن سی احکام قرآنی کی تعلیم پائی ہے اور کس نے غیر عالم سے بطور خود طبع زاد اور سُنا سُنائی عمل کر لیا ہے بعد رسولخدا صلعم جو شخص قابل اسکے قرار پایا ہے کہ وہ عالم کتاب اللہ ہے

اور خطا سے معصوم ہے اور قرآن اس سے اور وہ قرآن سے جدا نہو گا وہ بینک بموجب مسلمہ فریقین علی مرتضیٰ ہے
پس جس شخص یا فرقے نے بعد رسول اللہ صلعم قرآن اور اُسکے احکام کی تعلیم حضرت علی مرتضیٰ سے پائی ہے
وہ مقلد قرآن سمجھا جاویگا اور جسنے انکے برخلاف فرمائی سنکر بغیر سمجھے اسکے مطالب و معانی اصلی کے مسائل
قرآنی اخذ کرلئے ہین وہ مقلد قرآن نہ سمجھے جاوینگے انکے مسائل تو ایسے ہی ہونگے کہ مسح قدم کی جگہ غسل
قدم اور الی اللیل کی جگہ غروب شمس سمجھ لیا جاوے - اب باقی رہی تقلید اور تمسک بہ اہلبیت پیغمبر صلوٰۃ
اللہ علیہم اجمعین انکا یہ حال ہے کہ خود اکابر و علماء اہلسنت مقر ہین ابتدا سے آخر تک کا عمل درآمد موجود ہے
کتب قصہ و احادیث موجود ہین جنسے خود ثابت ہوسکتا ہے کہ انکا ماخذ کیا چیز ہے مجتہد مسائل کا استنباط
کرنیوالا کون شخص ہے کسکے قول و فعل پر اعتماد کیا گیا ہے اول نام فرقے سے ہی معلوم ہوجاتا ہے کہ جس سے
وہ متمسک ہوئے ہین اسی سے منسوب کئے جاتے ہین جیسے شیعیان اہلبیت پیغمبر کہ فقط نام سنتے ہی معلوم ہوگیا
کہ کسکے مقلد ہین پس اہل سنت و الجماعت کے معنی اور مفہوم سے ثابت ہے کہ وہ مقلد اُسکے نہین ہین
کہ جسکی تقلید کی ہی ہدایت کی تھی بلکہ وہ دو چیز کے متبع ہین ایک سنت یعنی طریقہ رسولخدا اسکے او
دوسرے جماعت کے یعنی جس امر مین طریقہ رسول اللہ صلعم دریافت نہو اس مین جو رائے جماعت کی ہو اُسپہ
عمل کیا جاوے پس قطع نظر اس امر کے کہ سنت کی تقلید کے خلاف حکم رسول اللہ صلعم کے ہے اسوجہ سے بھی
خالی از خدشہ نہین ہے کیونکہ ہر شخص واقف سنت رسول اللہ نہین ہوسکتا واقف سنت رسول اللہ صلعم
وہی شخص ہے جسکی نسبت رسول اللہ صلعم نے تمسک کا حکم دیا ہے اور گناہ اور خطا سے بھی وہ معصوم ہین
اگرچہ تجسس سنت نہایت درجہ فعل حسن ہے مگر صرف مجتہد معصوم کے لئے نہ کہ عوام امت کے لئے مثلاً کسی
منافق نے کسی جاہل مسلمان سے کہدیا کہ رسولخدا فلان امر اسطرح کیا کرتے تھے تو اُس جاہل مسلمان کو یہ گزارش
منافق کے قول پر اعتبار نہین کرنا چاہیے بلکہ سنت بیان کرنیوالے کا نہایت درجہ معتبر ہونا ضرور ہے اسلئے
عمل بھی اسی سنت پر واجب ہوگا کہ جسکو معصوم نے بیان کیا ہو پس نقلاً عقلاً دین کے معاملے مین قابل
اعتبار اور لائق پیشوائی کے وہی شخص ہے جو گناہ سے پاک دروغگوئی طمع وغیرہ سے بری ہے اسلئے جناب
رسولخدا صلعم نے پیشوائی اور امامت کے لئے حضرت علی مرتضے اور انکی اولاد امجاد کو مخصوص قرار دیا تھا پس

جو سنت کہ بذریعہ اہلبیت پیغمبر بیان نہین کی گئی ہے وہ حکماً اور نیز عقلاً قابل پیروی نہین ہی ایسا ہی
جماعت عامہ مسلمین درآنحالیکہ خود محتاج پیشوا ہین لیاقت پیشوائی نہین رکھتے اسلیئے صاف ظاہر ہی
کہ جن لوگون نے سنت اور جماعت کی پیروی کی ہے وہ گمراہ ہین اور جنہون نے فقط قرآن اور اہلبیت
پیغمبر کی پیروی کی ہے وہ برحق ہین جیسا کہ خود نام شیعہ سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت پیران پیر شاہ نعت
علیاً اسکی تعریف مین لکھتے ہین حضرت رسولخدا نے جو اپنے بعد امت کو حضرت علی کی پیروی کرنیکا حکم دیا تھا
اسکو منافقون کیطرح یہی نہ سمجھنا چاہیئے کہ اپنی قرابت اور یگانگت کے لحاظ سے ایسا حکم دیا تھا بلکہ انکی
خداداد لیاقت نے یہ حکم دلوایا تھا خدا نے انکو ہر طرح کی آلائش گناہ سے مثل انبیا ر طاہر کیا تھا علوم
انبیار کے وہ عالم تھے اقضاکم علی رسول اللہ نے انکو فرمایا تھا علم سنت کا بھی یہ حال ہی کہ جس با فقہین
تمام اجماع اور پنچائتی اجتہاد سنیون کے مجبور اور قاصر ہوئے ہین وہان حضرت علی کی ہی روایات کو
مجتہدان اہل سنت نے لیا ہے اور جنکو انکی عوض خلیفہ بنایا انکی نسبت تمام مجتہدین اہلسنت کا اعتراف ہے
کہ حضرت ابوبکر سے متفق علیہ حدیثین صرف چھہ مروی ہین۔ اہلسنت وجماعت مین سے جو عالم ہین وہ
خود جانتے ہین کہ وہ کسکے پیرو ہین لیکن جہال اور کم علم اہل تسنن مثل ہمارے مخاطب صاحب کے نہایت
خدشہ مین پڑے ہوئے ہین انکو قدیم سے انکے علمار نے دہوکا دے رکھا ہے اور ہرگز اس امر کو ظاہر
نہین ہونے دیتے کہ ہم دراصل کس کی پیروی کرتے ہین اور وجہ اسکی یہ ہے کہ حدیث ثقلین اہل تسنن
مین بہ نہایت درجہ مشہوری روایت ہی جسکی صحت اور تواتر کے جمیع اہل سنت قائل ہین پس اگر علما لوگ عوام پر
اصلی حال اپنے مذہب کی بنیاد قائم ہونے اور تمسک عترت کے ترک کرنیکا بیان کردین تو عوام لوگ
ضرور منحرف ہو جاوین اسلیئے اگر کوئی موقعہ اسکے اظہار کا آتا ہے تو اسکو ٹال دیتے ہین اور سخن پروری میز
اگر جہال کیطرح بکتے ہین کہ ہم اہلبیت پیغمبر کے پیرو ہین لیکن ہم ایک بہت بڑے عالم سنی کے قول کو
سند مین پیش کرتے ہین جس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اہلسنت وجماعت خلفار ثلثہ کے مذہب پر ہین
اور نیز اس عبارت سے یہ علی بھی ظاہر ہو رہی ہی کہ ہمارے خلفار ثلثہ کا مذہب اروئے زمین پہ پھیل گیا اور حضرت علی
سے اپنا مذہب جاری نہو سکا اپنی خلافت کے زمانہ مین بھی اپنے مذہب کے شائع کرنیکا کامل موقعہ دستیاب نہوا

اور بعد انکے انتقال کے بنی امیہ نے انکے مذہب کی بنیاد زائل کرنے بلکہ مستاصل کرنے مین نہایت درجہ
سعی کی اور بعد انکے پھر کسی نے مدد کو خلافت نسل جسنے خروج کیا وہ مارا گیا چنانچہ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا
کے صفحہ ۲۸۷ مین لکھتے ہین۔ و شک نیست کہ صدیق اکبر و فاروق اعظم و ذی النورین مسلط شدند
بر روئے زمین و روم و فارس را فتح کردند و قرآن را جمع کردند ہمان قرآن در تمام عالم شائع شدہ است
و مسائلِ اجماعیہ ایشان در جمیع آفاق منتشر گشتہ (مسائل اجماعیہ وہ مسائل ہین کہ جب خلیفہ حل مسائل
سے عاجز ہوئے تو پنچایت سے حل کیا) واکثر اہل اسلام بمذہب سنت متمذہب شدہ اند (یعنی خلفا کے
مذہب پر) چہ محدثین و فقہا و قرا و مفسرین و چہ بادشاہان روئے زمین۔ و بر سادات اہلسنت کا
خلافت منتظم نہ شد الا خلافت حضرت مرتضےٰ و فقط و معلوم است کہ حضرت مرتضیٰ در ایام خلافت خود چہ دید
و چہ کشید و ایام خلافت حضرت مرتضیٰ بمذہب شیعہ ایام اسلار و ایام تقیہ و خوف بودہ است و بعد از چہار سال
کہ وے رضی اللہ عنہ بدارِ فنا انتقال فرمود بنو امیہ در اخفار و استیصال امر او چہ کوششہا نمودہ اند و بعد
از حضرت مرتضیٰ ہیچگاہ خلافت بر سیدے مستقر نہ شد خروج میکردند و در اول جمیع رجال و نصب قتال
کشتہ می شدند + ہم مقصد دوم مین صفحہ ۱۱ ۔ علم فاروق اعظم در بلاد اسلام منتشر شد و جمیع مسلمین
بوے اخذ کردند۔ علم علی مرتضےٰ جز در کوفہ مشہور نشد۔ پھر در بارہ مجتہدین اہلسنت و جماعت یعنی لکھتے
ہین۔ عبداللہ ابن عباس در مکہ۔ عائشہ و ابن زبیر در مدینہ فتویٰ مے دادند و ابن مسعود در کوفہ مجتہد بود
پھر فرماتے ہین عبداللہ ابن مسعود و زید بن ثابت تتبع فاروق مے کردند۔ در حقیقت بانی مذہب اہل السنت
صرف عبداللہ ابن مسعود اور زید بن ثابت ہین اور انہین حضرات کو مجتہد مستقل و پیشوائے اول قرار
دیا ہے لیکن اس موقعہ پر شاہ صاحب نے بالکل ہی قلعی کھولدی اور حقیقت مین صحیح حال یہی ہے کہ یہ
دونون شخص احکام دینے مین مطلق پاس و لحاظ کتاب اللہ یا آثار نبوی کا نکرتے تھے بلکہ صرف عمر کی
تابعداری سے مطلب تھا یہی وجہ تو ہوئی کہ منجملہ چھ سات مجتہدون کے فقط ابن مسعود اور زید کا ہی
قول بنیاد مذہب سنیان ہوا عبداللہ ابن عباس پر یہ عیب لگایا کہ وہ خاندانِ رسالت سے ہی حضرت علی
کے مسائل کی تقلید کرتا ہے متعہ او مسح رجل جائز رکھتا ہے باقی جملہ مجتہدان کی اجماعی اجتہاد کا نام

مذہب فاروقی او رملت اجماعی کی شروح ہین اور چارون امام یعنی ابوحنیفہ و شافعی او رمالک اور احمد بن حنبل مجتہد منتسب ہین چنانچہ شاہصاحب فرماتے ہین۔ والمذاہب الاربعۃ منزلۃ الشروح من المتون والمجتہدون من صاحبہ بمنزلۃ المجتہدین المنتین من مجتہد المستقل۔ اب بھی اگر کسی کو کلام ہو تو فریقین کی فقہ اور حدیث اور اصول و عقائد کی کتابون کو دیکھ کر اطمینان کرلے کہ کس فریق کے مسائل اور روایات اہلبیت پیغمبر صلعم سے اخذ کی گئی ہین اور کس فریق کے مسائل اُن سے ماخوذ نہین کسیقدر تفصیل کیساتھ اس حال کو ہمنے انوار الہدیٰ مین لکھا ہے لہذا ثابت ہی کہ فرقہ حقہ ناجیہ شیعہ اثناعشریہ ہی قال الناصبی۔ اب وہ مسائل ناروا جو شیعون مین بکثرت شائع ہین اور اُن پر انکو گونہ ناز ہے انہون کی ہی معتبر کتابون سے انتخاب کرکے ہدیہ ناظرین بآتمکین کرتا ہون

اقول۔ درآنحالیکہ یہ امر مسلمہ فریقین ہی کہ شیعون مین جسقدر مسائل فقہی ہین وہ سب آئمہ اہلبیت علیہم السلام سے ماخوذ ہین شیعون نے کبھی کسی رباغ طباخ کو اپنا پیشوا نہین بنایا ہے جو شخص شیعون کے مسائل پر طنز کرتا ہے وہ حقیقت مین رسولخدا پر طنز کرتا ہے اور رسولخدا پر طنز کرنا ہمارے مخاطب کا ہی فعل نہین ہی بلکہ انکے متقدمین طنز کرتے آئے ہین رسولخدا تو تمسک ثقلین کا حکم دیتے ہین وہ کہتے ہین کہ ہمکو قرآن ہی بس ہی رسولخدا وصیت لکھانا چاہتے ہین تو وہ کہتے ہین کہ انکو ہذیان ہوگیا ہے مذہب شیعہ پر سوائے حاسد عنید کے اور کوئی شخص الزام نہین لگا سکتا دیکھئے الزام اسکو کہتے ہین کہ خود اپنے ہی اہل مذہب اور ہم مشرب لوگ امام ابوحنیفہ اور مذہب حنفی پر الزام لگاتے ہین ابن ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغہ مین لکھتے ہین کہ اکثر بزرگان معتزلہ کہتے ہین کہ احکام شرعیہ مین غلطی ابوحنیفہ کی عظیم ہی کیونکہ اس نے مخلوق کو گمراہ کردیا اور غلطی حماد کی ابوحنیفہ کی غلطی سے بھی عظیم ہی کیونکہ وہ ابوحنیفہ کی اصل ہی حماد نام استاد ابوحنیفہ کا ہے تاریخ صغیر بخاری مین بذیل واقعات سنہ عشر و مائۃ محمد سے مروی ہے۔ انہ قال حدثنا الفزاری انی کنت عند سفیان فنعی عندہ ابوحنیفہ فقال الحمد للہ کان ینقض الاسلام عروۃ عروۃ ما ولد فی الاسلام اشأم منہ یعنی اس نے کہا کہ مجھ سے فزاری نے روایت کی ہی کہ مین سفیان علیہ الرحمہ کے پاس بیٹھا تھا کہ

ابو حنیفہ کی شنانی یعنی خبر مرگ پہنچی جسپر سفیان شکر خدا بجالایا اور بولا کہ یہ شخص اس اسلام کو پارہ پارہ
کرتا تھا اور اسلام میں اس سے زیادہ تر کوئی شوم و بدبخت پیدا نہیں ہوا مختصر مسند ابو حنیفہ میں مذکور ہی
کہ ابو بکر بن احمد بن علی بن ثابت بن خطیب نے تاریخ بغداد میں ابو حنیفہ کے مطاعن بکثرت لکھے ہیں
اور یہ بھی لکھا ہے کہ دین میں قیاسات کو دخل دیتا تھا ابن جوزی نے کتاب سہم مصیب فی الرد علی
الخطیب میں بجائے رفع کرنے الزامات ابو حنیفہ کے امام شافعی کے مطاعن لکھے ہیں علامہ زمخشری
ربیع الابرار کے باب ششم میں یوسف ابن اسباط سے روایت کرتے ہین کہ امام ابو حنیفہ نے رد کیا حضرت
حضرت رسول خدا کی چار سو احادیث کا اور یہ رد بوجہ ضعف اسناد حدیث کے نہ تھا بلکہ اپنے اجتہاد سے کہ
مقابلہ نص کے کیا کرتا تھا ترد ید اقوال رسول رب متعال کی کی ہے اور علامہ موصوف نے ان احادیث
کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے بطور نمونہ ایک حدیث انمیں سے نقل کیجاتی ہے۔ قال رسول اللہ صلعم
للفرس سہمان وسہم للرجل یعنی سوار کے دو حصے اور پیدل کا ایک حصہ ہے ابو حنیفہ نے کہا کہ مین حصہ
جانور کو حصہ مومن سے زیادہ نکرونگا لسان المیزان عقلانی مین مروی ہی کہ یوسف ابن اسباط باوجود
نہایت درجہ زاہد و عابد تھا ابو حنیفہ کی خطائین ظاہر کیا کرتا تھا۔ ابن جوزی نے جزو خامس کتاب منتظم
فی تاریخ ملوک الامم مین لکھا ہے کہ سب نے طعن کیا ہی ابو حنیفہ پر بلکہ اتفاق کیا ہے سب نے طعن ابو حنیفہ پر
اور غزالی کا تو ایک رسالہ اس امر مین نہایت مشہور ہے۔ ابن جوزی نے اسی کتاب مین ابی اسحاق
فزاری سے روایت کی ہی کہ وہ کہتا ہے کہ مین نے سوال کیا ابو حنیفہ سے دربارہ ایک مسئلہ کے
اسنے جواب دیا مسئلہ کا خلاف حدیث کے مین نے کہا کہ پیغمبر خدا سے تو اسطرح مروی ہے تو ابو حنیفہ نے
کہا کہ اس حدیث کو خون خوک سے دہو کر مٹا دے۔ ایہا الناظرین اگر مولوی جہانگیر خان شیعون کی
نسبت طنز کرین تو کیا جائے شکایت ہی خود رسولخدا صلعم کی احادیث کی نسبت انکے اکابر و اعاظم نے
ایسی سخت توہین کی ہی اسکا محاسبہ تو منتقم حقیقی کی روبرو ہوگا نیز کتاب منتظم مین مرقوم ہے کہ ابو حنیفہ
رفع یدین نزد رکوع و بعد رکوع کو سنت نہین جانتا تھا حالانکہ صحیحین مین ابن عمر سے مروی ہے
ان رسول اللہ کان اذا افتتح الصلواۃ رفع یدیہ حتی یحاذی منکبیہ واذا اراد ان یرکع وعند ما یرفع راسہ من الرکوع

ابن جوزی نے محبوب عیسیٰ سے روایت کی ہے کہ سُنا میں نے یوسف ابن اسباط کو کہ وہ فرماتے تھے کہ ہم نے
ابوحنیفہ سے سُنا کہ وہ کہتا تھا کہ اگر میں رسولخدا کو پاتا یا وہ مجھ کو پاتے تو وہ میرے اقوال میں سے اکثر اقوال کو
اختیار کرتے۔ پس جو لوگ کہ عادی اس امر کے ہورہے ہیں کہ رسولخدا کے اقوال کی تردید کرتے ہیں
انکی احادیث کو نعوذ باللہ خون خوک سے محو کراتے ہیں پھر یہ دعوے کرتے ہیں کہ اگر رسولخدا کے زمانہ میں
میں ہوتا یا میرے زمانہ میں وہ ہوتے تو میرے اقوال میں سی بہت سے اختیار کرتے تو پھر اگر شیعوں پر
معترض ہوں تو جائے سخن نہیں کیونکہ انکے تمام حرکات و سکنات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ قوم امت محمدی
نہیں ہی بلکہ اُمت عمری ہی اجتہاد عمری اور مذہب فاروقی کی نسبت حضرت امام اعظم صاحب نے بھی طنز
نہیں فرمایا نہ کسی قول کی مخالفت کی یہانتک کہ تمام بدعاتِ مخترعہ اس زمانہ کو تسلیم کرلیا اور سنت
محمدیہ کی تردید فرمائی گئی وجہ اسکی یہ ہے کہ ہم جنس کی بات انسان کو ہمیشہ دلچسپ ہوتی ہی جس
طرح حضرت عمر کو ہمیشہ رسالتِ حقہ میں شک تھا کبھی حضرت کی روبرو امتحاناً توریت لیکر آتے تھے کبھی
یہودیوں کے بنائے ہوئے قصّے لاتے کبھی جیسا کہ صلح حدیبیہ کے وقت ہوا اپنے دل کے شکوک کا اعتراف
بھی کرتے اکثر حذیفہ بن الیمان سی پوچھتے کہ وہ نام جو رسولخدا نے تمکو بتلائے ہیں ان میں میرا نام بھی ہے
یا نہیں (یعنی اصحاب عقبہ میں) یہانتک کہ بروز وفات رسول اللہ صلعم آپ کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر محمد
سچے نبی ہوتے تو وفات نہ پاتے حق تو یہ ہے کہ اگر اسوقت طمع خلافت کا قلاوہ گردن میں نہ پڑجاتا
تو کیسا اسلام اور کہا مسلمانی ذریت انکی سر پیٹ پیٹ کر اب تک روتی ثبوت ان امور کا ہم بار بار
کتب معتبرہ اہلسنت سی لکھ چکے ہیں قصہ توریت کے لانے اور حضرت کے غضبناک ہونیکا مشکوٰۃ شریف

میں بروایت احمد بیہقی درج ہی + عن جابر ان عمر ابن الخطاب اتی رسول اللہ بنسخۃ من التوریت
فقال یا رسول اللہ ہذہ نسخۃ من التوریت فسکت فجعل یقرء و وجہ رسول اللہ صلعم یتغیر فقال ابوبکر
ثکلتک الثواکل ما تری بوجہ رسول اللہ صلعم فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلعم فقال اعوذ باللہ من غضب
اللہ رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و محمد صلعم نبیا فقال رسول اللہ صلعم والذی نفس محمد بیدہ
لو بدا لکم موسیٰ فاتبعوہ و ترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیا و ادرک نبوتی لاتبعنی

رواہ الدارمی۔ ایضاً وعن جابر عن النبی صلعم حین اتاہ عمر فقال انا نسمع احادیث من یہود تعجبنا

افتری ان نکتب بعضہا فقال امتہوکون انتم کما تہوکت الیہود والنصاریٰ لقد جئتکم بہا بیضاء نقیہ

ولو کان موسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی رواہ احمد والبیہقی۔ واحسرتاہ جس مذہب کے مجتہد مستقل ایسے

اور مجتہد منیث ویسے پھر انکی ذریت کی کیا شکایت سعدی فرما گئے ہین عاقبت گرگ زادہ گرگ شود

قال علیہ ما یستحقہ۔ مجملاً ذکر مسائل شیعیان پاک کا مسئلہ حق الیقین کے ۶ باب ۱۹ فصل مین خلفائے

راشدین و عائشہ صدیقہ و حفصہ مکرمہ و حضرت طلحہ و زبیر پر لعن کرنا واجب لکھا ہے حالانکہ رسول اللہ

نے دشمن خدا ابوجہل کو بھی باوجودیکہ آپ کو اس سے ازحد تکلیف وایذا پہنچتی تھی کبھی لعن نہین کی

الخ **اقول** ابوجہل وغیرہ پر تو آنحضرت صلعم نے متہون قنوت و نماز مین لعنت کی ہے خدا نے جھوٹون

کافرون منافقون عاصیون وغیرہ پر قرآن مین لعنت لکھی ہے بی بی عائشہ اور حفصہ کو قرآن

شریف مین زن نوح اور زن لوط سے مثال دی ہے طلحہ و زبیر بموجب حدیث نبوی جاہلیت کے

زمانہ کی موت مرے ہین گویا اسلام کا سایہ بھی ان پر نہین آیا خود صحاح اہلسنت مین یہ حدیث موجود

ہے۔ من لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ۔ یعنی جسنے نہ پہچانا اپنے امام زمانہ کو وہ جاہلیت کی موت

مرا ہے پس طلحہ و زبیر نے بیعت مرتضوی توڑ کر بغاوت اختیار کی پھر مسلمانی سے کیا سروکار رہا

اور یہ آپ کی سمجھ کی غلطی ہے کہ حق الیقین مین خلفائے راشدین پر لعنت کرنا واجب لکھا ہے ہان

اگر اصحاب ثلثہ کی نسبت تحقیق منظور ہے تو اپنی حدیث کی کتب صحیحہ ملاحظہ فرمائیے کہ انسے ہی ثابت

ہو جائیگا دیکھئے کتب صحاح مین قریب زمانہ وفات نبی صلعم مین یہ حدیث مروی ہے۔ جہزو جیش اسامہ

لعن اللہ من تخلف عنہا اس سے ثابت ہو گیا کہ جس شخص نے لشکر اسامہ سے تخلف کیا اسیر بشہادت

فرمان نبوی خدا کی لعنت ہوئی ہے آگے آپ خود تحقیق کر لو کہ جیش اسامہ سے کس کس نے تخلف کیا ہے

اگر بمتابعت فرمان نبوی آپ بھی متخلفین پر لعنت کروگے تو اجر عظیم پاؤگے لیکن جو لوگ اصحاب اخیار

کی شان مین لعن وطعن کرتے ہین وہ ہمارے نزدیک کافر ہین اور جو لوگ اصحاب اشرار کو اصحاب اخیار

ظاہر کرتے ہین اور باوجود ثابت ہو جانے اس امر کے کہ وہ دشمن خدا و رسول تھے انکو افضل بتلاتے

جاتے ہین وہ بھی اسی درجہ کفر مین مومن کے معنی تو یہی ہین کہ اچھے اور برون مین یقین کامل کے
ساتھ تمیز کرے اور سب کی کیفیت کفر و ایمان کی اسکو معلوم ہو مومن وہ شخص نہین ہے کہ خدا کو
بھی مانتا ہو اور اصنام کی بھی تعظیم کرتا ہو اور دل مین یہ خوف رکھتا ہو کہ دیکھئے وقت پر معلی یاد ہوا ہے
سے کام نہ پڑ جائے دیکھئے صحاح اہلسنت مین حدیث مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک گروہ اصحاب
میرے حوض پر وارد ہوگا اور ملائکہ انکو آتشین گرزمار کر وہان سے نکالین گے تو مین کہون گا
یارب یہ تو میرے اصحاب ہین خطاب باری ہوگا کہ اے محمد تیرے بعد ان لوگون سے بڑے بڑے
حادثات واقع ہوئے ہین یہ اصحاب نہین رہے بلکہ اصحاب النار ہوگئے ہین پس جو لوگ محض ظاہر
پرست ہین اور حقیقت سے مطلق آگاہ نہین ہین نہ حقیقت آگاہ پیشواؤن سے انکو تعلیم ملی ہے
انکے نزدیک تو نیک اور بد سب برابر ہین وہ حلاوت ایمانی سے کیا آگاہ ہین دیکھئے وہ مذہب شیعہ ہی ہے
کہ جسکی رو سے ثابت ہوا ہے کہ نیک اصحاب کی شان مین سب کرنا کفر ہے اور اصحاب اشرار کو لعن
طعن کرنا عین رکن ایمان ہے اور اسکی وجہ صرف تکمیل ایمان ہے کہ حقیقت آگاہ پیشواؤن کی وجہ سے
ہر شے کے نیک و بد پر پورا پورا یقین ہے اور اسکی وجہ ایک اور بھی ہے کہ مذہب شیعہ تعینا صحیح الحال ہے
مذہب اولاد رسول کا ہے اور مخالفین عوام الناس لوگ ہین مثال اسکی یہ ہے کہ اگر کسی بادشاہ
کے سردار بے ایمان بددیانت نمک حرام ہون تو انکے عیوب کو خواص لوگ ہی جانتے ہین عوام لوگ
کی تو کیا مجال ہے کہ انکی شان مین لب کشائی کرین بادشاہ کے بھائی بیٹے نمک حرام سردارون
کو نفرین کر سکتے ہین اور کسی چمار جولاہے تیلی کی کیا مجال ہے وہ تو ان سردارون کے روبرو بھی
سر جھکا کر سلام ہی کرے گا مگر حقیقت جب معلوم ہوگی کہ جب خدا کی روبرو اپنے ممدوحین کی اصلی
کیفیت نظر پڑیگی مگر اسوقت حسرت و افسوس کے سوا کچھ حاصل نہوگا امیر معاویہ کی نسبت جو
مخاطب نے خطائے اجتہادی قائم کرکے توبہ کرنا اسکا درج کیا ہے یہ ہمارے مخاطب صاحب کی لیاقت ہی لیاقت
ہے اگر توبہ ثابت ہو تو پھر خطاء اجتہادی نہین کہہ سکتے توبہ کے یہی معنی نہین ہین کہ حضرت علیؑ سے لڑے
کی تو توبہ کرلی اور امام حسنؑ پر منت کشی کردی اور جب وہ حضرت خلافت سے کنارہ کش ہوئے

جب تک بنی ان کا وجود اسکی آنکھون مین خار کی مانند کھٹکتا رہا بالآخر انکو زہر دلا کر شہید کرا دیا پھر
اس سے بھی توبہ کر لی تو خلاف عہد نامہ پسر ناخلف کو ولیعہد مقرر کیا بی بی عائشہ کو اس خوف سے کہ
ولیعہدی پسر پر لوگون کو برانگیختہ نہ کرے دعوت کے بہانے بلا کر کھتّے کے اندر زندہ ڈال کر منھ بند
کر دیا پھر کونسے افعال ہین جن سے توبہ ثابت ہوتی ہے امیر معاویہ صاحب کی توبہ وہ شخص کرتا ہی
جو اپنے فعل کو گناہ سمجھے ۔ افعال معاویہ کو ہمارے مخاطب صاحب خطا سمجھتے ہین لیکن جبکہ اس خطا کو
خطائے اجتہادی قرار دیتے ہین تو ثابت ہی کہ معاویہ اپنے افعال کو جائز سمجھتا تھا گو اورون کے نزدیک
اسکی رائے خطا پر تھی لیکن اپنے نزدیک اسکی رائے صحیح تھی یہی وجہ ہی کہ وہ اور اسکے اشیاع واتباع
برسر منابر اہلبیت پیغمبر صلوات اللہ علیہم پر سبّ و لعن کرتے تھے اگر یہ امر صحیح ہوتا کہ معاویہ نے مرتے وقت
توبہ کر لی تھی تو وہ گمراہی کا عقیدہ اسکی ذریّت مین باقی نہ رہتا اور نہ پسر کو خلاف عہد نامہ ولیعہد
اپنا مقرر کرتا **قال** مسئلہ شیعون کے نزدیک متعہ سے بڑھ کر کوئی عبادت نہین ہے اسلئے کہ ثواب
اس عبادت کے بگمان شیعیان پاک صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ سے بھی بہت زیادہ ہین اور اس
بارہ مین کتب معتبرہ شیعہ مین بکثرت اقوال مختلفہ مرقوم ہین منجملہ نمونہ از خروارے چند روایت
لکھی جاتی ہین ۔ اول خلاصۃ المنہج کے شروع جزو پنجم پھر اسی کتاب مین دوسرے موقعہ پر بہت بڑے
فضائل متعہ کے درج ہین اور یہانتک صراحت ہے کہ ائمہ اور رسول اللہ کے درجہ کا ثواب پاتا ہے الخ
قول یہ ہمارے مخاطب صاحب کی عقل کی کوتاہی ہے کہ وہ معاملہ فہمی کی تمیز نہین رکھتے ہین جو کچھ
فضائل متعہ کے کرنیوالونکے اور انکے ثواب درج ہین انکو متعہ کے فضائل نہ سمجھنا چاہئے بلکہ وہ فضائل
اور رواج احیاء سنت کے ہین یعنی جب کوئی حکم خدا یا سنت رسول اللہ کسی طاغی و نافرمانبردار گروہ کی
مخالفت و منافقت سے مسدود ہو جاوے اور عوام بیوقوف اپنی عقل کے موافق اسی حکم یا سنت کو
معیوب سمجھنے لگین اور خلاف طریقہ معینہ احکام شرعیہ مین اپنی عقل کو دخل دینے لگین تو جو شخص
اس حکم و سنت متروکہ کے احیا و رواج مین کوشش کریگا تو ظاہر ہے کہ اسکا فعل تمام عبادات
سے افضل ہی اور اس اعتبار پر کہ تمام عبادات اور ثواب سے بڑھ کر درجہ ہدایت اور تبلیغ رسالت ہی

اور تمام معاصی اور ضلالت سے بڑھکر ہے مسدود کرنے احکام الہی و سنت رسالت پناہی کا یہ پہلی صورت مین بیشک اجرا احکام مین سعی کرنیوالا انبیا و مرسلین کے درجہ کا ثواب پاتا ہے دوسری صورت مین احکام و سنت کا روکنے والا اور بند کرنیوالا شیطان کے درجہ کا عذاب پاتا ہے کیونکہ ہدایت کرنا انبیا و مرسلین کا کام ہے اور گمراہ کرنا کام شیطان کا ہے کیا تمنے اپنے علما ہندوستان کے فتوے در باب نکاح ثانی بیوہ کے نہین دیکھے جنکی بابت بہت چھوٹے چھوٹے رسلے تصنیف ہوئے ہین جن مین لکھا ہے کہ جو بیوہ عورت نکاح ثانی کرے یا جو مرد بیوہ عورت سے نکاح کرے یا جو انکے درمیان مین نکاح ہونیکا واسطہ ہو یعنی دلالہ سب کے سب ستر شہیدون اور ستر فرشتون اور ستر رسولون کا ثواب پائینگے تو کیا آپ یہ ثواب فقط نفس نکاح بیوہ کا سمجھتے ہین حالانکہ نکاح بیوہ مین کوئی فضیلت اور ثواب کی بات نہین ہے فعل جائز ہے جو نکرے تو گناہ نہین اور کرے تو ثواب نہین مگر چونکہ ہندوستان مین رواج ہنود دیکھکر شرفا لوگ اس فعل سے متنفر ہوگئے اور اسدرجہ نکاح ثانی کی مخالفت ہوگئی کہ نزدیک عموم شرفا لوگ اس سے بڑھکر کوئی گالی نہین سمجھتے بہت سے تو ایسے لوگ ہین کہ اگر کوئی انکی دختر یا خواہر بیوہ کے نکاح کا نام انکی روبرو لے تو مارنے مرنے کو مستعد اشد ہوجائین بہت سے وہابی لوگون کو اسی مسئلہ مین جوتیون کی مار پڑتی ہوئی دیہات مین دیکھی گئی ہے تو اب ظاہر ہے کہ نکاح ثانی بیوہ کا اگرچہ شرعاً جائز ہے مگر شرفا ہند کی طبیعت کے نہایت ہی درجہ مخالف ہے وہ لوگ اس سے بدتر کوئی رسم نہین سمجھتے لیکن چونکہ حکم شرع ہے حمیت اور غیرت اسی حدتک ممدوح ہے جہانتک کہ مطابق شرع ہے اور خلاف شرع حمیت حمیت جاہلیت کہلاتی ہے اب علما لوگ جو نکاح ثانی کے غایت درجہ کے فضائل بیان کرتے ہین اس سے مقصود انکا فقط احیا سنت ہے اب مخاطب صاحب جو کچھ عیوب متعہ کے بیان کرین ان سب کی طنز خدا و رسول پر ہوتی ہے کیونکہ خود علمائے اہلسنت بھی اس امر کے قائل ہین کہ متعہ کرنیکی اجازت خدا نے دی اور بذریعہ حکم الہی جواز اس فعل کا ہوا چنانچہ قرآن شریف مین صاف حکم اسکا موجود ہے قولہ تعالیٰ ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضۃ یعنی اگر بلاؤ تم عورت کو بذریعہ اپنے مال کے بطریق احسان یعنی گھیر کر رکھنے کے نہ بطریق شہوت رانی

پس جنکے ساتھ اسطرح پر متعہ کرو تم تو اُجرت انکی جو ٹھہرائی ہے دو۔ اھ پس جبکہ حکم جواز متعہ صریح قرآن
شریف مین موجود ہی اور کوئی آیت اُسکی ناسخ نازل نہین ہوئی تو اس فعل کو ناجائز کہنا صریح خلاف حکم
الٰہی ہی اب رہا یہ امر کہ رسولخدا صلعم نے اسکی ممانعت کر دی تھی یا نہین البتہ ذرا غور طلب امر ہے کیونکہ رسولخدا
صلعم کو ہرگز اختیار منسوخ حکم الٰہی کا نہ تھا نہ وہ اسکو منسوخ کر سکتے تھے اور اگر کوئی حدیث متعہ کی
ممانعت مین صحیح بھی ثابت ہو تو یہ مجتہدین و محدثین کی خامی لیاقت کی بات ہی کہ اسکو ناسخ کلام اللہ
سمجھ لیا کوئی حدیث جو مخالف قرآن ہو صحیح قرار نہین پا سکتی لیکن اس معاملہ خاص مین اگر کسی وقت
مین ممانعت کرنا بھی ثابت ہوا ہو تو اسکی وجہ اور ہے کہ جسپر مجتہدین اہل خلاف نے تعصب کی وجہ سے
توجہ نہین کی اصلیت اسکی یہ ہی کہ نکاح متعہ ایک بہت بڑا عطیہ الٰہی ہی کہ جس وقت انسان کو پردیس مین
غلبہ شہوت ہوا اور بلا زوجہ اسکے ساتھ ہو اور نہ پہنچ سکتی ہو اور جو زوجہ اسکے گھر پر موجود ہین تا بہ
وطن پہنچنے کے صاحب زوجہ باقی نہین ہی تو گناہ عظیم سے بچنے کا کیا ذریعہ ہے یہ حکم خداوند تعالے نے ایسی
ضروریات کے اوقات مین دیا ہی مطلب اس سے شہوت رانی نہین ہی بلکہ رفع حاجت اور گناہ عظیم سے
بچنے کا ذریعہ ہی خدا تعالیٰ نے تو حکم اس فعل کے جواز کا دیدیا اور بموجب اس حکم کے ایسی ہی اشد ضرورت
کے اوقات مین رسولخدا صلعم نے اپنے ہمراہیان کو اس فعل کی اجازت دی پس اگر بعد رفع ضرورت ایسی
حالت مین کہ ضرورت متعہ کی نہ تھی آپکے ہمراہیان کو نہ تھی اور وہ اپنے گھرون مین پہنچ گئے اور رسول اللہ
نے اسلئے کہ لوگ بغیر شدید ضرورت کے بھی اس رسم کو بطور شہوت جاری رکھینگے ممانعت کر دی ہو
کہ اب کوئی متعہ نہ کرنا اور بعد اسکے پھر کسی سفر مین ویسی ہی ضرورت کے وقت اجازت دیگئی اور بعد رفع
حاجت ممانعت کی گئی تو ایسی ممانعت ہرگز ناجوازی متعہ کی دلیل نہین ہو سکتی کیونکہ رسول اللہ صلعم کو
فعل حلال کے حرام کرنے کا منصب حاصل نہ تھا بلکہ حاجت اور ضرورت کے اوقات کی تشخیص انکی وہ تھی
یہ وقت اور یہ ضرورت قابل سکے ہی یا نہین کہ متعہ کیا جاوے خلیفہ ثانی کا اس عبارت مین متعہ کو ناجائز
کرنا انکے منصب کے بالکل خلاف تھا کہ جو زمانہ رسولخدا اور زمانہ ابوبکر مین متعۃ الحج اور متعۃ النسا جاری تھے
مین انکو حرام کرتا ہون گو شیعہ بھی یہ جانتے ہین کہ نفس متعہ بغیر ضرورت ممدوح نہین ہے لیکن وہ

فضائل جو متعہ کے بارے مین بیان کئے گئے ہین وہ فقط اس لئے ہین کہ بوجہ اسکے
فعل حلال کو حرام گردانا گیا ہی اور سنت مسدود کی گئی ہی اسکا اجرا کرنا بلاشبہ ثواب عظیم ہی خاص
متعہ کو زنا قرار دیکر اسکی غایت درجہ توہین و تہجین کی ہے اسکی وجہ فقط یہ ہی کہ ان لوگون کے نزدیک
رسولخدا کی رائے اکثر غلطی پر ہوتی تھی اور حضرت عمر کی رائے ہمیشہ ثواب پر ہوتی چونکہ اس فعل کو خدا نے
حلال کیا تھا اور رسول اللہ نے جاری رکھا تھا مگر حضرت عمر نے اسکو حرام کر دیا تو سنیون کے مقابلہ
خدا و رسول طرفداری حضرت عمر کی واجب ہی اسلئے اس فعل کی توہین کرنے مین اپنا فخر سمجھتے ہین اور یہ
نہین جانتے کہ جس فعل کو خدا و رسول نے کبھی کسی وقت مین بھی جائز قرار دیا ہی وہ مذموم نہین قرار پا سکتا
ایمان والون کے نزدیک مذموم و ممدوح فقط حکم خدا و رسول ہی ہی جسکو انہون نے جائز رکھا ہی
وہ ممدوح ہی اور جسکو ناجائز قرار دیا ہے وہ مذموم ہی ازالۃ الخفا مین شاہ صاحب نے جہان اپنے مجتہدین
مستقل کا ذکر کیا ہی کہ ابن مسعود اور زید بن ثابت اور ابن عباس اور ابن عمر مجتہد ہین وہان صاف
لکھتے ہین کہ ابن عباس برخلاف اور مجتہدین کے متعہ کو جائز کہتے ہین اور نیز امام مالک جو چوتھے
فرقہ اہلسنت کے امام ہین متعہ کو جائز جانتے ہین کنز الدقائق فارسی مطبوعہ حصار ۱۲۶۹ھ صفحہ ۱۰ کتاب
النکاح مین درج ہی مسئلہ نکاح متعہ و موقت باطل است و بقول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ متعہ جائز است
و بقول امام زفر نکاح موقت جائز است و توقیت باطل است شرح مختصر وقایہ فارسی مین فرق درمیان
متعہ و نکاح موقت کے یہ ہی کہ نکاح موقت مین گو تعین اوقات ہوتا ہی مگر یہ لفظ نہین بولے جاتے کہ
اسقدر درہم پر تمتع کرتے ہین اسقدر مدت کے لئے لیکن کمال افسوس ہے کہ جن لوگون نے خلیفہ کی رعایت
اور اپنے ذاتی نفع و مضرت پر خیال کرکے حکم خدا و رسول کو فقط دنیا کے لالچ سے حرام قرار دیدیا ان کی
رائے کو مسلم قرار دیدیا اور جس شخص نے نہایت ایمانداری اور دیانتداری سے طمع دنیاوی پر خیال نکرکے
صحیح فتویٰ دیا اسکے قول کو نہ مانا جاوے اہل انصاف ذرا توجہ فرماوین کہ یہ فرقہ کس درجہ مخالف خدا و رسول
ہی کہ حضرت علیؑ اور حسنینؑ کی پیروی کرتے نہین تو یہ قباحت انکو معلوم ہوتی تھی کہ یہ طالب خلافت مین
لیکن ابن عباس مین کیا برائی تھی کہ انکے قول پر اعتماد نہوتا تھا اور باوجودیکہ وہ قریبی رشتہ داری

سکے تھے انکے مقابلہ پر غیرون کے فتوے کو ترجیح دیتے تھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حکم ناجوازی متعہ خلاف
حکم رسولخدا دیا گیا غیر لوگون نے خلاف حکم نبی محض برعایت حکم خلیفہ فتوی دیا مگر بنی ہاشم کو یہ امر گوارا نہوا
کہ وہ خلاف حکم رسول اللہ فتوی دین اور جبکہ امام مالک و زفر جائز کہتے ہین تو گویا بروے مذہب اہل
سنت بھی متعہ جائز ہو گیا ہے بجز اعتراض مخالف بیجا ہے **قال** قولہ تعالی۔ فاتوھن اجورھن اسکو
عوام خرچی کہتے ہین **اقول**۔ یہ مضحکہ خدا تعالی پر ہے دیکھئے جس شخص کو خدا پر طعن کرتے بھی شرم
نہ آئی پھر شیطان سے کسطرح درجہ مین کم ہے۔ رنڈی کی خرچی تو شیر مادر سمجھکر نوش کرین اور یہ فتوی
دین کہ جو روپیہ اسنے ناچنے گانے سے حاصل کیا ہے وہ اسلئے حرام ہے کہ گانا اور ناچنا حرام ہے اور جو روپیہ
کسب کے ذریعہ سے حاصل کرے وہ اسلئے حلال ہے کہ نکاح ناقص کا مہر ہے اور متعہ کے مہر کو خرچی تبلاوین
خدا تعالی پر جامہ فاروقی پہنکر قہقہہ لگاوین اور اجور کے نام سے کیون نہ ٹھہراوین سنت بزرگان
تو یہ قرار پائی کہ شراب پی کر فعل کراوین اور جب رنڈی خرچی مانگے تو دھتا بتایا کہ گھر مین بیٹھ رہین بعدین
عاشقی جان کے ساتھ دے کر راہ نکلی اصل متعہ کے بند کرنیکا یہی **تو** ہے کہ جب حضرت ابوشحمہ پر
بہ نیت مجبوری کی حالت مین حد نہ مارنگی تو خلیفہ دوم نے لوگون سے سمجھا کر متعہ بند کرنیکا حکم فرمایا
کہ کوئی نئی نوئی زنا مین ملوث ہو کر پکڑا جاویگا تو ہمارا الزام کچھ رفع ہو گا مگر بحمد اللہ کہ مہاجرین و انصار کے
شرفا دونمین سے کوئی بھی گرفتار نہوا **قولہ** تعداد اجرت اور تعین ایام طرفین کی رضامندی پر موقوف
ہے **اقول** یہ عجیب حماقت ہے اگر طرفین کی رضامندی پر موقوف نہوتی تو کیا آپ کی رضامندی درکار
تھی منجملہ اعتراضات متعہ کے یہ پانچوان اعتراض ہے **قولہ** فاحشہ سے بھی متعہ جائز ہے **اقول**۔
فاحشہ سے جبکہ نکاح جائز ہے تو متعہ کیون جائز نہین **قولہ** چاہو جتنی عورتون سے متعہ کرلو
اقول جبکہ تعداد ازواج صرف نکاح مین معین ہے اور ماملکت ایمانکم مین تعداد کی قید نہین
تو متعہ مین کیون ہونی چاہئے ایسا ہی اشتہار و اعلان کی بھی متعہ مین کوئی حاجت نہین ہان البتہ شرط
متعہ ہے سے عالم کا یہ فتوی نہین کہ بے پردہ رکھی جاوے **قولہ** جس مرد سے عورت ایک مرتبہ متعہ کرے اور پھر
دوسرے سے کرے اور اسکے بعد پھر اسی سے کرسکتی ہے **اقول**۔ نکاح کا بھی یہی قاعدہ ہے پھر متعہ مین

کیا اعتراض ہی آپ کو اما م خارجہ کی بھی کچھ خبر ہے کہ فقہ حنفیہ مین ایک نامی عورت ہی کہ اسنے پانسو نکاح
کئے ہین ایک ایک مرد سے دس دس مرتبہ اسکو نکاح کی نوبت پہنچی تھی ہمارے مخاطب صاحب بیہودہ
اعتراض کے عادی ہین اور سمجھ ماشا اللہ ایسی ہی کہ عبارات اردو کی بھی تفہیم کی لیاقت نہین چنانچہ
اعتراض چہارم قائم ہونیکی وجہ صرف آپکی سمجھ ہی ہے اصلی مسئلہ یہ ہی کہ متعہ مین بھی لحاظ عدہ ضروری
ہے تا ختم عدہ دوسرے شخص سے وہ عورت متعہ نہین کر سکتی مگر جو عورت ساقط الحیض ہو اسکے
لئے عدت کا دیکھنا ضرور نہین ہی بعد ختم میعاد متعہ دوسرے شخص سے کر سکتی ہی اسکو اپنی بیوقوفی
سے متعہ دوری سمجھا ہے بعد اسکے مولف صاحب جواب ارقام فرماتے ہین **قولہ جواب۔** اگرچہ
یہ تمام خیالات واہیات شیعون کے جو در باب متعہ کے رکھتے ہین آیہ تزویج۔ فانکحوا ماطاب لکم
من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع۔ سے باطل ہوتی ہی مگر ہم اسکا جواب شیعون کی معتبر کتب سے
ثبت کرتے ہین **اقول** ماشا اللہ ابھی آپکو یہ بھی خبر نہین کہ آیہ تزویج پہلے نازل ہوئی ہی یا آیہ
متعہ پہلے نازل ہوئی ہے یا ایک ساتھ نازل ہوئی ہین اور یہ ارشاد نہوا کہ آیہ تزویج سے متعہ کسطرح
باطل ہوتا ہے اس آیت کا تو یہی منشا ہے کہ نکاح کرو تم عورتون مین سے جسکو تمہارا جی چاہے دو دو تین
تین چار چار اگر مخاطب صاحب کا یہ منشا ہے کہ نکاح کے علاوہ اور طرح پر تصرف کرنا حرام ہے تو اس سے
جہاد کی پکڑی ہوئی کنیزین بھی حرام ہوگئین اور جسنے جہاد کی کنیزون پر تصرف کیا وہ ایسا ہی
گنہگار ہوا جیسا متعہ کرنیوالا لیکن مخاطب صاحب نے یہ بھی تحقیق کر لیا ہے کہ حضرت عمر نے تو کبھی
جہاد کی کنیزون پر تصرف نہین کیا ہے ورنہ اگر ثابت ہوگیا تو بڑی دقت ہوگی واضح ہو کہ سورۂ نسا
مین خداوند تعالے نے تین قسم کی عورت پر متصرف ہونا جائز قرار دیا ہے۔ اول فانکحوا یعنی نکاحی
عورت دوم او ماملکت ایمانکم یعنی جسکے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہون یعنی جہاد کی پکڑی ہوئی
عورتین سوم ان تبتغوا باموالکم یعنی متعہ کی ہوئی عورتین پس اگر نکاحی عورت کے سوا تصرف جائز
نہین ہی تو اس سے متعہ ہی حرام نہوگا بلکہ کنیزین بھی حرام ہو جاینگی اور بہت سے لوگون کو اپنے
حرامی ہونیکا یقین کرنا پڑے گا **قولہ** بحوالہ کتاب من لایحضرہ الفقیہ۔ باکرہ عورت سے متعہ کرنا

اسکے خاندان کو بٹہ لگانا ہے اسلئے معلوم ہوا کہ متعہ بُرا ہے **اقول** یہ ہم بیشتر لکھ چکے ہین کہ نفس متعہ مین کوئی فضیلت نہین ہی بلکہ ایک فعل جائز ہے اگر کسیکو ضرورت ہو تو رخصت ہی اور جو فضائل بیان کئے گئے ہین وہ کفر توڑنے کے ہین **قولہ** خلاصۃ المنہج مین لکھا ہے کہ غرض اصلی از مباشرت بقاء نسل باشد نہ مجرد لذت اور متعہ مین حظ نفس ہی **اقول** متعہ مین تین مطلب ہین رفع حاجت بقاء نسل لذت اور یہ تینون جائز ہین اگر ابھی اطمینان نہین ہوا تو امام مالک اور انکے مقلدین سے بحث کر لو **قولہ** جب متعہ مین ایسے ایسے فضائل تھے تو آئمہ طاہرین اور انکی اولاد نے کیون اس نعمت عظمےٰ کو چھوڑا اور امام حسن علیہ السلام کیون زیادہ نکاح کرتے اور طلاق دیدیتے تھے **اقول** اسکا حال ہم اوپر لکھ چکے ہین اور یہ ضرور نہین ہے کہ بغیر حاجت کے کوئی متعہ کرے اگر کسیکو متعہ کی حاجت نہ پڑے تو اس سی ناجوازی ثابت نہین ہوسکتی جو حوالہ امام حسن علیہ السلام کا دیا گیا ہے انکو متعہ کی کیا حاجت تھی اور جو آپ کا یہ زعم ہی کہ امام حسن علیہ السلام فقط لذت کے لئے نکاح کرکے طلاق دیدیتے تھے یہ غلط ہی طلاق بغیر سبب عظیم کے نہین دیا جاتا نہ نکاح سے پہلے ان کا یہ ارادہ ہوتا تھا کہ شب زفاف کے بعد ہم طلاق دینگے بلکہ بعض ایسے اسباب لاحق ہوتے تھے کہ موافقت باہمی ہونا غیر ممکن معلوم ہوتا تھا تب آپ طلاق دیدیتے تھے ہان اگر فقط حسب مزعوم آپ کے لطف زفاف کے ہی لئے نکاح کرتے تو متعہ والے ہوتا اور جبکہ یہ بات نہ تھی اور حاجت متعہ لاحق نہین ہوئی تو پھر متعہ کیون کرتے۔ **قولہ** چہارم بروایات صحاح ستہ اہلسنت ثابت ہے کہ رسولخدا نے جنگ اوطاس مین تین روز کے لئے متعہ کو جائز رکھکر پھر ہمیشہ کے لئے ممانعت کردی تھی مگر بعض لوگ اسپر عامل رہے اور بعض جاہل رہے تب خلیفہ دوم نے اپنے عہد خلافت مین اسکی ممانعت کردی اور حد زنا لگانے کا حکم دیا **اقول** اپنے امام مالک کو کس فرقہ مین شمار کروگے اور اصلی وجہ متعہ بند کرنے کی یہ نہین ہے بلکہ وہ ہے جو ہم اوپر مذکور کر چکے ہین اور مویدا سکے دوسرا قصہ یہ ہوا کہ آپ کی کسی رشتہ دار نے کسی مرد سے صحبت کی چونکہ وہ بے شوہر تھی اسکے غسل کرنے پر آپ کو شبہ ہوا اس سی سخت مزاحمت کی اس نے جان بچانے کے لئے کہدیا کہ مین نے متعہ کیا تھا اسپر آپ سخت برہم ہوکر متعہ کو منع کر دیا **قال** فما استمتعتم کے لغوی معنی فائدہ گرفتن

سے کہے ہین اور اصطلاحی معنی وطی اور دخول کے ہین اور دلیل اسپر کلمہ فا کہ تعقیب کیواسطے ہی مدلّل
ہی کیونکہ تعقیب فرع ہی اصل جملہ ماسبق مین بیان بیان مہر و نکاح کا ہی لہذا بدلیل کلمہ فا معنی استمتعتم
کے وطی اور دخول کے ہوئے نہ عورتون سی متع کرنے کے **اقول** سبحان اللہ آپ تو فاضل ہی ہو گئے
تفسیر دانی آپ ہی پر ختم ہوئی ہی آپ کی اصطلاح بھی ماشاء اللہ نئی ہے لیکن متعۃ الحج مین آپ کی
اصطلاح مین کسکا دخول ہوگا اور جو کلمہ فا کی دلیل مین نحو کی ٹانگ توڑی ہی یہ بھی آپ کا ہی
کام ہی کہ کلمہ فا سے تمتع کے معنی نکاح ہوئے عورت سی وطی کرنے کی قرار پالئے کیونکہ پہلے جملہ مین ذکر
نکاح و مہر کا ہوا ہی لیکن آپ اس سے پہلے اور اسکے بعد بھی اتوھن اجورھن کو خرچ کھ چکے ہو اور کلمہ فما استمتعتم
کے بعد یہ ہی فاتوھن اجورھن فریضۃ موجود ہے تو اس سی ثابت ہوتا ہی کہ نکاحی بی بی کی بھی خرچی
جائز ہے (چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار) اجی حضرت آپ کو کیا ہو گیا ہے فما استمتعتم کا
جملہ ماسبق نکاح و مہر نہین ہے بلکہ یہ ہی ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین یعنی اگر بلاؤ تم
عورت کو بدلے اپنے مال کے باحصان و غیر شہوت رانی۔ اسکے آگے ہی فما استمتعتم یعنی پس اگر تمتع کرو
تم ان سے تو انکا اجورہ ادا کرو تمتع عورت وطی اور دخول کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے آپ نے ناحق
اتنا خبط کیا اور فضول سر مارا کوئی تفسیر دیکھنے کی لیاقت نہ تھی تو ترجمہ قرآن کا دیکھ لیا ہوتا جو آپنے
آیت ناسخ آیت متعہ پیش کی ہے وہ خود موید آیہ متعہ ہے کلمہ او ما ملکت ایمانکم مین کنیزین اور متعہ
کی ہوئی عورتین شامل ہین یعنی جو عورتین تلوار کے زور سے لی جاوین یا روپیہ کی عوض بلائی جائین
وہ ملکیت یمین کہلاتی ہین اور مخاطب صاحب نے جو اسکے ترجمہ مین مملوکہ زر خرید لکھا ہے یہ انکی لیاقت
ہے بلکہ ملک یمین کی اول قسم تلوار کے زور سے چھینی ہوئی عورت ہے اور دوسری قسم زن ممتوعہ
ہے اور یہ قول آپ کا کہ حفاظت شرم گاہون کی بغیر نکاح ممکن نہین ہی صریحاً مخالف حکم خدا ہے آپنے
جو آیت سند پیش کی ہی اس مین ہی منکوحہ اور ملک یمین درج ہے **قولہ**۔ وساوس شیطانی اور
ہوا جس نفسانی نے شیعون مین اسدرجہ ترقی کی ہی کہ ایسے ویسے عورت و مرد کا تو ذکر ہی کیا ہی
بلکہ بڑے بڑے مجتہد العصر اس بلا مین مبتلا رہتے ہین **اقول** اگر کوئی شخص فعل جائز کا مرتکب

ہو تو گناہ کی بات نہین ہی مجتہد ہو یا غیر مجتہد لیکن حضرت یہ تو فرمائیے کہ آپ کو اصرار بر محرمات کی
اجازت کہان سے حاصل ہوئی ہے یہ سنت المشائخ کیون ترک نہین کیجاتی اسکے بارہ مین تو آپ
بجز سنت پیران و مشائخ کے کوئی نص پیش نہین کر سکتے ایسی سندون سے کام نہین چلتا کہ طمانچہ بر
رخ مبارز خان زد کہ عرش معلی بلرزید شیعون پر الزام اسوقت دینا چاہیے کہ جب آپ خود بری ہون
متعہ تو حلال ہی مالکیہ مین بھی لیکن آپ کے بڑے بڑے مقدس جنکو پیر کہتے ہو رنڈیون مین پیری
مریدی کے بہانے پڑے رہتے ہین اور بڑی بڑی لمبی ڈاڑھی والے وہابی امردبازی کرتے ہین دونو
طرح کا لطف اٹھاتے ہین کبھی فعل کی گردان پر فاعل کے معنی سمجھ جاتے ہین کبھی مفعول کے معنی
ذہن نشین کرتے ہین یہانتک آپنے متعہ پر بحث کی بعد اسکے وضو کا قصہ شروع کیا **قال** مسئلہ
شیعون کے نزدیک پاؤن پر مسح کرنا جائز ہے برخلاف قول و فعل رسول اللہ کے کہ آپنے بغیر قدم
مبارک دہوئے ہوئے کبھی وضو نہین فرمایا اور ایسے ہی آپ نے اپنے اصحاب با صفا کو تعلیم کیا **اقول**
مولویصاحب فرض سے سنت پر اتر آئے ابھی آپکو یہ معلوم نہین ہے کہ سنت و جماعت غسل رجلین فرض
جانکر کرتے ہین یا سنت سمجھ کر اور ہم یہ بات کب کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم بغیر پیر دھوئے وضو کیا
کرتے تھے بلکہ ہم بھی ایسا نہین کرتے برابر پیر دہو کر وضو کرتے ہین لیکن وضو کر کے پیر دھونا
منافقین کا فعل ہی اور اصرار کرنیوالا مطلق کافر ہو جاتا ہے کیونکہ نص صریح موجود ہی اسکی برخلافی سے
اصرار کرنا کفر ہے قرآن شریف مین خداوند تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ
فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین ۔ یعنی اے ایمان والو جب وقت
تم نماز پڑھنے اٹھو پس دھو ڈالو منھ اپنا اور ہاتھ اپنے کہنیون تک اب فرمائیے کہ اس مین کیا اغلاق
ہے اور کیون پھر توجیہین گھڑی جاتی ہین اور کیون الٹ پھیر کر کے اس آیت کے معنی بدلے جاتے ہین جبکہ
صاف حکم موجود ہے کہ فلان فلان عضو دھو ڈالو اور فلان فلان عضو پر مسح کرو تو خدا کی روبرو
اس مخالفت کا کیا جواب ہی ہمیشہ قرآن کے معنی مین یہ امر ملحوظ رہتا ہی کہ جو سیدھے طور پر الفاظ سے
معنی پیدا ہون وہی لینے چاہئین ثبوت اس امر کا کہ پیر داخل غسل نہین ہین بہت بڑا یہ ہے کہ

جب وضو مین دو عضو یعنی منھ اور ہاتھ دھونے فرض ہین اور دو عضو مسح کے ہین تو آیت تیمم
مین یہ مسئلہ صاف ہوگیا کہ تیمم مین فقط منھ اور ہاتھون پر مسح کیا جاتا ہے اور سر و پیر چھوڑے جاتے
ہین اور وجہ اسکی بہت صاف و روشن یہ ہی کہ جو عضو وضو مین قابل غسل قرار دئے گئے ہین تیمم
مین فقط ان کا مسح فرض ہوا ہے اور جن اعضا کا وضو مین فقط مسح ہے انکو تیمم مین قطعی ترک کر دیا ہے
پس دین حالیکہ ایسی سند کامل موجود ہے اور پھر بھی حکم خدا کی برخلافی کیجاوے تو کفر مین کیا کلام ہوسکتا
ہے علاوہ ازین تمام محدثین اہل سنت والجماعت متفق ہین کہ رسولخدا صلعم نے مسح علی الخفین کیا ہی
یعنی پیرون کے موزون پر بھی مسح کیا ہی اور اسکے سوا رسولخدا صلعم کی نسبت کبھی کسی فریضہ کا ترک کرنا ثابت
نہین ہوا ہے پس اگر پیرون کا دھونا فرض ہوتا تو ہرگز رسولخدا اسکو ترک نکرتے ہان اگر ہاتھون کے دھونے
کی جگہہ آستین پر مسح کیا ہو تو ثابت کر دیا اور کسی فریضہ کی نسبت اسیطرح ترک کرنا ظاہر ہوا ہو تو ہم
یقین کر سکتے ہین کہ فریضہ غسل رجلین کو بھی رسول اللہ صلعم نے ترک کر دیا ہوگا اور جبکہ یہ ثابت نہین ہی تو ظاہر
ہی کہ وضو مین مسح رجلین فرض ہی **قال** اختلاف قرات کا جو فیما بین ہی بسبب جہل مرکب اہل تعصب کے ہی ورنہ
پاؤن کا دھونا تو با قاعدہ صرفی بھی ثابت ہی کیونکہ بعض کے نزدیک ارجلکم مفتوح بالفتح اور بعض کے نزدیک مجرور
بجر اس توجیہہ سے بھی ارجلکم مفعول فاغسلوا کا ہی بسبب جوار جر کے اور عطف بعید کے واؤ سے بھی ارجلکم کا مفعول
فاغسلوا ہونا ثابت ہے پس اس صورت مین پاؤن کا دھونا بھی فرض ٹھہرا **اقول** علم کلام
اور تفسیر مین تو ہمارے مخاطب صاحب کو کمال حاصل تھا ہی مگر اب معلوم ہوا کہ صرف مین بھی کامل ہین
اور کامل بھی کیسے کہ گویا صرف آپ کی ہی ایجاد ہے صرف اور نحو مین تمیز کرنے کا وقوف ابتک حاصل نہین
صرف مین بھی جار و مجرور کی عادت دیتے ہین اور طرہ یہ ہے کہ مفعولیت کا ایسا شوق غالب ہوا کہ
کبھی ارجلکم فاغسلوا کا مفعول قرار دیا ہے اور کبھی فاغسلوا کو ارجلکم کا مفعول بنا دیا۔ کبھی عمر مفعول بکم
کا ہے اور کبھی بکم مفعول عمر کا عطف بعید مین اگر وایدیکم کو بھی قمتم کا مفعول قرار دے کر ہاتھون بیم
کھڑے ہوکر پیر آسمان کیطرف بلند کر کے آپ نماز پڑھا کرین تو زیادہ تر مناسب ہے بہ نسبت ہاتھ باندھنے
کے اس مین فروتنی اور عاجزی بھی زیادہ ہوگی غضب خدا کا ہے کہ صریح مخالفت قرآنی روا رکھی جاتی ہے

تمام قرآنون مین ارجلکم بالفتح موجود ہے پھر جار مجرور کی کیا بحث ہے آیہ تیمم موید اسکی موجود ہی مگر
ختم اللہ علے قلوبہم کا مضمون صادق آتا ہے **قال** استبصار کے باب وجوب المسح علی الرجلین مین مرقوم
ہے۔ الوضوء بالمسح ولا یجب فیہ الا ذالک ومن غسل فلا باس + یعنی وضومین پاؤن کا مسح واجب ہے
اور جو شخص کہ پاؤن دھوئے تو کچھ ڈر کی بات نہین ہے اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ پاؤن
دھونا درست ہے **اقول** افسوس ہی کہ ہمارے مخاطب صاحب ترجمہ بھی صحیح نہین کرسکتے نہ مطلب
صحیح سمجھہ سکتے ہین مطلب صاف اس قول کا یہ ہے کہ وضومین مسح پیرون کا واجب ہے اور خلاف اسکے
کرنا ہرگز واجب نہین ہی لیکن اگر کوئی شخص اتفاقاً بجائے مسح کے پیر دھو ڈالے تو اس سی وضو باطل
نہو جائیگا لیکن جو شخص اصرار کے ساتھہ دیدہ و دانستہ بجائی مسح کے پیر دھوئے تو وہ بوجہ مخالفت الٰہی
کافر ہو جاتا ہے **قولہ** دوم اسی کتاب کے اسی باب مین ہے کہ رسولخدا صلعم با امیر المومنین تعلیم وضو
نمود کہ اعضاء وضو دو بار و مسح سر یکبار کافی است و در غسل قدمین خلال در انگشتان ہر دو پا باید
نمود اس مضمون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پاؤن دھونا ضرور ہے **اقول** لطف تو یہ ہے کہ ابھی آپکو
یہ بھی معلوم نہین ہے کہ کتاب استبصار عربی مین ہے یا فارسی مین یا ایک باب عربی کا ہے یا ایک فارسی
کا یا ایک ہی باب مین مسئلہ عربی ہے یا ایک فارسی ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کے حوالہ سے
آپنے لکھدیا اور مطلب اسکا آپ بالکل نہ سمجھے حالانکہ اعضاء وضو دو بار خود ہی لکھ چکے ہو اور پیرون کا
بیان اعضاء وضو سے علیحدہ ہے اور اعضاء وضو منھہ اور ہاتھہ کہلاتے ہین جنکا غسل واجب ہے
پیرون کا بیان اعضاء وضو کے بعد کیا ہے اور ظاہر ہے کہ پیرون کا دھونا خارج از وضو منع نہین بلکہ
ضروری ہی اگر آداب غسل قدم بعد وضو تعلیم کئے تو کیا مضائقہ کی بات ہے **قال** سوم اسی کتاب کے
باب وجوب الترتیب مین ہے ان نسیت مسح راسک حتی اغتسل رجلیک فامسح راسک ثم اغتسل
راسک۔ یعنی مین وضومین مسح سر کا کرنا بھول گیا یہانتک کہ پاؤن بھی دھو ڈالے جب یاد آیا تو
مسح سر کا کرکے از سر نو پھر پاؤن دھوئے اس فعل مکرر سے بھی بخوبی واضح ہوا کہ پاؤن کا دھونا
یقینی ہے اور بعض شیعہ جواز راہ تعصب کے کہتے ہین کہ پاؤن دھونے سی وضو نہین ہوتا ہی دروغ ہی

اقول قربان اس صحت عبارت اور ترجمہ عربی کے ہم نے سنا تھا کہ ہمارے مخاطب صاحب سے کسی نے
شرط یہ گلستان کی عبارت پر رسوائی تھی مگر صحیح عبارت پڑھ گئے اب ہم کو یقین کامل ہوگیا کہ مخاطب
صاحب فقط اردو کے مولوی ہین عربی بالکل نہین پڑھے اہل انصاف غور تو فرماوین کہ ان نسبت
مسح راسک کے یہی معنی ہین کہ مین اپنے سر کا مسح بھول گیا تھا اور حتی اغتسل رجلیک کے معنی یہ ہوئے
کہ یہانتک کہ مین نے اپنے پیر بھی دہو ڈالے اس عربی دانی کا کیا ٹھکانا ہے مخاطب و متکلم کی ضمائر
کی جنکو تمیز نہین نہ اغتسل راسک لکھ کر ترجمہ کرتے ہین کہ از سر نو مین نے اپنا سر دہو ڈالا اگر تم
اٹھانے کو کہو تو وہ ملانے لگین) اور اسپر دعوے مناظرہ اہل حق کا رکھتے ہین مخاطب صاحب آپنے
یہ عبارت اور ترجمہ کس کتاب سے نقل کیا ہے کتاب استبصار کبھی آپ نے آنکھ سے بھی دیکھی ہے ۔ نمبر ۲
پر جو عبارت فارسی آپ نے درج فرمائی ہے وہ کتاب استبصار مین کبھی بھی آپ نے ملاحظہ فرمائی یا کسی
دوسرے کا حوالہ ہی آپ نے نقل کر دیا اگر آپ واقع حال لکھدیتے کہ فلان شخص نے بحوالہ کتاب استبصار
یہ لکھا ہے تو آپ کی شیخی کر کری ہو جاتی سمجھنے والے تو اب بھی سمجھ گئے کہ یہ کتابون کے حوالے آپکی
لیاقت اور ہمہ دانی کی شہادت ادا نہین کرتے ہین بلکہ آپکی کیفیت نقل مین ایسی ہی ہے کہ جیسے
میان مٹھو بنی جی بھیجو پڑھتے ہین حالانکہ وہ بنی جی کو کیا جانے دوسرون کے حوالون پر مناظرہ کرنا
آپ کا ہی کام ہے کسی کا مصرعہ ہے ع وائے بر ہنر کہ بر کبیر برادر ناز د ۔ اگر آئندہ کچھ حوصلہ مناظرہ ہو
تو کتاب استبصار کو کسی عربی خوان سے پڑھوا کر صحیح عبارت اور صحیح ترجمہ سنکر کچھ تحریر فرمانا ۔

اما قولہ علیہ ما یستحقہ ۔ بحوالہ کتاب استبصار کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کا حال حضرت ابو عبد اللہ
سے بیان کیا کہ اسنے اپنی زوجہ کی مقعد مین دخول کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ کچھ ڈر نہین ✤

اقول یہ مخاطب صاحب کی محض دانائی ہے لا باس سے مراد یہ ہے کہ یہ کوئی جرم نہین ہے اس سے
اباحت وجواز مراد نہین ہوسکتی اور یہ سب مذاہب مین یکسان مختلف فیہ ہے جرم کسی مذہب
کی رو سے قرار نہین پایا ہے حنفی اگر زوجہ کی دبر مین دخول کرے تو نہ زنا کا فتویٰ ہوگا نہ اعلام
کا نہ لیو جب مذہب حنفی اسکو کوئی سزا دیجائیگی پھر فرمائیے کہ مذہب حنفی کے بموجب بھی لا باس

کا فتویٰ ہوا یا نہین **قولہ** خلاصۃ المنہج کے دس جزو مین تفسیر آیہ کریمہ نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم
انی شئتم کی اسطرح سے لکھی ہے زنان شما کشت اند پس بیائید کشت خود را ہر گونہ کہ خواہید خواہ
روے زنان بجانب شما باشد خواہ پشت یا غیر آن شاید لفظ غیر آن سے مراد مفسر کی دہن بھی ہوا
کیونکہ سوائے منہہ کے اور کوئی جگہ قابل دخول نہین ہے **اقول** اہل انصاف ہمارے مخاطب کی شقاوت
قلبی اور تیرہ درونی کو ملاحظہ فرماوین کہ مفسر نے کیا بیجا لکھا ہے اور اس تحریر پر کونسا موقعہ
اعتراض کا ہے معنی انی شئتم کے بموجب مذہب حق تو یہی ہین کہ جس طرز اور جس شکل سے چاہو
مجامعت کرو اشکال جماع چونکہ بس و بیتس ہی منحصر نہین ہین بہت طریقون اور اشکال سے ممکن ہے
مثل بیٹھے ہوئے کھڑے ہوے اپنے او پر لٹائے ہوئے کے پھر اگر مفسر نے رو و پشت کے علاوہ غیر
آن کا لفظ لکھا تو کیا بیجا کیا ہان اپنی اپنی سمجھ جدا ہے اگر مخاطب صاحب نے منہ سے داخل ہونے اور
قبل سے نکلنے کا راستہ تلاش کر لیا ہے تو البتہ دوسری بات ہے یا اس آیت کے معنی وہابیون نے
کسی اور طریق سے لگائے ہون تو امر آخر ہے انی شئتم سے مراد اسی تو وہی تھی جو مفسر نے لکھی ہے
اور اگر مخاطب صاحب (جسطرح جی چاہے مزرعہ مین جاؤ) مین معہ لاؤ و لشکر یا مع دوست و احباب
یا مع ملازمان و مزدوران قلبہ ران کے جانا جائز سمجھ رہے ہین تو انکو مبارک ہو کیون مخاطب
صاحب داب مناظرہ یہی ہے ایسے بدتہذیب الفاظ استعمال کرنے سے جواب ترکی بہ ترکی دیا جاتا
اگر ہم تہذیب کو تمہاری طرح ہاتھ سے نہین دیتے دخول فی الدبرین بغیر انزال غسل واجب
نہونا بعث ٹھیک بات ہے کنز الدقائق فارسی مین کتاب الطہارۃ مین یہ مسئلہ درج ہے مسئلہ
در خروج آب منی باوفق و شہوت غسل فرض شود دیگر مسئلہ اگر بازنے نارسیدہ وطی کرد غسل بر مرد
فرض نشود چونکہ عورت نارسیدہ ہے محض دخول سے اسپر غسل واجب نہوا اور غسل کا بحالت
خروج منی فرض ہونا قرار پایا تو پھر شیعون پر کیون اعتراض ہے معلوم ہوا کہ آپ اپنی فقہ سے بھی
ناواقف ہین مخاطب صاحب نے جواب بھی اپنی طرف سے تحریر فرمایا ہے کہ انی شئتم ظرف زمانی ہے
جس سے پایا جاتا ہے کہ ہر زمانہ اور ہر وقت مین جماع کرنا جائز ہے حالانکہ یہ درست نہین بہت

اوقات ایسے ہین کہ جماع کرنا ممنوع ہے جیسے ایام حیض ایام نفاس وقت روزہ وقت حج وقتِ
نماز وغیرہ پھر آپ فرماتے ہین کہ یا ظرفِ مکانی ہے کہ جس مقام اور مکان پر چاہو مجامعت کر دیہ
بھی درست نہین ہی کیونکہ بہت مقامات ایسے ہین کہ وہان جماع ممنوع ہی مثل مسجد حرمین پیر کی
درگاہ لیکن طرفہ یہ ہے کہ ہمارے مخاطب صاحب کے ہم مشرب بخیال ظرف مکانی مساجد مین اعلام
اور پیرون کی درگاہ مین فعلِ حرام کو جائز جانتے ہین بیشتر تو ہم اس مسئلہ کو ایسے ہی سُنا کرتے تھے مگر
اب مخاطب صاحب کی بدولت اسکا اصول بھی معلوم ہو گیا کہ اِنّی شئتم ظرف مکانی ہے ہر جگہہ اور
ہر مقام پر ایسا فعل جائز ہے اور دوسری لیاقت ہمارے مخاطب صاحب کی دیکھیے کہ ابھی تو اِنّی شئتم
کو ظرفِ زمانی قرار دیکر ہر وقت اور ہر حالت مین جماع کرنے کی اجازت دیتے تھے اور ابھی اپنی تکذیب
کے لئے آیت امتناع جماع حالتِ حیض کی تحریر فرمائی ارادہ آپ کا شیعون کی تکذیب کا تھا مگر خدا
نے خود مخاطب صاحب کی تکذیب اہنین کے بیان اور قلم سے کرا دی فاعتبروا یا اولی الابصار
قولہ شیعہ نوروز کو عید قرار دیتے ہین اور یہ تقلید مجوس ہی **اقول** خواجہ صاحب کی درگاہ
مین بسنت ہوجاتا ہے تمام مشائخ عظام چشتیہ بسنت مناتے ہین اور یہ تقلید ہنود ہی سال کی
نوروز کو عید گردانا جائز نہین حضرت غوث الاعظم نے تو یہ تقلید زمانہ جاہلیت عید محرم جائز قرار
دی ہے **قولہ** شیعون نے ایک عید با شجاع جائز کی ہے الخ **اقول** درآنحالیکہ شیعون کے نزدیک
یہ امر ثابت ہے کہ حضرت عمر دشمن اہلبیت تھے اور اہلبیت علیہم السلام کو انکے قتل ہونے سے نہایت
خوشی ہوئی تھی تو محبتِ اہلبیت کا اقتضا یہی ہے کہ انکی خوشی کو مین اپنی خوشی اور انکے رنج کو
مین اپنا رنج سمجھا جاوے تو ایسے موقعہ پر عید کرنا بہت بڑے ثواب کی بات ہے **قولہ** ۱۸ ذی الحجہ کو
عید غدیر کرتے ہین اور سبب اسکا یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی نے اِس تاریخ پر وفات پائی **اقول**
یہ ہمارے مخاطب صاحب کی ناواقفیت کی وجہ سے ہے ورنہ ۱۸ ذی الحجہ کو یہ عید نہین ہوتی نہ حضرت
عثمان کے قتل کی وجہ سے یہ عید کیجاتی ہے بلکہ ۱۸ ذی الحجہ کو عید غدیر ہوتی ہے اور غدیر وہ مقام
ہے جہان رسول صلعم نے سال حجۃ الوداع مین حضرت علی کو اپنا ولیعہد مقرر کیا جسکا حال ہم مفصل

پیشتر لکھ چکے ہین اور حدیث غدیر یعنی من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو معہ آیات متعلقہ تحریر کر چکے ہین
قولہ عوام شیعون نے بمقابلہ جہاد کے تعزیہ داری کو اور بمقابلہ جوانمردی کے مصائب امام حسینؑ
مین گریہ وزاری کو اور بمقابلہ مساجد اللہ کے ایمان بگاڑون کو اور بمقابلہ شادی نعمت اسلام کے
غم والم کے اکھاڑون کو اور بمقابلہ تسبیح وتہلیل کے تبرا کو اور بمقابلہ درود وتہلیل کے اہل ایمان کے
حق مین بددعا کو اور بمقابلہ زیارت حرمین کے زیارت روضۂ امام حسینؑ کو ایجاد کیا ہے حالانکہ اس
مخترعات بے معنی سے بہت برا فساد اسلام مین پڑا ہے **اقول** یہ تو ظاہر بات ہے کہ اگر آپ کی
طرف سے امام حسینؑ پر جہاد نہ ہوتا تو شیعون کو تعزیہ داری کی نوبت نہ پہنچتی اور اگر آپ کو اپنی مجاہد
ہونیکا دعوےٰ ہی تو آپ نے ہمیشہ شیطان کی راہ مین جہاد کیا ہے پہلا جو جہاد بی بی عائشہ اور طلحہ وزبیر
نے کیا شیطانی وسوسہ تھا دوسرا جہاد آپکے بزرگ معاویہ اور تیسرا بزرگ زادے یزید نے کیا وہ
بھی شیطانی عمل تھا انکے بعد آپکے پیر و مرشد عبد الوہاب نجدی نے حرم کعبہ اور حرم نبوی پر جہاد کیا غالباً وہ
بھی ویسا ہی عمل تھا اسکے بعد علمائے نامدار دہلی نے ہندوستان سے ہجرت کر کے سوات وبنیر کے
پٹھانون سے جہاد کیا اور ہزارون مسلمانون کی جانین تلف کرائین اور خود سب کے سب غارت و
ہلاک ہو گئے بعد اسکے آپ کے مجاہدین نے ایام غدر ۱۸۵۷ء مین بادشاہ وقت یعنی سرکار انگریزی پر
جہاد کیا اور صدہا مولوی اور ملا جمع ہو کر دہلی جا پہنچے اور نیلے نیلے تہبند باندھ غازی کہلائے مگر میدان
جنگ دیکھکر بھاگ نکلے اور اپنے اپنے گھرون مین کان دبا کر خاموش ہو رہے اور جب تسلط سرکار
انگریزی کا ہوا تو محلہ والون کے آگے ہاتھ جوڑتے پھرے کہ ہمارا نام غازیون مین اور مجاہدون مین
نہ بتلا دینا اگر کسی نے پوچھا بھی کہ حضرت مولویصاحب آپ بھی تشریف لیگئے تھے تو ہزارہا شرعی
قسمین کھاجاتے اور قرآن کا حلف اٹھاجاتے اسوقت کوئی انسے یوچھتا کہ حضرت آپکے مذہب مین
تو تقیہ جائز نہین ہے پھر آپ کیون تقیہ کرتے ہین اور جہاد سے بھاگنا مسجد مین بیٹھ کر تو آپ کفر
اور ارتداد بتلایا کرتے تھے اب خود ہی آپ جہاد سے کیون فرار ہوئے اگر جہاد اسی کا نام ہے تو حضرت
آپ کو ہی مبارک رہے شیعون کا جہاد تو جناب صاحب الامرؑ کے ظہور کے وقت دیکھنا کہ جب یہ

وہابی خوف جان سے کسی قبر مین گھس جاوینگے تو وہ قبر بھی اس مومن ساہی سے کہدیگی کہ نکال
اس مردود کو اور قتل کر کہ یہ بڑا دشمن اہلبیت ہے ایسا ہی حال آپکی جوانمردی اور شیعونکی گریہ و
زاری کا ہے مگر منتقم حقیقی کی روبرو مظلومونکی داد ظالمون سے دلائی جاویگی **قولہ** بمقابلہ مساجد اسنا
کے ایمان بگاڑون کو تخنید کیا ہے **اقول** ایمان بگاڑ ہمارے مخاطب نے امام بارہ سے مراد لی ہی اور
چونکہ براہ تعصب امام کا نام بھی زبان سے نکالنا معیوب سمجھتے ہین اسلیئے اسکا نام بدلا ہے اور
اپنے نزدیک امام بارہ کو جہان ذکر شہادت و مصائب امام علیہ السلام بیان ہوتا ہے بہت ہی مکروہ
شے سمجھی ہی مین سخت حیران ہون کہ مخاطب صاحب کو امام حسین علیہ السلام سے اسقدر عداوت
کیون ہے پیرون کی درگاہ کی مجلس خوانی جہان برابر شیطانی افعال ہوتے ہین یعنی طوائف ناچتی
ہین ڈھولک طبلہ سارنگی مجیرے ستار طنبورہ بجتے ہین ہر وقت غنا و سرود ہوتا ہی خود درویش و
مشائخ بھی ناچتے ہین ان مجلس خوانون کو کبھی ایمان بگاڑ انکہا امام بارہ سے ہی کیا عداوت ہے
وہان کوئی خلاف شرح کام نہین ہوتا پاک طاہر رہتا ہے مجالس عزا سید الشہدا ہوتی ہین آپکی
مسجد کیطرح ملا لوگ کسی فعل بد کے مرتکب نہین ہوتے پھر امام بارہ سے اسقدر نفرت کیون
ہوئی رہا یہ امر کہ آپ لوگ مساجد کی زیب و زینت زیادہ کرتے ہین اور شیعہ لوگ مطلق مساجد کو
زینت نہین دیتے سو مساجد کو زینت دنیاوی سے آراستہ کرنا بری نا روا بدعت ہے یہ آپکو
ہی ہمیشہ سے راس آئی ہے مساجد کی زینت بہت بری یہی ہے کہ جب مومن پاک عقیدت
تولی و تبرا بھرے ہوئے قلب سے دو رکعت نماز ادا کرتا ہے وہ مسجد ہزارہا طرح کی حقیقی زینتون
اور آرائشون سے مزین ہوجاتی ہے شادی اور غم کا یہ حال ہی کہ آپ کیون خوش ہون کہ دنیا کی
خوشی اور عیش آپکو دیا گیا ہے اسکی عوض مین ہمکو خوشی اور عیش ہمکو ملا ہے اور قاعدہ کلیہ بلکہ مضمون
حدیث کا بھی یہی ہے کہ دنیا مین جو مغموم ہین وہ آخرت مین خورسند ہونگے اور جو دنیا مین خورسند
ہین وہ آخرت مین طرح طرح کے عذاب پاوینگے ایسا ہی تسبیح و تبرا کا حال ہی کہ باہم توام ہین
جبتک کہ خدا کی تسبیح سنکر سے اور رسول اللہ اور انکے اہلبیت پر درود اور انکے دشمنون پر

بدعا نکرے مومن پاک عقیدت نہین ہونگا رہی زیارت قبر حسین وہ بقعہ بہشت ہی جو کر یا ہین
داخل ہوا گویا وہ بہشت مین داخل ہوا حرمین کی زیارت کا معاملہ دوسرا ہے مستطیع کے لئے حج فرض ہے
زیارت رسول اللہ کا بہت بڑا ثواب ہے کوئی شیعہ منکر ثواب نہین ہی لیکن آپ کس منھ سے زیارت حرمین
کا نام لیتے ہین کچھ بہت زمانہ نہین گزرا ابھی تک شاید تیسری ہی پشت گذری ہو بڑے پیران پیر عبد الوہاب
نجدی نے حرمین پر جہاد کیا تھا اور زیارت رسول اللہ صلعم کی نسبت وہ ظالم یہ کلمہ کفر بکتا تھا کہ قبر
رسول اللہ صلعم صنم اکبر یعنی بڑا بت ہے **قال الناصبی** عام شیعہ تعزیہ داری اور گریہ وزاری کو
علامت ایمان تصور کرتے ہین اور معاون اس بدعت سیئہ کو محبان خاص اہلبیت سے جانتے ہین
اقول گریہ وزاری اور تعزیت حسین موجب ستمگاری ہے جو شخص مصائب حسین کو سن کر
نہین رویا اسپر بہشت قطعی حرام ہے اگر آپ نے نیچی ڈاڑھی اور اونچا پاجامہ باعث ستگاری سمجھ
رکھا ہے تو محض وسوسہ شیطانی ہے بغیر حب اہلبیت ہر مرکی عبادت حرام ہے یہ نماز و روزہ بغیر گریہ
وزاری کچھ کام نہ آئے گا بلکہ سیدھا جہنم کو لیجائے گا حدیث صحیح مین وارد ہے علمار اہلسنت اس
حدیث کی تصحیح کرتے ہین من بکی علی الحسین او ابکی او تباکی وجبت له الجنة + یعنی جو کوئی حسین
پر رویا یا کسی کو رلایا یا بہ تکلف رویا اسپر بہشت واجب ہوگئی مگر رونا محبت سے متعلق ہی دوست
کی مصیبت پر بیشک دوست کو رونا آتا ہے اور دشمن کی مصیبت پر کوئی کیون رونے لگا ہی اگر
آپ مین کچھ بھی جزو ایمان ہوتا تو بہ تعمیل حکم الٰہی کہ محبت حسین ہر مسلمان پر فرض ہے آپ بھی روتے
لیکن چونکہ آپ کو تو یزید اور شمر اور عمر سعد اور ابن زیاد سے تعلق خاص ہی اسلئے آپ کو یوم عاشورہ
عید کرنی چاہئے تاکہ یزید قیامت کے دن آپ کا شفاعت خواہ ہو **قولہ** اگر محرم مین کھچڑا کھیر پلاوے
یا ٹھنڈی شیر و شکر کا شربت پلاوے یا تقال شیرمال جھجواوے یا مطرب حلوا ترچیاوے اسکو غذا
من وسلوے سے بڑھکر جانتے ہین اور اسکو تبرک سمجھتے ہین حرام وحلال کی تمیز ضرور نہین ہے
اقول افسوس ہی کہ دنیا اپنے گریبان مین منھ ڈالکر نہین دیکھتی کہ فلان طوائف نے خواجہ حسن صاحب
مین دیگ چڑھائی جنکی سکوریون پر گودڑی اور لتہ حیض جنکے پیرون سے اور بدن کے پسینہ سے

ناپاک بدن سے دیگ کے اندر کودے اور لوٹ لائے بعدہ بڑے بڑے مشائخ ان مجاورون سے بڑی قیمت پر وہ چاول خرید کر کے متبرک نعمتِ عظمیٰ سمجھہ کر کھاتے ہین اور کچھہ خیال نہین کرتے کہ رنڈی کی کمائی تو کیسی تھی اور مجاور کودنے والے پاک تھے یا ناپاک تھے اور گدڑی اور لتے جو بدن سے باندھے گئے تھے ان مین کے تولہ تو تحتلم لوگون کی منی ہے اور کے سیر حائض عورتون کا خون ہے رنڈی کی کمائی کی بحث مین تو بہت کچھہ گنجائش ہے اور ممکن ہے کہ اس نے کسی جائز کسب و محنت سے نذر و نیاز کا روپیہ جمع کیا ہو لیکن مولوی ملا لوگ جو گانون گانون پھر کر وعظ کرتے اور لوگون کو دغا سے مرید بناتے ہین انکی کمائی تو مطلق حرام ہے کیونکہ علم کا فروخت کرنا اور اجرت لے کر وعظ کرنا قطعی حرام ہے اسلئے ملا لوگون کی کمائی سے ہیجڑے کی کمائی ہزار درجہ بہتر ہے اور ایک صورت مین تو ہیجڑا بڑے بڑے اپنے ہم مذہب علما سے بہتر و افضل ہے یعنی باوجودیکہ ہیجڑا بھی سنی مذہب ہوتا ہے مگر خدا نے اسکو اسقدر توفیق دی ہے کہ خدا اور رسول کے نام پر کچھہ نذر و نیاز کر دیتا ہے برخلاف وہابیون کے کہ خدا اور رسول کو تو درکنار اپنے باپ دادا کی فاتحہ بھی دو کوڑی کی ریوڑی پر نہین دیتے نقل مشہور ہے کہ جب جمعرات کو ہر شخص اپنے اپنے بزرگون کی فاتحہ دیتا ہے تو مردون مین بہت بڑی خوشی ہوتی ہے اور جس مردہ کا وارث وہابی ہوتا ہے اسکو جو فاتحہ نہین پہنچتی وہ سب سے علیحدہ مغموم بیٹھتا ہے اور جب بعد انتظار بسیار نا امید ہو جاتا ہے تو بھیک مانگنے کو ان مردون کے پاس جاتا ہے وہ سب اس سے حال پوچھتے ہین وہ کہتا ہے کہ میرا بیٹا وہابی ہو گیا اسلئے مین بھوکا مرتا ہون وہ مردے وہابی کا نام سنکر اس مردے کو مارتے ہین کہ تو نے کیون پسر کو ایسی تعلیم دی تھی اگر وہ کوئی عذر معقول بیان کرتا ہے تو اسکو سب مردے بطور خیرات دیتے ہین اور اگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا مین اسکا بھی عقیدہ ایسا ہی تھا تو اسکو اپنے پاس سے دور نکال دیتے ہین اور اس پر لعنت کرتے ہین جب وہ شیخ عبد الوہاب کی تلاش مین نکلتا ہے تو انکو اپنے سے زیادہ سخت مصیبت مین مبتلا دیکھ کر اولاد پر لعنت بھیجکر سو رہتا ہے اسلئے یقین ہے کہ ہیجڑے اور ڈوم اور رنڈی کے مان باپ کی حالت وہابی کے

مان باپ سے ہزار درجہ بہتر ہوگی وہابی کا مردہ باپ جمعرات کو ضرور بچھڑے کے کباب کی بالین خیرات مانگی جائیگا اور بیچھڑے کا باپ اُسکو لعنت کر کے نکال دیگا کما صرح فی الحاشیۃ کنز الدقائق **قولہ** - تعزیہ داری کی ممانعت معتبر کتب شیعہ مین موجود ہے اول کتاب من لایحضرہ الفقیہہ کے باب نوادر مین امیر المومنین سے منقول ہی۔ من جدد قبراً او مثل مثالاً فقد خرج من الاسلام - یعنی فرمایا حضرت علیؑ نے کہ جس نے از سر نو قبر بنائی یا تصویر کھینچی پس تحقیق وہ اسلام سے خارج ہوا **اقول** تعزیہ داری کے معنی مخاطب صاحب نہین جانتے ہین اور جو تعزیہ داری ہندوستان مین مروج ہے اور جسکو مخاطب صاحب تعزیہ داری سمجھہ رہے ہین یہ عمل شیعون کا نہین ہے بلکہ خاص اہلسنت کی اختراع ہے ہان بعض شیعہ بھی سنیون کی دیکھا بھالی سے تعزیے ملنے لگے ہین اسکا الزام تو خود مخاطب صاحب پر ہے اگر حالات تاریخی سے کچھ واقفیت رکھتے ہون تو گریبان مین منھ ڈال کر شرما جائین سدی تجدید قبر یا اسکی مثال بنانا یہ تعزیہ سے متعلق نہین بلکہ اسکی یہ صورت ہی کہ جب سلاطین مغفور نے بغداد فتح کیا تو قبر ابو حنیفہ کو کھود کر استخوان بوسیدہ جلا کر دجلہ مین پھینکوا دیا تھا مگر بعد اسکے ان کے مریدون اور مجاورون نے جدید قبر بنالی اسلئے وہ اسلام سے خارج ہوگئے ایسا ہی ہندوستان کے اکثر قصبات و دیہات مین بغیر مردہ کے قبرین بنا کر چادر اڑھا کر نقارے بجاتے ہین مرید اعتبار کے لئے کوئی نام اس پیر کا تجویز کرتے ہین ورنہ پیر غیب کے نام سے مشہور کر دیتے ہین یعنی معتبر سنا ہے کہ شہر میرٹھ مین ایک موقعہ کمہار نے اپنا مردہ گدھا دفن کر دیا تھا ابتداءً شہدون نے اسکی قبر کی صورت بنا دی اور رفتہ رفتہ وہ قبر ایک بڑے ولی کامل کی مشہور ہوگئی بہت سے چالاک لوگون نے اپنے نفع کے لئے کہدیا کہ فلان بزرگ نے مجھکو خواب مین بشارت دی ہے اور اپنی قبر کا نشان فلان جگہہ بتایا ہے وہان قبر بنا کر زیارت گاہ ہوگئی اگر مثال سے مراد بت تراشی ہے تو بنانے والا ظاہر ہے کہ اسلام سے خارج ہوا لیکن اگر مخاطب نے قبر کے نقشہ بنانے سے مراد لی ہے تو اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب والے دیار المحبوب مین نقشہ قبر آنحضرت صلعم کا لکھا ہے مخاطب

صاحب نے جو ایک روایت کلینی درباب ہجرۂ زنان درج کی ہے اس بہی اور گریہ وزاری سے کیا علاقہ ہے یہ روایت تو عورتوں کی ہدایت کے لئے ہی کہ اپنے مردوں کو رات کے وقت جلا کر ہجرۂ کے ساتھ نہ روویں کہ ملائکہ کو ایذا پہنچتی ہے اس سے تونوسکی بہت بڑی فضیلت ثابت ہی کہ ملائکہ کا دل بھی آوازِ دردناک سے دکھتا ہے پس غم حسین ایسا ہے کہ اس مین آدمی جن فرشتہ سبکو رونا چاہیئے اور ایسے نوحہ کے ساتھ جس سے ملائکہ کا دل بھی دکھ جاوے نوحہ کرنا بہت ہی افضل ہوگا اس مصیبت سید الشہدا پر تو سوائے انسان کے اور مخلوق جن وانس و ملک کا رونا بھی ثابت ہی خود شاہ عبدالعزیز صاحب سر الشہادتین مین و تنوح الجن بالمراثی۔ اور جن نوحہ کرتے تھے مرثیہ پڑھ پڑھ کر پھر تعزیت حسین پر اعتراض کرنا مسلمان کا کام نہین ہے ہان اگر وہابی معترض ہون تو مضائقہ نہین بھلا اس ظلم کا کہین ٹھکانا ہے کہ محض اس نیت سے کہ حسین پر کوئی گریہ نکرے نفس گریہ کو مذموم کہتے مین اور جانتے ہین کہ قدیم سے بزرگان و برگزیدگان خدا کا شعار گریہ رہا ہی

قال شیعہ کہتے ہین کہ محرم غم کا مہینہ ہے اس مین پان نہ کھانا چاہیئے **اقول** اسکا جواب بجز اسکے کیا ہو سکتا ہے کہ سنی کہتے ہین کہ میران کا بکرا جو ذبح کیا جاوے چتلا ہو کالا نہو اور شیخ سدو کا مرغا سپید ہو سرخ نہو الہ بخش اور زین خان کے دونہ مین عطر سہاگ کا بھویہ بھی رکھا جاوے بھڑائچ اور اجمیر کے حاجیون کے ہاتھ مین پنکھا اگر نہو تو انکا حج قبول نہ ہوگا اجمیر شریف جا کر اگر ریوڑیان اور الائچی دانہ اور صندل کی لکھیان اور تسبیح نہ لاوے اور برادری مین تقسیم نہ کرے تو گنہگار ہوتا ہی جمعرات کے دن جیپور مین مولانا صاحب کی درگاہ مین جا کر اگر ناچ طوائفان نہ دیکھے تو زیارت کا ثواب نہین ہوتا اور دانا امالی شاہ کے میلہ مین جاوے اور لکڑیان نہ لاوے تو جانا اور نہ جانا دونو برابر ہی اور قبر پر جب تک چوری ملیدہ یا کمبل بتاسہ نہ چڑھاوے تو زیارت قبول نہین ہوتی ہم نہین جانتے کہ ہمارے مخاطب صاحب نے کیون ایسی مزخرفات سے اپنی کتاب کو بھرا ہے شیعہ اگر پان کھاوین یا گوشہ کھاوین یا نکھاوین تو آپ کا کیا حرج ہے اور ہمارے نانکٹی اور انلوا اور رائگہ کلیجہ وغیرہ کا طعام معجون آپکو ہی مبارک رہے غالباً آخرت مین دشمنان اہلبیت کے لئے دوزخ مین اسی کا بہترا تجویز ہوگا

قال شیعون کے نزدیک محرم مین سیاہ لباس پہننا شعار ماتم ہے اور سیہ پوشی رسم کفار سے ہے اور لباس اہل نار کا ہے۔ اِس موقعہ پر ایک روایت بھی درج ہے کہ سیاہ لباس سے عورتون کی نماز نہین ہوتی **اقول** شیعہ تو محرم مین سبز لباس پہنتے ہین اور سیاہ لباس بھی البتہ ماتمی لباس ہے اگر بغیر ضرورت ماتم کوئی شخص فخریہ ایسا لباس پہنے تو البتہ داخل فرعونیت ہے جیسا کہ بعضے لوگ سیاہ ایکہ کا جُبہ پہنتے ہین اور مقصود صرف انکا انگریزون کی تقلید سے ہوتا ہے **قال** شیعونکے نزدیک تقیہ کرنا ضرورت دین سے ہوتا ہے **اقول** جب اُمّتِ نافرجام نے اہلبیت رسول اللہ صلعم سے بدسلوکی کی اور انکی مخالفت پر یہانتک کمربستہ کی کہ انکو شہید کیا انکو زہر دیا قید کیا انکے گھر لوٹے انکے گھرون مین آگ لگا دی انکے خیمہ مین آگ لگائی تو پھر بجز تقیہ کے دنیا مین کیسے گذر کرسکتے اور مذہب حق کا دنیا مین نام کیسے باقی رہتا اس مین کوئی شک نہین کہ اگر آئمہ علیہم السلام عنادِ ناصبی مین تقیہ نہ فرماتے تو دین حق بالکل تلف ہوجاتا تقیہ قدیم سے انبیاء مرسلین کا شعار ہے ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارا کو بہن بتلایا تقیہ تھا حضرت اسحٰق نے بھی بی بی ربقہ کو تقیہ سے بہن ظاہر کیا حضرت یعقوب نے یوسف علیہ السلام کو خواب کا حال بیان کرنے سے منع فرمایا تقیہ تھا یوسف صدیق نے بھائیون سے اپنے آپکو چھپایا تقیہ تھا حضرت ہارون نے گوسالہ طلائی پرستش کے لئے بننے دیا تقیہ تھا حضرت داود نے وسال سے بھاگ کر جان بچائی تقیہ تھا حضرت ذکریا درخت کے اندر جاکر چھپے تقیہ تھا حضرت مسیح کوہ زیتون مین جاکر چھپے تقیہ تھا پطرس حواری نے شب گرفتاری مین تین بار اپنی حواریت اور مسیح کی شاگردی سے انکار کیا ایک گاؤن مین چند حواری سوا مہینہ تک بت پرستی کرتے رہے یہ سب تقیہ تھا رسالت خاتم النبیین مین ملاحظہ کیجئے کہ اول تو صاف صاف خدا نے حکم تقیہ کا یہ دیا کہ اے محمد کفار سے کہدے لکم دینکم ولی دین یعنی تمہارے لئے تمہارا دین ہی اور میرے لئے میرا دین ہے اگر یہ حکم تقیہ نہو تو رسالت باطل ہوتی ہے بعد ازان شعب ابوطالب مین تین سال مخفی رہے اور یہ تقیہ حضرت عمر کے مسلمان ہوتے ہی کیا گیا تھا وہ ایران توران فتح کرنے والے صاحب بھی تین برس تک تقیہ مین رہے پھر رسول اللہ صلعم ہجرت کے لئے تین روز تک غار حرا مین مخفی رہے یہ

بھی تقیہ تھا یہ جو اعتراض ہی کہ امام حسین علیہ السلام نے کیون تقیہ نہین کیا یا حضرت مسلم نے کیون تقیہ نکیا یہ معترض کی کم فہمی ہے امام حسینؑ ہمیشہ تقیہ کرتے تھے بوقت شہادت تقیہ نہ کرنے کے بہت وجوہ ہین اول یہ کہ بعد خروج تقیہ حرام ہے میدان جنگ سے اسوقت منھ پھیرنا مسلمان کا کام نہین خلفاء ثلثہ نے البتہ تقیہ ایسا کیا ہے دیکھو جب احد کی جنگ سے بھاگ کر غار مین چھپے اور پھر ابو سفیان کے پاس معافی قصور کے لئے تشریف لیگئے اور اُسکے آگے ہاتھ جوڑے اور حضرت عثمان تو دو منزل تک اُنکے ساتھ چلے تیسرے دن لوٹ کر مدینہ آئے ایسا تقیہ مردون کا کام نہین ہے شرعاً بھی حرام ہے یا یہ کہ عقبہ پر منھ کپڑون سے باندھکر رسول اللہ پر حملہ آور ہوئے کہ اہل سیر پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ سواریان پہچانی گئین فلان فلان کی تھین یہ بھی ایک قسم کا تقیہ تھا مگر حرام تقیہ تھا اہل سنت اس قسم کا تقیہ اب بھی کرتے ہین ایام غدر ۱۸۵۷ء مین صدہا عالم غازی بنکر دہلی گئے اور بعد انتظام سرکاری کے ہزارون قسمین کھاتے تھے کہ ہم دہلی نہین گئے اور محلہ والون کے آگے ہاتھ جوڑتے پھرتے تھے کہ ہمارا ذکر نہ کرین دوسری وجہ عدم تقیہ حضرت امام حسین کی یہ تھی کہ انکو اپنی موت کا وقت معلوم ہو گیا تھا اسلئے حاجت تقیہ نہ تھی اور اس امر کو شاہ عبد العزیز صاحب سر الشہادتین مین قبول کر چکے ہین ایسا ہی حال حضرت مسلم کا تھا کہ معرکہ جنگ مین آپکے ہم مشرب انکو چھوڑ کر بھاگ گئے اگر خلفاء ثلثہ کے سے حوصلے انکے ہوتے تو بیشک ابن زیاد سے وہ بھی قصور معاف کرا لیتے باقی جو اعتراضات نسبت متقیان شیعہ کئے گئے ہین ان سے بھی سراسر معترض کی حماقت ٹپکتی ہے جبکہ قرآن شریف مین وارد ہے کہ انما المشرکون نجس پھر مشرک کا کھانا کیسے پاک ہو گیا دیکھئے تو یہ کیسی بُری بیحیائی ہے کہ ناک والون پر نکٹے قہقہہ مارتے ہین کیا سنیونکی طرح شیعہ بھی مخالفت حکم الٰہی کرتے تو آپ راضی رہتے مین سچ کہتا ہون کہ اگر مسئلہ خاص مین قضیہ برعکس ہوتا تو سنی لوگ شیعون کو جینے نہ دیتے اس پر تو یہ حال ہے کہ خود قائل ہین نجاست مشرکین کے اور اگر شیعہ پرہیز کرتے ہین تب بھی قابل اعتراض ہین تعصب غش مں اسی کا نام ہے یہ جو اعتراض ہے کہ سنی کے ہاتھ کا کھانا کھا لیتے ہین یہ البتہ خطا ہے پہلے سے معلوم نہ تھا کہ سنی بھی اپنے آپ کو نجس سمجھتے ہین خیر اس کا

کچھ مضائقہ نہیں اس مسئلہ کو ایسا سمجھنا چاہیے کہ جیسے سور اور کتے کا جھوٹا لکھا بحکم النہین اور موجب مذہب اہل تسنن قیمتاً خریدنے سے پاک ہوجاتا ہے اگر کوئی شئے سنی سے خرید وا کر منگا لے تو یہی سمجھ کر خاموش ہو رہے ہوتے کہ وہ قیمتاً منگائی ہے کوئی ہرج نہیں مگر تعصب ایسی بد بلا ہے کہ انسان کو اپنے گریبان میں دیکھنے نہیں دیتا **قال** حلف دروغ حالتِ تقیہ مین گناہ و کفارہ نہیں رکھتا حلیۃ المتقین اور مصلحتاً جھوٹ بولنا جائز ہے **اقول** مذہب اہل تسنن مین بغیر تقیہ اور بغیر مصلحت جھوٹ بولنا جائز ہے دیکھیے ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ خلیفہ اول نے حدیث لانورث دروغ بیان کی ہے بوقت مباحثہ حضرت علیؑ سے تملقاً دروغ باتین بیان کین جن کا کچھ بھی وجود نہ تھا کہ کتاب الامامت والسیاست اور روضۃ الاحباب مین مذکور ہے کہ خلیفہ دوم نے بسندِ روایت صحیح بخاری اپنی نسبت لفظ کاذب اور غادر اور خائن تسلیم کیا خلیفہ ثالث نے اول محمد بن ابوبکر کو حاکم مصر مقرر کیا فرمان لکھدیا پھر حاکم سابق کو خط لکھدیا کہ محمد کو قتل کر دینا جبکہ خط پکڑا گیا اپنے لاعلم ہونے پر جھوٹا حلف اٹھایا اور مروان پر الزام لگایا لیکن مروان کی طلبی پر مکرر حلف دروغ اٹھایا کہ میرے مکان مین نہین ہے حالانکہ مروان گھر مین موجود تھا اور تقیہ انکے نزدیک جائز نہ تھا طلحہ و زبیر نے بمقام حواب ام المومنین عائشہ کی روبرو حلفاً بیان کیا کہ یہ مقام حواب نہین ہے اور دیہاتی آدمیوں کو بہکا کر جھوٹا اظہار دلایا یہ تو پیشوایان متقدمین کا حال ہے جنکی سنت پر چلنا سنی فخر سمجھتے ہین پیشوایان متاخرین مین سے شاہ عبدالعزیز دہلوی کو دیکھئے کہ نام انکا عبدالعزیز بن ولی اللہ بن عبدالرحیم تھا لیکن انہون نے تحفہ اثنا عشریہ مین یہ اصلی نام چھپا کر جھوٹا نام براہ توریہ یعنی بہ سبب فریب و ریا اسطرح درج کیا۔ میگوید بندۂ درگاہ قوی حافظ غلام حلیم بن شیخ قطب الدین۔ اب فرمائیے کہ اس بیوجہ جھوٹ بولنے کے کیا معنی آپ کے علما ایسے کذب و دروغ کو جائز رکھنے کے لئے اسکا نام توریہ قرار دیتے ہین یعنی ریاکاری سے خلاف بیان کرنا چنانچہ مولوی محمد احسن صاحب نانوتوی خاتمۃ الطبع کتاب ازالۃ الغین اسی بارۂ خاص مین لکھتے ہین جناب مولف تحفہ در اول دیباچہ کتاب خویش توریۃً نام خود فرمودہ۔ تقیہ تو تمام

مذاہب مین ہمیشہ جائز رہا ہے مگر ریاکاری اور فریب و کذب و بہتان کسی مذہب مین سوائے
اہل سنت کے جائز نہین اور جائز بھی کیا کہ سنت پیشوایان اولین و آخرین کی **قال** جامع عباسی کے
بارہ باب ۲ فصل مین ہے کہ اگر سنی شیعہ بھی ہو جاوے تو بھی حکم کافر اصلی کا رکھتا ہے کیونکہ اس پر
قضا روزہ نہین ہے **اقول** اہل انصاف اسی پر ہمارے مخاطب صاحب کی سمجھ اور عقل اور علم و
فضل کا اندازہ کرلین ہم عصر کا یہ قول بہت صحیح ہے کہ آپ گلستان کی ۳ سطر بھی صحیح نہین پڑھ سکتے
ہین جامع عباسی فارسی کتاب ہے جبکہ اُسکے سمجھنے مین مخاطب صاحب کی سمجھ پر یہ پتھر پڑے ہین
تو عربی کتب کے حوالون کا کیا حال ہوگا افسوس تو یہ ہے کہ جس شخص کو سلیس عبارت فارسی
کے سمجھنے کی بھی لیاقت نہین ہے اسکو تصنیف و تالیف کا کیون سودا ہوا اب ہم مولف صاحب
کی نافہمی ثابت کرنے کو اصلی مطلب جامع عباسی کا لکھتے ہین وہ لکھتے ہین کہ اگر کافر مسلمان ہو جاوے
تو پچھلے روزون کی قضا اس پر واجب نہین اور اگر مسلمان مرتد ہو جاوے تو ایام ارتداد مین روزے
اسکے ساقط ہوئے ہین تو قضا انکی لازم ہے اور اگر سنی شیعہ ہو جاوے تو وہ حکم ہے جو کافر کے بارے
مین گزرا یعنی اسپر پچھلے روزون کی قضا واجب نہین ہے اہل انصاف مخاطب کی عبارت کو بغور
ملاحظہ فرما کر انصاف کرین **قال** زاد المعاد مین ہے کہ اگر شیعہ بضرورت کسی سنی کے جنازے کی
نماز پڑھے تو بعد تکبیر کے موتی پر نفرین و لعنت کرے اور جامع عباسی مین ہے کہ اگر شیعہ میت مخالف
کے ہمراہ ہو تو یہ دعا پڑھے اللھم لعلا جوفہ نارا و قبرہ نارا و سلط علیہ الحیات و تد العقارب - **اقول**
مخاطب صاحب نے اسکی تشریح نہین کی اپنے شامل اور بھلے آدمیون کو بھی لے لیا ہے بیشک
یہ دعا جامع عباسی مین درج ہے لیکن مخالف معاند کے لئے کہ جسکو ہمارے مخاطب کیطرح حضرات
اہلبیت سے عداوت و دشمنی ہے لعنت ہو اور اس مین کچھ شک نہین کہ جس شخص کی نسبت
ثابت ہو کہ وہ دشمن اہلبیت ہے اور پھر اُسکی نجات کی دعا بے شک مانگنا اور طلب مغفرت کرنا
ایمان کے خلاف ہے یہ دعا بیشک جامع عباسی مین درج ہے مگر ایسے معاندین کے لئے ہی جیسے ہمارے
مخاطب اور دیگر اہلسنت والجماعت کے لئے کہ جنکو دشمنی اہلبیت سے نہین ہے دوسری دعا ہے اللھم

اغفر للذین تابوا الخ درج ہے **قال** حق الیقین مین ہے کہ امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب
امام قائم یعنی حضرت مہدی علیہ السلام ظاہر ہونگے تو کافرون سے پہلے سنیون اور انکے عالمون کو
قتل کرینگے **اقول** قول امام تو بیشک دروغ نہین ہوسکتا اور ضرور جو فرمایا ہی وہ پورا ہوگا کیونکہ
آثار اسکے ابھی سے نظر آرہے ہین اور یہ امر ظاہر ہے کہ جو شخص انسے مخالفت کریگا وہی قتل کیا
جاویگا اور یہ بھی ظاہر بات ہے کہ کفر سے زیادہ آپ ہی لوگ انکی مخالفت کرینگے کیونکہ جو عمل در
آمد آپ کا گیارہ امام کے ساتھ رہا ہے اسی کی امید بارہوین سے بھی ہے یہ تو ممکن نہین معلوم ہوتا کہ
گیارہ سے تو اپنے ہمیشہ عداوت کی اور بارہوین سے محبت و موافقت کروگے حضرت علی سے مخالفت کا
کیا سبب تھا حسنین علیہما السلام سے نے تمہاری کیا خطا کی تھی آجتک کسی کافر نے حضرات اہلبیت مین سے
کسیکو ایذا نہین دی جو کچھ ایذا اور رنج انکو پہنچائے گئے وہ سب مسلمانون کی طرف سے پہنچائے گئے دور
کیون جاتے ہو اپنے اوپر ہی قیاس کرلو کہ اگر آپ کی کتاب جس مین سراسر توہین حضرات آئمہ معصومین
درج ہے اور طرح طرح کے طنز اور طعن خاص جناب مہدی آخر الزمان کی نسبت درج ہین اگر یہ
کتاب انکی روبرو پیش ہو تو آپ کی کیا گت ہو اور کیسا آپ کا سر پیلا کیا جاوے پس اس مین کوئی
شک معلوم نہین ہوتا کہ رفتہ رفتہ زمانہ ظہور حضرت تک آپ لوگون کے عقائد بالکل یزیدیون اور
سفیانیون کے سے ہوجاوینگے اور پیشین گوئی امام جعفر صادق علیہ السلام کی پوری ہوجاویگی
اور آثار اسکے پورے ہونے کے ابھی سے پیدا ہوگئے ہین کہ عقائد آپ کے نسبت حضرات آئمہ معصومین
بالکل مذہب قدیم اہلسنت کے برخلاف ہین **قال** شیعون کے نزدیک اہل سنت کو ایذا دینا باعث
نجات و ثواب کا ہے اور اسکی تائید مین واقعہ مولوی امیر علی کا جو اجودھیا کے ہنود سے ہوا ہی درج کیا
ہے **اقول** اگر مخاطب کی مانند سنیون کے عقائد ہون اور اسی طرح وہ بھی حضرات اہلبیت کے
دشمن ہون تو بیشک شیعون کے نزدیک انکے ایذا دینے سے زیادہ کوئی عبادت و طاعت ہی نہین ہے
اور جو قصہ مولوی امیر علی کا لکھا ہے وہ مخاطب صاحب کی کم فہمی ہے دیکھئے بادشاہ اپنی سب رعیت کو
یکسان سمجھتے ہین انکے نزدیک ہندو اور مسلمان سب برابر ہین مولوی امیر علی نے اجودھیا کے ہنود

پر جہاد کیا لیکن جہانتک اہل سنت کے مجاہدین کے حالات دیکھنے اور سننے کا اتفاق ہوا یہی معلوم ہوا ہے کہ کم حوصلہ آدمی اول تو ذرا ذراسی بات پر جامہ سے باہر ہوکر جہاد اور خروج پر آمادہ ہوجاتے ہین اور پھر بے اسبابی اور عدم لیاقتی کی وجہ سے خود بھاگ جاتے ہین اور سردار کو مروا دیتے ہین عموماً مسلمانان ہند کا یہ حال ہے امیر دوست محمد خان کے والد کا مصاحب بوڑھا آدمی تھا وہ جماعت سید احمد صاحب پر اسی طنز کیا کرتا تھا کہ آلات حرب نمیدانید شمشیر و تفنگ نمیدانید قواعد جنگ نمیدانید بحیہ طور جہاد میکنید بعینہ یہی قصہ مولوی امیر علی صاحب کا ہوا کہ ہنود واجد ضیا پر ادنی بات مین جہاد کا فتوے دیکر خود ہی امام اور سردار بنکر خروج کر دیا اور فتنہ عظیم برپا کیا چونکہ بادشاہ پر انسداد فتنہ اور حفاظت رعیت لازمی امر ہے اگر بادشاہ نے رفع فتنہ کے لئے مفسدون کو قتل کیا تو کیا بیجا ہوا کیا آپ لوگ جب خوش ہوتے کہ شاہ اودھ مولوی امیر علی کی رعایت سے اپنی تمام ہندو رعایا کو قتل کر ڈالتے یا انکو اجازت دیدیتے کہ ہنود واجد ضیا کو قتل کر کے انکے زن و فرزند کو باندی و غلام بنا وے مین سچ کہتا ہون کہ اگر شاہ اودھ ایسا کرتا یا ایسی اجازت دیتے تو بہت ہی بڑے گناہ کے مرتکب ہوتے اور خداوند تعالی منتقم حقیقی کی روبرو انکو کوئی جواب نہ تھا مولوی امیر علی صاحب کی صریحی خطا یہ تھی کہ انہون نے ناحق ہنود پر جہاد کیا عدالت بادشاہی موجود تھی اگر کوئی زیادتی انہون نے مسلمانون پر کی تھی تو نالشی ہو سکتے تھے اور اگر یہ پابندی اپنے مذہب کے جہاد ہی کرنا تھا تو اول سامان حرب و لشکر اسقدر بہم پہنچانا واجب تھا کہ کافی ہوتا اور سب سے زیادہ خطا میرے نزدیک اودھ کے سنیون کی ہے کہ بہت سے قصبہ اور دیہات مثل بلگرام اور کاکوری وغیرہ کے ایسے موجود تھے کہ جن مین لکھوکھا سنی رہتے تھے بڑی بے غیرتی ان لوگون کی تھی کہ خود تو بے شرمی سے زندہ رہے اور مولوی امیر علی صاحب کو شہید کرا دیا غالب ہے کہ قیامت مین مولوی امیر علی کی روح سنیان اودھ کی دامنگیر ہو یہ جو درج فرمایا ہے کہ یہ قصہ قصہ کربلا کا جواب ہے **قال** شیعون کی معتبر کتب مین کفار سے سود لینا عموماً اور اہلسنت کا مال کھانا خصوصاً حلال ہے الخ **اقول** اگر یہ الزام تہمت

بھی ہو تو بھی کیا مضائقہ ہے یہ سنت الٰہی تو قدیم سے جاری ہے دیکھیے توریت مین لکھا ہے
کہ خداوند تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اب تمکو فرعون جانے کی اجازت دیگا سو تم قبطیون سے
جو تمھارے پڑوسی یا جان پہچان ہون عاریتاً اسباب سواری زیور روپیہ طلب کرو مین انکے
دل ملائم کر دونگا وہ تمکو اس بہانے سے کہ ہم عید کرنے جاتے ہین جو شئے طلب کروگے تمکو دینگے
تم ان اشیا کو لیکر چلے جانا پھر اگر شیعہ ایسا کرین تو متابعت حکم خدا کی ہے مگر سنی عالم اور مفتی خاص
سنیون سے سود لیتے ہین ہم نے دیکھے ہین **قال** کوئی شبہ نہین ہے کہ علمار اربعہ اہلسنت کے
مقلد افعال و معتقد اقوال آئمہ ہدے کے ہین **اقول** الحمد للہ کہ زبان سے تو اقرار ہوا یہ بھی غنیمت ہے
لیکن یہ بات ہمارے مخاطب صاحب کی کم علمی اور عدم واقفیت کی وجہ سے ہی ورنہ علمائے اربعہ
سنیان کو حضرات آئمہ ہدے سے کیا علاقہ ہے اگر ایسا ہوتا تو کوئی فرقہ بجائے حنفی کے جعفری
کہلاتا کوئی بجائے شافعی کے موسوی کہلاتا لیکن اسقدر اقبال سے شیعون کو مخاطب صاحب کا
شکر گزار نہین ہونا چاہیے کیونکہ آپ لوگون کی خاطر سے یہ اقبال نہین کیا گیا ہے بلکہ اپنی گمراہی کے چھپانے
کے لئے ایسا دروغ اقبال کیا گیا ہے ہم اوپر ثابت کر آئے ہین کہ علمار اربعہ نے فقط مذہب ابن مسعود
کو تدوین کیا ہے اور مذہب علی مرتضیٰ اور انکی اولاد امجاد کا قطعی ترک کیا ہے یہانتک کہ حنفی۔
شافعی۔ مالکی۔ حنبلی فقہ کی کسی کتاب مین ایک بھی روایت امام جعفر صادق یا امام محمد باقر یا دیگر
آئمہ سے منقول نہین ہی **قال** چنانچہ معتبر کتب شیعہ اس پر گواہ ہین احقاق الحق کی بحث خامس
مطلب ثانی مین مرقوم ہے کہ ابو حنیفہ تلمیذ حضرت امام جعفر صادق کا ہے اور احمد حنبل تلمیذ شافعی
کا اور شافعی تلمیذ محمد ابن الحسن تلمیذ ابو حنیفہ کا اور مالک تلمیذ جعفر ابن محمد کا ہے **اقول** واہ سبحان اللہ
آپ تقلید تلمذ کو سمجھ رہے ہین اجی حضرت آپ کیسے غبی الذہن ہین اپنے قول کے مخالف استدلال
کرتے ہوئے آپ کو بھی دیکھا ہے دیکھیے آپ خود قبول کرتے ہین کہ احمد بن حنبل تلمیذ شافعی کا ہے
اور شافعی تلمیذ شاگرد ابو حنیفہ کا ہے پھر فرمائیے تو کہ احمد بن حنبل نے کیون شافعی کی تقلید نہ
کی اور شافعی نے کیون ابو حنیفہ کی تقلید نہ کی اپنا اپنا مذہب کیون قائم کیا اور اپنے اپنے استادونکی

خطا اور غلطی اور مطاعن کا کیوں اعلان کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ شاگرد رشید نہ تھے بلکہ ناخلف شاگرد تھے دیکھئے تو ابو حنیفہ صاحب کو کہ جب بقول آپ کے وہ شاگرد امام جعفر صادقؑ کے تھے تو انکو خاص انکی تقلید واجب تھی مذہب حقہ شیعہ جعفریہ قبول کرنا چاہئے تھا ایجاد بندہ کی کوئی حاجت نہ تھی مذہب جعفری گمنام مذہب نہیں ہے سب جانتے ہیں کہ مذہب اثنا عشری جعفری مذہب ہے دیکھئے شیخ فریدالدین عطار تذکرۃ الاولیا میں بذکر امام جعفر صادق علیہ السلام صاف لکھتے ہیں کہ بنی قومے مذہب او دارند مذہب دوازدہ امام دارند آپ ہی انصاف کریں کہ اگر یہ حضرت شاگرد رشید ہوتے تو استاد کے مذہب کی تقلید کرتے نہ کہ ایسے صریح مخالفت کرتے کہ اول تو استاد کے چچا یعنی زید شہید کو بہکا کر دعوے امامت کا کرایا بعد ازاں خود مدعی امامت ہو کر اپنا مذہب جاری کیا اور یہ امر آپ کو معلوم نہیں ہے کہ ابو حنیفہ فقہ میں شاگرد حماد کے ہیں اور احیاء سنت نبوی کا حال تو اپنے ہی فرقہ محدثین سے پوچھیے کہ کیا کہتے ہیں امام شافعی امام غزالی امام یوسف بن اسباط محمد بن اسمٰعیل بخاری مسلم ترمذی وغیرہ کی تصنیفات دیکھئے کہ جنسے معلوم ہوگا کہ امام ابو حنیفہ نے قصداً سنت رسول کی مخالفت کی ہے اور اپنے آپ کو رسول اللہ پر فوقیت دی ہے اور نعوذ باللہ خون خوک سے احادیث نبوی محو کرنے کا دعوے کیا ہے کیا آپ کے نزدیک تقلید اسی کو کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ کے کہنے سے ابو حنیفہ نے زیادہ خوری چھوڑ دی مخاطب صاحب ابھی آپ بسم اللہ کے گنبد میں ہیں آپ کو یہ بھی تحقیق نہیں ہے کہ آپکے مذہب کا ماخذ کیا چیز ہے کہاں سے نکلا ہے کسکی تقلید کی گئی ہے پہلے کچھ دنوں علماء و فضلاء سے اسکی تحقیق کرو جب تصنیف و تالیف کا نام لینا **قال** شیعہ اختلاف علماء اربعہ اہلسنت پر طعن کرتے ہیں اور اختلاف اپنے آئمہ پر نظر نہیں کرتے کہ کتاب علل الشرائع میں حضرت ابی عبیدہ سے منقول ہے کہ شیعوں میں اختلاف آئمہ نے ڈالا ہے اگر مجتمع ایک کام پر ہوتے تو گرفتار ہو جاتے امام ابو جعفر نے ایک مسئلہ کا جواب تین سائلوں کو تین طرح پر دیا اور امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ میں کوئی کلام نہیں کرتا جب تک کہ ستّاد مخرج اور نکلنے کے پہلو نہ قائم کر لوں **اقول** سبحان اللہ کجا اختلاف علماء اربعہ اور کجا اقوال آئمہ اثنا عشر حضرات

اختلافات وہ کہلاتے ہین کہ شافعی کہتے ہین کہ ابو حنیفہ نے دنیا کو گمراہ کر دیا اس سے بدتر اور شوم تر
اسلام مین پیدا نہین ہوا نصوص کو اپنے قیاس واہیات سے کالعدم کرتا ہے اور یہ کہ ابو حنیفہ امام مالک کو
گمراہ احمد حنبل شافعی مالک ابو حنیفہ کو گمراہ بتلاتے ہین ایک کہتا ہی ناف پر ہاتھ باندھکر نماز پڑھو دوسرا
کہتا ہے سینہ پر ہاتھ باندھکر نماز پڑھو تیسرا کہتا ہے ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھو ایک کہتا ہی تکبیر پر رفع یدین
کرو ایک کہتا ہے رفع یدین کروگے گمراہ ہوجاؤگے ایک کہتا ہے بسم اللہ بالجہر پڑھو دوسرا کہتا ہے
کہ اگر چون بھی کی تو ایمان جاتا رہے گا ایک کہتا ہے کہ الحمد ختم ہونے پر ماموم پکار کر آمین پڑھے دوسرے
کہتے ہین کہ اگر زبان سے آمین نکالی زبان قلم کردیجائیگی ابو حنیفہ کہتے ہین کہ آلو کا گوشت حلال ہے
دوسرے کہتے ہین حرام ہے ایک صاحب فرماتے ہین کہ آب چاہ طاہر و مطہر ہے دوسر فرماتے ہین
ہرگز نہین خود امام اعظم صاحب کے شاگرد ابو یوسف اور محمد اور زفر باہم اور نیز استاد سے مختلف ہین ہزارہا
مسائل خاص مذہب حنفیہ مین ایسے مختلف ہین کہ امام صاحب جائز رکھتے ہین اور صاحبین حرام
بتلاتے ہین چھوٹی سے چھوٹی کتاب فقہ حنفی کی قدوری ہے اُسکو دیکھ لو کہ کوئی مسئلہ امام صاحب
کا ایسا نہین ہی کہ شاگردون مین سے کسی نے اُسکو مخدوش نہ کہا ہو مین سچ کہتا ہون کہ اگر کتب
فقہ آگے رکھکر اس حال کو لکھون تو سو جزو کی کتاب انکے اختلافات مین مرتب ہو کوئی تو جانور ایسا
نہین کہ جسکی حرمت مین باہم چارون بلکہ باہم اپنے یارون کے بھی اختلاف نہو کوئی مسئلہ معاملات و
معابدات و فرائض و دینیات مثل طہارت اور وضو اور غسل اور نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ مین ایسا
نہین ہی کہ باہم اختلاف صریح موجود نہو اور وجہ اختلاف کی صریح یہ ہے کہ معاملہ دینی مین عقل اور
قیاس کو دخل نہین ہوتا اگر یہ چارون امام بغیر شمول اپنے اپنے قیاس کے اپنے مجتہدین مستقل کے
مذہب کو تدوین کرتے تو ہرگز اختلاف نہوتا کیونکہ چارون کا ماخذ تو صرف اجتہاد عبد اللہ ابن مسعود
کا ہے یہ صرف عقل آرائی اور قیاس کا پرتوہ ہے کہ ایک دوسرے سے مختلف ہے مخاطب صاحب نے جن
امور کو اختلاف آئمہ بدلے قرار دیا ہے انکو ہم فقط مخاطب کے ہم مذہب لوگون کے ہی انصاف پر چھوڑتے
ہین کہ اگر انکے نزدیک ان اقوال سے دوازدہ امام کبھی اختلاف مانے جاتے ہین تو مخاطب صاحب کو

شاباش دین جن لوگون نے تاریخی حالات اس زمانہ کے پڑھے ہین وہ بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ آئمہ علیہم السلام کو ترویج مذہب امامیہ مین کیا کیا دقتین اور صعوبتین پیش آئی ہین اور انکے شیعون کی کیا حالت اور کیفیت رہی ہے انکی مصلحتین اس قسم کی تھین کہ جنسے اپنی اور اپنے شیعون کی جان کی حفاظت کر سکتے تھے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر آئمہ علیہم السلام صاحب بصیرت اور کشف نہوتے تو ہرگز ترویج مذہب مین کامیاب نہوتے اور واقعی انکو ایسی ہی حاجتین درپیش تھین کہ ایک کلام کے لئے ستر پہلو اپنے بچاؤ کے نکالین اور یہ کام ہر ایک کا نہین ہے بغیر علم ماکان ومایکون ممکن نہین ہے دیکھئے امام جعفر صادق علیہ السلام کو بذریعہ علم امامت معلوم تھا کہ منصور دوانقی خلیفہ عباسی بعد وفات آپکی حکم کریگا کہ امام جعفر صادق نے جس شخص کو اپنا وصی کیا ہی اسکو قتل کیا جاوے اسلئے آپنے تین وصی مقرر کئے ایک امام موسی کاظم خلف اکبر دوسرے خاص منصور خلیفہ عباسی اور تیسرا وہ امیر جسکو خلیفہ حکم قتل وصی کا دیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد انتقال حضرت صادق کے منصور نے اس امیر کو حکم دیا کہ وصی امام کو قتل کرے مگر جب معلوم ہوا کہ حضرت کے تین وصی ہین اور وصایا رخاص سرمہر منصور اور اس امیر کے نام کی بھی موجود ہین تو نہایت درجہ نادم ہوکر خاموش ہوئے یا جیسا کہ ہم ایک قصہ تعلیم وضو کا پیشتر لکھ چکے ہین کہ امیر کی جان بچانے کے لئے اسکو طریقہ وضو سنیان لکھ بھیجا اور جب خلیفہ آزمائش کر چکا تو پھر لکھ بھیجا کہ اپنے طریقہ پر وضو کیا کر یہ احکام مصلحتی تھے انکو اختلافات نہین کہہ سکتے ایک امام نے دوسرے امام سے اختلاف نہین کیا انتہا یہانتک تو قدح ہے کہ جیسا کہ تذکرۃ الاولیا مین مرزیدنے تحریر کیا ہے کہ ایشان یکے دوازدہ اند دوازدہ یکے **قال علیہ ماتحقہ** ابو ہریرہ اُستاد امام باقر کے ہین امام صاحب موصوف نے آپ ہی سے سند حدیث کی حاصل کی تھی **اقول** اس رتبہ کی کوئی انتہا نہی آئمہ نے کسی غیر سے حدیث نہین لی ہی فقط اپنے آبا رطاہرین سے حدیث بیان فرمائی ہین خصوصاً ابو ہریرہ تو تمام راویون مین اہل سنت کے نزدیک بھی ضعیف ہین۔ رکابیئہد ہب کے موجد تو یہی ہوے ہین کہ دسترخوان معاویہ پر بھی گوشتہ دبا کر کھین اور نماز حضرت امیر کے لشکر مین آکر پڑھین بیانکی فضیلت کی حدیث کا قصہ آپ کا مشہور ہے کہ ایک سال اپنی تجارت کے لئے یا خریدی

اور حدیث وضع کرکے بیان کی کہ جو کوئی پیاز کھائیگا بہشت مین جائیگا اسپر پیاز نہایت گران قیمت
سے فروخت ہوئی جبکہ بی بی عائشہ نے یہ حال سنا تو آپ کو بلاکر دھمکایا کہ کیون جھوٹی حدیث
بیان کی آپنے جواب دیا لہ واہ بی بی مین نے تمہارے والد کے فائدے کے لئے صدہا حدیث بیان کی
تب آپنے ایکدن بھی نہ روکا اور جب مین نے اپنے نفع کے لئے ایک حدیث بنائی تو آپ مانع
ہوئین بی بی عائشہ یہ جواب سنکر خاموش ہورہین مخاطب صاحب ابوہریرہ سے امام محمد باقر کی
سند حدیث لینے کے ثبوت مین اسناد مفصلہ ذیل پیش کرتے ہین **قولہ** چنانچہ کشف الغمہ اور علل الشرایع
کے باب علت مین ہے کہ اگر مرجی وقدری وخارجی کسی حدیث کو آئمہ طاہرین کے ساتھ نسبت کرین
تو تم تکذیب مت کرو اسکی کیونکہ نہین جانتے تم کوئی چیز شاید کہ ہو حق پس تکذیب ہوگی حق تعالی
کے عرش کی **اقول** اہل انصاف مخاطب صاحب کے اس دعوے کو کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ابوہریرہ سے
سند حدیث حاصل کی ہے سند متذکرہ بالا سے مطابق فرماکر ثابت کرین کجا ابوہریرہ کی سند حدیث کجا
مرجیہ وقدریہ وخوارج کا کسی حدیث کو آئمہ سے منسوب کرنا مگر یہ نہ کھلا کہ مخاطب صاحب نے ابوہریرہ کو
خوارج مین داخل کیا ہے یا مرجیہ وقدریہ مین **قال الناصبی** ظاہر ہے کہ کوئی زمانہ زمانہ رحمۃ للعالمین
اور زمانہ خلفاء راشدین سے بڑھکر نہین گزرا چنانچہ اسکی تصدیق معتبر کتب شیعہ سے ہوتی ہے کتاب صافی
شرح کافی مین ہے کہ جب حضرت رسولخدا نے دنیا کو چھوڑا تو دین کامل ہوچکا تھا اور نہ امت کو خدائے
تعالی پر حجت ہوجاتی اور اسیطرح زمانہ خلفاء راشدین کا تھا (یہ مولف صاحب کی طرف سے الحاق
بے معنی ہے) دوم منہج الصادقین مین حدیث خیرکم قرنی ثم الذین یلونہم ۔ مندرج ہے سیوم جامع الاخبار
مین حدیث نبوی درج ہے کہ فرمایا امت میری چالیس برس تک خار ہوگی اور دوسو برس تک برگ
وخار دونو ہونگے بعد ازان برگ نہونگے خار ہونگے چہارم صحیفہ کاملہ مین ہے کہ جبرئیل نے خبر دی تھی کہ
وفات رسولخدا کے چالیس برس بعد سے سامان گمراہی پیدا ہونگے پنجم سورہ مائدہ مین آیہ الیوم اکملت
لکم دینکم ہے اے مقلدان ابن سبا مجاہد ومکارم اصحاب رسول مقبول کے اپنی کتابون مذکورہ مین
دیکھو اور انصاف کرو کہ حق بجانب کسکے طرف ہے بر رسولان بلاغ باشد وبس **اقول** اہل انصاف

مولف اظہار الہدے کی اس زٹل کو تو ملاحظہ فرماوین کہ آپ کی اس فضول تحریر سے کیا مطلب نکلا
کل اہل قبلہ بلکہ اہل عالم اس بات کو گویا سینہ بسینہ مانے ہوئے ہین کہ پہلا زمانہ پچھلے زمانہ سے بہتر
ہوتا ہے اور اس مین کوئی شک نہین کہ خیر القرون زمانہ رسولخدا کا تھا اس سے بدتر اُسکے بعد کا
زمانہ ہوا اسی طرح ایک زمانہ سے دوسرے کو قیاس کر لیجئے اور یہ خیر و شر زمانہ کا صرف آل رسول کے
لئے بیان کیا ہے کہ زمانہ حیات رسولخدا صلعم تو انکے لئے نہایت مبارک زمانہ تھا اور جو زمانہ اُسکے بعد
آیا اُسمین گو حقوق و مناصب اہلبیت غصب و تلف کئے گئے لیکن انکی جان سے کسی نے تعرض نہین
کیا اُسکے بعد جو زمانہ آیا اس مین علاوہ غصب حقوق و مناصب اہلبیت کے انکو قتل کیا انکے حرمون کو
مثل قیدیان زنگ و حبش مقید کیا گیا طرح طرح سے ہتک حرمت خاندان رسالت روا رکھا گیا
یہ مضمون بالکل مطابق رالسلام علی نباش الاول ہ کے ہے مخاطب صاحب کو اتنی تمیز نہین کہ گو بمقابلہ
نباش زمانہ حال کے نباش سابق بھلا آدمی تھا لیکن نباشی کسی مذہب و ملت مین ممدوح ہے ہمارے
مخاطب صاحب نے براہ عقلمندی اپنی بیہودہ زٹل سے یہ مطلب نکالا ہے کہ زمانہ یزید و آل مروان سے زمانہ
خلفاء ثلثہ کا بہتر تھا لیکن اس سے کوئی فائدہ حاصل نہین ہو سکتا خلفاء کے الزامات کسطرح رفع ہو سکتے ہین
گو یزید وغیرہ کے افعال ان سے بدتر بھی ثابت ہون لیکن انکے مطاعن مبدل بمحامد کسوجہ سے ہو سکین گے
مؤلف صاحب نے جو اس موقعہ پر جو نہایت بے محل مصرعہ لکھا ہے کہ بر رسولان بلاغ باشد و بس
اسکا مطلب منکشف نہین ہوا کہ آپ کسی انسان کی طرف سے قاصد بنکر آئے ہین اور اُسکا پیغام
پہنچاتے ہین یا بوجہ خلل دماغ ادعائے رسالت الٰہی ہے آپکے زٹل نامہ سے تو یہ ثابت نہین ہوتا
کہ کسی شخص کے آپ قاصد ہین یا ایلچی بنکر تبلیغ رسالت کر رہے ہین خدا کی رسالت ختم ہو چکی
بس اس حساب سے تو شیطان ملعون کی رسالت باقی رہی - لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم -

قال مسئلہ شیعہ کو حضرت عباس عم رسول اللہ سے کمال درجہ کا بغض و کینہ ہے **اقول** اگر
یہ سچ بھی ہو تو آپکو کیا شیعہ بالعموم اولاد رسول ہین غیرون مین سے خال خال ہین اگر وہ کینہ رکھتے
یا محبت - حضرت عباس انکے ہین اور وہ حضرت عباس کے لیکن جواب - وضنیہ پیلی تنبولی

کو انکے آپس کے معاملات سے کیا تعلق **قولہ** لعنت بدترین نشان غضب الٰہی کا ہی اسی سبب
اہلسنت کسی کافر کو بھی لعنت نہین کرتے حالانکہ کافر بنص قرآنی مستوجب لعنت کا ہوتا ہی **اقول**
ہم بھی تو یہی کہتے ہین کہ اہلسنت کو کافرون سے نہایت درجہ محبت و توحد و الفت ہوتی ہے کہ
مخالفت نص قرآنی بقول آپ کے کرتے ہین اور کافرون پر لعنت نہین بھیجتے دیکھئے **ع** جادو وہ جو
سر پہ چڑھ کے بولے اب فرمائیے کہ آئندہ پھر تو کبھی متابعتِ قرآن کا دعوے نکروگے مدت کے بعد
یہ راز کھلا ہے کہ آپ بھی منہم مین سے ہین کمال ایمان یہ ہے کہ خدا کے لئے ہی کسی سے محبت رکھین
اور خدا ہی کے لئے مستحقاقِ بغض سے بغض رکھین یہ مسلمان کیسے کہ خدا تو فرماوے کہ کافر مستوجب
لعن ہے اور سُنّی اس سے انکار کرین ہمارے مخاطب نے یہ بھی جتلایا ہے کہ وہ لعنت سے بہت ڈرتے
ہین مگر یہ عمل بھی انکا خلاف طریقہ انکے سلف کے ہے دیکھئے صحاح اہل سنت مین مروی ہی کہ رسول اللہ
صلعم نے ہر چند متعینان جیش اسامہ کو لعنت الٰہی سے ڈرایا مگر کوئی نہ ٹھہرا اور کسی کے کان پر جون
بھی نہ چلی **قولہ** اور نہ کبھی قاتلان حضرت عمر و عثمان کو لعنت کرتے ہین **اقول** لعنت کیسے کرو
مسلمانی سے خارج ہوجاو کیا خلیفہ زادے پر داؤن لگایا تھا یا طلحہ و زبیر پر نگاہ ڈالی تھی **قولہ**
مگر عادت شیعون کی اسی پر منحصر ہے کہ اپنی چند روزہ زندگی گالی گلوچ مین صرف کرتے ہین **ع**
ہر کسے را بہر کارے ساختند **اقول** شیعون کے نزدیک تو گالی دینا سخت گناہ ہے کسی کو گالی
نہین دیتے مگر آپ کے نزدیک سنتِ بزرگان ہے دیکھئے شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین حضرت
عمر کا ایک کافر کو گالی دینا انکے فضائل مین درج کیا ہے مصرع آپ کا اس موقعہ پر البتہ موزون ہوگا
ہر کسے را بہر کارے ساختند **قولہ** حلیۃ المتقین کے ابابہ فصل مین حضرت امام محمد باقرؑ سے
منقول ہے سفہود کہ لعن وقتیکہ از دہان بیرون مے آید میگردد اگر صاحبش راے باید آنجا قرار
میگیرد وگرنہ بر گوینده اش برمیگردد افسوس کہ شیعہ اپنے امام صاحب کے قول کی بھی تعمیل نہین
کرتے بزرگان دین کی نسبت اول فول بکتے ہین **بیت** گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ
آفتاب را چہ گناہ **اقول** شیعہ مستحق لعنت کو پہچان کر لعنت بھیجتے ہین سنیون کی طرح بے ڈھب

اور دل میں یقین نہیں ہیں کہ کافرون کے برحق ہونے کا بھی یقین رکھتے ہون اور جو لعنت گو ہمارے
پر لوٹ کر آتی ہے وہ ایسی ہے کہ جیسے معاویہ اور اسکے اشیاع واتباع جناب امیر علیہ السلام پر کیا
کرتے تھے اور وہ لعنت لوٹ کر اسکے اور اسکے ہواخواہون کی گردن مین طوق ہوکر پڑ جاتی تھی ہمارے
مخاطب صاحب بوجہ کم علمی معاویہ کے ان افعال سے متعجب ہوں شاید اب تک انکو اسکا علم نہین
ہوا ہے کہ معاویہ ایسی نالائق حرکت کا مرتکب ہوتا تھا اب ہم مخاطب صاحب کو بتلاتے ہین کہ صحیح

مسلم اور صحیح ترمذی مین مروی ہے۔ اِنّ معاویۃ بن ابی سفیان امر سعد ابن ابی وقاص وقال
ما منعک ان تسب ابا تراب فقال اما ما ذکرت ثلثا قالھن لہ رسول اللہ فلن اسبہ لان تکون لی
واحدۃ منھن احب لی من حمر النعم الیٰ آخر الحدیث یعنی صحیح مسلم و صحیح ترمذی مین مروی ہے
کہ معاویہ ابن ابو سفیان نے سعد بن وقاص کو حکم دیا اور بولا کہ کیون تو ابو تراب یعنی علیؑ مرتضیٰ
پر سب نہین کرتا وہ بولا کہ مین اسلیے سب نہین کرتا کہ تین باتین جو رسولخدا نے انکے حق مین
کہی ہین وہ مجھے یاد ہین اگر ان مین سے ایک بھی میرے لیے ہوتی تو مین حمر نعم سے بھی محبوب تر جانتا
آخر حدیث تک جسمین تفصیل ہر سہ احادیث کی ہے۔ دیگر محدثین نے بھی معاویہ کا لوگون کو ترغیب
دینا اور بر سر منبر شان مرتضوی مین سب کرنا اور پھر تا ختم سلطنت امویہ اسکا عمل درآمد رہنا لکھا ہے
اب مخاطب صاحب سوچین کہ کیا یہ بھی خطار اجتہادی تھی اور یہ بھی دیکھین کہ وہ سب لعن
لوٹ کر معاویہ کی گردن مین مثل طوق پڑتا تھا یا نہین شیعہ چونکہ روشن ضمیر امامون کے مقلد
ہین اسلیے مستحق و غیر مستحق لعنت کو خوب جانتے ہین اور بہ تعمیل حکم اپنے امامون کے مستحقان لعنت
پر ہمیشہ لعنت بھیجتے ہین ہم لوگونکی بھیجی ہوئی لعنت کہین رک نہین سکتی جو بے ایمان خوف
لعنت سے ساتوین طبقہ جہنم کے اندر جا کر چھپتے ہین لعنت بھی انکے سر پر پہنچ کر گلو گیر ہو جاتی ہے
اب تمہاری آنکھ حق نما نہین ہے تو اسمین ہمارا قصور نہین ہے **شعر** گر نہ بیند بروز شپرہ
چشم چشمۂ آفتاب راچہ گناہ **قال** مسئلہ شیعون کے نزدیک دعوت اسلام ممنوع ہے کہ
فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کفوا عن الناس ولا تدعوا احدًا الی امرکم۔ یعنی باز رہو تم آدمیون

سے اورت بلاو کسی کو طرف اپنے دین کی **اقول** ہمارے مخاطب صاحب لکم دینکم ولی دین سے
بھی یہی اخذ کرینگے کہ رسول اللہ صلعم کو بھی دعوت اسلام کی ممانعت ہوگئی کیونکہ موقع اور وقت
کی انکو خبر نہیں حالات سے اُس زمانہ کے آگاہ نہیں کہ آئمہ پر کیا دشواریاں اور سختیاں نواصب کی
وجہ سے ہوتی تھیں اس قسم کے مواقع ہمیشہ انبیا اور آئمہ کو پیش آئی ہیں کہ جان بچانے کے لئے
مصلحتاً ایسے احکام دئے گئے ہیں علاوہ اسکے بموجودی نبی یا امام کے عوام کو دعوت کا حق نہیں
پہنچ سکتا اگر امام نے کسی دوسرے کو دعوت کرنے سے منع کیا تو بیجا نہیں ہے کیونکہ یہ کام خاص
امام کا تھا **قولہ** ستر عورت صرف قبل و دبر و خصیتین بموجب جامع عباسی کافی ہے تحریر الاحکام میں
مرد کا پردہ لنگوٹی سے ہے کہ الرجل ستر القبل والدبر لکھا ہے **اقول** ہائے افسوس ہمارے
مخاطب کو عورت کے معنی بھی معلوم نہیں وہ عورت کو معنی زن سمجھے ہوئے ہیں ستر عورت کے
معنی اعضاء مستورہ کا چھپانا ہے اور اعضا مستورہ قبل و دبر ہیں نہ کہ آلت و مقعد مخاطب صاحب
قبل کے معنی آلت یا فرج زن کے سمجھے ہوئے ہیں اور ایسا ہی دبر کو مقعد جانتے ہیں حالانکہ قبل
کے معنی آگے کے ہیں اور مراد اس سے اگلے اعضاء مستورہ اور اُسکے حوالی ہیں ایسا ہی دُبر کے
معنی پیچھے کے ہیں اگر پردہ فقط نفس آلت و مقعد کا ہوتا تو انکا ہی نام لکھا جاتا جبکہ قبل اور دُبر کا
لفظ ہے تو اسکے یہی معنی ہیں کہ آگا اور پیچھا ڈھکنا چاہیے اور ہمارے مخاطب صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ
قبل و دُبر کا ستر کافی ہے یہ دروغ ہے بلکہ واجب اور فرض ہے یعنی بغیر اسقدر پردہ کے کسیطرح
نماز درست نہیں ہے خواہ کوئی دیکھنے والا ہو یا نہ خواہ تاریک مکان ہو بغیر ستر عورت نماز درست نہیں
اور مخاطب صاحب کو اپنے مذہب کی خبر نہیں کہ ستر عورت ہی فرض ہے اور فریضہ یا وجوب ستر
عورت سے یہ مطلب نہیں ہوتا ہے کہ اسیقدر پردہ کرنا چاہیے یا یہ کافی ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ
کہ انسان کسی حالت اور کسی وقت میں عورتین برہنہ نہیں رہ سکتا **قال المؤلف** جامع عباسی
میں ہے کہ اگر مکان نجس خشک باشد و نجاست او سرایت نکند نماز درآن صحیح است مگر جائے
سجدہ کہ اگر آن نجس باشد نماز صحیح نیست ہر چند کہ خشک باشد اسلئے شیعہ فقط پاکی سجدہ گاہ بر

لحاظ کرتے ہین **اقول** اگرچہ اہلسنت مین بھی یہی مسئلہ ہے لیکن مولف صاحب نے پہلے
فقرہ کو عمداً نہین لکھا اور مکان کے آگے لفظ نجس اپنے دل سے لگایا پورا فقرہ جامع عباسی
کا یہ ہے کہ دوم از واجبات آنکہ مکان نجس نباشد بحیثیتے کہ نجاست آن ببدن مصلی یا لباس او
سرایت کند اگرچہ خون کم از درہم بغلی باشد اما اگر مکان خشک باشد و نجاست آن سرایت
نکند نماز دران صحیح ست مگر جائے سجدہ الخ اہل سنت مین تو قطعی ناپاک خشک کپڑے پر اس
حالت مین بھی نماز جائز ہے کہ مصلی کو بکثرت پسینہ آرہا ہو اور بوجہ پسینہ کے نجاست جانماز
بدن ولباس مصلی پر سرایت کرے اور پھر جائے سجدہ کی طہارت کی بالکل قید نہین ہے
جسطرح خشک نجس مقام پر کھڑے ہوتے ہین اسی طرح خشک نجاست پر سجدہ کر لیتے ہین۔
ترجمہ فارسی کنز الدقائق باب الانجاس مسئلہ اگر زمین پلید خشک شدہ و اثر نجاست نماند نماز
براو جائز بود و تیمم جائز نہ۔ یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے اب اہل انصاف غور فرماوین کہ شیعہ کا
عمل قابل اعتراض ہے یا سنیون کا اور جبکہ مولف صاحب کو اپنے مسائل کی بھی خبر نہین ہے
پھر دوسرون پر اعتراض کرنا بے غیرتی ہے یا نہین جبکہ زمین پلید خشک پر نماز جائز ہونے کا
دونون مذہب مین مسلمہ ہے اور پھر شیعہ اسقدر احتیاط کرتے ہین کہ خاص جائے سجدہ پاک
رکھتے ہین تو ان پر کسطرح اعتراض وارد ہوتا ہے **قال** مسئلہ بنص صحیح ثابت ہے کہ اوقات
نماز کے پانچ ہین سوائے روز عرفات کے کہ اسدن واقعی مین بھی وقت مین نماز پنجگانہ ادا کیجاتی
ہے کیونکہ درصورت تاخیر ارکان حج مین خلل پیدا ہوتا ہے پس تداخل اوقات یوم عرفات کا اقوال
وافعال رسول اللہ سے ثابت ہوتا ہے مگر شیعون نے اپنے نفس کی آسائش کے لئے صرف
تین ہی وقت ہمیشہ کے لئے فرض کر لئے ہین چنانچہ استبصار کے باب موافقت الصلواۃ
مین ہے اذا زالت الشمس دخل الوقتان الظہر والعصر واذا غابت الشمس دخل الوقتان المغرب
والعشاء **اقول** واہ حضرت آپ بھی عجیب شخص ہین خود ہی تو رسول خدا کے اقوال وافعال سے
تین وقت نماز کے ثابت کر دئے اور پھر آپ ہی اسکی مخالفت پر آمادہ ہو گئے یہ آپ بھی سمجھتے

ہونگے کہ رسولخدا نے ایسے ہی وقتوں کی نماز کو شامل کیا تھا جسکے درمیان مین فصل اور وقت
غیر حائل نہ تھا کیونکہ نہ تو قبل از وقت نماز جائز ہے نہ بعد انقضاء وقت نماز ادا ہو سکتی ہے بہرحال
حضرت نے ہر نماز کو اسکے وقت پر ادا کیا اور اگر فقط ضرورت کے لحاظ سے نمازین شامل کرنی جائز
ہوتین اور وقت کا لحاظ نہ ہوتا تو آنحضرت اسدن کی نمازون کو یا تو ایک دن پیشتر یا ایکدن
بعد بفراغت پڑھ سکتے تھے یا جسطرح ظہر و عصر کو شامل کر لیا تھا مغرب و عشا بھی انکے شامل کر لیتے
لیکن ایسا نہین کیا تو معلوم ہوا کہ وقت کا لحاظ ضرور پیش نظر تھا اور رسولخدا کا یہ فعل ناجائز نہ تھا علاوہ
اسکے جسطرح نماز صبح اور ظہر کے درمیان حد فاصل ہے ویسے ہی ظہر اور عصر کے درمیان کوئی دوسرا
وقت حائل نہین جسوقت ظہر پڑھ چکے عصر شروع ہو گئی ایسا ہی مغرب و عشا کے درمیان بھی کوئی حد
فاصل نہین ہو سکتی اسلئے بالضرور نماز کے تین ہی وقت ہین اول از زوال شمس تا لغروب ظہر و عصر
کا وقت ہے اور بعد غروب مغرب و عشا کا وقت ہے تیسرا صبح صادق پر نماز صبح کا وقت ہے اسلئے مسئلہ
اوقات نماز پر کوئی اعتراض وارد نہین ہو سکتا بلکہ خود مرویات اہلسنت سے رسولخدا کا پانچ نمازون کو تین
وقت مین پڑھنا ثابت ہوا ہے گو بوجہ ضرورت ہی ایسا کیا ہو لیکن ناجوازی کا اعتراض وارد نہین ہو
سکتا اب رہی فضیلت اول وقت ہر نماز کے سو شیعہ لوگ بھی اسکے قائل ہین کہ اول وقت ہر نماز پڑھنا
بڑی فضیلت ہے جیسا کہ جامع عباسی مین آپنے دیکھا ہوگا کہ لکھا ہے کہ نماز در اول وقت گذاردن
ثواب عظیم است تخصیص نماز صبح و نماز مغرب پھر لکھتے ہین کہ و تاخیر نماز از اول وقت بغایت مکروہ ہست
مگر در چند جا کہ تاخیر نماز از اول وقت سنت است چنانکہ تاخیر نماز خفتن تا وقتیکہ سرخی مغرب بطرف
نشود و تاخیر نماز ظہر در بلاد شدید الحر تا زمانیکہ بعد از زوال سایہ مساوی شاخص شود علاوہ ان کے
دس درجہ اور تاخیر کے مرقوم ہین مثل انتظار پیش نماز برائے فراہمی ماموماں برائے احصا پیش نماز و برائے
ادا نوافل وقتیکہ سنت ہین **قال** شیعہ اذان مین محمد و آلہ خیر البریہ پڑھتے ہین اور بعض اشہد ان علیا
ولی اللہ دوبارا اور بعض اشہد ان امیر المومنین حقا دوبار پڑھتے ہین حالانکہ انہین کی کتابون مین
سخت ممانعت ہے من لا یحضرہ الفقیہ کے باب اذان مین ہے کہ ملفوظہ لعنہم اللہ در اذان زیادہ کردہ اند

این الفاظ راکہ دراذان دراصل داخل نیست **اقول** اگرچہ مخاطب صاحب نے یا تو براہ تعصب یا براہ ناواقفی غلط
لکھا ہے لیکن مطلب علی ولی اللہ اور امیر المومنین حقا سے ایک ہی ہے دوسرے مرتبہ تشہد رسول اللہ کا کرنا چاہیے
اور دو مرتبہ وصی رسول اللہ کا اور حضرت کے نام کیساتھ وآلہ خیر البریہ کہنا بہت بڑا ثواب ہے من لایحضرہ
الفقیہ اگر آپ دیکھتے تو اس مین ہی یہ فصول آپکو نظر آجاتین مطلب من لایحضرہ الفقیہ کا اس الحاق سے جو
بعض ملعونان نے کیا ہے ایسی فصول سے ہے جو دراصل اذان مین داخل نہین ہین جیسے الصلواۃ خیر من
النوم الحاق کیا گیا ہے مخاطب صاحب نے جو فصول الحاقیہ کو مذکور نہین کیا اسکی یہی وجہ تھی کہ اپنے گھر کو آگ
لگتی تھی **قال** تاکید اکید جماعت کی نص قرآن واجب ہے مگر شیعون نے اپنی طرف سے ایسی شرائط
بے اصل ایجاد کی ہین کہ مدت العمر مین بھی کبھی کسی شیعہ کو جماعت میسر نہین ہوتی بلکہ ترک اس امر خطیر کا باعث
ویرانی مساجد اللہ کا ہوتا ہے مولف بھی زمانہ طالب علمی مین چند برس لکھنو مین رہا بچشم خود دیکھا
کہ مساجد شیعیان پاک مین کسی امیر کی بنس بالکی رکھی ہین یا کوئی پتنگ باز تینگ بناتا ہے یا چنڈو
باز حقہ پیتا ہے امام باڑون کو مندر متھرا بندرابن سے زیادہ مزین پایا انکے مجاورون نے مقابلہ مین تو پجاریونکی
رونق بازاری سرد ہے **اقول** سبحان اللہ دیکھئے نکٹے ناک والون کو ہنسنے لگے۔ اجی حضرت کیا یہ
امر شرعاً جائز ہے کہ ابھی مسجد کا اندھا موذن جلق مارتے ہوئے یا مسجد مین لونڈون سے فعل کرتے ہوئے
فارغ ہوا اور بے غسل و وضو پیش نماز بنکر کھڑا ہوگیا اور سب نے اسکے پیچھے نماز پڑھ لی یا ایک نیچی ڈاڑھی
والے دیوث کہ جورو کو تو خرچی پر کسب کراتا ہے امام بنجاوے یا جنکو الحمد اور قل ہو اللہ بھی صحیح یاد نہین
اور آداب غسل وطہارت و وضو سے واقف نہین بقول معروف آبدست لینے کا بھی سلیقہ نہین رکھتا
مسائل طہارت ونجاست سے آگاہ نہین ایک جماعت مسلمین کا پیش نماز ہو بڑے سے بڑا فخر یہ ہے کہ حافظ
جی آکے نماز پڑھاوینگے یہ خبر نہین کہ صبح سے شام تک تو بیس دفعہ اندھے نے گوبر پاخانہ ہاتھ مین اٹھا کر
ناک سے سونگھا ہے پچاس مرتبہ گلی کوچون مین پاخانہ مین پیر بھرے ہین دو چار مرتبہ پرنالہ پیشاب کر کر
ریش مبارک تک بہا ہے مسائل فقہ سے محض نابلد ہے نماز مین سہو ہو جاوے تو سجدہ سہو کا بھی
طریقہ یاد نہین سجدہ کا سورہ پڑھ جاوے تو خبر نہو ایسے پیش نماز سے تو اکیلی نماز ہزار درجہ بہتر ہے

ایسے پیشنماز توسنیون مین ہی کام دیکھتے ہین جسکے مذہب مین فاسق وفاجر کی خلافت رسول جائز ہو

تو پیشنماز کافر بھی جائز ہوسکتا ہے اور جہان امام طاہر ومعصوم ہین تو وہان سے پیشنماز متقی وپرہیز گار تو

ہونا چاہیئے رہی ویرانی وآبادی مساجد اللہ کی سو ایسی آبادی سے ویرانی ہزار درجہ بہتر ہے کہ مسجد

مین ایک نواڑی پلنگ مولوی صاحب کا بچھا ہے تو ایک بانون کا پلنگ موذن صاحب کا بھی ضرور ہوگا

اور پھر کوئی مہمان آگیا تو اسکی مہمانداری بھی وہان ہی ادا ہوگی اور یہ فعل عام جہال کا ہنین بلکہ علمائے

نامدار کا یہ حال ہے جبلپور مین لبہاٹی محلہ کی مسجد مین مین نے بچشم خود دیکھا ہے کہ مولوی عبد الغنی صاحب

پھلواری تشریف لائے انکے لئے مسجد مین ایک نواڑی پلنگ ممبر کے پاس بچھایا گیا اور چار طرف مریدین کے

بستر لگے ہوئے کسی جگہ قرع انبیق لگا ہوا ہے کسی جگہ گل حکمت کئے ہوئے شیشے اور برتن تیل کا لنے

کے چڑھے ہوئے ہین یہانتک بھی خیر ہے ورنہ ملانون اور موذنون کی بے اعتدالیان ایسی ہین کہ خدا پناہ

مین رکھے مولف صاحب نے جو زمانہ طالب علمی مین بچشم خود لکھنؤ کی مساجد مین امراکی افنس پلی لکی یا کبوتر وغیرہ

کے کابک دیکھے تو سنیون کی مساجد کی آبادی سے بہتر ہے جنڈو باز کا حقہ پینا اور پتنگ باز کا مسجد مین

بیٹھکر پتنگ بنانا مارا تو کون کے حلق وانعلام سے بدتر نہین ہے اور یہ جو ارشاد ہے کہ اماموں کی

آراستگی متعہ ابندرا بن کے مندرون سے زیادہ ہے غلط محض ہے ہان پیرون کے مزار کی آراستگی اور کیفیت

البتہ مندرون کے مشابہ ہے کہ مثل مندرون کے چاندی سونے کا کٹہرا اور زردوز پوشش مزارون کی

ہوتی ہے جیسا مندر مین ٹھاکر جی کی بھوگ کا سامان ہوتا ہے ویسا ہی درگاہون مین بھنڈارہ اور لنگر خانہ

ہوتا ہے جسطرح ٹھاکر جی نہلائے جاتے ہین ویسے ہی صندل مل مل کر پیرون کو غسل ہوتا ہے جس

طرح ٹھاکر جی کی آرتی ہوتی ہے اسیطرح پیر صاحب کے مزار پر بھی صبح وشام نقارہ ونفیری بجکر آرتی

ہوتی ہے جیسے مندرون مین روزمرہ ناچ راگ ہوتا ہے اسی طرح پیرون کے رجھانے کو فرامیہ اور طرح

طرح کے ساز بجکر گانا ہوتا ہے رنڈیان ناچتی ہین جن مزارون مین قوالون اور گویون اور طوائفون کے نوکر

رکھنے کی استطاعت ہنین رکھتے وہان بطریق خیرات جمعرات کو ہی آٹھوین دن ناچ رنگ ہوجاتا ہے۔

مجاورون کا حال مولف صاحب نے شاید بھول کر لکھدیا ہے اماموں سے مجاورون کا کیا علاقہ۔

پھر اخیر مین یالی میان اجمیر مین خواجہ صاحب کی درگاہ یاد آگئی ہو گئی کہ ہندوؤن کی گنگا کروا اور تیرتھون
اور پجاریون کی رونق بازاری آپ کے مقابلہ مین سرد ہے کہ جب کوئی زائر جاتا ہے مصیبت مین آجاتا ہے
اول دہلیز سے سات قدم ہٹ کر سجدہ کرایا اور کہا ایک ٹکہ دے پھر دہلیز مین سجدے کرائے اور تین ٹکہ
رکھوائے پھر کٹہرہ پر بوسہ دلایا اور عود سوز کی بھبوت آنکھون اور سینہ پر لگا کر چار ٹکہ رکھوائے اور پھر
خزانہ پر لیگئے اور حکم دیا کہ یہ خاص خواجہ صاحب کا خزانہ ہے اس مین ڈالو اور اگر دیکھا کہ کوئی انگشتری
قیمتی پہن رہا ہے اور آدمی مالدار ہے تو اس سے کہا کہ یہ گولک خاص ہے اپنے ہاتھ سے اسکے اندر رکھ دو
کہ خود خواجہ صاحب تمہارے ہاتھ مین سے لین گے اور تہ خانہ مین دوسرے ہمراہی ٹھگ کو بٹھا دیا ہے
کہ جسوقت یہ شخص گولک کے اندر ہاتھ ڈالے اسکی انگشتری ہاتھ سے فوراً نکال لے وہ غریب نیا
آدمی کیا جانتا ہے کہ نیچے تہخانہ ہے اسکو یقین ہو جاتا ہے کہ خواجہ صاحب کی بڑی عنایت ہوئی
کہ انگشتری بھی پسند کرلی اور نذرانہ بھی قبول فرمایا اب فرمائیے کہ مجاور کون ہین اور پجاریون سے کتنے
درجہ بڑھے ہوئے ہین پجاری لوگ تو ایسے دغا اور فریب کرتے ہوئے کہین سُنے نہین گئے ہین +

قال مسئلہ نمازِ جمعہ کے واسطے خاص سورۂ جمعہ نازل ہوئی ہے مگر شیعون کے نزدیک حرام ہے

اقول یہ مولف صاحب کی ناواقفی کا سبب ہے یہ نماز جمعہ حرام ہونیکا مسئلہ تو وہابیونکا ہے کہ عبدالوہاب
نجدی نے پہلے پہلے تو جمعہ کو ہی حرام کیا تھا اسکے بعد مکہ و مدینہ کو دار الجہاد قرار دیا اور اب بھی اہل سنت
مین صدہا علمار ایسے ہین جو نمازِ جمعہ کو حرام سمجھتے ہین اور باقی اہل سنت جمعہ کے معاملے مین ایسے
مذبذب ہین کہ اگر نمازِ جمعہ پڑھتے ہین تو فرض ظہر بھی ساتھ ہی ادا کرتے ہین اور نمازِ جمعہ کو فضول
اور لغو تصور کرتے ہین اپنا الزام اورون پر لگانا واقعی بڑی بے شرمی ہے **قال** مسئلہ شیعون کے
نزدیک خاک کربلا ملقب بخاک شفا ہے بامید حصول شفا یا بغرض آسانی سختی نزع کے کھانا درست ہے
چنانکہ حلیۃ المتقین مین مرقوم ہے اور علل الشرائع کی ۲ جلد باب علت نہی عن اکل الطین مین عبداللہ
سے یون منقول ہے کہ الطین حرام اکلہ کلحم الخنزیر تم مات فیہ لم اصل علیہ۔ **اقول** مین نہین جانتا
کہ مولف صاحب نے اس سے کیا نتیجہ پیدا کیا ہے یہ تو بہت صاف بات ہے کہ مٹی کا کھانا حرام ہے

مگر خاکِ شفا بنظر آسانی نزع کھائی جاوے تو جائز ہے **قال** مسئلہ شیعہ میت کو بحبس العین جانتے ہیں اور بعض المیت کالخنزیر کہتے ہیں اگر کسی کا تابوت سے کپڑا لگ جاوے تو اسپر غسل واجب ہو جائے چنانچہ ذخیرہ آخرت اور استبصار میں مرقوم ہے کہ اگر کسی کا کپڑا میت سے چھو جائے تو اسپر غسل واجب ہو جائے مگر گدھے مردہ کو چھو جانے سے غسل واجب نہیں ہوتا ہے عبارت استبصار کی یہ ہے کہ اگر ملبوس کسے ببدن میت آدم برسد غسل ملبوس لازم آید اگر بر حمار مردہ برسد مضائقہ نہ دارد اس سے معلوم ہوا کہ میت مومن کی گدھے مردہ سے بھی بدتر ہے **اقول** ہمارے مخاطب صاحب کو بھی خدا نے عجب عقل عطا فرمائی ہے یہ معاملات شرعی ہیں اس میں عقل انسانی کو کیا مداخلت ہی یہ بھی ابوحنیفہ کا قیاس ہے کہ رسول اللہ نے گھوڑے کے دو حصہ اور پیدل آدمی کا ایک حصہ قرار دیا ہی یہ درست نہیں ہے پیلا بھیسہ مومن سی افضل ہو سکتا ہے ابھی آپ کو اتنی عقل نہیں ہے کہ آدمی آدمی ہے گدھا گدھا ہی ہے تم مقصدِ شارع کو کیا سمجھ سکتے ہو آپ کو علماء کی عبارت فارسی سمجھنے کی لیاقت نہیں اسی مسئلہ میں صاف و سلیس عبارت کا یہ مفہوم تھا کہ اگر کسی کا بدن میت سے چھو جائے تو اُس کپڑے کو دھو ڈالنا لازم ہے لیکن بوجہ کم علمی یہ سمجھے کہ اگر کسی کا کپڑا میت سے چھو جائے تو اُس شخص پر غسل لازم آتا ہے اور پھر بدنِ میت کو تابوتِ میت سمجھ گئے لیکن یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اس میں طعن کی کیا بات ہے اگر آپ نجاست پسند ہیں تو نجاسات کا استعمال کیجئے دوسروں کو احتراز نجاست کا طعن کیوں دیا جاتا ہے گو یہ امر ظاہر ہے کہ آپ لوگ پابند طہارت نہیں ہیں ہڈی اور گوبر تک سے پونچھ لینے کے آپ عادی ہیں لیکن یہ کیا ضرور ہے کہ آپ متطہرین کو چھیڑ چھیڑ کر اپنی نجاست کو ظاہر کرا دو اور یہ طعن جو آپ نے کیا ہی کہ میتِ مومن گدھے مردہ سے بھی بدتر ہے لیکن یہ فقط آپ کی سمجھ اور لیاقت کی بات ہے اور اسلئے

آپکے فقیہوں نے آپکو خنزیر کی برابر قرار دیا ہے دیکھئے قدوری میں لکھا ہے۔ کل اہاب اذا دبغ فقد طہر جازت الصلوٰۃ علیہ والوضوء منہ الا جلد الخنزیر والرجل۔ یعنی ہر کھال دباغت سے طاہر ہو جاتی ہے جائز ہے اُسپر نماز پڑھنا اور اُسکے ڈول سے وضو کرنا مگر سؤر اور آدمی کی کھال پاک نہیں ہوتی کیوں مخاطب صاحب کچھ خوش ہوئے دیکھئے اپنی نجاست کو کہ دباغت سے بھی مثل سؤر کے پاک

نہین ہو سکتی پھر اگر ہمارا کپڑا تمہارے بدن سے چھو جاوے تو ہم کسطرح پاک کرین پھر اسی کتاب مین مذکور ہے کہ کتے اور گدھے کی کھال کی مشک کا پانی طاہر ہے مگر آدمی کی کھال ناپاک ہے اس حساب سے آپ گدھے اور کتے کی بھی برابر نہ ہے اُن سے بدتر ہو گئے حضرت سلامت یہی وجہ ہے کہ مردہ گدھے کے بدن سے کپڑا چھکر ناپاک نہین ہوتا اور آپ کے ہم جنس مردہ کے چھوجانے سے ناپاک ہو جاتا ہے پھر اسی کتاب مین ہے کہ نجاست چاہ مین سگ اور آدمی کا ایک حکم ہے جسطرح سگ وخوک کے گر کر مر جانے سے چاہ ناپاک ہو جاتا ہے ویسا ہی آدمی کے گر کر مر جانے سی ناپاک ہو جاتا ہے اب فرمائیے کہ آدمی کیا کتے کی مانند یا سوٗر کی شل نجس نہین ہے اگر نجس نہین تو چاہ کیون ناپاک ہوا اور اگر نجس ہی تو شیعون پر کیون اعتراض کیا تم کو اپنے مجتہدون کی فروگذاشت پر نادم ہونا لازم تھا کہ انہون نے کیون مس میت کا غسل واجب نہین سمجھا نہ کہ بجای ندامت کمال بیحیائی سے شیعون پر اعتراض بیجا لگانے لگے **قال** مسئلہ۔ استبصار مین جنب اور حائضہ کے قرآن پڑھنے کا کچھ ڈر نہین لکھا اور کتاب مختصر مین ہے کہ قرآن بستہ کیا ہوا ناپاک ہاتھ مین لینا مکروہ ہے غرض شیعون کے نزدیک عمل لایمسہٗ الا المطہرون کا صحیح نہین **اقول** جنب اور حائضہ کا قرآن پڑھنا سنیون مین بھی جائز ہے چنانچہ قدوری مین یہ مسئلہ درج ہے اور صاف لکھا ہے کہ عند الکرخی جائز ہے۔ رہا مس مصحف شیعون مین اسکی بڑی احتیاط ہے کھلا ہوا مصحف تو کوئی شخص ناپاک ہاتھ مین لے نہین سکتا بلکہ بندھے ہوئے کی نسبت تم بھی قائل ہو کہ مذہب شیعہ مین ناپاک ہاتھ لگانا مکروہ ہے حالانکہ بستہ سے یہ مراد ہے کہ اگر گٹھری کے اندر بھی بندھا ہوا ہو تو ہاتھ لگانا مکروہ ہے مگر سنیون مین ناپاک شخص کا ہاتھ لگانا بحالتِ غلاف کے جائز ہے چنانچہ قدوری مین ہی موجود ہے کہ مس قرآن غلاف شدہ کا محدث کو جائز ہے اب کوئی اس متعصب سے پوچھے کہ شیعہ تو باوجود اسکے کہ قرآن بستہ کو بھی ناپاک ہاتھ لگانا مکروہ سمجھین قابل اعتراض ہو جاوین اور سنی فقط غلاف کیے ہوئے قرآن کو ناپاک ہاتھ سے اٹھانا جائز سمجھین اور قابل تحسین ہون بجز این نیست کہ مولف صاحب یا تو واقعی سمجھ ہی نہین رکھتے ہین

یا تعصب نے انکو اندھا کر دیا ہے **قال** مسئلہ من لا یحضرہ الفقیہ مین ہے کہ بقدر آیت الکرسی پاخانہ مین قرآن پڑھنا جائز ہے **اقول** قدوری مین فقہ اہل تسنن مین بھی ایک آیت کے پڑھنے کا حکم ہے پھر شیعون پر اعتراض کیون **قال** مسئلہ من لا یحضرہ الفقیہ باب الوقت الذی یحل فیہ الافطار مین ہے قال رسول اللہ اذا غاب لقرص افطر الصیام ودخل وقت الصلوٰۃ - یعنی فرمایا رسول اللہ نے کہ جب چھپا جرم آفتاب کا کھولو روزہ اور اسیوقت نماز پڑھو یہ حدیث شیعون کی مطابق آیہ کریمہ اتموا الصیام الی اللیل کے ہے - ترجمہ - تمام کرو روزہ جب دن تمام ہو ہان مگر شیعہ واسطے مخالفت اہلسنت کے معنی الی اللیل کے رات کے لیتے ہین حالانکہ جب کلمۂ الیٰ درمیان غیر جنس کے داخل ہوتا ہے تو دو جنسون مین مغایرت و مفارقت پیدا کرتا ہے بقاعدہ صرف جسکا جی چاہے شرح مائۃ عامل وغیرہ مین دیکھ لے مگر سمجھنے کو لیاقت چاہیے غرضکہ شیعہ بسبب تعصب کے یہود ونصاریٰ کے روزے کی مشابہت کو اولیٰ جانتے ہین اور صریح مخالفت حکم خدا و رسول کی کرتے ہین **اقول** جب تک ہم اس مسئلہ مولف پر نہ پہنچے تھے تو ہم کو ان کی تحریر سے سخت افسوس ہوا کرتا تھا کہ یہ شخص کیون ہمیشہ الٹی ہی سمجھتا ہے پر ہم یہ خیال کرکے خاموش ہو رہتے تھے کہ اشقیاء ازلی کی اول تو سمجھ ہی الٹی ہو جاتی ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ مخاطب صاحب علاوہ اسکے جہل مرکب مین بھی گرفتار ہین دیکھیے حضور کو اتنی لیاقت نہین کہ لیل کے معنی رات کے ہین یا دن کے اور مائۃ عامل صرف کی کتاب ہے یا نحو کی علم و فضل تو آپ کا اسیوقت ظاہر ہو گیا کہ شرح مائۃ عامل آپ کے نزدیک ایسی بڑی بھی کتاب ہی جسکا آج سمجھنے والا نایاب ہے بس آپکی استعداد یہانتک ہی تھی باللہ العظیم ہم تو مطبع والے کے دھوکہ مین آ گئے کہ اسنے مخاطب کے نام کے ساتھ لفظ مولوی لکھدیا ورنہ ایسے نالائقون کے مقابلہ مین جواب لکھنا نہایت سبکی کا مقام ہے - اب مجبوراً ہم اصل مسئلہ کیطرف رجوع ہوتے ہین واضح ہو کہ فقیہہ یا متکلم یا مفسر جب کوئی کتاب لکھتا ہے تو جس امر کو لکھنا شروع کرتا ہے اول تمام رطب ویابس روایت ضعیف و قوی لکھ جاتا ہے مگر بعد اسکے مفتی بہ امر کو لکھتا ہے ایسا ہی کتب فقہ مین بھی ہوتا ہے کہ ضعیف و قوی سب روایات لکھی جاتی

نہین سکتے ہین بھلا مخاطب صاحب ہی اسکا جواب دین کہ سنیون مین عیدین کا روزہ رکھنا چاہیے یا نہین حالانکہ تمام سنت جماعت عیدین کو روزہ رکھتے ہین اور بعد صبح اسکو افطار کرتے ہین لیکن اسکی وجہ اور سبب نہین جانتے۔ قال مسئلہ شیعون کے نزدیک اگرچہ نکاح صحیح ہے مگر سنیون کی مخالفت سے صیغہ پڑھتے ہین اقول اسیطرح سنیون مین بھی دشمنان اہلبیت پر سب لعن کرنا صحیح ہے مگر شیعون کی مخالفت سے ان پر رحمت بھیجتے ہے طرفہ یہ ہے کہ مولف صاحب صیغہ کے معنی اور اسکی کیفیت نہین جانتے ہین اور معترض ہوتے ہین صیغہ بغرض نکاح نہین پڑھا جاتا بلکہ بتائید و بغرض استحکام نکاح پڑھا جاتا ہے بغیر صیغہ تکمیل نکاح نہین ہوتی اس مین مشروح قبول و ایجاب ہوتا ہے اور عقلاً بھی احوط ہے قال جامع الاخبار مین حدیث منقول ہے قال النبی صلعم اکرموا اولادی الصالحین للہ والطالحون لی۔ یعنی فرمایا رسول اللہ نے کہ عزت کرو میری اولاد کی اگر وہ صالح ہین تو خدا کے واسطے اور اگر طالح ہین تو میری خاطر سے الحمد للہ یہی مذہب ہے اہلسنت والجماعت کا اقول یہ دعوے عجب بیتُکی بندی ہے۔ افسوس کہ دعویٰ تو آپ کو اسقدر محبت آل رسول کا ہے لیکن ابھی چند صفحہ گزرے ہین کہ آپ خدا جانے کون ہین مگر زبردستی آل رسول بنتے تھے اور اہل بیت رسالت کو آل محمد ہونے سے خارج کرتے تھے اسلئے ہم نہین کہہ سکتے کہ کونسی آل محمد سے محبت کا دعوے رکھتے ہو بروئے نسب آل محمد تو بنی فاطمہ ہین انکو تو تمنے اور تمہارے بزرگون نے طرح طرح کی ایذائین دیکر شہید کیا ہے جناب فاطمہؑ کے پہلو پر در گرایا حضرت علیؑ کا حق چھینا امام حسن کو زہر دیا اور امام حسینؑ کو معہ عزیز و اقربا کے نہایت بیرحمی سے ذبح کیا امام زین العابدینؑ کو قید کیا انکے بعد جملہ ائمہ اطہار کو کہ افضل اولاد رسول تھے طرح طرح کی اذیتون سے شہید کیا سادات عظام کے خون کے گارے سے تمہارے محل تعمیر ہوئے ہین اسلئے انکی نسبت تو دعویٰ محبت آپکا محض غلط ہے۔ ہان اگر بربنائے تمثیل آل فرعون جسپر آپ کو گونہ ناز ہے اصحاب ثلثہ او معاویہ اور یزید اور مروان وغیرہ کو آل رسول سمجھ کر محبت رکھتے ہو تو مضائقہ نہین لیکن اسطرح کی آل مین تو خود آپ بھی داخل ہین پھر کسکا اعزاز و اکرام کیا گیا ہے اور اگر آپ کا یہ قول صحیح نکلے کہ جو محبت

آل محمد مین مراد وہ سنت وجماعت مرا تو آپ سنت وجماعت ہنین یا جو آلِ محمد درحقیقت ہے وہ
آپکے نزدیک آل محمد ہنین یہ قول آپ کا کہ سید عبد القادر جیلانی اور سید جلال بخاری کی نسبت شیعہ
سو اولی سے بیش آتے ہین یہ آپ کی سخت حماقت ہی جنکی نسب مین بیس بیس پچیس پچیس پشتین
رسولخدا سے گذر چکی ہین جن کی نسبت کوئی شخص نصیحت ہنین کرسکتا کہ یہ سید اور آل رسول ہین
انکی نسبت تو آپکو ہمدردی اور جو خاص جگر پارہ ہائی رسول جنکی نسبت رسولخدا صلعم فرماتے ہین
ہذا ابنای یعنی یہ دونو بیٹے میرے ہین اور پھر انکی اولادِ امجاد جنکی نسبت ایکدوسرے کی نص صحیح
موجود ہین ان کا کچھ لحاظ بھی کیا تو کیا سچ مچ آپ لوگون کو رسولخدا کے ساتھ ہی کچھ خلش ہی شیخ
عبد القادر جیلانی کے اول تو نسب مین ہی گفتگو ہے کہ امام حسنؑ کی ربیبہ کی اولاد مین ہین علاوہ
اسکے خود انکو دعویٰ سیادت ہنین بلکہ اپنے آپ کو شیخ کہتے ہین اور اس زمانہ کے جسقدر عالم و دانا
لوگ تھے وہ سب انکو شیخ عبد القادر جیلانی کہتے تھے حالانکہ سید کو شیخ ہنین کہتے ہین پھر کم سے کم بیس
پشتین انکی گذر چکی ہین جس سے کوئی شخص صحتِ نسب کا دعوے ہنین کرسکتا پس اگر آپکی خاطر سے
انکو سید مان لیا جاوے تو ایسے ہی وقعت کے سید ہو سکتے ہین جیسے اس زمانہ کے سید جنکے نسب
نامجات آئمہ کرام پر ملتی ہوئی ہین پھر کمال تعجب ہے کہ آپ لکھو کھا اولادِ رسول کی توہین اور مذمت
روا رکھو اُن سے دشمنی اور عداوت جائز سمجھو پھر ایک عبد القادر جیلانی کی ہی عزت کرنے سے تمکو کیا فائدہ
ہوگا جنکی سیادت پر کوئی نص صحیحہ ثابت ہے وہ تو آئمہ علیہم السلام ہین انکے بعد جسقدر آل رسول
ہین کوئی ذریعہ سند کا بجز اپنے دعوے کے ہنین رکھتے شیخ عبد القادر کو یہ دعوے بھی ہنین ہے
اسلئے آجکل کے سادات کے برابر بھی انکی عظمت ہنین ہوسکتی اگر اس زمانہ کے سادات شیعہ کو
آپ اپنی تفتیش سے صالح ہنین دیکھتے ہو تو کیا رسول اللہ کا تم پر اتنا بھی حق ہنین ہے کہ تم انکے
ایک قول کو بھی قبول کرو بس فرمائیے کہ آپ سادات کی کیون عزت ہنین کرتے اگر اس زمانہ کا
کچھ عذر ہے تو وہ شیخ عبد القادر مین ہی موجود ہے اگر یہ حضرت تیرہ سو برس بعد پیدا ہوئے ہین
تو وہ پانسو برس بعد پیدا ہوئے ہین یا جواب ہزار برس بعد پیدا ہونگے تو سید نہ سمجھے جاوینگے اسلئے

معلوم ہوا کہ اہلسنت وجماعت ہر امر مین بالعمد مخالف رسول اللہ ہین شیخ عبدالقادر جیلانی کے شیخ ہونے اور سید ہونے کا کامل ثبوت یہ ہے کہ اہلسنت والجماعت انسے نہایت درجہ محبت رکھتے ہین اور چونکہ علاوہ انکے اور کسی سید سے محبت رکھنا سنیون کا ثابت نہین ہے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ سید نہ تھے سید جلال بخاری کی نظیر دینا تو مولف صاحب کی کمال ہی لیاقت ہے ان بیچارون سے کون عداوت رکھتا ہے اگر وہ سید ہین تو ہم انکی تو آنکھ کی پتلی ہین باقی سادات آل رسول کا ہم نہین کہہ سکتے کہ وہ انکو اپنے مساوی الدرجہ سمجھتے ہین یا ان مین کچھ کمی بتلاتے ہین اس بارہ مین ہم اپنی لوگون کو بحث کرنا ہی فضول ہی خصوصاً دھنئے جولاہے قصاب جو چھوٹی امت کہلاتے ہین انکو صاحبزادون کے باہمی معاملات مین لب کشائی کرنا سخت نامناسب ہے گو سنی مسلمان ہین مگر ان کا تو کلمہ ہی پڑھنے والے ہین +

قال الناصبی مجملاً ذکر ان تعصبات کا جس کے شیعہ معتقد ہین +

اس باب مین مولف اظہار الہدیٰ نے محض قساوت قلبی سے اپنے تعصبات اور الزامات کو شیعون کیطرف منسوب کیا ہے **قال تعصب اول** سنی جب کبھی امر متنازعہ فیہ مین کوئی آیت یا حدیث پڑھتے ہین تو شیعہ اس کا انکار کر جاتے ہین **اقول** جب تم غلط پڑھو اور غلط معنی لگاؤ اور غیر شخص کو اس مین داخل کرو تو شیعہ کیون انکار نکرین لیکن درحقیقت یہ قضیہ برعکس ہے اور سنیون کی عادت ہے کہ اپنی ہی مرویات سے وباؤ پر منحرف ہو جاتے ہین **قال تعصب دوم** شیعہ جناب رسولخدا و علی مرتضیٰ کو مراتب مین برابر جانتے ہین **اقول** وہ دونو بھائی بھائی تھے ان مین فرق کی گنجائش ہی نہ تھی باقی رہی نبوت وامامت سواسکے فرق کو عام جانتے ہین حضرت کو نائب رسول اللہ سمجھتے ہین یہ نہین کہتے کہ اگر دونو کی رائے مین اختلاف ہوتا تو حضرت کی رائے کے برخلاف وحی آتی اور حضرت علی کی رائے کے مطابق ہوتی ہان البتہ اہلسنت وجماعت کے مذہب سے برابری کیا معنی کچھ حضرت علی کی بیشی ثابت ہوگی

صوفی تو حضرت علیؑ کو معبود سمجھتے ہین باقی متکلمین و محدثین بھی بہت امور کو مساوات ثابت کرتے ہین جیسے تو حد نور تو حد خلقت تو حد طبیعت تو حد نسب و شرافت تو حد عصمت وغیرہ وغیرہ کہ چند موقعون پر ہم اس رسالہ مین ثابت کر آئے ہین **قال تعصب سوم** شیعون کا عقیدہ ہے کہ جو کوئی محبت حضرت علیؑ رکھتا ہے وہ اہل بہشت سے ہے اور جو کوئی محبت اصحاب کی رکھتا ہے وہ دوزخی ہے **اقول** اس مین کوئی شک نہین مذہب اہلسنت وجماعت کی رو سے بھی ثابت ہے جیسا کہ حدیث مندرجہ صحاح اہلسنت مین ہے لایحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق یعنی علی کو سوائے مومن کے کوئی دوست نہین رکھتا اور سوائے منافق کے کوئی ان سے بغض نہین رکھتا پس خوب سمجھ لینا چاہیے کہ جو شخص حضرت علیؑ سے محبت رکھتا ہے اگرچہ بظاہر کافر و یہودی و مجوسی ہے لیکن بالضرور وہ مومن باطنی ہے اور جو شخص کہ ان سے عداوت رکھتا ہے خواہ کیسا ہی سنی یا عابد یا زاہد یا متقی ہو قطعی منافق ہے کیونکہ حدیث شریف کا یہی مفہوم ہے اور حدیث صحاح اہل سنت مین مروی ہے اور بمقابلہ محبت حضرت علی کے آپ کا یہ فقرہ کہ جو شخص اصحابون سے محبت رکھتا ہے صاف دلیل اسکی ہے کہ حضرت علیؑ سے محبت نہین رکھتا ہی بعوض اسکے اصحابون سے محبت رکھتا ہے تو ظاہر بات ہے کہ وہ مومن نہین کیونکہ اصحابون سے محبت رکھنے کا نہ خدا نے حکم دیا ہے نہ رسول اللہ نے فرمایا ہے پھر بعوض اہلبیت پیغمبرؐ ان سے محبت رکھنے کی کیا وجہ ہے دیکھیے عترت نبی کی محبت ہر مومن پر خدا نے فرض کی ہے نص قطعی آیت قرآنی موجود ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ یعنی کہدے اے محمد اپنی امت سے کہ مین تم سے تبلیغ رسالت اور ہدایت کا کوئی اجر یعنی بدلہ نہین مانگتا بجز اسکے کہ میرے اقربا سے محبت رکھو پھر حکم نبوی کی کوئی انتہا نہین صدہا احکام ان سے محبت رکھنے کے بارہ مین خاص اہل سنت کی کتب مین مروی ہے پھر اسکی کیا وجہ کہ بجائے محبت حضرت علیؑ کے ہم تو حضرت عمر کی محبت رکھتے ہین گویا خدا اور رسول سے لڑائی ٹھہری اور اسکا نتیجہ ظاہر ہے لہ دوزخ ہے۔
قال تعصب چہارم یہ کہ حضرت علی کی محبت جسکے دل مین ہوتی ہے اسکو کوئی گناہ کبیرہ

مثل فسق و فجور ضرر رسان ہنین **اقول** حضرت علی کی محبت ہی مومن پاک عقیدت کے دل مین
جاگزین ہوتی ہے ہان کبائر کا کام ہی کیلئے ہے فسق و فجور اور کبائر دشمنون پر ختم ہو چکا ہے
قال تعصب پنجم شیعہ بسبب عناد قلبی امتِ مرحومہ محمدیہ کو امت ملعونہ کہتے ہین حالانکہ
رب اکبر کنتم خیر امۃ انکے لئے فرماتا ہے **اقول** عجب بیحیائی ہے کہ نبی کی نافرمانی کرین حضرت
علی کا حق چھینین امام حسنؑ کو زہر دین امام حسینؑ کو تشنہ و گرسنہ شہید کرین پھر بھی امتِ ملعونہ
نہ کہا جاوے اور جس سے امت مرحومہ کنتم خیر امۃ مراد ہے وہ شیعیان اور دوستدارانِ اہلبیت ہین
آیت ثانی انہیکی شان مین ہے **قال تعصب ششم** قرآن منزل من اللہ کو کتاب عثمانی جانتے
ہین **اقول** بہ اعتبار ترتیب سب ہی کتاب عثمانی جانتے ہین سنی بھی یہی کہتے ہین ورنہ زید
بن ثابت کی ترتیب کا قرآن تو خلیفہ ثالث نے جلا دیا تھا **قال تعصب ہفتم** حضرت عمر پر لعن
کرنے کو ذکرِ خدا سے بڑھکر جانتے ہین **اقول** ذکر خدا اور شے ہے دشمنان خدا و رسول سے تبرا
اور بیزاری اور شے ہے لیکن ثواب دونو کا ہم پلہ ہے **قال تعصب ہشتم** شیخین کو ہر صبح لعن
کرنا برابر ستر حسنات کے ہے اور ابو جہل و فرعون و نمرود پر برابر حسنات نیم دانگ کے بھی شمار ہنین
کرتے **اقول** جیسا جسکا رتبہ ہوتا ہے اسکے موافق ثواب پہنچتا ہے **قال تعصب نہم**
شیعہ حضرت رقیہ و ام کلثوم کو بسبب نکاح ہونے حضرت عثمان کے اولادِ رسول سے خارج کرتے
ہین **اقول** یہ مولف صاحب کی ناواقفیت ہے رسول اللہ نے جس اولاد کو اپنے بعد چھوڑا ہے
اسکی عظمت و اقتدار کا حکم دیا ہے اور جو اولاد انکی حیات مین فوت ہو چکی تھی انکی بھی کسیکی ہر کی
حاجت ہی ہنین تھی ہان درود بھیجنا حضرت اور انکی اولاد پر شیعون کا شعار ہے **قال تعصب**
دہم شیعہ شیخین کو منافق سمجھتے ہین حالانکہ خدا نے حیات رسول خدا مین تشریح خبیث اور طیب
کی کر دی تھی اور حضرت نے بحالت بیماری حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑہی اور حضرت علی نے خاص
اپنی صاحبزادی حضرت عمر کو دی **اقول** جو آیت مولف صاحب نے تمیز خبیث و طیب کی لکھی
ہے اس سے مومن و منافق کو علاقہ ہنین ہان لیلۃ العقبہ پر اور جنگ احد پر البتہ تمیز مومنین

اور منافقین کی ہوگئی تھی چنانچہ حضرت عمر خود حذیفہ سے پوچھا کرتے تھے کہ میرا نام بھی حضرت نے
لیا تھا یا نہین اور نماز کا حکم جسپر سُنّی ناز کرتے ہین اسکو خود محدثین و محققین اہل سنت موضوعی
قرار دیچکے ہین خود اس حدیث کے راوی کا بیان لکھ چکے ہین کہ مجھے رسولخدا نے کسی کا نام
لیکر نماز پڑھانے کا حکم نہین دیا اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ حضرت کو دونو کا نماز پڑھانا ناگوار ہوا
اور بالآخر آپ باوجود کمال نقاہت مسجد مین گئے اور حضرت ابوبکر کو امامت سے معزول کرکے
خود نماز پڑھائی بلکہ لکھا ہے کہ ایام گذشتہ و آیندہ کی ستر نماز ین آپ نے پڑھائین پھر اگر آپ لوگ
یہ کہین کہ نعوذ باللہ رسولخدا نے حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی تو نہایت سخت معاصی ہے ذرا اپنی
کتب معتبرہ کو دیکھو یہ بات تو آپ جیسے جہال نے اڑا دی ہے ورنہ اسکی کچھ اصلیت نہین مدارج النبوۃ
مین دیکھیے کہ محقق دہلوی نے کمال صراحت سے اس معاملہ کو لکھا ہے ایسا ہی کبھی حضرت علیؑ
یا حضرت سلمانؓ ابوذرؓ و عمارؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی انکے پیچھے نماز نہین پڑھی نہ تم اس
بات کو ثابت کرسکتے ہو بلکہ ہم تمہاری کتب سے حضرت علیؑ کا انکے پیچھے نماز نہ پڑھنا ثابت کرسکتے
ہین باقی رہا یہ امر کہ منافق کے ساتھ نکاح درست نہین یہ آپکی ناواقفیت شرع کی بات ہے قرآن
مین فقط مشرک سے نکاح کی ممانعت ہے جیسا کہ خود آپ نے وہ آیت درج کی ہے اور معاملہ
شادی مین کفو اور برادری دیکھی جاتی ہے جیسا کہ خود رسول اللہ نے اپنے ہم کفو لوگون مین اپنی
دخترون کی شادی کردی حالانکہ وہ مشرک تھے بعد ازان رسول اللہ نے اپنی دخترون کی
شادی حضرت عثمان سے کردی تو پھر حضرت پر ہی کیون اعتراض ہے بلکہ اسبارہ مین تو یہ بحث
بھی ہے کہ وہ لڑکی حضرت ابوبکر کی تھی اور بوجہ نکاح اسماء بنت عمیس کے پرورش اُسکی البتہ اہلبیت
مین پائی تھی پس دران حالیکہ وہ دختر ابوبکر ہی تھی تو حضرت عمر سے شادی ہونے مین کیا حرج
ہے بیت اگر چہ نصرانی نہ پاک است جہودی مردہ می شوید چہ باک است **قال تعصب**
بازدہم شیعہ کہتے ہین کہ جتنے کلمات مدحت کلام خدا مین بحق مومنین و صالحین کے واقع ہوئی
ہین ان سے مراد آئمہ کرام ہین اور جتنے کلمات مذمت کہ بحق منافقین و فاسقین کے وارد ہوئی

ہین ان سے مراد صحابہ عظام ہین **اقول** یہ تو واقعی بات ہے اس ہین تعصب کا کیا کام ہے آپ خود ہی لکھتے ہین **قال تعصب دوازدہم** شیعہ معتقد ہین کہ جو آیات بینات بحق مہاجرین و انصار نازل ہوئی ہین وے سب بےمعنی ہین مثل حروف متشابہات کے **اقول** شیعہ کا تو یہ قول نہین ہے بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والون کو شیعہ کافر سمجھتے ہین جیسے شیخ ابوالحسن اشعری جنکی تقلید عقائد مین اہل سنت وجماعت کرتے ہین انکا عقیدہ البتہ ہے کہ کلام الٰہی بےمعنی اور بغیر مطلب کے ہے جسکی تشریح ہم فرقات کے بیان مین لکھ چکے ہین **قال تعصب سیزدہم** شیعہ کہتے ہین کہ اہلسنت وجماعت اہلبیت نبوی سے بغض رکھتے ہین حالانکہ اہل سنت مثل فرائض وغیرہ محبت اہلبیت کو فرض جانتے ہین **اقول** اگر یہ سچ ہے تو فرمائیے کہ امیر معاویہ کا کیا مذہب تھا اور یزید اور مروان اور اسکی اولاد کس مذہب پر تھی تمام خلفاء مروانیہ و عباسیہ کا کیا مذہب تھا اس سے زیادہ کیا بغض ہوگا کہ رسولخدا نے تو انکی پیروی کا حکم دیا اور تم غیرون کی پیروی کرو پچھلے زمانہ کے سنی اگر اہلبیت سے محبت نہ رکھتے تھے تو بغض بھی نہ رکھتے تھے مگر جناب مولویصاحب کچھ خبر بھی ہے کہ جب سے یہ شوم ناپاک فرقہ وہابی دنیا مین پیدا ہوا ہے جب سے اہل سنت کے عقائد کو بھی ان بےایمانون نے خراب کر دیا **قال تعصب چہاردہم** شیعہ کہتے ہین کہ جو شخص تعالیٰ جد ربنا نماز مین پڑھے گا اسکی نماز فاسد ہوگی حالانکہ اللہ تعالیٰ کلام الٰہی مین فرماتا ہے وانہ تعالیٰ جد ربنا۔ **اقول** اہل انصاف غور فرماوین کہ جب آیت ربانی دوسری عبارت سے ہے اور مولف صاحب اسکو تغیر و تبدل کر کے دوسری عبارت سے نماز مین پڑھین تو نماز فاسد کیون نہوگی بلکہ میرے نزدیک تو پڑھنے والے کا ایمان جاتا رہے گا کیونکہ کلام الٰہی کی تحریف و تبدیل کفر ہے کل الحمد للہ کو اپنی عبارت سے پس وپیش آیات بنا کر نماز مین پڑھو گے تو پھر نماز کیسے ہوگی نماز مین کلام الٰہی کے سوا کلام بشر ملا کر پڑھنا صریحا کفر ہے **قال تعصب پانزدہم** شیعہ کہتے ہین کہ اہلسنت یہود و نصاریٰ سے بدتر ہین اور حوالہ آیت قرآنی کا دیتے ہے قولہ تعالیٰ الم تر الی الذین اوتو نصیبا من الکتاب یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ہولاء اہدیٰ من الذین

آمنو سبیلا فرمایا اللہ برتر نے آیا نہین دیکھا تو نے طرف ان لوگون دیئے گئے حصہ کی کتاب سے
لاتے ہین ساتھ جبت اور طاغوت کے اور کہتے ہین واسطے اُن لوگون کے کہ کفر کیا اور یہ لوگ بہت ہدایت
پر ہین ان لوگون سے کہ ایمان لائے راہ کی **اقول** اجی حضرت مولویصاحب اس آیت کی شان
نزول بھی آپ کو کچھ معلوم ہے اور جبت اور طاغوت سے جو کچھ مراد اس موقعہ پر ہے اُن دونو
صاحبون کو بھی جانتے ہو یا ویسے ہی رطب ویابس زبان سے نکال دیتے ہو ذرا دل مین تو
شرمائے ہوتے کیا اس خوف سے آپ نے اس آیت کو بنیگی لکھہ دیا کہ جواب مین شیعہ اس کا
حوالہ دینگے ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ بمقابلہ مشرکین و کفار کے اہل کتاب کو بہتر سمجھتے ہین اور بمقابلہ
انکے اہل قبلہ کو بہتر جانتے ہین ہان جو لوگ اہلبیت پیغمبر سے بغض و عناد رکھتے ہین انکو البتہ یہود
و نصارے تو کیا معنی مشرکین و کفار سے بھی بدتر سمجھتے ہین اور ہر مومن و مسلمان کو بھی ایسا ہی
سمجھنا چاہیئے اس مین برا ماننے کی کوئی بات نہین ہے **قال تعصب شانزدہم** شیعہ اپنی ان
روایات صحیحہ کو جو مذہب اہلسنت سے مطابق رکھتی ہین متروک العمل جانتے ہین **اقول** بہت اچھا
کرتے ہین کیونکہ حدیث مین وارد ہے من تشبہ بقوم فہو منہم **قال تعصب ہفدہم**
اکثر کتب شیعہ مین مرقوم ہے کہ ناصبی یعنی اہل سنت یہود و نصارے سے زیادہ تر نجس و ناپاک
ہین **اقول** چونکہ ہمارے مخاطب صاحب نے ناصبی کی تفسیر خود ہی سنی قبول کر لی ہے پس
مین ہم لاچار ہین اور ناصبی مراد اس قوم سے ہے کہ جنکو آل محمد سے صریحاً بغض و عناد ہو پس اگر
اہل سنت بھی اس صفت سے متصف ہون تو بیشک ہمارے نزدیک مشرکین سے بھی زیادہ
نجس و ناپاک ہین **قال تعصب ہجدہم** بجائے بسم اللہ کے ہر کام مین شروع کرنیکو لعن حضرت
شیخین سے مبارک جانتے ہین **اقول** یہ مولویصاحب کی غلطی ہے بسم اللہ بجائے خود ہے اور
لعن بر دشمنان اہل بیت اگرچہ بڑے ثواب کی بات ہے مگر بجائے خود ہے بسم اللہ سے کیا علاقہ
قال تعصب نوزدہم کہتے ہین کہ طلاق دینا ازواج مطہرات کا حضرت رسولخدا نے حضرت
علی کے اختیار مین کیا تھا حالانکہ خدا تعالے نے مالک طلاق امہات المومنین کا رسول کو بھی

نہین کیا تھا جیسا کہ فرمایا خداوندِ کریم نے لایحل لک النساء من بعد الخ ترجمہ نہین حلال واسطے تیرے عورتین پیچھے سے اور نہ یہ کہ بدلے تو ساتھ انکے بی بیون سے اور اگرچہ نہایت تعجب مین لگا ئے تجھکو حسن ان کا **اقول** اس آیت سے طلاق کی ممانعت کسی طرح ثابت نہین فقط اور نکاح کرنیکی ممانعت ہے خواہ بموجودی زنانِ موجودہ کے کرین خواہ کسی کو طلاق دیکر دوسری کرین ہان اسکے بعد سورۂ تحریم مین صاف اجازت طلاق موجود ہے ان طلقکن۔ صاف وارد ہے کہ اگر تو عائشہ اور حفصہ کو طلاق دیدے تو ہم آخرت مین انکی عوض تجھکو نیک بی بیان ثیبہ کی جگہ ثیبہ اور بکر کی جگہ بکر بدل دین چونکہ ذاتِ رسولِ اقدس نہایت کریم و رحیم تھی باوجود خطاہا ئے سخت طلاق نہین دی کیونکہ مسلمانون پر تو وہ حرام تھی پھر انکے نان و نفقہ کی کوئی سبیل نہین ہوسکتی تھی اور اسی کی تقلید حضرت علی نے کی کہ باوجود سخت خطا کے حضرت عائشہ کو ازواج رسول سے خارج نہین کیا فقط دھمکانے ہی پر اکتفا کیا جیسا کہ مروی ہے کہ جب بعد فتح جنگ جمل کے حضرت علی مرتضیٰ بصرہ مین بی بی عائشہ کے پاس آئے اور بہت کچھ سمجھایا کہ مدینہ کو چلے جائین مگر انہون نے قبول نہ کیا دوسرے دن حضرت علی نے امام حسن کو بھیجا انہون نے کوئی کلمہ بات کی تمام کان مین کہا فوراً بی بی عائشہ نے مدینہ کا جانا قبول کر لیا ایک بی بی بنی فار بصرہ کین اسوقت سے حاضر تھی اسنے سبب پوچھا کہ کل تو اس لڑکے کے باپ نے تمکو بہت کچھ سمجھایا تھا اور تم نے قبول نکیا آج اس لڑکے نے اپنے باپ کا پیغام تمکو سُنایا اور تمنے فوراً قبول کر لیا اسکی کیا وجہ ہے اسوقت بی بی عائشہ نے فرمایا کہ آج اسکے باپ نے یہ کہلا کر بھیجا کہ تم جانتی ہو کہ رسولخداصلعم نے مجھکو اختیار دیا ہے کہ ازواج النبی مین سے جسکو چاہون رسول اللہ کیطرف سے طلاق دے دون اب اگر تم نہین مانتی ہو تو وہ اختیارات عمل مین لاتا ہون اسلیئے مین نے فوراً کہنا مان لیا مبادا کہ زمرۂ ازواج نبی سے خارج ہو جاؤن +

قال مجملاً ذکر بعض استفسارات کا محبان اہلبیت سے

مولف صاحب نے کمال دانائی سے اُن ہزلیات کو جو پیشتر لکھ چکے ہین اب مکرر بپیرایہ سوالات

مین بیان کیا ہے اور اس پردہ مین اپنے اعتقاد کو ظاہر کیا ہے اور صریحاً حضرات آئمہ معصومین
کی شان مین گستاخیان کی ہین افسوس کہ اپنے لئے مولف صاحب نے جواب الجواب مین
تہذیب کا خیال رکھنے کے لئے گذارش کی مگر آلِ محمد کی نسبت خود نہایت درجہ توہین
کے الفاظ بیان کئے اگرچہ ہم بھی انہین الفاظ مین جواب دے سکتے ہین مگر فقط اسلئے کہ ہماری
کتاب کو ہر شخص بلا رنج ملاحظہ کرے اور حق و باطل مین تمیز کرنے کا ہر شخص کو موقعہ ملے ایسے
بیہودہ الفاظ کو ترک کر دیا ہے **قال الناصبی سوال اول** وہ کلام الٰہی جسکو حضرت
امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے جمع فرمایا تھا کہان اگر کہین گم ہوگیا نسبت حضرت امیر کی ہدایت
کے گم کرنے کا بہت بڑا الزام آتا ہے اگر کہین کہ امام غائب کے پاس موجود ہے تو اس
غائب امام بھی گنہگار ٹھہرے کہ انہون نے عمداً حضرت امیر کے زمانہ سے لیکر اپنے زمانہ خروج
تک بندگان خدا کو گمراہ رکھا اس اعتقاد سے تمام امام مجتہد شیعیان پاک کے بیدین سمجھے جاتے
ہین **اقول** جو کچھ اس سوال بیہودہ کی وقعت ہے وہ اہل انصاف پر پوشیدہ نہین ہے ظاہر
ہے کہ نبی اور امام کا کام حکم پہنچا دینے کا ہے اگر امت نے حکم مانا فہو المراد ورنہ اسکا مظلمہ اور بار
امت عاصی کی گردن پر ہے یہانتک تو روایات اہل سنت سے بھی ثابت ہے کہ بعد وفات
رسولخدا صلعم کے حضرت علی نے ترتیب قرآن کی دی اور بعد مرتب ہوجانے کے مسجد نبوی مین
امت کی روبرو لائے اور ان لوگون نے اس قرآن کے لینے اور اسپر عمل کرنے اور اس کی
نقول لینے سے صریحاً انکار کیا اور شیخین نے بجائے اسکے زید بن ثابت سے اپنے طور پر قرآن
جمع کرا کر لکھوایا پھر حضرت علی کا کیا قصور ہے اس تمام مظلمہ کا بار تو حضرات خلفا کی گردن پر
ہے امام برحق کا جو فرض تھا اسکو ادا کر چکے پھر اگر امت نے نافرمانی کی تو امام کا کیا قصور رہا حالانکہ
زید کا جمع کیا ہوا قرآن ایسا ناقص اور ناتمام تھا کہ خلیفہ ثالث کو اسکا جلانا پڑا مگر امت کی بے
ایمانی کو کیا کہیے بوجہ عداوتِ خاندان رسالت قرآن کامل کو قبول نہ کیا تمکو حضرت علی نے گمراہ
نہین کیا بلکہ حضرت عمر نے گمراہ کیا کہ حکم حضرت رسول اللہ پر عمل نہ کرنے دیا اور قرآن اور اہلبیت کے

تمسک سے روکا امام غائب پر بھی آپ کا طعن فضول ہے اسکے زمانہ مین آپ لوگ بسہولت قرآن کیون قبول کرینگے البتہ جب جو تیجی کر کے جابکون سے مخالفین قرآنکی کھال اُڑائی جاویگی اور بجاۃ
بمنزل کی راہ نکالی جاویگی تب پشیمان ہوکر اس قرآن کو قبول کرینگے وہی قرآن تو ہی کہ جسکی نسبت
رسولخدا نے فرمایا تھا لن یفترقا حتی یردا علی الحوض اور یہ کہ فانظروا کیف تخلفونی فیھما ترجمہ دونو کا
یہ ہے کہ وہ دونون یعنی قرآن واہلبیت ایکدوسرے سے جدا نہونگے اور یہ کہ دیکھو کسطرح تم
مخالفت کرو گے ان دونو کے حق مین یہ روایت بضمن حدیث تمسک ثقلین تمام کتب صحاح
اہلسنت مین درج ہے پھر مخاطب صاحب کا ہم سے پوچھنا کہ وہ قرآن کہان ہی صاف دلیل کم
علمی کی ہے **قال سوال دوم** شیعہ حضرت عثمان کے جمع کیے ہوئے قرآن کو کیون پڑھتے
ہین تا آخر ہزلیات **اقول** حقیقت یہ ہے کہ جوتون کے ڈر سے گذری ہین چھوڑ کر نے قرآن
ہمارا ہے ہم قرآن کے ہین جب کبھی موقعہ آویگا جوتین مار ڈالی جاوینگی گذرا صاف ہو جائے گا
قال سوال سوم جبکہ اصحاب کافر یا منافق یا مرتد ہو گئے تھے تو ائمہ کرام نے اپنی اولاد کے
نام کیون انکے نام پر رکھتے تھے **اقول** آپ بھی عجب صاحب وقوف ہین نام کسی کی ملکیت ہوتا
ہے جسکا جو جی چاہا نام رکھا کیا بایزید بسطامی نام رکھ کر یزید کے باپ ہو گئے تھے یا عبدالرحمن
جامی اس نام سے ابن ملجم ہو گئے اور دیکھیے آپ اوپر بیان کرچکے کہ ائمہ علیہم السلام کے سرکام
مین جنید پہلو ہوتے تھے تو کیا عجب ہے کہ دل کے بخارات نکالنے کو اصحاب ثلثہ کے نام رکھ
لئے ہون یعنی فرض کیجیے کہ کوئی امام حضرت ابوبکر یا عمر کو برا بھلا کہہ رہے ہون اور یہ کسی
انکے معتقد نے سن لیا اور امام سے آمادہ فساد ہوا تو انکو یہ گنجائش مل گئی کہ اسکو دھمکا کر
کہین کہ بے ایمان تو کون ہے ابوبکر یا عمر ہمارا بیٹا ہے جو ہمارے جی مین آوے کہین گے تو
ہمارا الزام ہے تو دیکھیے پھر اس مفسد کو کوئی حجت فساد کرنے کی باقی نہوگی امام کا کوئی فعل اسرار
سے خالی نہین ہوتا ایسے وسوسات شیطانی مین آپ ناحق مبتلا ہوتے ہین **قال سوال**
چہارم ایسے مومن جوانمرد کو جسکے مقابلہ مین تمام جہان عاجز ہو اور تنہا وہ عالم پر غالب ہو

آیا اسکو اپنی لڑکی منافق اور غاصب اور مرتد اور خائن کے ساتھ بیاہ دینا جائز جانتے ہین
اقول جو شخص کہی ہوئی بات کو کہتا ہے آپ جانتے کہ نواب میر خان کا کیا ہلاتا ہی عجب
لطف ہے کہ ان امور کو چند بار بیشتر لکھہ چکے ہین اور پھر اسی کو گاتے ہین اگر کوئی جدید بات
نہین سوجتے تو یہ کیا ضرور تھا کہ اگلی ہوئی قے کو پھر چاٹنے لگے اسکا جواب ہم ابھی دے چکے
ہین وہ سعدی کا شعر حفظ کر لو پھر دہو کا نہ کھاوگے **شعر** گر آب چاہ نصرانی نہ پاک است۔
یہودی مردہ می شوید چہ باک است۔ ان سوالات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ
رسالہ چند جہال کی افکار بیہودہ کا نتیجہ ہے ایک ہی بیان کو کسی نے کسی طرز پر لکہا ہے کسی
نے دوسری طرز پر لیکن جمع کرنے والے صاحب سب سے بڑھکر مخبوط الحواس ہین جنکو مضمون
مکرر کی شناخت کی بھی تمیز نہین ہے **قال سوال پنجم** جبکہ حضرت علی نے اصحاب ثلثہ
سے بر بنائے تقیہ بیعت کی تھی تو معاویہ سے کیون جدال وقتال کی اس مرتبہ تقیہ نکرنا کیا معنی
رکھتا ہے **اقول** جن احمقون کو تقیہ کے معنی اور اُسکے اوقات سے بھی اطلاع نہین انکو ناحق
تصنیف کا خبط ہوا ہے اے نادانو تقیہ بعد نصب خلافت کیا معنی اصحاب ثلثہ کے زمانہ مین
کس نے حضرت علیؑ سے بیعت نصرت کی تھی اور بوقت تقرر خلافت مرتضوی معاویہ کو کس نے
خلیفہ کیا تھا کہ حضرت علیؑ بجائے جدال وقتال اُسکی بیعت کرتے اور جبکہ بوجہ بغاوت معاویہ
اُسپر جہاد قائم ہو گیا تو پھر تقیہ کیسے ہو سکتا اس قسم کا تقیہ جنگ وجدال کے وقت تو اصحاب
ثلثہ کا طریقہ ہے جیسا کہ جنگ احد مین میدان جنگ سے بھاگ کر غار مین جا چھپے اور
ابوسفیان کے پاس پیغام معافی قصور بھیجا اسکو جناب امیر خود بیان فرما چکے ہین کہ اگر چالیس
آدمی صاحب عزم مجھ کو ملجاتے تو مین ابوبکر پر جہاد کرتا چونکہ انصار نہ ملے تقیہ واجب ہوا اور
معاویہ نے جو سرکشی اختیار کی وہ بعد خلیفہ ہو جانے حضرت کے کی تھی پھر کمال افسوس ہو کہ آپ
مولوی بنکر ایسے جاہلانہ سوال کرو جسکو سنکر خود تمہارے ہم جنس بھی تم پر طعنہ کرتے ہین
اور یہ قول آپ کا محض غلط ہے کہ حضرت علیؑ نے خلفائے ثلثہ سے بیعت کی کیونکہ یہ امر کتب اہلسنت مین

بخوبی ثابت ہوگیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر سوالاتِ حضرت مرتضیٰ کا جواب دینے سے عاجز ہوے تو انکو رخصت کر دیا اور پھر بیعت کے لئے تکلیف نہین دی **قال سوال ششم** اگر حضرت علیؑ نے خلفاء ثلثہ کی بیعت کی تو قول انکا مندرجہ نہج البلاغہ نسبت شجاعت اپنی لغو قرار فرمایا۔

اقول اسکا جواب ہم چند بار دے چکے ہین اسی رسالہ مین دیکھ لو اور خوب سمجھ لو کہ شجاعت ایک سرے سے قتل عام کر دینے کو نہین کہتے بہت سے لوگ ایسے تھے کہ اگر اس زمانہ مین قتل کر دئے جاتے تو انکی اولاد مین جو مومن اور شیعہ ہونوالے تھے کیسے پیدا ہوتے اگر حضرت ابوبکر کو قتل کر دیتے تو محمد بن ابی بکر رضی اللہ و رحمۃ اللہ علیہ کیسے پیدا ہوتے اور وہ کارنمایان جوان سے ظہور مین آیا کون کرتا ایسے ضروری اسرارون کی وجہ سے حضرت علیؑ نے قتل عام نہین کیا ورنہ اس شیر کی روبرو لومڑیون اور گیدڑون کی کیا مجال تھی کہ دم بھی مارتے +

قال سوال ہفتم حضرت علیؑ نے ہمیشہ تقیہ کیا مگر امام حسینؑ اور حضرت مسلم نے تقیہ نہین کیا

اقول ہم پیشتر اسکا بھی مفصل جواب لکھ چکے ہین اور صاف ظاہر کر دیا ہے کہ امام حسینؑ خروج فرما چکے تھے اور خروج کے بعد تقیہ داخل بے غیرتی ہوتا ہے وہ انہین کا کام ہے جو ہمیشہ بے غیرتی سے رسولخدا کو معرکہ جنگ مین چھوڑ چھوڑ کر بھاگ جایا کرتے تھے خروج اور بیعت سے پہلے امام حسین علیہ السلام نے بھی تقیہ کیا اور حضرت مسلم بھی تقیہ کیا کرتے تھے **قال سوال ہشتم** حضرت امیر المومنین نے خلافت ابوبکر مین کنیز جہاد پر تصرف کیا **و قال سوال نہم** حضرت شہربانو پر امام حسین علیہ السلام نے تصرف کیا اور وہ بھی جہاد مین پکڑی ہوئی آئی تھین

اقول مولف صاحب کیا آپ کو یہ معلوم نہین کہ اگر مسلمانون مین سے کوئی فرقہ یا گروہ جہاد کرے تو اسکی غنیمت مین سے خمس یعنی پانچوان حصہ امام برحق کا ہے بموجب مسئلہ مسلمہ عام و بحسب قول علماء عامہ فاسق و فاجر بھی اگر جہاد کرے تو غنیمت اسکی جائز ہے اور پانچوان حصہ امام کا اس مین ہے اسلئے جو جہاد زمانہ خلفاء ثلثہ مین ہوئے وہ بحکم جناب سرور کائنات و بحسب احادیث جناب علی مرتضیٰؑ کے ہوئے اور اس غنیمت مین انکا پانچوان حصہ تھا اسلئے تصرف

اگر ماں اُن کا کنیزون بر جائز تھا شیخ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین کہ اگر خلیفہ فاسق و فاجر ہو تو بھی اُسکا مقرر کیا ہوا قاضی قابلِ اتباع ہی اور اُسکے ساتھ اور اُسکے حکم سے مسلمانونکو جہاد کرنا لازم ہے اور مخاطب نے جو عقلمندی سے یہ اعتراض کیا ہے کہ امام حسینؑ بموجودی حضرت علی اور حضرت امام حسنؑ کے حقدار غنیمت کے نہ تھے یہ انکی لیاقت اور علم و فضل کی بات ہی مالِ غنیمت سے جو خمس لیا جاتا ہے اس مین تمام اقربا ربنی حصہ دار اور شریک ہین تفصیل اسکی ہمنے اس سالہ مین آیت فے کے ذکر مین لکھی ہے اس غنیمت کے خمس کا یہ دستور نہین کہ باپ کے مرنے پر پسر کو حصہ پہنچے بلکہ تمام عترت نبی ایک ساتھ اُسکے وارث اور مالک ہین بلکہ خدا اور رسول و اقربا ر نبی بحکم خدا ایک ساتھ حصہ پاتے ہین آیتِ قرآنی شاہد ہے **قال سوال دہم** سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب وفات النبی مین ابن عباس سے روایت ہے۔ عن امیر المومنین انّ الصحابۃ ارتدوا بعد النبی الّا اربعۃ۔ وفی روایۃ عن الصادق الّا ستۃ۔ بقولِ حضرت امیر المومنین صرف چار اصحاب مومن رہے اور بقول امام صادق چھہ ان دونو روایتون مین سے کونسی روایت صحیح سمجھی جاوے اگر حضرت امیر کا قول صحیح ہے تو حضرت صادق جھوٹے پڑتے ہین اور اگر حضرت صادق کا قول صحیح ہے تو حضرت امیر عالم لدنی نہین سمجھے جاتے بلکہ ان دونو روایتون سے حضرت امیر کا امیر المومنین ہونا بھی نہین ثابت ہوتا ہے کیونکہ امیر المومنین بغیر اجماع کے ہو نہین سکتا اگر کہین کہ باجماع انہین اصحاب کے جناب امیر المومنین ہوئے تو اس صورت مین جناب امیر اپنے ہی قول کی رو سے امیر المرتدین ٹھہرتے ہین **اقول و بہ نستعین** یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے کہ جو لوگ مرتد ہوئے اُنکا سردار ونکی ارتداد کی حالت مین کون تھا یعنی بعد رسول خدا صلعم اگر صحابہ مرتد ہوئے اور اُس حالت مین انہون نے اپنا سردار حضرت ابوبکر کو پھر حضرت عمر کو پھر حضرت عثمان کو کیا تو اُن مرتدون کے امیر تو یہی حضرات ثلٰثہ ہوئے اور جبکہ بعد اسکے کچھ لوگ راہ راست پر آئے اور ارتداد کو چھوڑ کر ایمان لائے تو امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لی رہا یہ امر کہ کوئی شخص خود بخود یا کسی اجماع یا پنچایت کی مرضی سے امیر المومنین ہو جائے محض غلط ہے کیونکہ امیر مومنان

بغیر حکم خدا و رسول کے قائم نہین ہو سکتا اسلئے اثبات امارت مومنین کے لئے کسی اجماع وغیرہ کی حاجت نہین ہے بلکہ فقط نص درکار ہے جیسے حضرت علی مرتضیٰ کی نسبت آیہ انما ولیکم اللہ اور حدیث ہو ولیکم بعدی و من کنت مولاہ فعلی مولاہ وارد ہین اگر برخلاف ان نصوص کے امت اپنی طرف سے کسیکو سردار مقرر کرے تو ضرور امت مرتد ہوگی اور انکے سردار امیر المرتدین قرار پائے ہمکو مخاطب صاحب کی عقل پر کمال حیرت ہے کہ حضرت علی کو امیر المرتدین کسطرح قرار دیا جبکہ مرتدین نے انکو چھوڑ کر غیرون کو اپنا سردار بنایا تھا تو وہی سردار امیر المرتدین تھے اصل یہ ہے کہ کہ مخاطب صاحب نے بسعی جمیلہ ماتز د فضائل ثلثہ کے لئے نیا لقب نکالا ہے جسکو تمام علمائے اہل سنت عرصہ دراز سے بھولے ہوئے تھے اب رہا یہ امر کہ قول حضرت علی کا صحیح ہے یا حضرت صادق کا اس اعتراض سے مفہوم ہوتا ہے کہ مولف صاحب کو علم حدیث مین کم مہارت ہے ہزارہا روایت مذہب اہلسنت مین ایسی ہین کہ حضرت ابوبکر ایک امر بیان کرتے ہین اور حضرت عمر سے اسکے برخلاف مروی ہین بلکہ حضرت ابوبکر ایک مرتبہ کچھ کہتے تھے اور دوسری مرتبہ کچھ کہتے تھے جنمین تطابق اور توافق ہونا بھی غیر ممکن ہے جیسے ایکمرتبہ حضرت ابوبکر نے کہا کہ مجھے بوقت بعثت سرور کائنات کی خبر ایک راہب نے شام مین دی تھی اور ایک مرتبہ فرمایا کہ مکہ مین ایک درخت نے اطلاع کی تھی اور ان ہر دو روایات مین کوئی صورت تطابق اور توافق کی نہین ہے اور ان روایات مین کہ بقول حضرت مرتضیٰ صحابہ مین سے فقط چار مرتد نہین ہوئے تھے ممکن ہے کہ آپنے فقط صحابی مہاجرین سے مراد لی ہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے مہاجرین و انصار دونو سے مراد لی ہو یا صحابہ سے مراد روسا صحابہ ہو جنسے مراد سنی اہل حل و عقد لیتے ہین اور حضرت علی کی رائے مین ایسے چار شخص ہون اور حضرت صادق کی رائے مین چھ شخص ہون اسلئے ہر دو روایات صحیح قرار پاتی ہین

قولہ اس موقعہ پر یہ بات قابل دریافت ہے کہ چار اصحاب یعنی حضرت مقداد حضرت سلمان فارسی حضرت ابوذر غفاری و حضرت عمار بن یاسر کہ منجملہ اصحاب مہاجرین سے ہین تو بتائیے کہ اصحاب انصار کو نسے ہین جنکی بابت جا بجا صفت قرآن پاک مین مذکور ہے **اقول** ایسے صدہا انصار تھے

کہ جنکے فضائل اور صفات قرآن شریف مین مذکور ہین یہ بزرگوار لوگ تھے کہ جنکو آپ کے اکابر
مہاجر معرکہ جنگ مین آگے رکھکر خود فرار ہوجایا کرتے تھے اور وہ بیچارے اپنی جان رسول مقبول پر
فدا کرکے شہید ہوجایا کرتے تھے فاتلوا وقتلوا قرآن شریف مین انہین کی شان مین وارد ہے
صدہا انصار جنگ بدر و احد وغیرہ مین شہید ہوئے ہین اگر تحقیق انکے اسما کی مطلوب ہو تو کتب
سیر مین دیکھو **تنبیہ** واضح ہو کہ بعینہ یہی روایت مندرجہ کتاب وفات النبی سلیم بن ہلالی
مولف اظہار الہدے نے آگے اواخر صفحہ ۹۹ اور اوائل صفحہ ۱۰۰ مین لکھکر یہی
اعتراض امیر المرتدین ہونے کا نسبت حضرت اسد اللہ الغالب کی کیا ہے اور وہی اجماع کی بحث
اس مین موجود ہے پھر کیا وجہ ہے کہ دوبارا اسی اعتراض کو نقل کردیا اگر کتاب بڑھانا منظور
تھا تو کچھ لیاقت صرف کرتے اسکے معنی کیا کہ ایک ایک بات کو چار چار مرتبہ بیان کیا جاوے اور
اگر اس عبارت کا مولف اور شخص تھا اور یہ سوالات اور کسی کے ہین تو انکے نام کا حوالہ درج ہونا
واجب تھا میری رائے مین یہ سوالات دوسرے صاحب کے ہین اور وہ صاحب ایسے ہین کہ انکو مادہ علمی
اور لیاقت تالیف بالکل نہین ہے ہم وکلا مین بھی بعض ایسے لوگ ہین کہ اگر کسی مقدمہ مین
بشراکت دوسرے وکیل کے یہ بھی وکیل ہون تو چونکہ خود مادہ وکالت نہین رکھتے ہین دوسرے وکیل
کی تحریر سے بالکل اسی طرح چند عذرات مستنبط کرکے موکل کو خوش کردیتے ہین مگر اس نالائقانہ
حرکت سے بجز مطعون خلائق ہونے کے اور نتیجہ پیدا نہین ہوتا اگرچہ ہم پیشتر اس اعتراض کا جواب
مفصل لکھ چکے تھے مگر سائل کا سوال رد کرنا اپنی عادت نہین اسلئے یہان بھی جواب دیا گیا

قال سوال یازدہم کتب شیعہ مین فضیلت متعہ بکثرت مرقوم ہے آئمہ علیہم السلام نے جو
متعہ نہین کیا تو وہ خاطی اور عاصی ٹھہرتے ہین **اقول** متعہ پر بہت سے اعتراض مولف صاحب
کرچکے ہین اور ہم انکے جوابات مشروحاً لکھ چکے ہین اور مولف صاحب نے متعہ کے بارہ مین یہانتک
سر مارا ہے کہ اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۱۱۵ سے لیکر نہایت صفحہ ۱۲۱ یہی ذکر ہے اور خصوصاً بعینہ یہی
سوال آخر صفحہ ۱۱۸ و اوائل صفحہ ۱۱۹ مین بذیل اعتراض سوم درج ہے اور جواب مفصل اسکا اس مقام

پر درج ہوچکا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ متعہ فرض نہین ہے کہ خواہ مخواہ کیا جاوے ضرورتاً
جائز ہے اور فضائل اُسکے جو مندرج کتب ہین وہ دراصل احیار سنتِ متروکہ کے ہین کہ امتِ
طاغی نے خلافِ حکمِ خدا و رسول اُسکا انسداد کیا تھا چونکہ امر معروف اور نہی منکر سے زیادہ کسی
امر کا ثواب نہین اور نہی معروف اور امر منکر سے زیادہ کوئی معصیت نہین اسلئے پہلا درجہ جزو
رسالت کا ہے اور دوسرا حصہ سلطنت کا اسی پر متعہ کے اجرار کے ثواب اور اسکے بند کرنے کے
عذاب کو سمجھنا چاہیے لیکن مقصد اس فضیلت اور ثواب کا یہ نہین ہے کہ بغیر حاجت اور ضرورت
کے بھی متعہ کیا جاوے **قال سوال دوازدہم** حضرت امام حسنؑ نے خلافت کیون سپرد معاویہ
کے کری حضرت امام حسینؑ کو کیون نہ حوالہ کی آیا امام حسینؑ قابلیت امامت کی نہین رکھتے تھے یا
باہم عداوت تھی یا بسبب مشورہ اصحاب کے ایسا کیا اگر لیاقت نہ تھی تو امام نہ ٹھہرے اور اگر عداوت
تھی تو معصوم نہ ٹھہرے اور اگر مشورہ سے سپرد کی تو حجت ہمارے خلفا ثلثہ پر ہے **اقول** یہ سوال
البتہ مولف صاحب کو بڑا ہی بیدار سوجھا ہے اور شاید آجتک کسی سُنّی نے یہ سوال شیعون سے
نہین کیا تھا کیونکہ پہلے جن لوگون نے مناظرہ کی کتابین لکھی ہین انکو ایسا علم وفضل حاصل
نہ تھا کہ فن تاریخ سے بھی واقف ہون علم سیر کی بھی سیر کی ہو وہ بیچارے یا تو خالی فقیہہ ہوئے
یا صرف محدث ہوئے ایسا جامع کمالات ذاتی کوئی مولف کتب مناظرہ کا نہوا تھا اب ہم مولف
صاحب کی تسلی کرتے ہین اجی حضرت جسکو آپ سپردگی خلافت لکھ رہے ہین وہ سپردگی خلافت
نہین ہے بلکہ اشرار امت سے اپنی اور اپنے اقربا کی جان بچانے کے سامان ہین یہ اعتراض
آپ کا اسوقت صادق آتا کہ جب امام حسن علیہ السلام خلافت کو بخوشی خاطر کسی کے سپرد کرتے یہ
حال تو تمنے تاریخون مین بھی دیکھا ہوگا کہ جب تک حضرت علیؑ خلیفہ رہے معاویہ برابر آپ پر لشکر کشی
کرتا رہا اور برابر جنگ وجدال قائم رہی یہانتک کہ بہتر لڑائیان وقوع مین آئین اسی ضمن مین
حضرت مرتضےٰ علیہ السلام شہید ہوگئے لوگون نے امام حسنؑ سے بیعت کی ہنوز چھ ماہ نہ گذرے
تھے کہ معاویہ ایک لشکرِ عظیم لیکر چڑھ آیا چونکہ امام حسنؑ اپنے لشکر کی قلت اور انکی ہمت کو

جاتے ہوئے تھے لڑائی مین کوئی بہتر نتیجہ نکلتا ہوا نظر نہ آیا بدگمان خدا کا خون ناحق بہانا نامناسب سمجھکر خلافت سے کنارہ کش ہو گئے امام حسینؑ اور امام حسنؑ جدا نہ تھے اگر امام حسینؑ کو خلافت سپرد کرنے کی قدرت رکھتے تو خود ہی کیون ترک کرتے تم تو ایسی عقلمندی کا سوال کرتے ہو کہ جیسے کوئی یہ سمجھے ہوئے ہے کہ امام حسن علیہ السلام کا ویسے ہی بلا کسی وجہ کی خلافت سے دل برداشتہ ہو گیا اور انہون نے بخوشی خاطر ترک کرکے دوسرے کو سپرد کر دی یا یہ کہ نعوذ باللہ معاویہ کیطرح امام حسینؑ نے بھی خلافت کے لئے بھائی پر لشکر کشی کی تھی اور امام حسنؑ نے امام حسینؑ کو تو سپرد نہ کی اور معاویہ کو سپرد کر دی بھلا اسقدر رمزلیات آپنے اظہار الہدیٰ مین لکھی ہین ان مین سے کوئی بھی ڈھنگ کی بات آپکے قلم سے نکلی ہے ہی تو وجہ ہے کہ جو اہل انصاف آپکی کتاب کو دیکھتا ہے صد ہا نفرین کرتا ہے اگرچہ آپ بوجہ قیام شکوہ آباد جیپور کیکل حال معلوم نہین کرسکتے مگر ہمرا آپ کا یہان ضرور سنتا ہے اور لیسنے شاید آپکو اطلاع بھی دی ہو آپکے سوال کے فقرہ آخری کا مطلب معلوم نہین ہوتا کہ کیا ہے (اگر مشورہ سے خلافت سپرد کی تو یہی بحث ہمارے خلفا ثلثہ کی خلافت پر ہے) گویا آپ اس سے یہ مطلب نکالتے ہین کہ جیسے امام حسنؑ نے خلافت کو معاویہ کے سپرد کیا ویسے ہی حضرت علیؑ نے خلفا ثلثہ کے سپرد کیا تھا مگر یہ آپ کی عقلمندی ہے سپردگی خلافت کیسی اور مشورہ کیسا وہ بھی غصب تھا اور یہ بھی غصب تھا فقط جزائے اعمال کے لئے مدارج کا فرق ہے اور موقعہ پر آپ کا وہ مصرعہ موزون معلوم ہوتا ہے جو سوال یازدہم کے خاتمہ پر موجود ہے ؏ تا فرق مدارج نکنی زندیقے **قال سوال سیزدہم**

معتبر کتب شیعون سے ثابت ہے کہ میت نجس العین ہوتی ہے بموجب شعر نجس العین کے بود طاہر سگ و خوک است میت و کافر پس میت آئمہ کرام کی نسبت کیا حکم رکھتے ہو علما شیعہ

اقول آئمہ کرام کی نسبت تو خدا تعالے الحکم کر چکا کہ طیب و طاہر مین تطہیران پر ختم ہو چکی ہے لیکن آپ اصحاب ثلثہ اور غوث الاعظم صاحب کی نسبت فتویٰ دیجئے کہ انکی کھال بھی دباغت سے پاک ہو سکتی ہے یا مثال آپ لوگون کی انکی کھال بھی مثل خوک کے ناپاک ہی

جیسا آپ کی کتب فقہ قدوری مین و شرح وقایہ و کنز وغیرہ مین درج ہے ۔ کل اھاب
اذا دبغ فقد طہر جازت الصلوٰۃ علیہ والوضوء منہ الا جلد الخنزیر والرجل ۔ افسوس اس شخص نے
ہمکو بھی نامہذب کر دیا یہ نہ سمجھے کہ آئمہ کرام کے لئے آیہ تطہیر نازل ہے **قال سوال چہاردہم**
جسدہم سے کہ حضرت رسولخدا نے دعویٰ توحید خدا اور اپنے رسول ہونیکا کیا تھا آیا اسدم دعوے
اپنے نائب کی نیابت کا کہ بعد ہماری حضرت علی ہونگے کیا یا نہین اگر کیا ہے تو شیعہ اپنی کتب معتبر
سے ہمکو ثابت کر دین **اقول** یہ تو ہمارے مخاطب نے بڑا بھاری سوال کیا ابھی آپ کو یہ خبر
نہین ہے کہ روز الست اور پیدائش آدم سے پہلے جناب سرور کائنات نے اپنے رسول
ہونے اور علی مرتضیٰ کے وصی و نائب ہونیکا اقرار کیا ہے مخاطب صاحب نے تو ہم سے فقط اتنا ہی سوال
کیا ہے کہ کتب شیعہ سے ایسا ثابت کرین لیکن ہم مخاطب صاحب کے مذہب کی کتب سے بھی اس
امر کو ثابت کرینگے **ثبوت از اقوال علماء شیعہ** حدیقہ سلطانیہ مین حضرت مجتہد العصر
والزمان سید العلماء والمجتہدین مولانا السید حسین اعلی اللہ مقامہ فی الجنان فرماتے ہین پس
از روز ازل اظہار نبوت آنحضرت و اظہار امامت حضرت امیر علیہ السلام بوقوع آمدہ بلکہ از روز
الست خداوند عالم اشتیاق اخذ عہد و میثاق برائے وحدانیت خدا و رسول و وصایت علی
نمودہ کما ہو منصوص فی النصوص کلینی نے بسند معتبر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت
کی ہے کہ جب حضرت رسول اللہ متولد ہوئے تو بہت سے معجزات ظاہر ہوئے اور حضرت آمنہ
کو فارس اور شام کے محل نظر آئے حضرت فاطمہ بنت اسد اس امر سے نہایت درجہ خوش ہو کر
گھر مین آئین تو حضرت ابو طالب نے انکو بشارت دی کہ تیس برس کے بعد تجھ سے ایک پسر
ایسا پیدا ہوگا کہ سوائے پیغمبری کے اور کمالات مین مثل اُسکے ہوگا اور اسکا وصی اور وزیر ہوگا
آپ غور کیجئے کہ روز اظہار نبوت تو بعد مین ہوا ہے انکے بزرگ تو انکی پیدائش سے پہلے جانتے
تھے کہ عبد اللہ کے صلب سے پیغمبر اور ابو طالب کی صلب سے وصی پیغمبر پیدا ہونگے ۔ کتاب
روضۃ الواعظین وغیرہ کتب معتبرہ مین حدیث طولانی جابر بن عبد اللہ سے منقول ہے کہ

جناب سرور کائنات نے تمام حکایت مشرم زاہد و حضرت ابوطالب کی بیان کی جسکو حدیقہ سلطانیہ
میں باین عبارت نقل کیا ہے جابر گفت سوال کردم از حضرت رسالت پناہ از ولادت و باسعادت
حضرت امیر المومنین حضرت فرمود آہ آہ سوال کردی از بہترین کسے کہ بعد از من متولد شدہ است
و سنت حضرت مسیح در او جاری خواہد شد بدرستیکہ خلق کردہ است مرا و علی را از یک نور پیش از آنکہ
خلق را بیافریند بپانصد ہزار سال پس ما در عالم ملکوت تسبیح و تقدیس حی لایموت میگفتیم چون
حق تعالیٰ آدم را آفرید ما را در صلب او قرار داد پس من در جانب راست او قرار گرفتم و علیؑ در جانب
چپ و پس ما را نقل کرد از صلب آدم بسوے اصلاب طاہرہ و ارحام طیبہ پس مرا از صلب پاکیزہ
بیرون آورد کہ او عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما بود و در بہترین رحمی قرار داد کہ آن رحم آمنہ بود
و علیؑ را از صلب طاہرہ بر آورد کہ او ابوطالب بود و از بہترین رحمے قرار داد کہ آن رحم فاطمہ بنت
اسد بود پس حضرت فرمود کہ اے جابر پیش آنکہ علیؑ در شکم مادرش قرار گیرد در آن زمان مرد عالم
راہبی بود کہ او را مشرم بن وعب میگفتند الخ ملخص روایت یہ ہے کہ اس عابد نے خدا سے دعا کی تھی کہ
اپنے دوستوں میں سے کسیکو مجھ سے ملا۔ ابوطالب اُس سے ملے اور جب انہوں نے اپنا حسب و نسب
بیان کیا تو زاہد نے بہت تعظیم کی اور پیشانی پر بوسہ دیا اور ابوطالب کو حضرت علیؑ کے پیدا
ہونے کی بشارت دی باین الفاظ حدیقہ مشرم گفت فرزندے از صلب تو بوجود خواہد آمد
کہ او ولی خدا و پیشوائے متقیان و وصی رسول پروردگار عالمیان باشد چون آن فرزند را در
یابی سلام مرا باو برسان و بگو با و مشرم ترا سلام میرساند و گواہی میدہد بوحدانیت خدا و آنکہ
او را شریکے نیست و شہادت میدہد کہ محمدؐ بندہ و رسول خدا است و تو وصی او بحق و بمحمد تمام میشود
پیغمبری و بتو تمام میشود وصیت۔ بعد ازاں تمام قصہ مفصل استقرار حمل و پیدائش حضرت علیؑ کا
بیان فرمایا اور ذکر کیا پھر جانا حضرت ابوطالب کا مشرم کے پاس غار میں اور زندہ ہونا مشرم کا
بعد موت کے اور یہ تشہد کرنا اسکا۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و
رسولہ و ان علیاً ولی اللہ والامام بعد نبی اللہ۔ یہ قصہ بعثت سرور کائنات سے دس برس پیشتر کا ہے اور

فرمایا ہے اُسکو جناب رسولخدا نے اب بی بیعت کا اقرار کیجیئے مروی ہی کہ جب حضرت فاطمہ بنت
اسد مادر امیر المومنین کا انتقال ہوا تو جسوقت قبر آپ کی تیار ہوئی تو رسولخدا قبر مین تشریف لے گئے
اور لیٹے بعد ازان انکو دفن کیا اس ضمن مین دفعتاً رسولخدا نے فرمایا ابنک ابنک یعنی تیرا بیٹا
تیرا بیٹا تب لوگون نے متعجب ہوکر استفسار کیا تب آپ نے فرمایا کہ مین نے تلقین کی فاطمہ بنت
اسد کو سوالات نکیرین پر یعنی سوال رب اور رسول کا تو انہون نے جواب دیا او جب یہ سوال
ہوا کہ تیرا امام کون ہی تو فاطمہ ساکت ہوئین اسیوقت مین نے تلقین کیا کہ تیرا امام تیرا بسر یعنی علیؑ
ہے چنانچہ انہون نے جواب دیا کذا فی الحدیقہ **ثبوت از مرویات اہلسنت و الجماعت**
واضح ہو کہ امام احمد بن حنبل اور ابن المغازلی امام شافعی وغیرہ ایک جماعت کثیر ائمہ و محدثین نے
بطرق متعددہ جسکی تشریح معہ نام صحابہ و تابعین راویان حدیث کے بعد ملحقین کے حدیث
نور کو روایت کیا ہے جنکی اسناد کسیقدر انوار الہدیٰ مین بھی ہم درج کر چکے ہین نقلا عن عبقات
الانوار عن سلمان رض قال سمعت حبیبی محمد رسول اللہ یقول کنت انا و علی نوراً بین یدی اللہ عز
وجل یسبح اللہ ذالک النور و یقدسہ قبل ان یخلق آدم بالف عام (وفی بعض الروایات اربعۃ عشر
الف عام) فما خلق اللہ آدم یرکب اللہ ذالک النور فی صلبہ فلم یزل فی شی وحتی افترقنا فی صلب
عبد المطلب ففی النبوۃ و فی علی الخلافۃ وعن ابن مسعود فاخرجنی نبیا واخرج علیا وصیا۔ روایت ہے
حضرت سلمان سے کہ کہا انہون نے سنا مین نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلعم کو کہ فرماتے ہین
کہ آدم کی پیدائش سے ہزار برس بیشتر و بروایتے چودہ ہزار برس بیشتر مین اور علیؑ نور بھی خدا تعالے
کی روبرو اسکی تسبیح و تقدیس کرتے تھے جبکہ خداوند تعالی نے آدم کو پیدا کیا تو خدا تعالی نے
اس نور کو آدم علیہ السلام کی پشت مین رکھا اس موقعہ پر دیگر روایات مین یہ ہے کہ ہم منتقل
ہوتے رہے اصلاب طاہرہ سے طرف ارحام طاہرہ کی اور انس بن مالک کی روایت مین ہی کہ نوح کشتی
مین بھی اور ہم اُسکی پشت مین اور ابراہیم آگ مین تھے اور ہم انکی پشت مین) یہانتک کہ ہم جدا ہوے
جدے ہوے پشت عبد المطلب سے مجھ کو تو نبوت ہوئی اور علی مین خلافت ہوئی اور روایت ابن مسعود مین ہے

کہ مین نبی نکلا اور علیؑ وصی نکلا راویان صحابہ اس حدیث کے بیان کرنے والے آٹھ صحابی ہین اول اور افضل سب مین خود حضرت علی مرتضی ہین دوم امام حسین علیہ السلام سوم حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ چہارم ابوذر غفاری پنجم جابر بن عبد اللہ انصاری ششم ابن عباس ہفتم ابوہریرہ ہشتم انس بن مالک اور تابعین مین سے حضرت زین العابدین کہ بموجب طریقہ معیہ اہلسنت تابعی ہین یعنی رسول خدا کو نہین دیکھا صحابہ کو دیکھا ورنہ آپ تمام صحابہ سے افضل ہین کیونکہ اہلبیت پیغمبر اور امام ہین دوم زاذان ابوعمر کندی سوم عثمان زری چہارم سالم بن ابی عبد اللہ اشجعی پنجم ابوزبیر محمد بن مسلم بن تدرس الاسدی ششم عکرمہ بن عبد اللہ البربری مولی ابن عباس ہفتم عبد الرحمن بن یعقوب الجہنی المدنی ہشتم ابو عبیدہ حمید بن ابی حمید الطویل البصری نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور مندرجہ ذیل ائمہ و محدثین وعلما رنامی اہلسنت وجماعت نے اس حدیث کو روایت کیا ہے امام احمد بن حنبل ابوحاتم حنظلی الرازی عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل ابوبکر احمد بن موسیٰ ابن مردویہ اصبہانی ابونعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی ابوعمر یوسف بن عبد اللہ المشہور بابن عبد البر قرطبی ابوبکر احمد بن علی المعروف بخطیب ابوالحسن علی بن محمد المعروف بابن مغازلی ابوشجاع شیرویہ الدیلمی ابومحمد احمد بن محمد بن علی العاصمی نطنزی ابوالمنصور شہردار معروف بابن دیلمی اخطب خوارزم ابن عساکر صالحانی مطرزی ابوالقاسم خوارزمی عبد الکریم رافعی ابن سبع محمد بن یوسف گنجی شافعی محب الدین طبری حموینی- شرف الدین محمود درگزینی طالبی محمد زرندی سید محمود گیسو دراز سید محمد مکی سید جلال الدین بخاری سید علی ہمدانی جلال الدین خجندی شہاب الدین احمد صاحب توضیح الدلائل شہاب الدین دولت آبادی غلام علی شاہ وغلام علی آزاد بلگرامی وغیرہ وغیرہ اکابر آئمہ وفضلا اہلسنت ہین یہ حضرت رسول اللہ کا اقرار خلافت مرتضوی قبل از پیدائش آدم تبلاتے ہین چہ جائیکہ بعد از ظہور رسالت وبعد بعثت رسالت بھی جناب سرور کائنات نے عین اسی زمانہ مین کہ جب مبعوث ہوئے اور حضرت علی بہت صغر سن تھے تمام اعمام دینی وجملہ بنی ہاشم کو جمع کر کے حضرت علیؑ کی خلافت ونیابت رسالت کا اقرار لیا اور اسکے بعد تمام امت پر آپکی خلافت اور امامت کا اظہار کیا اور امت سے اقرار لیا کہ

چودہ مرتبہ کا استخلاف تو مین انوار الہدیٰ مین کتب معتبرہ سے ثابت کر چکا ہون اوّل شروع ایام مین جو رسولخدا نے تمام بنی ہاشم کو جمع کر کے حضرت علیؑ کی خلافت و وصایت و امامت کا اقرار لیا ہے اسکو محدثین اہلسنت نے باسناد صحیحہ روایت کیا ہے ازانجملہ محمد ابن اسحاق و ابن جریر و احمد حنبل و نسائی و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و حافظ ابونعیم و بیہقی و اجل اکابر محدثین اہلسنت مین روایت اسطرح ہی وعن علی علیہ السلام قال لما نزلت ہذہ الایۃ وانذر عشیرتک الاقربین الی آخر الحدیث کہ مشرح عبارت خصائص امام نسائی و بیہقی انوار الہدیٰ مین بذیل استخلاف اول حضرت مرتضیٰ مندرج ہی اور مطلب اسکا یہ ہے کہ بوقت نزول آیت وانذر عشیرتک کے حضرت نے تمام اولاد عبد المطلب کو جمع کیا اور حضرت علیؑ سے ایک صاع جو یا گندم ایک ران گوشت بز کا طعام تیار کیا حالانکہ ان مین سی ہر ایک ایسا تھا کہ ایک ایک بکرا کھا جاوے مگر تمام بنی عبد المطلب اس طعام سی سیر ہوگئے اور بجنسہ بچ رہا بعد الفراغ اکل و شرب آپ نے بنی عبد المطلب سی مخاطب ہو کر فرمایا کہ مین عام لوگون پر تو عموماً مبعوث ہوا ہون مگر تمپر بالخصوص مبعوث ہون اور اس قوم کا بھی جو کچھ میرے ساتھ حال ہی وہ تمکو معلوم ہی تم مین سے کون ہی کہ مجھ سے اس بات کی بیعت کرے کہ میرا بھائی اور میرا ساتھی اور وارث اور خلیفہ اور وصی میرا ہو اُن مین سے کسی نے جواب نہ دیا مگر حضرت علیؑ نے باوجودیکہ نہایت صغر سن تھے جواب دیا کہ مین حاضر ہون اور مین تمہارا مددگار ہون اور بیعت کرتا ہون حضرت نے تین بار اسکا اعادہ فرمایا اور ہر مرتبہ سوائے حضرت علیؑ کے کسی نے قبول نکیا تب آنحضرت صلعم نے اپنا دہنا ہاتھ حضرت علیؑ کے ہاتھ پر مار کر کہا ہذا اخی و وصیی و وارثی یعنی یہ ہے بھائی میرا اور وصی میرا اور وارث میرا فاسمعوا لہ واطیعوہ پس سنو تم سب اسکی بات اور اطاعت کرو اسکی۔ فقام القوم یضحکون لابی طالب و یقولون قد امرک ان تسمع و تطیع لعلی پس وے سب یعنی بنی عبد المطلب کھڑے ہوگئے اور حضرت ابوطالب پر ہنسنے لگے اور بولے کہ تو تم کو علی کی تابعداری کا حکم دیا ہے شاہ ولی اللہ نے بھی ازالۃ الخفا مین اس روایت کو لکھا ہے اور دیگر روایات کثیرہ اسکی موید ہین۔ اخرج عن بریدہ قال قال رسول اللہ صلعم لکل نبی وصی و وارث و ان وصیی و وارثی علی ابن ابیطالب۔ یعنی امام احمد بن حنبل نے بریدہ سے

روایت کی ہر کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ ہر نبی کا وصی اور وارث ہوتا ہے اور میرا وصی اور وارث

علی ابن ابیطالب ہیں۔ واخرج الطبرانی عن ابی ایوب ان رسول اللہ صلعم قال لفاطمۃ اما علمت

ان اللہ اطلع علی اہل الارض فاختار منہم اباک فبعثہ نبیا ثم اطلع الثانیہ فاختار بعلک فاوحی الیّ

ماانکحتہ واتخذتہ وصیا یعنی روایت کی ہے طبرانی نے ابو ایوبؓ سے کہ رسول اللہ نے حضرت فاطمہ

سے فرمایا آیا تو نہین جانتی کہ اللہ جل شانہ نے تمام اہل ارض پر نظر کی اور ان مین سے مجھکو اختیار

کرکے مبعوث بہ نبوت کیا اور پھر دوبارہ اہل دنیا پر نظر ڈالی تو تیرے شوہر کو اختیار کیا پس مجھ پر

وحی بھیجی کہ اس سے تیرا نکاح کرون اور اُسکو اپنا وصی قرار دون اس قسم کی صدہا روایات کتب

معتبرہ اہلسنت مین درج ہین اور علاوہ انکے بڑے بڑے معرکے کے استخلاف کہ رسولخدا نے اپنی

حیات مین حضرت علیؑ کو اپنا نائب مقرر کرکے امت کو متابعت کا حکم دیا ہی انوار الہدی مین مندرج

ہین نظر سے گزری ہونگی پھر تعجب ہی کہ آپنے ایسا سوال بمعنی کیا **قال سوال پانزدہم** جناب

امیر کس وجہ سے سزاوار امامت ہین آیا بسبب اخوت یا کثرت ظہور خوارق عادت یا رکھنے قدم شانہ

رسول اللہ سراپا رحمت یا معصومیت یا لیٹنا بستر رسولخدا پر روز ہجرت یا شرکت بہ نور نبوت یا قربی

قرابت یا صدور کرامت یا نسبی فضیلت یا پیدا ہونے خانہ کعبہ سراسر برکت کی **اقول و بہ نستعین**

جناب امیر اُس وجہ سے سزاوار امامت تھے کہ جس وجہ سے جناب سرور کائنات سزاوار رسالت

تھے جس خدا نے اپنے حکم سے رسول اللہ صلعم کو رسول بنایا اُسی خدا نے حضرت علیؑ کو انکا نائب

اور امام امت مقرر کیا حضرت علیؑ کی امامت ایسی نہ تھی کہ ابو سفیان جیسے منافقون کو اجماع سے

خلافت ہو جاوے احادیث معتبرہ مرویہ خود اہل سنت سے ہم بجواب سوال ملحقہ ثابت کر چکے ہین کہ حضرت

علیؑ کو خدا تعالی نے حضرت آدم کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پیشتر امام اور وصی رسول اللہ مقرر

کیا تھا اور روز بعثت سے تا یوم وفات صدہا مرتبہ رسولخدا نے انکی امامت کا اظہار کیا جیسے انہ

سید المومنین امام المتقین سید العرب یعسوب الامۃ۔ ولیکم بعدی۔ انت منی بمنزلہ ہارون من موسی

ومن کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمایا اور خدا نے قرآن مین انکی ولایت اور امامت کو بارہا جتلایا آیہ انما

ولیکم اللہ اور آیۃ بلغ ما انزل الیک وغیرہ شاید مدعا یہ ہین خدا کی بات کو آدمی سے پوچھنا کہ خدا نے حضرت
علی کو کیون امام کیا بیشک داخل حماقت ہی ہان انسان کی بات انسان سے پوچھنا چاہیے جیسے یہ کہ
سقیفہ بنی ساعدہ کے اجماع والون نے کس وجہ سے حضرت ابوبکر کو خلیفہ کیا یا حضرت ابوبکر نے کیون
حضرت عمر کو خلیفہ کیا اور اہل شوریٰ نے کس وجہ سے حضرت عثمان کو خلیفہ کیا آیا یہ لوگ مثل نبی کی
گناہون سے پاک تھے کہ نائب نبی مقرر کئے گئے یا عالم قرآن وسنت تھے کہ امت کو تعلیم دینے کی
لیاقت رکھتے تھے یا لاینال عہدی الظالمین سے مستثنے ہونیکی وجہ رکھتے تھے یا کبھی بتون کی پرستش
نہ کی تھی یا محرمات شرعیہ کے مرتکب نہ ہوئے تھے یا معجزات ان سے صادر ہوتے ہوئے دیکھے تھے یا خدا و
رسول نے انکو حضرت علی کی پیروی واطاعت کا حکم نہین دیا تھا مسائل مین اجتہاد کی قدرت رکھتے
تھے یا رسول قیصر کے سوالات کے جوابات سے قاصر نہ تھے یا نادانستگی شرع سے حاملہ کے رجم کئے
جانے اور مجنون سے قصاص لئے جانے کا حکم نہ دیا تھا یا طبقہ انسانی کے سوا اور طبقات مخلوقات نے
انکو نائب رسول مانا تھا یا لڑائیون مین جہاد سے فرار ہوئے تھے یا معرکہ احد مین ابوسفیان کی
خوشامد کرنے نہ گئے تھے یا بعضے تین تین دن تک بے پتہ نہ رہے تھے یا جنگ خیبر مین پس پا نہ
ہوئے تھے یا حنین کے غزوہ مین فرار ہوئے تھے یا صلح حدیبیہ مین رسالت حقہ مین شک کیا تھا
یا غدیر خم پر حضرت علی کو ولیعہدی کی مبارکباد نہ دی تھی یا عقبہ پر رسول اللہ پر حملہ آور ہوئے تھے
یا جیش اسامہ سے تخلف نہ کیا تھا یا رسول اللہ نے متخلفین جیش اسامہ پر لعنت نکی تھی یا حدیث
تمسک ثقلین مین آپکو پیروی اہل بیت کا حکم نہ دیا تھا انہون نے اس سے تخلف نکیا تھا یا رسول اللہ
کی نسبت وصیت لکھاتے وقت ہذیان کا اتہام نہ لگایا تھا یا رسول اللہ نے بشہادت صحیح بخاری
قوموا عنی سے انکو نکالا تھا یعنی نکل جاؤ میرے پاس سے پھر فرمائیے تو اہل سقیفہ نے کس وجہ سے حضرت
ابوبکر کو اور حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو اور اہل شوریٰ نے حضرت عثمان کو خلیفہ مقرر کیا **قولہ** - اگر
الوہیت کی وجہ بھی یہ عقیدہ یہود و نصاریٰ کا ہے **فاقول** الوہیت کا طعن شیعون پر بیجا ہے یہ
عقیدہ تو صوفیون کا ہے اگر یقین نہو تو اسی رسالہ مین دیکھ لو کہ ہم ذکر کر چکے ہین یہود و نصاریٰ کا

کے عقائد تو آپکے عقائد سے بہت اچھے ہین نصاریٰ اگر قائل الوہیت ہوئے ہین تو فقط حضرت مسیح کی ہوئے ہین اور آپ کے علماء اکابر پیر قاضی و ملا ہر شیخ و برہمن سے تھے کہ ہر سگ و خوک کی الوہیت کے قائل ہین مولوی ضامن علی صاحب فرماتے ہین اشعار

قاضی بنکے فتویٰ لگایا	ملا ہوکے وعظ سُنا یا	دیر مین جا نا قوس بجایا	جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
عالم فاضل صوفی تو	رند ہو بوکش عربدہ جو	فوق تحت سب تونے بنایا	جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
باطن مین تو احد کہایا	ظاہر مین ہو احمد آیا	تجھ بن کوئی نظر نہ آیا	جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

اب اہل انصاف غور کرین کہ عقیدہ نصاریٰ اور عقیدہ اہلسنت مین کیا فرق ہے بلکہ سُنی ماشاء اللہ اُن سے بدرجہا بڑھے ہوئے ہین الحمدللہ کہ شیعہ ایسے عقائد فاسدہ سے بالکل بری ہین + **قال** اگر مدار امامت خوارق پر موقوف ہی تو اکثر خوارق جوگیون اور راہبون اور حکماء یونان او اہل طلسم وغیرہ سے سرزد ہوتی ہین چاہئے کہ وہ بھی نعوذ باللہ اس فضیلت کے مستحق ہون **اقول** یہ بھی آپ کا ہی کام ہے کہ معجزات انبیا و اوصیا کو جوگیون طلسمون کے شعبدون سے تشبیہ دو اور کیون نہ دو جبکہ آپکے خلفاء سے تو معجزات ظاہر ہوئے تو خواہ نخواہ انبیا و اوصیا کو جادوگر بتلاؤ گے اور یہ کچھ جدید بات ہنین ہی آپ کے بزرگ بھی تو رسولخدا اور آئمہ ہدیٰ کو جادوگر کہتے تھے اگر آپنے بھی واثبت انکو بتلایا تو عجب ہنین کیونکہ قول مشہور ہے۔ عاقبت گرگ زادہ گرگ شود) **قولہ** اگر کہین کہ حضرت علی نے اپنا قدم دوش اقدس رسول اللہ پر رکھا اس سبب سے لائق امامت تھے تو حضرت صدیق اکبر نے بار نبوت چند کوس تک واسطے رفع تکان اور نہ ظاہر ہونے قدم کے نشان کے اپنی پشت پر اٹھایا پس حضرت صدیق زیادہ سزاوار امامت ہوئے **اقول** سبحان اللہ مدت کے بعد ایک نظیر حضرت علیؑ سے برابری کرنے کی ملی مگر قسمت سے الٹی نظیر ملی جسپر ڈوم کا قصہ یاد آگیا کہ بیچارا دفعت غربت کا مارا مسافرت مین ڈوم چلا جاتا تھا پیادہ روی سے پیرون مین آبلہ پڑ گئے تھے جب نہایت درجہ تکان ہو گیا تو خدا تعالیٰ کی حضور مین نہایت عاجزی سے دعا کی کہ الٰہی کوئی سواری ایسی عطا فرما کہ تکلیف پیادہ روی موقوف ہو ہنوز دُعا منھ سے پوری نہ نکلی تھی کہ ایک شخص اسپ سوار دور سے

نمودار ہوا قضا کار اسکی سواری کی مادیان راستہ مین بچہ جنی سوار نے ادھر ادھر دیکھ کر ڈوم سے پوچھا
کہ تو کون ہے سُنکر کہا حضور مین میراسی ہون سوار نے کہا کہ اچھا گھوڑی کے بچہ کو اپنی گردن پر
چڑھاکر ہمارے ساتھ چل ڈوم نے اپنی تکان وغیرہ کا عذر کیا سوار نے ایک چابک انکے رسید
کیا اور اترکر مادیان کو اُس پر سوار کرایا جیسی سواری معکوس ڈوم کو ملی تھی ویسی ہی نظیر معکوس مخاطب
صاحب کے ہاتھ آئی۔ کجا دوش رسول پر سوار ہونے کا اعزاز اور کجا خود سواری بننے کا افتخار ہو لحاظ
کو چند کوس اپنی پشت پر لیجانے کا کوئی افتخار نہین حضرت ہمیشہ شتر اسپ و استر وغیرہ سواریون پر
سوار ہوتے تھے اور وہ آپ کو منزلون تک لیجاتے تھے تو ان سواریون سے زیادہ حضرت ابو بکر کی
فضیلت ثابت نہین ہو سکتی اسکی بحث ہم مفصل پیشتر بھی اس رسالہ مین لکھ چکے ہین **قولہ** اگر کہین
معصومیت کی وجہ سے امامت کے مستحق تھے تو صحیفہ کاملہ مین مقولہ جناب امیر کا ہے۔ قد ملک

الشیطان عنانی فی سوء الظن وضعف الیقین انی اشکو سوء مجاورتہ لی وطاعۃ نفسی لہ نفس اور
شیطان کا غالب ہونا حضرت امیر پر دونو منافی عصمت جناب موصوف کے ہین **اقول** سبحان اللہ
کجا جناب امیر اور کجا صحیفہ کاملہ جس شخص کو یہ بھی خبر نہین کہ صحیفہ کاملہ کیا چیز ہے اسکو دوسری
کتابون سے نقل کرتے شرم بھی نہین آتی اگرچہ جناب امیر کو اس دعا سے کوئی علاقہ نہین لیکن
تاہم یہ دعا منافی عصمت نہین کیونکہ یہ امر محققین پر روشن ہے کہ شیطان بھی ہمیشہ برگزیدگان
خدا پر ہی غلبہ کرتا ہے ورنہ عوام الناس زید عمر کے لئے شیطان کو بھی کچھ حاجت نہین ہے اور
انسان جو ملئکہ سے افضل ہو جاتے ہین اسکی یہی وجہ ہے کہ برگزیدگان خدا بامداد خدا غلبہ نفس
اور شیطان کو زیر کرکے راہ راست پر قائم رہتے ہین عوام لوگون پر شیطان کو غلبہ کرنیکی حاجت نہ انکو
شیطان سے پناہ مانگنے کی ضرورت خود بخود وہ چالین گھر بیٹھے سوجھتی ہین کہ شیطان کے خواب مین نہ آوین
انبیاء و مرسلین اگرچہ علی العموم معصوم ہین مگر ہمیشہ شیطان سے خدا کی پناہ مانگتے ہین انبیاء سلف کی
صحایف اور ہمارے حضرت کی ادعیہ ملاحظہ کیجیے کہ کس کس قسم کے شیطان اور نفس کے تظلم خدا کی حضور بیان
کرتے ہین زبور شریف مین حضرت داؤد کی دعائین اور نیز حضرت موسیٰ کی دعائین موجود ہین کہ جن مین

نہایت درجہ کی فریاد غلبہ سے ہی کہ شیطان نے ہمکو یون زیر کر دیا اور شیطان نے ہمکو یون زیر کر دیا اور شیطان نے
اسطرح ہم پر غلبہ کیا محققین جانتے ہین کہ مجاہدہ نفس اسی کو کہتے ہین کہ ہر وقت ان بزرگون کو نفس
شیطانی سے جنگ و جدال رہتا ہی اور باوجودیکہ برگزیدگان کار جناب و یقین بہت بڑھا ہوا ہوتا ہی
مگر خوف بھی ایسی کے ہم پلہ رہتا ہے اور ہر دم خدا سے نفس و شیطان کی شکایت کرتے ہین او خداوند کریم
سے انکے مغلوب کرنیکے لئے استعانت کرتے ہین اور بار بار خدا ہر دم نفس اور شیطان کو زیر کرتے رہتے ہین
اسلئے قول مذکور موید عصمت اور اسکو مخالف عصمت سمجھنا بنئیک مخالفان خدا کا کام ہی اگرچہ بعض محققین نے
مرسلین و انبیا کی اس قسم کی دعاؤن اور شکایتون سے یہ مطلب نکالا ہی کہ مقصود انکا اس قسم کی دعاؤن سے
فقط تعلیم امت ہوتا ہے کہ امتی لوگ اسطرح دعاؤن مین خدا سے استعانت کیا کرین لیکن میرے نزدیک اگرچہ
یہ غرض بھی شامل ہو لیکن جسقدر اپنی عصمت کا انکو یقین بڑھا ہوا ہوتا ہی ویسے ہی خوف بھی انکا نہایت
درجہ بڑھا ہوا ہوتا ہی اسلئے وہ ہر دم خائف رہتے ہین اور خدا تعالی سے استعانت کرتے ہین اور اس صفت سے
کوئی مرسل یا نبی خالی نہین اگر خالی ہی تو نبی نہین ہی امام زین العابدین نے اس راز کو بہت آشکار کیا ہی اور مروی
ہی کہ باوجود اسکے کہ یقین بھی وہ اعلے درجہ کا جو مرسلین و انبیا رکو ہوتا ہی آپکو حاصل تھا اور خضر بھی
آپکی تسلی فرماتے تھے اور رحمت الٰہی کی بار بار امید دلاتے تھے مگر اسپر خوف اسدرجہ غالب ہوتا تھا کہ رات دن
گریہ و زاری فرماتے اور اپنی دعاؤن مین گنہگارونکی طرح عاجزی کرتے پس در آنحالیکہ عصمت جناب
امیر کرار پر خدا و رسول دو گواہ عادل موجود ہین اور قرآن شریف مین خدا تعالی فرماتا ہی انما یرید اللہ
لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا - اور جناب رسولخدا نے بوقت نزول آیت حضرت علی مرتضیٰ
و فاطمہ زہرا و حسنین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بلا کر خدا کی روبرو ایک عبا مین لیکر پیش کیا جسپر تمام
سنی و شیعہ کا اجماع ہی تو پھر مخاطب صاحب کے انکار سے کوئی نقصان اور ہرج عائد نہین ہوسکتا مہ نور مے
فشاند و سگ بانگ میزند کا مضمون ہے قولہ اگر ہمین کہ بسبب جان فدائی شب ہجرت کو لیاقت کے لائق
تھے تو حضرت صدیق اکبر نے اس سے بڑھ کر یہ کام کیا کہ اپنی جان و مال و اہل و عیال سے قطعاً دست بردار
ہوکر حضرت رسولخدا کے ہمراہ ہوئے اور جو جو مصائب و معاقب اثنا راہ مین گذری اسکا ذکر کتب شیعہ مین ہی

مرقوم ہی حاجت بیان کی نہین **اقول** یہ امر تو سب پر ظاہر ہے کہ کسنے رسولخدا پر جان فدا کرنیکا قصد مصمم ارادہ کیا تھا اور کون فقط اونٹ کی قیمت کیلیے نوسو درم وصول کرنیکی فکر مین ساتھ تھا اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ کسکو عالم تنہائی مین جان کا خوف تھا اور کسکو ہمراہی رسول اللہ مین اطمینان ہونی چاہیے تھی اور کسنے بارہ منزل پاپیادہ مصیبت مین طے کین اور کون بستر پر آرام سے خرچ بعد کر گیا اس امر مین کسیکو بحث کرنیکی ضرورت نہین اسجان فدائی حضرت مرتضی کی منقبت اور حضرت ابوبکر کی جانبازی کی مذمت قرآن شریف مین وارد ہی حضرت علی کی شان مین آیت نازل ہی من یشتری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ یعنی جس نے بیچا اپنے نفس کو خاص اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنیکے لئے۔ حضرت ابوبکر کے حال مین ثانی اثنین اذہما فی الغار وارد ہے کہ جس سے نہایت درجہ مذمت ظاہر ہوتی ہی کسیقدر بیان اسکا اوائل رسالہ مین لکھ چکے ہین علاوہ اسکے خود علماء اہلسنت نے اس امر پر بحث کی ہے کہ ان دونو کامون مین سے کارنمایان کسکا ہے چنانچہ مدارج النبوۃ مین شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بدلائل و وجوہ متعددہ ثابت کیا ہی کہ حضرت علی سے جو امر ظہور مین آیا بہ نسبت کارروائی حضرت ابوبکر کے نہایت درجہ قابل منقبت و فضیلت ہی رسولخدا کے ساتھ جانے مین کوئی خوف نتھا البتہ اکیلے مکان مین بستر رسولخدا پر سونا نہایت خوف و ہراس کا مقام تھا **قولہ** اگر کہین کہ جناب امیر نور نبوت مین شریک تھے بموجب حدیث شیعون کے کنت انا و علی نورا بین یدی اللہ۔ اسلئے امامت کے سزاوار تھے تو حدیث امام شافعی کی اسکے مقابلہ مین یوم مرقوم ہے انہ قال کنت انا و ابوبکر و عمر و عثمان و علی بین یدی اللہ قبل ان یخلق آدم بالف عام **اقول** اول تو مخاطب صاحب یہ فرمائین کہ یہ احادیث آپنے انوار الہدیٰ سے کے فاقون مین یاد کی ہین جو غلط یاد رہی اور یہ آپکو کسطرح معلوم ہوا کہ وہ حدیث شیعون کی ہی اور یہ حدیث امام شافعی کی جس حدیث کو آپ شیعون کی حدیث لکھ رہے ہین وہ احادیث متواترہ اہلسنت مین ہی جسکو ساٹھ امام اور محدث اہل سنت نے آٹھ صحابیون اور آٹھ تابعیون سے روایت کیا ہی اور اس سے چند صفحہ پیشتر ہم مختصر حال اس حدیث کے راویان کا لکھ چکے ہین اور انوار الہدیٰ مین حدیث شافعی کا مصنوعی ہونا بڑے بڑے اکابر فضلاء اہل سنت کے قول سے ثابت کر چکے ہین اور حدیث انا و علی من

تو روایت کے مضمون سے حدیث شافعی کو کچھ بھی علاقہ نہین اس حدیث کا مضمون تو یہ ہی کہ مین اور
علی ایک نور سے پیدا ہوئے اور وہ نور آدم کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پیشتر خداتعالی کی روبرو تسبیح و تقدیس
کرتا تھا جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو اسکی پشت مین وہ نور تعبیہ کیا گیا اور پھر وہ منتقل ہوتا رہا اصلاب
طاہرہ سے طرف ارحام طاہرہ کی یہانتک کہ جدی ہوئے ہم پشت عبد المطلب سے کہ میرا نور پشت عبد اللہ مین
گیا اور مین نبی ہوا اور نور علی پشت ابوطالب مین گیا وہ وصی اور خلیفہ ہوا اور حدیث شافعی اگر موضوعیت
کے سقم سے بچ جاوے تو اسکا مضمون کچھ بھی مفید مدعا نہین اس سے کیا مطلب نکالتے ہین اور ابوبکر و عمر و
عثمان و علی آدم کے ہزار برس پیشتر خدا کی روبرو تھے مفصل بحث اسکی انوار الہدی مین [illegible]
دیکھ چکے ہین اور پھر بغیر تردید اسکے دلائل کے اسپر استدلال کرنا بیشک غیر مستندون سے [illegible]
ہے **قولہ** اگر کہین کہ بجہت قریبی قرابت کے قابل امامت کے تھے تو حضرت عثمان بن [illegible] کیونکہ
رسول اللہ کی دو صاحبزادیان آپکے نکاح مین آئی تھین **اقول** افسوس ہمارے مخاطب کو ناسمجھی نے
ایسا اندھا کیا کہ معاملات مذہبی اور دینی مین تو کیا سمجھتے ادنی معاملات دنیا کو بھی نہین سمجھتے [illegible]
ادنی و اعلی خوب جانتا ہے اور نقل مشہور ہے کہ بیٹی مرے جنوائی چور [illegible] تو داماد کو قرابت قریبہ [illegible]
تعلق دوسری مری یعنی بیٹی کے شوہر سے رشتہ دامادی کہان باقی [illegible] حضرت علی کو [illegible] قرابت [illegible]
کی قربت نسب کی قربت زیادہ اور سب سے پیاری ذی اولاد دختر کا شوہر [illegible] معلوم کہ کس وجہ سے حضرت عثمان
کو بہ نسبت حضرت علی کے قربت رسول حاصل تھی خدا اور رسول کے نزدیک [illegible] عداوت نبی [illegible] ثابت
قرآن مین شجرہ ملعونہ بنی امیہ سے مراد ہے پھر مخاطب صاحب کس ذریعہ سے تمام اعمام اور بنی اعمام کو چھوڑ کر بنی امیہ
رسول اللہ کی قربت بیان کرتے ہین علماء اہلسنت ملین سے آجتک کسی عالم نے حضرت علی کی قربت رسول خدا
سے انکار نہین کیا تھا یہ شرف ہمارے مخاطب کے ہی حصہ مین آیا۔ الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین **قولہ** اگر کہین
بسبب صدور کرامات کے امامت جناب امیر کو زیبا تھی تو صدور کرامات حضرت امام مہدی سے اس کثرت سے
ہوگا کہ جسکا شمار خدا جانے **اقول** پھر امام مہدی صلوات اللہ علیہ سے آپکو کیا علاقہ وہ تو خاص جناب امیر
کی اولاد ہین آپکے خلفاء ثلثہ کو کیا سروکار اور افسوس یہ ہے کہ آپ تمام انوار الہدی سبقاً پڑھ گئے اور پھر بھی

رسالہ بھی تصنیف کرگئے مگر اسقدر تمیز حاصل نہوئی کہ مقابلہ فضائل اشخاص موجودہ وقت کا کیا کرتے ہین یا
ہزار برس بلکہ بیشتر کے فاصلہ سے پیدا ہونیوالون کا اور مقابلہ فضائل مدعیان کا ہوتا ہی یا غیر مدعیان سے مقابلہ کی
ضرورت ہوتی ہی دیکھئے جب ہی تو کہتے ہین کہ مرد کی گردھی اچھی ہی اگر آپکے خلفاء ثلثہ ایسے بے کرامت نہوتے
تو آپکو اسوقت ایسا نیچا جھانکنا نہ پڑتا دیکھئے تو جناب امیر کی کرامت کے مقابلہ مین آپکو کسقدر تلاش اور
تجسس کی حاجت ہوئی اگر ان بیچارون اصحاب ثلثہ مین بھی کوئی صاحب کرامت ہوتا تو آپ کیسے سر
بلند ہوکر بول اٹھتے اب ہونڈتے ڈہونڈتے جب طبقہ صحابہ مین کسیکو نہ پایا نہ تابعین مین ملا ہار جھک مار کر آپ بھی
انہین کیطرف متوجہ ہوئے اور حضرت مہدی کو تلاش کیا مگر یہ خبر نہین کہ علی سے لگا تا مہدی دین سب اپنی یکہ نفر
خدائی بریش مین مخاطب صاحب آپ ہی انصاف کرین کہ یہ استدلال آپ کا کتنا بے تکا ہی اور اسکو سننے والی آپکی
عقل پر کیسد رجہ آفرین کرینگے مولف صاحب ان بے تکی باتون کو آپ اپنے کم علم و فضل پر محمول نفرماوین بلکہ
تمام دشمنان اہلبیت پر خدا کی پھٹکار ہوتی ہی اور اس پھٹکار مین ایسے مبہوت ہوجاتے ہین کہ انکو اپنی ہی
خبر نہین رہتی **قولہ** اگر کہین کہ جناب امیر نسب مین افضل تھے اس سے امامت کے لئے اولی سمجھے گئے تو حضرت
عباس عم رسول و ولی تر اولی تھے العم اقرب من ابن العم عرفا و شرعا سوائے اسکے حضرت حسنین اور بھی
زیادہ از روئے نسب کے بہتر اور امامت بھی **اقول** پھر تم لوگون سے تو یہ بھی نہوا کہ حسنین کی نسبت اور رعیت
پر بھی خیال کرتے انکی جان کے بھی دشمن ہوگئے غرض مولف صاحب کی یہ معلوم ہوئی کہ تمام اودھ بلکہ
ہندوستان کوئی کئی خلیفہ ہوجائین مگر حضرت علی خلیفہ رسول نہون مولف صاحب مین آپکو سمجھاتا
ہون کہ حضرت عباس بروئے نسب رسول اللہ کے اقرب نہ تھے کیونکہ وہ حقیقی چچا نہ تھے حضرت عبداللہ
اور حضرت ابو طالب دونو حقیقی مان جائے بھائی اور عباس علاتی بھائی تھے اسلئے حقیقی ابن عم شرعا و عرفا اقرب
ہی علاتی عم سے علاوہ ازین کیک صفت سے قابلیت خلافت نہین ہوتی ہی حضرت عباس مین وہ کمالات
و فضائل مرتضوی کہان تھے حسنین کی نسبت جو ارشاد ہی ان مین اور حضرت علی مین کیا فرق ہی حضرت مہدی
صلوات اللہ علیہ کا سا مقابلہ ہی پھر غور طلب یہ امر کہ بعد وفات رسولخدا صلعم حسنین علیہما السلام صغر سن تھے
اسلئے حضرت علی کے ہوتے ہوئے خلافت کا ان سے کیا علاقہ مگر سب کچھ سہی آپکے اصحاب ثلثہ سے اس بحث کو

کیا تعلق **قال** اگر کہیں کہ حضرت امیر کعبہ شریف مین پیدا ہوئے تھے اسوجہ سے خلافت کیلئے مخصوص کیٔ
گئی تو حکیم ابن حرام بن خویلد بھتیجے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھی تو خانہ کعبہ مین پیدا ہوئے تھے الیق تھا کہ وہ بھی
نائب کئے جاتے پس شخص حضرت علی علیہ السلام کی نیابت کی مفید دلیل پیش کیجئے ہم تو دیکھین کہ آپ کتنے
پانی مین ہین **اقول** اگر حکیم بن حرام کا کعبہ کے اندر پیدا ہونا بقول آپکے مان بھی لیا جاوے تو آپکے مفید مدعا
نہین کیونکہ فضائل اور محامد مرتضوی کا مقابلہ آپنے ایک جماعت کثیر سے کیا کہ انکی فلانی صفت فلان شخص
مین تھی اور فلانی صفت فلان شخص مین تھی اور یہ امر آپ پر بھی مخفی نہین ہی کہ بحث طلب فقط یہ امر ہی کہ بعد
رسول اللہ صلعم کے خلافت و امامت کے قابل حضرت علی مرتضیٰ ہین یا حضرت ابوبکر ہین تو اب یہ امر تو آپ کے
سوالات سے بھی ثابت ہو گیا کہ بعد رسولخدا صرف حضرت علی قابل نیابت تھے اسلئے آپنے انکے فضائل کا مقابلہ
ایک جماعت کثیر سے فرادیٰ فرادیٰ کیا تو یہ معلوم ہو گیا کہ انکے زمانہ مین کوئی واحد شخص ایسا نہ تھا کہ انکے
فضائل کا مقابلہ کر سکے یہانتک کہ ایک ایک فضیلت کے مقابلہ کیلئے جو آپ کو اشخاص تلاش کرنے پڑے
ان مین سے کوئی بھی انکی ایک صفت کا مقابلہ نکر سکا لیکن اگر بطور محال عقلی آپکے قول کو مان بھی لیا جاوے
تو اسیقدر ثابت ہو سکتا ہی کہ حضرت علی مین منفرداً جسقدر اوصاف اور محامد قابل خلافت مجتمع تھے وہ
کسان مندرجہ ذیل مین مجتمعاً موجود تھے حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان جوگی انیت طلسمی یونانی
حکیم حضرت امام مہدی حضرت عباس امام حسن امام حسین حکیم بن حرام بس کون عاقل ہی آپکے سوال
کہ بعد رسول اللہ کے اس شخص کو خلیفہ رسول تجویز نکرے جس مین بہ تن واحد تمام صفات خلافت مقبولہ
آپکے موجود ہون اور بجائے انکے بارہ بارہ شخصون کو بآن واحد صفات خلافت پورا ہونیکیلئے خلیفہ مقرر
کرے جنمین سے حکیم بن حرام کو تو مردون مین سے زندہ کرے اور امام مہدی علیہ السلام کا ایک عرصہ دراز تک
انتظار کرے ایسی دلیل آپ اسوقت پیش کرتے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق مین یہ تمام صفات ثابت کردیتے
اب تو آپنے خود قبول کر لیا کہ بمقابلہ حضرت علی کے کوئی بھی قابل خلافت نہ تھا اب اگر کچھ غیرت ہی تو چلو
بھر پانی مین غوطہ لگائیے **قال الناصبی سوال شانزدہم** یہ امر مسلمہ فریقین ہی کہ اللہ تعالے نے
رسول اکرم کو خاص واسطے ہدایت کے مبعوث کیا جب باعتقاد شیعون کے صرف چار یا چھ ہی ہدایت پر رہے

تو فرمائیے کہ نتیجہ بعثت سے کیا ہوا **اقول** یہ فقط سمجھ کا قصور ہے بہت سے انبیا پر ایک بھی ایمان نہین لایا
ہمارے حضرت کے زمانہ مین تو ہزارہا ایمان لائے اور شہادت کے درجہ پائے اپنی موت سے بھی مرکر بہشت مین
گئے چار یا چھ کے ہدایت پر رہنے کی یہ کیفیت ہے کہ بعد وفات رسولخدا سب کے سب گمراہ ہوگئے مگر چار یا چھ
ہدایت پر قائم رہے بعد ازان بہت سے پھر راہ راست پر آگئے اور بہت سے اسی گمراہی مین دار البوار کو سدہارے
چنانچہ اسوقت تک کرورہا مومن پاک عقیدت دنیا سے گذر چکے اور کرورہا دنیا مین موجود ہین یہی نتیجہ بعثت
رسالت ہے **قال سوال ہفتدہم** مکہ معظمہ و مدینہ منورہ باتفاق فریقین متبرک مقام ہین تو کیا وجہ ہے
کہ وہان کافر و منافق رہتے ہین (یعنی سُنّی) اور مومن پاک عقیدہ کیون بغیر تقیہ نہین جا سکتے اگر عقدہ
کھُل جاتا ہے تو تڑاتڑ اور پڑاپڑ (یعنی جوتیان) پڑتی ہین **اقول** اسکی یہ وجہ ہے کہ زمانہ ہی الٹا ہے دیکھئے تو
زنادقہ و ملاحدہ بنی امیہ و بنی عباس خلیفہ رسول بنجاوین اور قتل عام آل رسول کا کیا جاوے ایسا ہی حال
حرمین کا ہے کہ جبارون کے قبضہ مین ہے اب تو سادات اور مومنین آل رسول کو اپنے بزرگانکی سنت یعنی تڑاتڑ
اور پڑاپڑ سے دہمکاتے ہی ہین اور آپکے بزرگ تو آل رسول کی بات بغیر تلوار کے پوچھتے ہی نہین خاص
حرم کعبہ مین ہزارہا برس بت پرستی ہوئی تھی اگر اب آپکے قبضہ مین ہے تو کیا مضائقہ ہے تا زمانہ ظہور جناب صاحب
الامر اور ہم آپکی طعنزنی سنتے ہین پھر تو بقول آپکے کافرون سے پہلے تمہرے ہی ہاتھ صاف ہونگے اور یہ جو
آپنے ہمکو تڑاتڑ اور پڑاپڑ یعنی جوتیون کی مار کا طعنہ دیا ہے تو یہ طعنہ کی بات نہین بلکہ بڑے فخر کی بات
ہے خدا کی راہ مین جوتیان کھانا قدیم سے فضائل مین داخل ہے جیسا کہ آپکی کتب سیر مین لکھا ہے کہ
مکہ معظمہ مین قبل ازہجرت مشرکین نے حضرت ابوبکر کو جوتیون سے مارا اور علما اہلسنت ان جوتیون کی مار کو
بڑی بھاری فضیلت حضرت ابوبکر کی شمار کرتے ہین مدارج النبوۃ مین یہ قصہ مندرج ہے پھر کمال تعجب ہے
کہ جس فعل کو ایسے بزرگ کے لیے داخل فضیلت سمجھین اسکو ہمارے طعنہ اور طنز خیال فرماوین مکہ معظمہ کی تو
تاثیر ہی ہے **قولہ** اس مین مشیت ایزدی کیا ہے **اقول** اس مین مشیت ایزدی تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ ہر مومن
شیعہ کو درجہ صدیقیت حاصل ہو جاوے **قال سوال ہیزدہم** پیغمبر خدا اصحاب ثلثہ سے ڈرتے تھے یا
نہین اگر ڈرتے تھے تو بموجب قول شیعون کے کہ کار انبیا و آئمہ اظہار دین رسول نہ ٹھہری اور آپکو رسول

بنانا خدا کا فعل عبث ہوا اسلئے کہ آپ بسبب خوف کے ضروری کہ تبلیغ احکام وحی مین قصور کرتے ہونگے خصوصاً ان اوامر مین جو برخلاف اصحاب ثلثہ کے یا انکے احباب کے ہون اگر نہین ڈرتے تھے تو بسبب خلافت حضرت امیر کے وصیت کی کیا ضرورت تھی اپنی حیات مین ہی مسند خلافت پر بٹھا دیتے **اقول** یہ سوال آپ نے ناحق کیا اسکا تمام مطلب آیہ کریمہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ سے ظاہر ہی یعنی ای رسول پہنچا دی امت کو وہ حکم جو تیری طرف نازل کیا گیا ہی جانب پروردگار سے اور اگر تبلیغ حکم نہین کرتا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ تو ہمارے پیغام نہین پہنچاتا ہی اور ہم ہر طرح ہر آدمیون کے شر سے تجھکو بچاوین گے اس آیت کے نازل ہونے سے پیشتر البتہ رسولخدا صلعم اصحاب ثلثہ کیا بلکہ تمام منافقین سے ڈرتے تھے مگر جبکہ خدا تعالیٰ نے وعدہ حفاظت کا اُن کے شر سے فرمایا تب ڈرنا چھوڑ دیا اور دوسری ہی دن خم غدیر کے مقام پر مسند نیابت پر حضرت علی کو بٹھلا دیا اور خدا کے فعل کو عبث بتانا تو آپکے عقائد اشعریہ کا اصل اصول ہی اور وصیت کی تو اسوقت رسول اللہ صلعم کو حاجت ہوئی کہ جب اصحاب ثلثہ نے عقبہ پر خاص سواری رسولخدا پر حملہ کیا اور پھر مدینہ مین پہنچکر بلوہ قائم کیا اور جیش اسامہ سے صریحاً تخلف کیا **قولہ** جیسا کہ کتب شیعہ سے ثابت ہی کہ حضرت ابو بکر کو امام نماز کا بنایا اور خود بھی حضرت نے انکے پیچھے نماز پڑھی چنانچہ اسی دلیل مدلل سے حضرت ابو بکر باتفاق اصحاب باصفا منصب خلافت کو پہنچے **اقول** اس ذلیل مدلل سے تو بہت کچھ ذمت شیخین کو ہوئی تھی جیسا کہ مدارج النبوۃ مین مذکور ہی کہ بی بی عائشہ نے تو بلال سے یہ کہدیا کہ ابو بکر کو حکم نماز کا ہوا ہی اور بی بی حفصہ نے اپنے باپ کی نسبت کہدیا جسپر رسولخدا نے فرمایا کہ انتن صواحب یوسف و ان کیدکن عظیم پھر یہ بھی مرقوم ہی کہ اول حضرت عمر نے نماز پڑھائی جب رسول اللہ کے کان مین آواز پہنچی انکو منع کرایا اور پھر حضرت ابو بکر کے نماز پڑھانے کی آواز کان مین پہنچی تو انکو باز رکھا بلکہ باوجود ضعف و نقاہت کے خود مسجد مین تشریف لائی اور حضرت ابو بکر کو امامت نماز سے معزول کیا خود نماز پڑھائی بلکہ روایت ہی کہ سہ وقت کی نماز پڑھائی اگر اس پر بھی امامت نماز کا نام لیتے ہوئے شرم نہ آئی تو البتہ بڑے غیرت دار ہین اس نماز کے قصہ سے بعد کا قصہ تو تاکید جیش اسامہ کا ہی

اگر حضرت کو انکا نماز پڑھانا منظور ہوتا تو سخت تاکید انکو اسامہ کے ساتھ جانیکی کیون کرتے افسوس
یہ ہے کہ تمام متقدمین اور متاخرین اہل سنت کو سوائے اس قصۂ نماز کے اور کوئی دلیل خلافت حضرت
کی نہین ملتی مگر خود ہی انکے محققین نے اسکو مخدوش کر دیا **قال سوال نوزدہم** کشف الغمہ وغیرہ
کتب شیعہ مین مرقوم ہی کہ چودہ سو اصحاب کی شان مین آیہ لقد رضی اللہ عن المومنین نازل ہوئی پھر
قول حضرت امیر وحضرت صادق کہ چھ یا چار اصحاب کے سوائے مرتد ہوگئے تنو پھرا **اقول** یہ آپ کی
سمجھ کا فرق ہی کتب شیعہ مین یہ مذکور نہین ہی کہ یہ آیت چودہ سو اصحاب کی شان مین نازل ہوئی بلکہ
یہ مذکور ہی کہ اس غزوہ مین چودہ سو آدمی حضرت کے ساتھ تھے اور خداوند تعالیٰ راضی فقط ان لوگون
سے ہوا جو ان مین مومن پاک عقیدت تھے کیونکہ خود آیہ موصوفہ مین قید مومنین کی ہی یہ نہین ہی کہ
بیعت کنندگان سے خدا راضی ہوا علاوہ ازین اس بیعت کی کیفیت بھی حنین مین ظاہر ہوگئی کہ سوائے
اہل بیت پیغمبر کے اور سب بھاگ گئے اور پھر نزول آیہ منافی ارتداد صحابہ نہین **قال سوال بستم** حضرت
رسولخدا اپنی حیات مین ازواج مطہرات اور حضرت عباس کو بھی محاصل فدک دیتے تھے یا نہین اور اگر
دیتے تھے تو بعد وفات خلاف عمل حضرت کے حضرت زہراؑ نے کیون دعویٰ فدک کیا اور اگر نہین دیتے
تھے تو پھر اور معاش انکی کونسی تھی اسکا جواب شیعہ اپنی کتب سے دین **اقول** مولف صاحب کو
ملکیت رسول اللہ کی پوری خبر نہین نہ دعویٰ جناب فاطمہؑ کا حال معلوم۔ املاک رسول خمس خیبر
اور خمس مدینہ اور حوائط فدک ہین بموجب مسائل فقہ اثنا عشریہ ازواج کا تو ضیاع وعقار مین کچھ حق نہ
تھا اور فدک تمام ضیاع وعقار یعنی کھیت باڑی باغ ہی اور حضرت عباسؓ کو موجودگی دختر بموجب
فرائض امامیہ کچھ نہین پہنچتا اس لئے سب ترکہ کی مالک حضرت فاطمہ تھین مال منقولہ منجملہ خمس
خیبر وغیرہ اسقدر کافی موجود تھا کہ حصہ ازواج ادا کیا جاوے تفصیل ترکہ رسول اللہ مشکوٰۃ شریف
مین اور صحیح مسلم مین اور نیز دیگر کتب معتبرہ اہلسنت مین درج ہی علاوہ اسکے حوائط فدک کو جناب
رسولخدا ہی حضرت زہرا کو دے چکے تھے اسلئے اعتراض مولف فضول ہی **قال سوال بست ویکم** جب کہ
بعقیدہ شیعیان محبت اہل بیت وعترت کی کافر ومشرک کو بھی بہشت مین داخل کریگی تو پھر کیون

شیعہ تکلیف عبادات کو کام فرماتے ہین اور کیون محرمات شرعیہ کو عمل مین نہین لاتے **اقول**
عبادت خدا اور اطاعت شرع بھی وہی لوگ کرسکتے ہین جنکو بہشت مین جانیکا یقین واثق ہو جیسا کہ
انبیا و مرسلین باوجود وثوق کامل کے عبادت خدا کرتے ہین انکی تقلید سے شیعہ بھی مصروف بطاعت
الٰہی ہین یہ تو آپکے گروہ مرجیہ پر ہی پھٹکار ہے کہ اس عقیدہ کے بموجب کہ جس نے ایکمرتبہ لا الٰہ الا اللہ
زبان سے کہدیا نجات پا گیا ہر طرح محرمات شرعیہ کے اور ترک عبادات کے مرتکب ہوتے ہین مرجیہ ایک
گروہ ہی منجملہ اہلسنت وجماعت کے جنکا ذکر ہم بیشتر لکھ چکے ہین **قال سوال بست ودوم**
اہل بیت باتفاق اہل لغت گھر کے لوگون کو کہتے ہین اور قرآن پاک مین بھی خدا ہی تعالیٰ نے حضرت
سارا بی بی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اہل بیت فرمایا ہی پھر کیا وجہ ہی کہ جو ازواج مطہرات رسول کریم
داخل اہل بیت نہین کیجاتی ہین **اقول** لغت اور اصطلاح عرب مین اہل بیت کا اطلاق زوجہ پر نہین
ہوتا حضرت سارا کی نظیر اسلئے کام کی نہین کہ اس موقعہ پر اہل بیت سے مراد فقط اکیلی بی بی سارا نسے ہی
جو گھر کے اندر سے جھانک رہی تھی اور قرآن شریف مین جو ذکر اہل بیت پیغمبر ہی اسکی نسبت تو خود خدائے
تعالیٰ نے فرمادیا ہی کہ مراد ازواج نبی سے نہین ہی کیونکہ عنکم ویطہرکم کے ضمائر مذکر ہین اگر مقصود خدا
ازواج کا بیان ہوتا تو ضمائر مونث ارشاد فرماتا جیسا کہ اسی آیت کے قرب مین جو آیات ازواج النبی کی
شان مین نازل ہوئی ہین ان مین تمام ضمائر مونث موجود ہین بس جبکہ خدا تعالیٰ نے ازواج سے مقصود
ہی نہین رکھا پھر شیعہ کسطرح ازواج کو داخل اہلبیت کرسکتے ہین رشتہ شوہر وزوجہ کا عارضی ہوتا
ہی طلاق سے بالکل زائل ہوجاتا ہے اور اہل بیت وہ رشتہ دار ہین کہ جنکا رشتہ کسیطرح ساقط نہین ہو
سکتا سوائے اسکے رسولخدا صلعم نے لفظ اہل بیت کی جہان کہین تشریح فرمائی ہی وہان صرف علیؑ وفاطمہؑ
وحسنینؑ بیان کیا ہی اسی آیہ تطہیر کی شان نزول مین جو احادیث صحاح ستہ مین مروی ہین اُن مین
بھی فقط حضرت علیؑ وحضرت فاطمہؑ اور حسنین علیہم السلام کے نام درج ہین آیہ مباہلہ کے بیان مین
بھی صحاح ستہ مین ہی مرقوم ہے۔ لما نزلت ہذہ الآیۃ قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم الخ فدعا رسول اللہ
علیؑ وفاطمۃ والحسن والحسینؑ فقال اللہم ہولاء اہلبیتی ۔ اہل سنت مین یہ حدیث بھی مروی ہی کہ وصیت

کی رسولخدا صلعم نے کہ مجھ کو غسل میت میرے اہلبیت دینگے اور اس سے آپکو بھی انکار نہ ہوگا کہ ازواج ہرگز غسل دینے مین شامل نہ تھین علاوہ اسکے کوئی روایت صحیح آپ ہی کتب سے ایسی ثابت نہین کرسکتے کہ جس مین حضرت رسولخدا صلعم نے لفظ اہلبیت کبھی ازواج کے لئے استعمال کیا ہو جسطرح یہ تشریح پنجتن کے لئے فرمایا ہے پھر یہ کہ اہلبیت پیغمبر کی طہارت و عصمت بہ نص قرآنی ثابت ہے اور اس مین داخل نہین پنجتن کے لئے جیسا یہ حکم تھا کہ ہر حالت مین مسجد کے اندر جا سکین اور رہ سکین ازواج کے لئے نہین بی بی عائشہ طواف سے بحالت حیض روکی گئین سورہ تحریم مین آیات منافی عصمت و طہارت دربارہ ازواج نازل ہین جنسے انکا نافرمان بردار خدا و رسول ہونا ثابت ہے قربت فات سرور کائنات نے بعض ازواج کو مکار و درونگو فرمایا اور کید کن عظیم کی تلاوت انکی شان مین فرمائی پھر شیعون کی تو یہ مجال نہین کہ خلاف حکم خدا و رسول صلعم کے کسیکو داخل اہل بیت کردین یہ تو اہل سنت کا ہی حصہ ہے کہ جسطرح خود آل رسول ہونیکا ادعا کرتے ہین اسی اختیار سے ازواج نبی کو داخل اہل بیت نبی کردین **قال سوال بست سوم** عترت کے معنی بھی لغت مین اقارب کے ہین جیسے حضرت عباس عم رسول اللہ و زبیر برادر عمہ زاد رسول اللہ و حضرت ابوبکر صدیق و حضرت فاروق خسر رسول اللہ و حضرت عثمان ذی النورین و حضرت علی داماد رسول اللہ سوائے ان بزرگون کے حضرت فاطمہ اور انکی اولاد بھی اس مد مین داخل ہین پھر کیا وجہ ہے جو سوا پنجتن کے اس لفظ کا اطلاق دوسرون پر نہین کیا جاسکتا ہے **اقول** یہ تو خاص کر تمام اہل اسلام کا مسئلہ مسلمہ ہے کہ بموجودی رشتہ دار اقرب کے بعد محروم ہوجاتے ہین بس یہ ظاہر ہے کہ دختر اور نواسہ اور ابن عم حقیقی جو داماد بھی ہے آپ کے سوا کوئی اقرب رشتہ دار نہین زبیر کیطرح تو صدہا آدمی حضرت کے پھوپھی زاد خالہ زاد اور ماموں زاد اور پھر انکے باپ کے پھوپھی زاد و خالہ زاد ہونگے انکو اقرب رشتہ دارون سے کیا علاقہ ہے رہے خسر تو دو کے ہی کیا تخصیص ہے نامی گرامی خسر آپکے حضرت ابوسفیان بھی تھے اور انکے علاوہ دس بارہ اور خسر تھے لیکن شیخین کا نام لکھنے کی کیا خصوصیت تھی سالے اور سسرے تو کسی طرح داخل عترت نبی نہین ہوسکتے کیونکہ عترت فقط وہ ہین کہ جن پر زکوٰۃ اور صدقہ حرام تھا

اور حضرت زبیر اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان وغیرہ پر صدقہ اور زکوٰۃ حلال تھے پھر ان
سے عترت نبی ہونیکا کیا علاقہ رہے حضرت عثمان مگر تعجب ہے کہ عکرمہ بن ابوجہل کا نام انکے شمائل کیون
نہ لکھا داماد بھی داخل عترت نہین اور نہ صدقہ و زکوٰۃ اُسپر حرام ہے اگر زوجہ بھی انکی زندہ ہوتی جب
بھی وہ داخل عترت نبی ہوتے حضرت عباس بیشک داخل عترت ہین اور صدقہ و زکوٰۃ بھی اُن پر
حرام تھا لیکن چونکہ وہ عم حقیقی نہ تھے اسلئے بوجودی ابن عم حقیقی کے وہ محروم الارث تھے **قال**
سوال بست و چہارم آل بمعنی متبع ہے جیسا کہ فرمایا خدا تعالیٰ نے آل فرعون حالانکہ فرعون کی
کوئی بیٹا بھی نہ تھا مگر شیعہ آل کے معنی اولاد فاطمہ لیتے ہین تاکہ حقوق اصحاب عالی صفات و ازواج
مطہرات و امت مرحومہ باطل ہوجاوین کیا سبب ہی جو اپنے مطلب کے معنی لئے جاتے ہین **قال**
اس تمہید سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف صاحب کو سید بننے کا شوق ہوا ہے مگر میرے نزدیک یہ شوق
بالکل خبط ہی آل رسول کے معنی اور اس سے مراد تو ہمیشہ اولاد رسول لی گئی ہے اور وہ بلا خلاف و
نزاع بنی فاطمہ ہے اُس مین غیر کو داخل ہونیکی گنجائش نہین ہان اگر آل فرعون سے معنی مین کوئی خوبی
اتباع وغیرہ کا ایسا ہے کہ اُس مین داخل ہونیکی گنجائش ہی تو بسم اللہ کیجئے ہمارا کوئی ہرج نہین اگر اتباع
کے بھروسہ پر سودا ہوا ہے تو اتباع کے ذریعہ سے بھی بنی فاطمہ آل رسول ہین اور مولف صاحب نے
جو ازواج رسول کو داخل آلِ رسول کیا ہی یہ بڑی سخت خطا کی ہے مولف کو توبہ کرنی چاہیے
ایسے سخت نامناسب لفظ سے اور فرعون کے بیٹے ہونا مولف صاحب کی تاریخ دانی کی دلیل ہے
دیکھیے جیسا کہ شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیا مین تذکرہ امام جعفر صادق مندرج کیا ہے کہ
بعضے سنیون کا یہ قول کہ ہم آل رسول ہین سخت خطا ہے **قال سوال بست و پنجم** مولیٰ بمعنی اولیٰ
و یار و یاری و بندہ و صاحب و غلام آزاد شدہ وغیرہ عام لغتون مین ہین پھر کیا دلیل ہے جس سے
بمعنی نیابت علی سمجھے جاتے ہین اور تمام اصحاب نعوذ باللہ دوستی رسالت پناہ سے خارج کئے جاتے ہین
اقول یہ سوال البتہ عجب ہے مگر مولف صاحب کو ابھی یہ خبر نہین کہ مولا کے جو معنی لوگے اُسی سے
حضرت علی کی امامت ثابت ہوگی حتے کہ سب سے کمتر درجہ کے معنی غلام کے ہین لیکن اس معنی کے لینے

سے بھی انکی سرداری ثابت ہوگئی کیونکہ خدا نے تو یہ فرمایا ہے کہ اے مومنو تمہارا مولا فقط خدا او
رسول اور وہ رکوع مین زکوٰۃ دینے والا ہی بس جس معنی مین خدا نے اپنے آپ کو اور رسول اللہ صلعم
کو مولی کہا ہی اسی معنی مین حضرت علی کو کہا ہے خواہ اسکے معنی بادشاہ کے ہوں یا غلام کے مگر یہ ثابت
ہوگا کہ جس قسم کا مولی خدا اور رسول ہین ویسے ہی مولی علی مرتضےٰ ہین پھر رسولخدا نے فرمایا من
کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جسکا مین مولی ہون اسکا علی مولا ہے پھر مولف صاحب ہی خود فرماویں
کہ مولا کے کیا معنی لینگے اگر غلام کے معنی بھی ہونگے تو یہی ثابت ہوگا کہ جیسے امت کے مولا رسول اللہ
ہین ویسے ہی علی مرتضےٰ ہین پھر فرمائیے کہ اس سوال سے کیا نتیجہ پیدا ہوا ہا فقرہ آخری آپ کا کہ
تمام اصحاب دائرہ دوستی رسالت پناہ سے خارج کئے جاتے ہین یہ مولف صاحب نے بلا مطلب سمجھے
تحریر فرما دیا ابھی آپ کو یہ بھی خبر نہین کہ مولا کے معنی ہین سنیون کا کیا عقیدہ ہے اور شیعون کا کیا
عقیدہ ہی ابھی حضرت یہ اعتراض تو اہلسنت پر وارد ہوتا ہی کہ اگر مولا بمعنی دوست کے ہین تو کیا تمام
اصحاب دشمن ہین کہ فقط دوستی کی تخصیص حضرت علی سے کیجاوے اسلئے مولا بمعنی اولی بتصرف
ہی لیکن مخاطب صاحب نے بغیر سمجھے کسی کتاب کے نقل کر دیا رسالہ اظہار الہدیٰ ختم ہوا

اقوال مجملاً از بعض تصرفات بے معنی رسالہ انوار الہدیٰ مولفہ شیخ احمد وکیل بجنوری دیوبندی

قولہ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین الی آخر الخطبہ **اقول** بیان سے حیثیت دوسرے رسالہ
کی پیدا ہوتی ہی اور اگرچہ مولف نے اثنا میں یہ مرقوم کیا ہے کہ ہمنے رسالہ اظہار الہدیٰ بجواب کتاب
انوار الہدیٰ بلا تعقب تحریر کیا ہے لیکن درحقیقت رسالہ اظہار الہدیٰ مین کسی مضمون انوار الہدیٰ
کی تردید نہین کی گئی البتہ اس رسالہ گمنام مین فقط تیئیس ۲۳ فقرات انوار الہدیٰ پر بقید صفحہ
کے مولف صاحب نے اعتراض کیا ہے جسکی تشریح ہم مشروط کرتے ہین اس سے یہ تو معلوم ہوگیا
کہ مولف کو انوار الہدیٰ کے اصل مقصد پر اعتراض نہین اور نہ اسکی دلائل شناخت خلیفہ سے مخالفت بلکہ
جس جس طریقہ اور صفت سے خلیفہ برحق کی شناخت اس مین لکھی گئی ہے اس سے مولف صاحب کو

بھی اتفاق ہے یعنی انوار الہدیٰ میں اول آٹھ صفات نائب برحق رسول اللہ کی قائم کرکے تحقیقات کی گئی ہے کہ وہ صفات بالاجتماع کس شخص میں موجود ہیں اور پھر بعد ملاحظہ تحقیقات کے یہ امر ثابت کر دیا گیا ہے کہ حضرات اصحاب ثلثہ میں تو منجملہ آٹھ صفات کے کوئی ایک بھی صفت پائی نہیں گئی اور حضرت علی مرتضیٰ اور دیگر آئمہ اہلبیت میں وہ تمام صفات بدرجہ اول موجود اسلیئے حضرت علی مرتضیٰ بلا فصل خلیفہ رسول اللہ ہیں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کتاب کا جواب لکھتا ہے تو جس جس مضمون کی تردید کرتا ہے فقط اسی مضمون کا مخالف قرار دیا جاتا ہے اور جس جس مضمون کی تردید اس سے نہیں ہو سکتی اور اس سے درگزر کرتا ہے تو وہ تمام مضامین اسکے مسلمہ قرار پاجاتے ہیں چنانچہ مولف اظہار الہدے نے تمام مقاصد و مطالب انوار الہدے کے جواب دینے سے اپنا عجز ظاہر کر دیا فقط چند متعلقات پر برائے نام نہایت پوچ اعتراضات کیے ہیں جنکو اہل انصاف خود ہی لغو سمجھ لینگے اظہار الہدے میں مولف نے بہت بڑا اہتمام دو امر پر کیا ایک یہ کہ اصحاب ثلثہ مسلمان تھے اور دوسرے یہ کہ فرقہ اثنا عشریہ پر فلان فلان اعتراض وارد ہوئے ہیں مگر انوار الہدیٰ میں مطلق ان ہر دو امور سے بحث نہیں کی گئی اسلیئے مولف صاحب نے ۵۲ صفحہ کاغذ کے فضول خراب کیے کیونکہ نہ وہ انوار الہدیٰ کی تردید ہی کر سکے اور نہ اپنا مقصد ہی ثابت کر سکے **قال** الجہانگیر خان تنکوہ آبادی پوشیدہ نہ رہے کہ درین ایام شیخ احمد وکیل جبیور دیوبندی نے ایک رسالہ مسمّی انوار الہدیٰ تالیف کیا ہے ماخذ اُس تمام ہذیان کا صرف اسقدر ہے کہ اصحاب صاحب لولاک بالخصوص خلفائے ثلثہ کسی لائق نہ تھے اور نہ اُن سے کوئی کام دین میں بنا آخر عبارت مصرعہ بنشین آہ ہی وہی جو تجھکو بتلائی میں ہے **اقول** عبارت مولف اظہار الہدیٰ سے صاف ظاہر ہے کہ باوجود تحریر کرنے جواب انوار الہدیٰ کے وہ قطعی مقاصد و مطالب انوار الہدیٰ کو نہیں سمجھے اس کتاب سے یہ مقصد نہیں ہے کہ اصحاب صاحب لولاک کسی لائق نہ تھے نہ اُنسے کوئی کام دین میں بنا بلکہ اسمین بحث خلافت کی ہے کہ بروئے صفات قرار داوہ کون مستحق خلافت ہے لفظ ماخذ جو مولف صاحب نے لکھا ہے کہ (ماخذ اسکا تمام ہذیان کا صرف اسقدر ہے) معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے ناحق اس لغت کا خون کیا وہ اسکے معنی ہی نہ سمجھے بعض لوگ جو دوسروں سے کوئی لغت

سنکر بغیر معنی سمجھے اُسکو اپنی عبارت یا کلام مین استعمال کر لیتے ہین بڑی خطا کی بات ہی اور ہمیشہ اُن کو
ندامت اٹھانی پڑتی ہی ایسا ہی مصرعہ غایت درجہ بے محل اور لایعنی ہی کوئی موقعہ اُسکے لکھنے کا نہ تھا نہ
بے محل شعر و سخن سے عبارت دلچسپ ہو سکتی ہی مگر نہین معلوم کہ مولف صاحب کو بے تکے اشعار و
مصراع سے کیون دلچسپی ہے **قال** اب ہم تھوڑے سے تصرفات واہیات جنمین مولف نے بہت
کچھ ایمانداری کو کام فرمایا ہی بطور نمونہ تحریر کرتے ہین اور اپنی مظلومیت اور مولف کے تعصبانہ قابلیت
کی داد چاہتے ہین وہ یہ ہین صفحہ ۳۰۸ مین مولف نے دعویٰ کیا ہی کہ اس رسالہ کی تالیف کی ختم ہونے
تک مذہب شیعہ کی کسی کتاب کو مطالعہ نہین کیا اور ایک لفظ بھی اسمین انکی کتب سے اخذ نہین کیا ہم
اس قول کو کہ شیعہ کی کتب کو نہ آنکھ سے دیکھا مولف کی کتاب سے جھوٹا کرتے ہین صفحہ ۱۷ سے ۲۳ تک
مین شیعونکی کتابہائے کی روایات معجزات امام محمد بن حسن عسکری ملقب بہ امام مہدی بلفظہ مرقوم ہین روایت
ہی کہ آپکی والدہ شریفہ کو مثل ام موسیٰ کے آثار حمل کے نمایان نہ تھی حضرت حلیمہ عمہ شریفہ امام حسن عسکری فرماتی
ہین کہ جب مین نے سورہ انا انزلناہ و قل ہو اللہ و آیۃ الکرسی پڑہی تو جسکی شکم مین بچہ بھی پڑھنے لگا بعد
اسکے دیکھا مین نے کہ تمام مکان روشن ہو گیا لڑکے نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اسیوقت دوسرے مکان
مین حضرت ابو محمد ذکی نے آواز دی کہ اے عمہ میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ جب انکے پاس لی گئی
حضرت نے گود مین لیکر اپنی بچہ کے منہ مین زبان دی اور فرمایا کہ اے فرزند خدا کے حکم سے بولو چنانچہ
لڑکے نے کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلہم ائمۃ و نجعلہم الوارثین پھر
دیکھا مین نے کہ مرغان سبز نے بچہ کو گھیر لیا پھر حضرت ابو محمد نے ایک سبز مرغ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ خذہ
فاحفظہ حتی یاذن اللہ فیہ فان اللہ بالغ امرہ ۔ حلیمہ فرماتی ہین کہ مین نے ابو محمد سے پوچھا کہ یہ سبز مرغ
کون ہین فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام و دیگر ملائکہ رحمت ہین پھر یانکی والدہ شریفہ کے پاس لیگئی فرمایا کہ
یہ صاحبزادہ ناف بریدہ و ختنہ کردہ پیدا ہوا ہی اور بازو ئی راست پر لکھا تھا جاء الحق و زہق الباطل
ان الباطل کان زہوقا ۔ روایت ہی کہ جب وہ پیدا ہوئی دو نون زانو ہو بیٹھے اور انگشت سبابہ بجانب
آسمان اٹھائی چھینک لی الحمد للہ رب العالمین کہا روایت ہی کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن عسکری

سے دریافت کیا کہ آپکے بعد کون خلیفہ وجانشین وامام امت کا ہوگا آپنے پردہ مکان کا اٹھایا اسمین
سے ایک لڑکا خوبصورت سن چار سال کا نکلا پھر آپنے اٹھاکر مکان کے اندر کردیا راوی کہتا ہی کہ پھر مین نے
پردہ اٹھاکر تمام حجرہ دیکھا اس صاحبزادہ کو نپایا روایت ہے کہ جب حضرت امام ابو محمد زکی شہید ہوئے
تو صاحبزادہ آپکے سرداب مین غائب ہوگئی جب مکان کو لوٹا تو آنحضرت کو دجلہ کے اندر پانی پر مصلیٰ
بچھائی ہوئی بیٹھے دیکھا لوگ دریا مین گھسے تو غرق ہوگئے چنانچہ اس خواب پریشان کی تعبیر خود ہی
مولف نے یہی کی ہی کہ بعقیدہ علما شیعہ بھی صاحب الامر امام مہدی آخرالزمان یہ تمام روایات واہیات
شیعون کی کتب معتقدات مین درج ہین مگر یہ مضمون بالکل بالخصوص لب اللباب احقاق الحق معتبر کتاب
شیعون کا ہی جسکا جی چاہی کتاب مذکور مین دیکھے اہلسنت کی کتابون مین اس سوجانے کے
قصہ کا کچھ اثر نہین ہی اور نہ کوئی سنی اس کچے عم کا معتقد ہی اگر کوئی کہے کہ مولف کے رسالہ مین شیعہ
کی کتاب کا نام بھی نہین ہی تو ہم جواب دین کہ صفحہ ۱۶۳ مین دو جگہہ کشف الغمہ کے حوالے سے مضمون
لکھا گیا ہی ہر دو حالت مین مولف سچے نہ ٹھہرے اور جھوٹے کا نام اسلام مین کذاب ہی پس رسالہ
ایمان والون کے نزدیک یقیناً نامعتبر ہے اسلئے کہ اصل مین شیعون کی کتابون کا لب لباب ہے

اقول وبہ نستعین مولف کے اس اعتراض سے پایا جاتا ہی کہ وہ مذہب اہلسنت اور انکی کتب سے
محض نابلد ہی اور اپنے ذہن مین سمجھ لیا ہی کہ جو میرا عقیدہ ہی وہی اہل تسنن کا عقیدہ ہی حالانکہ بموجب
عقائد اہل سنت مولف صاحب قطعی خارجی قرار پاتے ہین اور غضب یہ ہی کہ مولف صاحب نے خود دو چار
اردو کی کتابین مطالعہ کی ہین اسپر آپکے دماغ مین یہ بھی سما گیا ہے کہ مین اہل سنت کی جملہ کتب پر
عبور رکھتا ہون اور انکے تمام عقائد سے واقف ہون حالانکہ انکو ہرگز کتب بینی کا اتفاق ہونا ہی
پایا نہین جاتا حضرت صاحب الامر مہدی علیہ السلام کے بارہ مین جو کچھ ہمنے لکھا ہی وہ کتب اہل تسنن
سے لکھا ہی لیکن مولف کو یہ گمان ہوگیا ہی کہ اہل تسنن بارہوین امام کے قائل نہین ہین اور نہ انکی
کتب مین انکا کچھ ذکر مندرج ہی یہ بدگمانی مولف کی بوجہ ناواقفیت کے ہی حضرت امام مہدی علیہ السلام
کی پیدائش اور دیگر حالات کو ملا جامی نے شواہد النبوۃ مین نہایت تشریح سے لکھا ہی اور ہم نے جو

انوار الہدیٰ مین ذکر کیا ہی وہ ملا جامی کی تحریر کا خلاصہ ہی جسکو مولف صاحب بیعون کی کتب کا لب
لباب کہتے ہین اور فرماتے ہین کہ سنی اس گنج تخم کے معتقد نہین نہیہ سوتے جاگتے کا قصہ ان کی
کتب مین درج ہی اگرچہ بہت سے اکابر فضلا متقدمین و متاخرین اہل سنت نے عمدہ تصانیف مین
حضرت مہدی کی پیدائش کا حال تحریر کیا ہے منجملہ انکے اکثر عربی زبان مین ہین جسکو معلوم ہوتا ہے کہ
مولف اظہار الہدیٰ سمجھ نہین سکتے جیسے مطالب السئول فی المناقب آل الرسول مین امام کمال الدین محمد
بن طلحہ شافعی نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ احوال حضرت امام مہدی محمد بن حسن عسکری کو مندرج
کیا ہے اور بڑے کامل ادلۂ عقلیہ و نقلیہ سے آپکا مہدی موعود ہونا ثابت کیا ہی جس کی نقل عبارت
بھی ہم بعد مین لکھین گے لیکن اول ہمکو یہ ضرور ہوا کہ جس معتبر کتاب اہل سنت سے ہم نے ذکر حضرت
محمد بن حسن عسکری کو لکھا ہی اُسکی عبارت نقل کرین تاکہ عوام پر کھل جاوے کہ کذاب کون ہی اور یہبھی
معلوم ہو جاوے کہ جو شخص باوجود جہل مین گرفتار ہونے کے ادعا اعلم ہونیکا کرے بلا فکر و غور سمجھے کو
جھوٹا لکھدے وہ کسطرح عوام الناس کی روبرو شرم و ندامت مین گرفتار ہوتا ہی ع تا سیہ روئے شود
ہر کہ در و غش باشد۔ واضح ہو کہ ملا عبد الرحمن جامی شواہد مین اسطرح لکھتے ہین۔ امام محمد مہدی رضی
امام دوازدہم ست و کنیت وی ابو القاسم و لقبہ الامامیۃ الحجۃ والقائم والمہدی والمنتظر و صاحب الزمان
وہو عندہم خاتم الاثنی عشر اماما وانہم یزعمون انہ دخل السرداب الذی بسر من رای وامہ تنظر الیہ فلم
یخرج الیہا وذالک فی سنۃ خمس وستین ومائتین وقیل فی سنۃ ست وستین وثمانین وہو الاصح فاختفی
الی الآن علی زعمہم مادر وے ام ولد بودہ است صقیل نام وقیل سوسن وقیل نرجس وقیل غیر ذالک
و ولادت وے در سر من رای بودہ است فی الثالث والعشرین من رمضان سنۃ ثمان وخمسین
و مائتین حلیمہ عمہ ابو محمد زکی رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ روزے پیش ابو محمد رضی اللہ عنہ در آمدم فرمود ای
عمہ امشب در خانہ ما باش کہ خدا تعالی مارا خلفی خواہد داد من گفتم کہ این فرزند از کہ خواہد بود کہ در نرجس
ہیچ اثر حمل نمی بینیم فرمود کہ اے عمہ مثل نرجس مثل ام موسی ست علیہ السلام کہ حمل وے جز وقت ولادت
ظاہر نخواہد شد آن شب بجا بودم چون نیمہ شب رسید برخاستم و تہجد گذاردم و نرجس نیز تہجد گذاردو

بعد ازان باخود گفتم کہ وقت فہم نزدیک سید و آنچہ ابو محمد گفت ظاہر نیست ابو محمد رضی اللہ عنہ از مقام
خود آواز داد کہ اے عمہ مستعجل مکن بان خانہ کہ نرجس آنجا بود باز گشتم مرا در راہ بیش آمد ملزہ بر وی افتاد
وی را بسینہ خود باز گرفتم و قل ہو اللہ احد و انا انزلنا و آیۃ الکرسی بر وی خواندم از شکم وی آواز آمد
کہ ہر چہ من خواندم فرزند وی نیز بخواند بعد ازان دیدم کہ خانہ روشن شد نظر کردم فرزند وی بزمین
آمدہ بود و در سجدہ افتادہ وی را بر گرفتم ابو محمد رضی اللہ عنہ از حجرہ خود آواز داد کہ اے عمہ فرزند مرا پیش
من بیار پیش وی بردم وی را بر کنار خود نشاند و زبان در دہان وی کرد فرمود کہ سخن گوی ای فرزند من
باذن اللہ تم گفت بسم اللہ الرحمن الرحیم و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلہم آئمہ
و نجعلہم الوارثین بعد ازان دیدم کہ مرغان سبز ما را فرو گرفتند ابو محمد رضی یکے ازان مرغان را بخواند و
گفت خذہ فاحفظہ حتی باذن اللہ فیہ فان اللہ بالغ امرہ از ابو محمد رضی اللہ عنہ پرسیدم کہ این مرغ
کہ بود و این مرغان دیگر کیانند فرمود کہ آن جبرئیل و دیگران ملائکہ رحمت اند بعد ازان فرمود کہ
یا عمہ وی را بمادر وی باز گردان وی را پیش مادر وی بردم و چون متولد شد ناف زدہ بود و
ختنہ کردہ و بر ذراع ایمن وی مکتوب بود جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا دیگری
روایت کردہ اند کہ گفتہ است چون متولد شد بہ دو زانو در آمد و انگشت سبابہ بجانب آسمان برداشت
پس عطسہ زد و گفت الحمد للہ رب العالمین و از دیگرے آرند کہ نزد ابو محمد زکی حضور آمدم و گفتم
یا ابن رسول اللہ خلیفہ و امام بعد از تو کہ خواہد بود وی بخانہ در آمد پس کودکے بر دوش گرفتہ کہ
گویا ماہ شب چہاردہ بود در سن سہ سالگی پس فرمود کہ اے فلان اگر نہ تو پیش خدا تعالی گرامی
بودے این فرزند خود را بتو نہ نمودمے این فرزند ہمنام رسول ست و کنیت این کنیت وی ست ہو
الذی یملا الارض قسطا کما ملئت جورا و ظلما از دیگرے آرند کہ گفتہ است کہ روزی نزد ابو محمد رضا در
آمدم بدست راست وی خانہ دیدم پردہ بان فرو گذاشتہ گفتم یا سیدی صاحب این امر بعد ازان کہ خواہد
بود فرمود کہ آن پردہ را بر دار کودکے بیرون آمد در کمال طہارت و پاکیزگی بر رخسارہ راست وی خالی
و گیسوان گذاشتہ آمد بر کنار ابو محمد رضی اللہ عنہ نشست ابو محمد رضا فرمود کہ این است صاحب شما بعد

ازان از زانوے برخاست ابو محمد رضی اللہ عنہ و برا گفت یا فتیٰ ادخل الی الوقت المعلوم۔ بآن خانہ در
آمدم من بسوے نظر میکردم پس ابو محمد رضی مرا گفت برخیز و بہ بین کہ درینخانہ کیست بخانہ در آمدم ہیچکس را
ندیدم دیگر وا ز دیگرے آرند کہ گفتہ ست کہ معتضد مرا طلبید و کس دیگر و گفت حسن بن علی در سرّ من
رأی فوت شدہ است زود بروید و خانہ وے را فرو گیرید ہر کہ درخانہ بہ بنید نزد من آرید رفتم بسراے
وے در آمدیم سرائے دیدم در غایت خوبی و پاکیزگی کہ گویا حالا از عمارت فارغ شدہ بودند در آنجا پردہ دیدم
فرو گذاشتہ پردہ برداشتیم سردابے دیدیم بآنجا در آمدیم دریائی در اقصائے آن حصیرے بر روے آب انداختہ
و مردے بر خوب ترین صورتے بر بالائے آن حصیر در نماز استادہ و بما ہیچ التفات نہ کرد کہ یکے ازان
دو نفر کہ با من بودند سبقت گرفت و خواست کہ پیش وے رود در آب غرق شد اضطراب میکرد تا
آن زمان کہ من دست وے گرفتم و خلاص گردانیدم بعد ازان بآن دو نفر دیگر خواست کہ پیش رود
وے را نیز ہمان حال پیش آمد وے را نیز خلاص کردم من حیران بماندم پس گفتم اے صاحب خانہ از خدا تعالیٰ
وا ز تو عذر میخواہم و اللہ کہ من ندانستم کہ حال چیست و بکجا می آیم از آنچہ کردم بخدا تعالیٰ باز گشتم ہر چند
گفتم بمن ہیچ التفات نکرد و ما باز گشتم پیش معتضد رفتم و قصہ را باز گفتم گفت این سر را پوشیدہ دارید
والا بفرمایم کہ شمارا گردن زنند۔ اب اہل انصاف ہماری عبارت مندرجہ انوار الہدیٰ کو اس عبارت
شواہد النبوۃ سے مطابق کر کے انصاف کریں کہ کذاب کون ہی اگر مؤلف کو ملا جامی کی یہ حرکت
ناپسند تھی تو ان پر اعتراض کرنا ضرور تھا کہ انہوں نے کیوں شیعوں کی تقلید سے امام دوازدہم کا ذکر کیا
لیکن ہین نے انوار الہدیٰ میں بہت سا حال حضرت امام مہدی کا چھوڑ دیا تھا ورنہ ملا جامی نے بعد
اسکے مفصل حال غیبت صغریٰ و غیبت کبریٰ اور حال تعیین سفرا بھی درج کیا ہے اور بعد ازان صحاح ستہ
کی احادیث بھی درج کی ہین جو حضرت صاحب الامر کے بارہ مین مروی ہین اور علاوہ ملا جامی کے دیگر
علماء نامدار اہل سنت نے اثبات مہدویت حضرت محمد بن حسن العسکری صلوات اللہ علیہما مین کتابین
تصنیف کی ہین معترض صاحب کس کس سے لڑینگے از انجملہ الشیخ الامام العلامہ کمال الدین ابو سالم محمد
بن طلحہ بن محمد بن القرشی النصیبی الشافعی نے جنکی تعریف مین ابوبکر اسد مصنف طبقات فقہاء شافعیہ

نے لکھا ہے محمد بن طلحہ بن محمد بن الحسن الشیخ کمال الدین ابو سالم القرشی العدوی النصیبی مصنف کتاب العقد الفرید بعد الصد ور و الرؤسا للنظامیین ولاستہ اثنین و ثمانین و خمس مائۃ کان فقیہاً بارعاً عارفاً الخ ایک کتاب نام مطالب السئول فی مناقب آل رسول تصنیف کی ہے اور اس میں بڑی تشریح و تفصیل سے ادلۂ عقلیہ و نقلیہ لا کر حضرت محمد بن الحسن العسکری کا مہدی آخر الزمان ہونا ثابت کیا ہے ابتدا حضر کے ذکر کی اس عبارت سے کی ہے الباب الثانی العشر فی ابی القاسم محمد بن الحسن الخالص بن علی المتوکل بن محمد القانع بن علی الرضا بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب المہدی الحجۃ الخلف الصالح المنتظر علیہم السلام۔ اسکے بعد ایک قصیدہ بارہ بیت کا لکھا جس کا مطلع یہ ہے۔ فہذا الخلف الحجۃ قد ایدا لہ۔ بعد ازاں چند فقرات نثر لکھ کر لکھا ہے فلما مولدہ فسر من رای فی ثالث و عشرین رمضان سنۃ ثمان و خمسین و مائتین للہجرۃ واما نسبہ ابا واما فابوہ محمد بن الحسن الخالص بن المتوکل تا امیر المومنین علیہم السلام۔ وقد تقدم ذکر ذالک مفصلاً وامہ ام ولد تسمی الصقیل وقیل حکیمہ وقیل غیر ذالک واما اسمہ فمحمد وکنیتہ ابو القاسم ولقبہ الحجۃ والخلف الصالح وقیل المنتظر واما ما ورد عن النبی فی المہدی من الاحادیث الصحیحہ فمنہا ما نقلہ الامامان ابو داود والترمذی۔ ان روایات کی نقل ہم بیشتر اسی رسالہ میں لکھ چکے ہیں دراں حالیکہ علمار اہل سنت امام دوازدہم کے مہدویت کے قائل ہیں تو معترض کا یہ کہنا کہ نہ کوئی سنی اس کج تخم کا معتقد ہے بہتان اور کذب صریح ہے اور ظاہر ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ایسے ہی مفتریان و دروغگویان کی شان میں وارد ہے کشف الغمہ کا جو اعتراض کیا گیا ہے وہ بھی مہمل ہے ہم نے کوئی مضمون فقط کشف الغمہ سے درج نہیں کیا ہر مضمون کتب معتبرہ اہل سنت سے نقل کیا ہے فقط بنظر تطبیق روایت فریقین بعض مواقع حوالہ کشف الغمہ کا بھی اسلئے دیا گیا ہے تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے کہ شیعوں میں بھی یہ روایت ہے ہم ذکر کوئی مضمون ایسا نہیں لکھا کہ کتب اہل سنت میں مندرج نہیں ہے اگر معترض صاحب سچے ہوتے تو اس مضمون کو ضرور لکھتے جیسا کہ شواہد کے مضمون کو احقاق الحق کا مضمون سمجھ کر تمام فصل کی نقل کر دی اس سے معلوم ہوا

کہ معترض صاحب جان بوجھ کر بھی اخفاء اصلیت کرتے ہین اور لوگون کو دہوکا دیکر گمراہ کیا جاہتے ہین بحوالہ کشف الغمہ جو حدیث علمداران حدیث کی بابت لکھی گئی ہے کہ نو شخص علمداران مشرکین کو حضرت علی نے قتل کیا ہی یہ روایت مطابق روایت اہل تسنن کے ہی انکی روایات مین گیارہ شخص علمدار کفار درج ہین جن مین ہی دس مرد اور ایک عورت تھی منجملہ انکے ایک مرد سعد بن وقاص کے ہاتھ سے قتل ہوا اور ایک عورت کسی مسلمان کے ہاتھ سے قتل ہوئی اور باقی نو علمدار خاص حضرت علی کے ہاتھ سے قتل ہوئے پھر کشف الغمہ سے ہم نے کیا مضمون نکلدیا **قال علیہ ما یستحقہ** صفحہ ۷۴ وہین ہی کہ مذہب اہل سنت وجماعت کسیطرح مذہب حق نہین ہی بلکہ امامیہ اثنا عشریہ برحق ہی ہم کہتے ہین کہ اگر بگمان غلط مولف کے شیعون کا مذہب بھی حق فرض کیا جاوے تو بھی مولف کو سوا خسر الدنیا والآخرۃ کے کوئی فائدہ حاصل نہین ہی کیونکہ جامع عباسی کے ۷۴ باب ۲ فصل مین یہ عبارت ہی کہ اگر سنی شیعہ بھی ہو جاوے تو حکم اصلی کا فر کا رکھتا ہی کیونکہ اسپر قضاء روزہ نہین ہی اس صورت مین مولف گھر کے رہے نہ گھاٹ کے بسبب گھر کے نہ اور بار کے در کے ہوئے تم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے **اقول** مولف صاحب بھی معلوم ہوتا ہی کہ کسی شاعر کے ساتھ حوض مین کودے تھے ورنہ یہ شعر قابل انعام کیسے سوجھتا اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ معترض صاحب ضرور کسی نازک خیال شخص کے شگون مین بھی ہین کہ روٹی کو اینٹ اور پتھر کو بڈی سمجھ کر کھا گئے اور لیکتے ہین مسئلہ جامع عباسی کا تو مضمون یہ ہے کہ اگر کوئی کافر شیعہ ہو جاوے تو اسپر قضاء روزہ نہین ہی اور یہی حکم اُسکے لئے ہی جو سنی شیعہ ہو جاوے ہمارے مخاطب کے زعم مین سنی کافر سے بدتر ہے یعنی کافر تو شیعہ ہو جاوے اور سنی شیعہ ہو کر ویسا ہی کافر رہے اور زیادہ تر افسوس مخاطب کے حال پر یہ ہی کہ انہون نے مذہب اہل تسنن کو باطل اور مذہب شیعہ کو برحق فرض کر لیا ہی تو آپ بڑی مشکل مین گرفتار ہونگے اگر تسنن پر قائم رہتے ہین تو مثل کفار ناپاک قرار پاتے ہین اور اگر شیعہ بھی ہوتے ہین تو عقل کے فتور سے الٹی سمجھے ہوئے ہین کہ شیعہ ہو کر بھی کفر زائل نہوگا تو اسلئے مخاطب صاحب پوری مصداق خسر الدنیا والآخرۃ کے ہوئے اصل یون ہی کہ سمجھ بڑی چیز ہے اسی سے آدمی اشرف المخلوقات

قرار پایا ہی ورنہ الٹی سمجھ والون سے تو کتا کئی درجہ بہتر ہے **قال** صفحہ ۶ مین ہی کہ یہ امر مشہور عام ہی کہ
اسلام مین بہتر فرقے ہین ان مین سے فقط ایک فرقہ ناجی ہی اور سب ناری بس ظاہر ہی کہ اکثر فرقے کا
اصول یکسان ہی اور بہتروین فرقہ سے مخالف و برعکس کیا خوب باوصف دعوی فضل و کمال مولف
صاحب کو آجتک بھی نہ معلوم ہوا کہ اسلام مین کتنے فرقے ہین بقول شخصے کس نیر سدلہ بھیا کون ہی
ایک ہی یا دیر بچھہ ہی یا یون ہی ۔ شکر ہے کہ مولف نے اپنی ہی زبان سی اقرار کرلیا کہ شیعونکا فرقہ بہتروان ہے
عمی سراود جلیند آنچہ دراوند دلست ۔ ہم کہتے ہین کہ بالیقین بہتر فرقونکا ایک ہی اصول ہے اسیواسطے
وہ سب ناری ہین مگر فرقہ اہل سنت الجماعت از روی اعمال حسنہ وافعال صالحہ کے بہتروان فرقہ ہی
چنانچہ یہ امر احادیث صحیحہ سے ثابت ہی اور نہ مشہور عام اسی بنا پر ہمنے تشریح فرقون کہ ذکر مین کی
ہی دیکھو تو حنفی شافعی مالکی حنبلی فرقہ ناری ہین جنکی ہمنے معہ عقائد تشریح لکھی ہی **اقول وبہ نستعین**
جبکہ چار فرقہ مولف صاحب اپنی ہی تسلیم کرلیئے تو بہتروان نہین کہنا چاہیے بلکہ بہتروان چہتروان
بولنا ضرور ہی اور مولف کی یہ بھی غلطی ہی کہ اعمال وافعال حسنہ وسیئہ کو فرقات کے ناری وناجی ہونے مین
داخل کیا ہی بلکہ تفریق فرقات محض عقائد کی تفریق پر منحصر ہے مولف صاحب نے جو اظہار الہدیٰ مین بہتر
فرقہ شیعون کے لکھتے ہین یہ انکی ناواقفیت کا سبب ہے کیونکہ جب بقول آپکے کل بہتر فرقے ہین اور ان مین
سے بہتر فرقہ شیعون کے ہین تو ایک فرقہ مین خارجیون کے بیس فرقہ معتزلہ کے بیس فرقہ سنیون کے آٹھ فرقہ
پھر مرجیہ جبریہ قدریہ کے فرقات کہان جاوینگے اگر یہ کہین کہ خارجی ناصبی سنی اشعری ماتریدی حنفی
شافعی مالکی حنبلی معتزلہ جبریہ قدریہ مارقین قاسطین اور ناکثین وغیرہ سب کے سب اس اعتبار پر کہ
مخالف ثقلین ہین ایک فرقہ مین شامل ہوسکتے ہین تو اسلیے لغو ہی کہ انہین سی ہر فرقہ دوسرے فرقہ کو ناری اور
کافر کہتا ہی اسلیئے جو تشریح مولف اظہار الہدے نے فرقات کی لکھی ہی وہ انکی کم علمی اور نادانی پر دال ہے
اصل تشریح فرقات کی یہ ہی کہ جو ہمنے انوار الہدیٰ مین لکھی ہے کہ دراصل ابتدا کل بہتر فرقہ ہین پھر ایک فرقہ
مین سے دو فرقہ ہوکر بہتر فرقہ ہوتے ہین اور تشریح اسکی یہ ہی کہ ایک فرقہ متمسک بہ ثقلین ہی اور اکثر فرقے
خارجی و ناصبی و سنی وغیرہ منکر ثقلین ہین بس جو اکثر فرقہ مخالف ثقلین ہین وہ قطعی ناری و جہنمی ہین

مسکن وماوا انکا جہنم ہوگا اور ایک فرقہ بہتروان جو متمسک بہ ثقلین ہے سو وہ فرقہ شیعہ ہی اُسکی دو قسم ہین ایک مومن کامل ومکمل جسکا نام اور لقب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ ہی اور وہ فرقہ ناجی اور اہل بہشت ہی دوسرا فرقہ مومن غیر کامل ہی اس مین شیعہ غلات وغیرہ داخل ہین اگرچہ بوجہ محبت وولا اہلبیت آتش دوزخ اُنپر بھی حرام ہی لیکن جو مراتب امامیہ اثنا عشریہ کے بہشت مین ہونگے وہ انکے ہونگے اور کوئی ایسا مقام انکے لیے تجویز کیا جاویگا جو بہشت دوزخ کے درمیان مین اوسط ہو جیسا کہ بعضون نے زعم مین ایسا مقام اعراف ہی یہ وجہ ہی کہ ہمنے انوار الہدیٰ مین فقط بہتر فرقہ ہی لکھے ہین اور ناری وناجی کے درمیانی فرقہ کو جو ناجی نہین لکھا حدیث مین جو سوائے ایک فرقہ کے کلہم فی النار مروی ہی اس سے مراد جمیع فرقات منافقین ثقلین ہین اور چونکہ اہل بہشت کے نزدیک اوسط مقام کی آب وہوا بھی دوزخ سے کم نہین اسلیے استثنا فقط ایک فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کا کیا گیا مولف اظہار الہدیٰ نے جو یہ لکھا ہی کہ فرقہ اہلسنت وجماعت ازروے اعمال حسنہ وافعال صالحہ کی تہتروان فرقہ ہی اُسکا مفہوم یہ ہی کہ باعتبار عقیدہ تو یہ فرقہ ناجی نہین ہے لیکن باعتبار اعمال حسنہ ناجی ہی لیکن عمل حسنہ وسئیہ منحصر بر فرقات نہین ہی ہر شخص کے ذاتی افعال جدا ہوتے ہین اسلیے یہ امر تو مسلمہ مولف ہو چکا کہ ساری سنت وجماعت ناجی نہین ہین اور بکثرت انمین ناری ہین تو اب سنیے کہ بالکل یہود ونصاریٰ کی مانند ہوگئی کیونکہ قرآن شریف مین وارد ہی کہ ان الذین آمنو والذین ہادو والنصاریٰ والصابئین من آمن باللہ والیوم الآخر وعمل صالحا فلہم اجرہم عند ربہم فلا خوف علیہم ولاہم یحزنون یعنی مسلمان یہودی نصاریٰ صابئین مین سے جو کوئی خدا پر اور آخرت پر ایمان لایا اور عمل اُسنے نیک کیے بس انکا اجر انکے پروردگار کے پاس ہی انکو کچھ ڈر نہین نہ وہ غم کھاوینگے یعنی جسطرح عمل نیک کا کچھ بدلہ یہود ونصاریٰ کو مل سکتا ہی ویسا ہی سنیون کو بھی مل سکتا ہی باعتبار عقیدہ کوئی استحقاق نجات کا اہل سنت کو حاصل نہین اگر کوئی بیوقوف جہالت سے یہ کہدے کہ تمام اہل سنت افعال حسنہ ہی کرتے ہین تو وہ کسطرح قابل اقبال نہین کیونکہ ہزارہا مولوی ملا حافظ ایسے ہین کہ دو دو آنہ پر جھوٹی گواہیان دیتے ہین بہت سے عامل بالحدیث نذیر حسینی بساط ایسے ہین کہ ہاتھ ہاتھ بھر کی ڈاڑھیان منھ پر لگی ہوئی ہین اور کسی کا نام حاجی اور حافظ کے لقب سے

خالی نہین مگر اُن مین ایمان کا پتہ نہین بلکہ ٹٹولنے سے نہ ملیگا سینکڑون متقی بن کر سود کھاتے ہین مولوی متقی ہو کر ایسے ناجائز تجارت کرتے ہین کہ جو داخل ربا یعنی سود ہوجاتی ہی صدہا مولویون حافظون مین اغلام ہی مروج ہوجاتا ہی پھر علاوہ آپکے اس مذہب مین ہزارہا رنڈی بھڑوے ڈوم کنجن ہیجڑے رنڈی ایسے ہین کہ کبھی انکو اعمال حسنہ سے کام نہین بے الکھو کھا جاہل ایسے ہین کہ وہ یہ بھی نہین جانتے کہ عمل نیک کیا ہین اور عمل بد کسکو کہتے ہین اس لئے یہ امر تو قطعی غیر ممکن ہی کہ تمام روئے زمین کے اہل سنت افعال حسنہ ہی کرتے ہین اور ہرگز مرتکب افعال ذمیمہ کے نہین ہوتے پس جبکہ یہ ادعا مولف صاحب کا باطل ہوگیا تو ثابت ہوگیا کہ فرقہ اہل سنت ناجی نہین ہی اور اگر ہزار اور لاکھ مین ایک دو شخص ایسے نکلے کہ وہ مرتکب افعال سئیہ کے نہین ہوئے تو یہ شمار مین نہین آسکتے کیونکہ النادر کالمعدوم مشہور قول ہی **قال** صفحہ ۔ مین ہی کہ جمیع علماء اہل تسنن کا یہ مقولہ ہے کہ خلیفہ رسول کو دینیات سے کچھ تعلق نہین صرف امورات انتظام دنیاوی کے لئے امت کو اختیار ہی کہ اپنی طرف سے جس شخص کو چاہین خلیفہ رسول مقرر کرلین ۔ واہ صاحب دروغ گویم برروی تو اگر آپ اپنے دعوے مین سچے تھے تو آگے اس عبارت کے دو چار علماء اہلسنت کا قول بھی نقل کردیتے کہ خلیفہ رسول کو دین سے کچھ مطلب نہین ہی صرف دنیا سے غرض ہی اگر آپ سچے ہین تو یہ مضمون کسی عالم سے سنوا دیجئے یا کسی کتاب مین دکھا دیجئے ورنہ آپ جھوٹے ہین لعنۃ اللہ علی القوم الکاذبین **اقول** اول تو یہی فرمائیے کہ بقول آپکے بموجب مذہب اہل تسنن لعنت کا لفظ ہی منہ سے نکالنا ناجائز ہے اور الٹی کہنے والے پر پڑتی ہی آپ آئینہ لیکر ذرا چہرہ مبارک ملاحظہ فرمائیے کہ یہ لعنت تم پر لوٹ کر گری یا نہین اور جبکہ آپ کا یہ عقیدہ ہی تو ضرور گری ہے دوم ناظرین کو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ مولف اظہار الہدیٰ عالم نہین ہین اگر وہ عالم ہوتے تو یہ نہ لکھتے کہ کسی عالم سے سنوا دو سوم یہ کہ کسی تصنیف و تالیف کا سوا رد اور جواب کے یہ قاعدہ نہین ہی کہ ہر قول پر نظائر اور اقوال تائید درج ہوا کرین ہان جب کسی امر کی بحث ہوتی ہی اور کوئی اُسکے برخلاف بحث گفتگو ہوتی ہی تب البتہ سند پیش کرنیکی ضرورت ہوتی ہی اسلئے ہمکو انوار الہدیٰ مین اس قول کی سند لکھنے کی کوئی حاجت نہ تھی ہان البتہ جیسا کہ مولف صاحب نے ہمارے قول پر اعتراض کیا تھا تو آپکو واجب تھا کہ اپنے قول کی تائید مین

دو چار اپنے علما کے اقوال ایسے پیش کرتے کہ جن سے برخلاف ہمارے قول کے یہ ثابت ہو جاتا کہ علماء اہل
تسنن اس بات کے قائل ہین کہ خلیفہ کا تعلق محض امورات دنیاوی سے ہی نہین ہے بلکہ دینیات سے
بھی تعلق رکھتے ہین اور چونکہ مولف نے ایسا نہین کیا تو معلوم ہوا کہ انہون نے براہ جہالت ایسا
اعتراض کر دیا ہے اور در اصل ہمارے قول کی تردید نہین کر سکتے چہارم یہ کہ جبکہ اہل تسنن اس امر کے
قائل ہین کہ خلیفہ کا تعین امت کے اختیار مین ہے خدا و رسول سے کچھ علاقہ نہین تو خود بخود ثابت
ہو گیا کہ خلیفہ کا تعلق صرف انتظام امورات دنیوی سے ہی اگر دین سے کچھ بھی علاقہ ہوتا تو تقرر بھی
اسکا خدا و رسول کیطرف سے ہوتا جیسا کہ نبی دین کا بادشاہ ہے اور اسکا تقرر امت کے اختیار
مین نہین بادشہ چونکہ دنیا کا سردار ہے اسلئے اہل دنیا اسکو مقرر کر سکتے ہین پنجم قطع نظر دیگر حالات
خلفاء مابعد کے اجماع اہل سنت کا اس امر پر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق بروئے اجماع اہل حل و عقد خلیفہ مقرر
ہوئے پس یہ امر ظاہر ہے کہ جب اہل حل و عقد کو کوئی دینی اختیار حاصل نہ تھا تو انکے مقرر کئے ہوئے
خلیفہ کو کیسے اختیار حاصل ہو سکتا ہے تحصیلدار کہ جسکو وصول زر لگان کا اختیار ہے شحنہ بنا بر وصول
لگان مقرر کر سکتا ہے تھانہ دار کہ جسکو اختیار وصول زر لگان نہین ہے اسکے مقرر کئے ہوئے شحنہ
کو بھی وہ اختیار بدرجہ اولیٰ حاصل نہین ہو سکتا ششم یہ کہ بموجب مذہب اہل سنت خلافت فقط چار
شخصون پر منحصر نہین ہے قیامت تک امت کو اختیار خلیفہ مقرر کرنیکا ہے اگر خلیفہ مستجمع شرائط اس زمانہ
مین بھی مقرر کیا جاوے تو اسکو بھی خلیفہ راشد کہین گے ازالۃ الخفا مولفہ شاہ ولی اللہ صاحب کے
مقصد اول فصل اول مین درج ہے مسئلہ واجب بالکفایہ ست بر مسلمین الی یوم القیامہ نصب خلیفہ مستجمع
شروط پھر شاہ ولی اللہ نے فرمایا از جملہ شروط خلافت آنست کہ مسلمان باشد و از آنجملہ آنست کہ عاقل
و بالغ باشد و از آنجملہ آنست کہ ذکر باشد نہ امر و دختر باشد یعنی آزاد و متکلم و سمیع و بصیر و شجاع و صاحب
رائے باشد از آنجملہ آنکہ مجتہد باشد پس درین زمانہ مجتہد نمیتواند شد مگر کسیکہ جمع کردہ باشد بحدہ علم را و لازم
نیست کہ مجتہد مستقل باشد مثل ابو حنیفہ و شافعی بلکہ مجتہد منتہی است کہ تحقیق سلف را شناختہ و مدارالات
ایشان فہمیدہ ظن قوی و زیر مسئلہ بہم رساند و از آنجملہ آنست کہ قریشی باشد الخ اگر تعلقات دینی امام کی

اسی سے مراد ہی تو اُسے بر اختیار اور اختیار دینی سے مراد یہ ہے کہ اگر اُس وقت مین خلیفہ رسول ظاہر ہو تو تمام بابت متفرقہ باطل ہو جاوین اور مجتہد مستقل فقط وہ امام قرار پاوے ایسا نہین کہ جیسے شاہ صاحب فرماتے ہین مسئلہ دربیان آنچہ بر رعیت واجب است از طاعت خلیفہ لازم است بر مسلمین ہر چہ فرماید خلیفہ از مصالح اسلام و آنچہ مخالف شرع نباشد خواہ خلیفہ عادل باشد خواہ جابر اور اگر قوم در مذاہب فرعی مختلف باشند و خلیفہ حکم فرماید بامرے کہ مجتہد فیہ است غیر مخالف کتاب و سنت مشہورہ و اجماع سلف و قیاس جلی بر اصل واضح الثبوت لازم ست سخن او شنیدن و بمقتضاء قضاء او رفتن ہر چند موافق مذہب محکوم علیہ نباشد پھر شاہ ولی اللہ صاحب نے چار طریق انعقاد خلافت کے لکھے ہین ایک بیعت اہل حل و عقد جس طریق پر حضرت ابوبکر کی خلافت ہوئی دوسرے استخلاف جیسے حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو خلیفہ مقرر کیا سوم شوریٰ جیسا کہ حضرت عثمان کی خلافت پر ہوا اور عبدالرحمن بن عوف نے انکو خلیفہ مقرر کیا چہارم طریق استیلا یعنی خلیفہ کی وفات پر کوئی شخص بیعت و استخلاف کے لوگوں کو اپنی طرف رجوع کرے خواہ تالیف قلوب سے یا بقہر و منصب قتال خلیفہ ہو جاوے تو اُسکا حکم ماننا بھی آدمیون پر واجب ہے اس طریق کی دو نوع قائم کی ہین ایک وہ کہ جسمین متولی مستجمع شروط ہوا اور منازعین کو صلح یا تدبیر سے علیحدہ کر دے جیسے معاویہ دوسرے یہ کہ متولی مستجمع شروط ہو اور منازعین کو قتال سے دور کر دے انعقاد خلافت عبدالملک بن مروان اور پہلی خلیفہ بنی عباس کا اس قسم مین ہی مگر حضرت علی کی خلافت شاہ صاحب کے نزدیک ان چارون قسمون مین سے کسی قسم مین داخل نہین اسلئے انکے نزدیک خلیفہ چہارم معاویہ اور پنجم یزید اور ششم عبدالملک ہی جبکہ خلافت کی یہ صورت ہی پھر دین کو کیا علاقہ ہے علاوہ ازین مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے بجواب راقم صاف لکھا ہے کہ حضرت رسول خدا امورات دنیا کو ہمیشہ امت کی رائے پر چھوڑتے تھے اسلئے تعین خلافت کو امت کے اختیار مین چھوڑ دیا کہ اپنی مصلحت کے موافق جس شخص کو چاہین خلیفہ مقرر کرین اور یہ بات بہت صاف ہی کہ جب خلیفہ کا تقرر امت کے اختیار مین ہی تو خلیفہ کا دنیات سے کوئی علاقہ نہین ہان جو خلیفہ اور امام منصوص منجانب اللہ و رسولہ ہین وہ بیشک دین کے سردار ہین اور اگر ہمارے مخاطب صاحب بوجہ ناواقفیت تعلقات دینی ایسی باتونکو

سمجھیں کہ خلیفہ نماز اور روزہ کی لوگوں کو تاکید کرے منہیات کا مانع ہو تو اسکو شیعہ تسلیم کرسکتے ہیں خود مخاطب صاحب بھی خواہ آپ نماز نہ پڑھتے ہوں مگر دوسروں کو تاکید کرسکتے ہیں ٹونک میں نواب صاحب کیطرف سے برابر محتسب مقرر رہتے تو اسوجہ سے والی ٹونک خلیفہ دینی نہیں قرار پاسکتے ہیں امام کے اختیارات دینی اور ہیں جنکا شاید مولف صاحب کو علم بھی نہیں ہی **قال** صفحہ ۲۳ میں ہے خوب یاد آیا یہ لڑکی محمد بن ابوبکر کی ماںجائی بہن ہے اسما بنت عمیس سے پیدا ہوئی نام اسکا ام کلثوم ہی جسکا عقد حضرت عمر فاروق سے ہوا اور بعض ناواقف مورخان سے ام کلثوم بنت فاطمہ علیہا السلام سمجھ لیا ہے سبحان اللہ مولف اپنی ہی زبان سے اپنے مجتہدوں اور عالموں کو ناواقف کہتے ہیں اب ہم مولف کی واقفکاری اور ایمانداری اور انکے علما کی بے ایمانی اور ناواقف کاری عدالت عالیہ منصفمزاجوں میں پیش کرتے ہیں آیا دونوں میں سے کون صاحب سچے ہیں اور کون جھوٹے اول نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین میں اس نکاح کا باین الفاظ اقرار کیا ہے۔ اگر نبی دختر بعثمان داد وصی دختر بعمر فرستاد دوم صاحب النواصب میں ہی کہ مجتہدین کا اقرار ہے کہ نکاح جبراً واکراہاً ہوا سوم تہذیب میں مرقوم ہے۔ قال مات ام کلثوم بنت علی علیہ السلام وابنہا زید بن عمر بن خطاب فی ساعۃ واحدۃ چہارم کافی کلینی میں منقول ہی ہو اول الفرج غصبت منا پنجم مجالس المومنین میں لکھا ہے کہ بعد وفات عمر کے ام کلثوم کا نکاح ثانی محمد بن جعفر کے ساتھ ہوا اور عبارت محمد بن جعفر طیار کی یہ ہے کہ بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاہرت حضرت امیر المومنین مشرف گشتہ ام ششم ابو الحسن علی ابن اسمعیل شیعہ اثنا عشری بھی نکاح کا مقر ہے اسکے قول کو قاضی شوستری نے مجالس المومنین میں یوں نقل کیا ہے اور ازرشید ام پرسیدند کہ ازان جملہ مقدمہ نکاح خلیفہ ثانی ست جواب داد کہ دادن دختر بعمر کہ جناب امیر المومنین را اتفاق افتاد باین جہت بود کہ اظہار شہادتین مے نمود ہفتم قول سید مرتضیٰ مندرجہ شافی یہ ہے کہ انہ علیہ السلام ما اجاب عمر الی النکاح ابنتہ الا بعد توعد وتہدد والخ اس ثبوت کامل نے مولف کے جھوٹے دعوے کو ملیامیٹ کردیا بڑے شرم کی بات ہے عزت والے تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرتے ہیں مگر یہاں بوند بھی نہیں ٹھہرتی ہی **اقول** مخاطب

صاحب نے اپنے قول کی تائید مین سات کتابون کے حوالے دی جنمین سے نمبر دوم پر بھی عبارت
کسی کتاب کی نقل ہی نہ کسیکا نام ہے کہ وہ کسکے نکاح کا اقرار ہے باقی چھہ حوالون مین جو عبارت نقل کی
گئی ہی اُن مین سے کسی مین بھی ام کلثوم بنت فاطمہ علیہما السلام درج نہین ہی اگرچہ بنت ولی اور بنت
علی امیر اول و سوم مین مخاطب نے درج کیا ہے لیکن یہ نہین سمجھا کہ بموجب رواج ملک عرب ربیبہ کو اصلی
فرزند کے طور پر فرزند ہی شمار کرتے ہین خصوصاً خاندان اہل بیت مین تو اسکی بہت بڑی نظیر موجود ہے
کہ حضرت حسن کی نسبت عام مقولہ ہی کہ وہ امام حسن علیہ السلام کی ربیبہ ہین لیکن عوام الناس مین
بسبب مشہور ہین اور یہانتک انکی اہلبیت پر وثوق ہو گیا کہ شیخ عبد القادر جیلانی کو لوگون نے سادات
مین شمار کر لیا حالانکہ وہ حسن مثنیٰ کی اولاد ہین ایسا ہی بعض روایات مین ہی کہ جناب فاطمہ سے
علاوہ دیگر دختران ربیبہ آنحضرت صلعم کے ہین مگر عوام ان سب کو دختر رسول اللہ ہی کہتے ہین اسی
اعتبار پر علماء شیعہ سنی بھی اگر کسی نے ربیبہ کو بلفظ بنت لکھا یا تو کوئی مضائقہ کی بات نہین ہے
علی العموم اہل عرب ربیبہ کو بنت ہی بولتے ہین اگر مخاطب صاحب کو ثابت کرنا تھا تو بنت فاطمہ کا لفظ
ثابت کرتے جس سے بالکل قاصر و عاجز رہے سند چہارم سے کوئی امر مفید مخاطب ثابت نہین ہو
سکتا کیونکہ غصب ہر شئے منصوصہ پر متحقق ہوتا ہی خواہ اپنی ملکیت ہو یا دوسرے شخص کی ملکیت
ہو فقط قبضہ جابرہی جبر اً چھین لینے کو غصب کہتے ہین سند پنجم خود موید اس امر کی ہے کہ محمد بن جعفر
کا نکاح بنت ابوبکر سے ہوا مخاطب صاحب نے جو حوالہ عبارت مجالس المومنین کے قبل اپنی عبارت لکھی
کہ بعد وفات عمر کے ام کلثوم کا نکاح ثانی محمد ابن جعفر کے ساتھ ہوا اس سے تو یہ ثابت نہی نہین ہو سکتا
کہ ام کلثوم کون ہی اور بعد اسکے جو شرف مصاہرت امیر المومنین قول محمد بن جعفر کا لکھا ہے اس مین مراد
امیر المومنین سے بزعم اہل سنت حضرت ابوبکر سے بھی ہو سکتی ہے تو کیا بعید ہے کہ مطلب عبارت
محمد بن جعفر کا یہ ہو کہ مین بعد وفات حضرت عمر کے حضرت ابوبکر کی دامادی سے مشرف ہوا استدلال
ششم مین دختر کی مطلق تشریح درج نہین ہی کہ دختر ربیبہ ہی یا دختر صلبیہ اسلیئے مولف معترض کو کوئی
نفع اس سے نہین پہنچ سکتا یہی حال استدلال نمبر ہفتم کا ہی کہ اس مین بھی لفظ بنت درج ہی خدانخواستہ جناب

ام کلثوم بنت فاطمہؑ کا کیون ذکر ہونیگا ہے دیکھئے تو باوجود اس امر کے کہ بنت ابوبکر فقط آپ کی
حضانت مین تھی اسکا نکاح بھی حضرت عمر سے برضامندی نہین کیا ورنہ غاصب معقول موجود تھا شعر
گر آب چاہ نصرانی نہ پاک است ۔ جہودی مردہ می شوید چہ باک است ۔ اب یقین کامل ہی کہ ہمارے مخاطب
صاحب باغیرت ہین ضرور شرم کے مارے کنوئین مین گر جائینگے مگر افسوس کی بات ہی کہ بموجب بنی فقہ
کے حکم سگ ناپاک ان پر بھی جاری ہوگا اور بموجب مسئلہ قدوری مسلمانون کو اسقدر ڈول کھینچنے پڑینگے
جسقدر کہ سگ مردہ کے نکالنے مین **قال** صفحہ ۳۰ سے ۱۷ تک مولف جناب امیر کی کرامات شواہد
النبوۃ سے لکھتے ہین اگر مولف کے اعتقاد مین شواہد کتاب معتبر ہے تو ایک روایت اُسی کتاب کی ہماری
طرف سے بھی تسلیم کر لینی چاہیے وہ یہ ہی (ایک روایت پتھرون کی یہان لکھی ہی بروایت سقیفہ کہ بوقت
تعمیر مسجد ابوبکر و عمر پتھر ڈھوتے تھے اور حضرت نے کہا جو پتھر مین نے نصب کیا ہی اسکی برابر رکھو اور
پھر فرمایا کہ یہ میرے خلفا ہین اور اگر غیر معتبر ہے تو کرامات آئمہ بھی ساقط عن الاعتبار ہونا چاہیے یہ کیا کہ
میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو **اقول** اس قول مخاطب سے یہ تو ہمکو معلوم ہو گیا کہ مولف صاحب
بھی اصحاب ثلثہ وغیرہ پر سب و لعن و طعن کرینگے کیونکہ انہون نے شیعون کی بہت کتابون کے
حوالہ اظہار الہدیٰ مین دیے ہین اور ان سب مین ہزارہا روایات موجود ہین جنمین اصحاب ثلثہ
پر سب و لعن واجب لکھا ہے اگر شواہد کی ایک روایت کا ہم کو اعتبار کرنا چاہیے تو مخاطب کو متعدد
روایات کا بدرجہ اولیٰ اعتبار کرنا پڑیگا ایسے واہی اعتراضات مولف صاحب کی عقلمندی کی دلیل
ہے شواہد پر ہمکو اعتبار کرنیکی حاجت نہین ہے اُسکے حوالے تو فقط سنیون کے لئے دئے گئے ہین کہ انکی
معتبر کتاب ہی فضائل و کرامات آئمہ تو درحقیقت ہماری کتب مین ہین ہم کو شواہد پر اعتبار کرنے کی
حاجت نہین **قال** المولوی جہانگیر خان صفحہ ۵ یقین ہی کہ جسطرح سے مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام
معصوم و طاہر ہوتے ہین ویسے ہی انبیا غیر مرسلین جو درحقیقت مرسلین کے نائب ہین معصوم ثابت ہوتے ہین
ابتدائے آفرینش سے تا این دم ہر مرسل صاحب شریعت کے ماتحت اور نیابت مین بحسب ضرورت کسیقدر انبیا
غیر مرسل ضرور بالضرور مبعوث ہوتے ہین الخ سلف سے کسی شیعہ نے اپنی غرض مذہبی اور اعتقاد باطنی کو کہ

در حقیقت آئمہ انبیا مین رسول ہنین ہین ع اگر بدین نتوانند بسر تمام کنند اور اسپر یہ طرہ بھی خالی از المہ فریبی ہنین کہ اسوقت تک مبعوث ہوی ہین چنانچہ اسوقت کے نبی باعتقاد مؤلف حضرت امام مہدی ہین جو بیچارے سنیون کے ڈر کے مارے حضرت امیر کا قرآن بغل مین دبائی کود حاضر مین غائب ہوگئے ایسے عقائد سے تکذیب آیہ کریمہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن الرسول اللہ وخاتم النبیین کی ہوتی ہی کیونکہ صاف صاف خدا تعالی فرماتا ہی کہ محمد کے بعد کوئی نبی مبعوث ہوگا جب آئمہ بموجب حکم خدائی نہ ٹھہرے اسلئے کہ معصومیت مخصوص بہ نبوت ہے نہ مخصوص بولایت اگر مخصوص بولایت ہوتی تو جناب امیر بھی اپنی زبان مبارک سے ایسا نفرماتے صحیفہ کاملہ مین یہ حدیث جناب امیر سے منقول ہے قد ملک الشیطان عنانی فی سوء الظن وضعف الیقین انی اشکو سوء مجاورتہ وطاعۃ نفسی لہ جناب امیر پر شیطان اور نفس کا غلبہ کرنا عین دلیل غیر معصومیت کی ہی تا بدیگران چہ رسد **اقول** بستعین اس مولف کے اعتراض کے تین جزو ہین ایک یہ کہ متقدمین شیعہ نے کبھی آئمہ کو مثل انبیاء غیر مرسلین کے بیان نہین کیا اسکا یہ حال ہی کہ ایسے دقیق مسائل سمجھنے کے لئی کچھ لیاقت اور علمیت درکار ہے مطلب ہمارا اس فقرے سے انوار الہدی مین یہ ہے کہ بنی اسرائیل مین اور نیز ان سے پہلے جو ہر ایک مرسل صاحب شریعت کے بعد متعدد انبیا غیر مرسل مبعوث ہوے وہ ایسے نبی تھے جیسے کہ ہماری حضرت کی رسالت کے دوازدہ امام کہ کام انکا فقط مرسل کی کتاب کی تعلیم کا تھا انہین اور ہماری آئمہ علیہم السلام مین بجز نام کے کچھ فرق ہنین جسقدر ذمہ داری کا کام انکا تھا ویسا ہی ان آئمہ کا کام ہے لیکن چونکہ ہمارے حضرت پر نبوت ختم ہوئی اسلئے آئمہ علیہم السلام کو نبی ہنین کہہ سکتے لیکن جو قدر انبیا مرسلین سلف پر ہمارے حضرت کو شرف و فضیلت ہی ویسے ہی ہماری حضرت کی رسالت کے امام بھی پہلی رسالتون کے امامون سے افضل ہین رہا ثابت کرنا اس امر کا کہ انبیا غیر مرسلین سابق بھی امام تھے ہنین یہ خود قرآن مجید سے ثابت ہی جیسا کہ سورہ الم سجدہ مین خداوند تعالی ارشاد فرماتا ہی ولقد اتینا موسی الکتاب فلا تکن فی مریۃ من لقائہ وجعلناہ ہدی لبنی اسرائیل وجعلنا منہم آئمۃ یہدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون ۔ ثبوت اس امر کا کہ نبی اور امام ایک ہی شئے ہے اور امام بھی بمعنی نبی مستعمل ہوا ہی یہ ہی کہ شاہ

ولی اللہ ازالۃ الخفا کے صفحہ ۲۹۱ مین بذیل آیۃ انی جاعلک للناس اماما لکھتے ہین کہ یہان امام کے معنی نبی ہین اگرچہ بنا بصاحب نے اعتراض لاینال عہدی الظالمین سے بچنے کے لئے امام بمعنی نبی قبول کیا ہی تاکہ غیر معصوم اور بت پرستان قبل از اسلام کے لئے امامت کا جواز قرار دین لیکن یہ خیال نہین کیا کہ جب امام اور نبی ہم معنی لفظ ہین تو ہم صفت بھی ضرور ہین تو لامحالہ جو صفات نبی کے ہین وہی امام منصوص کے ہونے جاہئین امام اور نبی بغیر مرسل کیلئے نص ضروری ہے جو شخص بغیر نص ادعا امامت کرے وہ باطل ہی اور اہل سنت وجماعت نے جو ہر فن کے استاد کے لئے لفظ امام وضع کر لیا ہی یہ فقط تعصب للبیت سے ایسا کیا گیا ہی ورنہ کوئی شخص بغیر نص صریح امام نہین ہو سکتا دوازدہ امام علیہم السلام کے منصوص ہونیکا حال اگر روایات مذہب امامیہ اثنا عشریہ سے قطع نظر کیجاوے تو انکا حدیث تو خاص بخاری اور صحیح مسلم مین بکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ و ائمۃ او امیرا درج ہین اور چند روایات صحیح ترمذی والی داود مین مروی ہین اور یہ حدیث تفسیر ثعلبی مین درج ہین اور راویان اس حدیث کے ایک بہت بڑی جماعت صحابہ کی ہی جنکے یہ نام ہین عبد اللہ بن عباس عبد اللہ بن مسعود وابی سعید خدری ابی ذر غفاری سلمان فارسی وجابر بن سمرہ وجابر بن عبد اللہ انصاری وانس بن مالک وابی ہریرہ وعمر ابن الخطاب وزید بن ثابت وزید بن ارقم وابی امامہ وانلہ بن الاسقع وعمار بن یاسر وحذیفہ بن اسید عمران بن حصین وسعد بن مالک وحذیفہ بن الیمانی وابی جنادہ انصاری وحضرت علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام وحضرت امام حسن وحضرت امام حسین صلوات اللہ علیہما اور زنان صحابیات مین سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ وعائشہ بنت اسد وسیدۃ النسا فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا۔ صاحب غایۃ المرام نے باب بست وچہارم مین پنجاہ وہشت حدیث وآلہ برامامت آئمہ اثنا عشریہ طریق عامہ سے نقل کی ہین جن مین سے ہفت حدیث مجمل اور بست ویک حدیث مفصل ہین حتی کہ بعض مین دوازدہ امام علیہم السلام کے نام بھی درج ہین جن آئمہ کے لئے اسقدر اہتمام پیشین گوئی کا ہوا ہی انکے ہم درجہ ثبوت ہونے مین کسی اہل ایمان کو کلام نہین ہو سکتا اور ان جملہ امورات مین لا یزال امر الاسلام لا یزال ہذا الدین فاقما رہی ہے جن سے ان کا محافظ دین ہونا ثابت ہی اسلئے ہمارا قول

مندرجہ انوار الہدیٰ بے سند نہین ہیں گو اُسکے سمجھنے کے لئے علم و عقل درکار ہے مخاطب صاحب کا یہ کہنا کہ
متقدمین شیعہ نے ایسا نہین کیا محض اُنکی ناواقفی ہے حالانکہ شیعون مین عام یہ بات ہے کہ دوازدہ
امام علیہم السلام کی امامت کا اعتقاد رکھنا ویسا ہی رکن ایمان ہے جیسا کہ جمیع انبیا و مرسلین کی نبوت و
رسالت پر یقین کرنا ضرور ہے اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ شیعون کے نزدیک آئمہ علیہم السلام ہم درجہ انبیا
بلکہ اکثر انبیا سے افضل ہین دوسرا جزو اعتراض مخاطب کا یہ ہے کہ انوار الہدیٰ مین لکھا ہے کہ اسوقت تک
مبعوث ہوتے ہین۔ یہ مخاطب صاحب کی بینائی کا فرق ہے ورنہ انوار الہدیٰ مطبوعہ اول گرچہ نہایت درجہ
غلط چھپا ہے مگر اس مقام پر غلطی بھی نہین ہوئی صاف صاف یہ درج ہے (مبعوث ہوئے ہین) جن سے
مراد انبیا و توابع مرسلین سابق ہین تا بجواریان حضرت مسیح اسی اعتراض کے ضمن مین جو مولف صاحب نے اپنے
گروہ کی جلادت اور قساوت جتلائی ہے کہ انکے ڈر کے مارے حضرت امام مہدی صلوات اللہ علیہ (جنکے
دشمنون کی آنکھون مین خاک اور گردن مین لعنت کا طوق پڑے) کوہ حاضر مین حضرت امیر کا قرآن
بغل مین لئے غائب ہو گئے ہین تو اسمین انکے گروہ کی کوئی فضیلت نہین نکلتی بلکہ معلوم ہو گیا کہ یہ گروہ
بھی اُس گروہ کے زمرہ مین محشور ہوگا کہ جو حضرت نوح کو سنگسار کیا کرتے تھے اور جنھون نے ناقہ صالح کو
پے کیا اور جنھون نے حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالا اور جنھون نے حضرت یحییٰ کو قتل کیا مسیح کو مخذول کیا جنکے
ڈر کے مارے ذکریا نے درخت مین جا کر چھپے درجہ مظلومی تو ہمیشہ سے انبیا و آئمہ پر ختم ہوا ہے پھر ظالم لوگ ناحق
شیخی بگھارتے ہین اس مین کوئی بہادری نہین نکلتی کہ ہماری خوف سے حضرت مہدی چھپے ہوئے ہین نہ کوئی
فخر کا مقام ہے بلکہ شقاوت ازلی اسی سے مراد ہے دوسرا اعتراض یہ تھا کہ جب امام نبی نہ ٹھیرے تو معصوم بھی
نہ ٹھیرے ہم کہتے ہین کہ تم لوگ تو انبیا کی عصمت کے بھی منکر ہو آدم علیہ السلام کا گناہ ابراہیم علیہ السلام کی
دروغگوئی ثابت کرتے ہو حضرت داؤد پر الزام قتل مومن اور زنا محصنہ کا لگاتے ہو اگر دوازدہ امام کی
عصمت سے انکار کروگے تو آپکی کیا شکایت ہے قرآن شریف کی انحرافی تو آپ کا شعار رہا ہے درآنحالیکہ
قرآن شریف مین صاف صاف طہارت اہلبیت نازل ہے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم
تطہیرا قرآن مین موجود جس سے ہر طرح کی گناہ و آلائش سے وہ پاک قرار دیئے گئے ہین اور ایک نے

دینے پر عصمت وطہارت کی نص کی ہے تو آپ انکار عصمت کیسے کرتے ہین صحیفۂ کاملہ کی دعا کا جو حوالہ دیا
جاتا ہے اسکو آپ کسطرح ناسخ قرآن قرار دیسکتے ہین کچھ حضرت عمرؓ کا کلام تو ہے نہین کہ بموجب عقائد اہل سنت ناسخ
کلام اللہ ہو اور اس قسم کی مناجات ودعا تمام انبیاء ومرسلین سے مروی ہے اور مطلب انکا یہ نہین ہے کہ مرتکب
گناہ ہوئے ہین اپنے معبود سے نفس وشیطان کی شکایت کرنا اسلیے ہے کہ انکی عصمت اور طہارت محض
لطف ایزدی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ زید وعمر کے دل مین وسوسہ ڈالنے کی تو شیطان کو حاجت نہین وہ تو خود
بخود اسکے پیرو ہوتے ہین شیطان بھی اگر ایذا ورنج پہنچاتا ہے تو کاملین کو ہی پہنچاتا ہے اور انکو شیطان کی ایذا و
رنج سے بچانا خاص عنایت الٰہی ہے بس اگر ایسے لوگ شیطان کی شکایت اپنے خدا سے کرین تو انکی عصمت
زائل نہین ہوسکتی اور یہ مولف صاحب کی کم علمیت کی وجہ ہے کہ دعاء صحیفۂ کاملہ کو حضرت علیؑ سے منسوب
کیا ہے **قال** المولوی جہانگیر خان صفحہ ۷۰ مین ہے کہ خلفاء اہل سنن یعنی جنکی نسبت خلیفۂ رسول اللہ
ہونیکا عقیدہ اہلسنت وجماعت کو ہے یہ ہین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر ابن الخطاب حضرت عثمان بن عفان
معاویہ بن ابوسفیان یزید بن معاویہ عبد الملک بن مروان ولید وہشام وغیرہ جہانتک کہ بارہ شخصون
کی تعداد ختم ہو خیر مولف صاحب آپ تعصب کے گھوڑے پر سوار ہین زبان مین لگام نہین جتنے جی چاہے منہ زوری
اور سرکشی کیجیے ہم برا نہین مانتے کیونکہ ابھی آپ بگڑے ہین اب ہمارا بھی دندان شکن جواب لیجیے
فی الحقیقت ہمارا اعتقاد نسبت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق وحضرت عثمان غنی کے خلیفہ برحق ہونیکا
یقینا ہے اسلیے کہ ان بزرگان دین کی خلافت کو جناب امیر المومنین اور جناب حسنینؑ نے بھی تسلیم کرلیا ہے
اور ہمیشہ انکے پیچھے نماز پڑھی ہے اور کبھی کسی کام مین ذرہ بھر مخالفت نہین کی حتیٰ کہ ان حضرات نے اپنی
اپنی خلافت اور امامت کی حالت مین بھی اصحاب ثلثہ ہی کی سنت کی متابعت کی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جو ہم حضرات
موصوف کے معتقد نہون کیونکہ درصورت سوء اعتقادی صریح مخالفت جناب امیرؑ اور جناب حسنینؑ کی ہوتی ہے
اور نسبت حضرت معاویہؓ نقل کفر کفر نباشد کے ہمارا یہ جواب ہے کہ جیسے انکے ہاتھ پر حضرت امام حسنؑ نے
بیعت کی اور انکو اپنا امیر المومنین سمجھا ویسے ہی ہم بھی انکے امیر ہونے مین اعتقاد رکھتے ہین اور انکو منجملہ
اصحاب رسول اللہ سے جانتے ہین نہ خلیفہ رسول اللہ اب چلو یزید کیطرف ہم بھی کہ اسکے سے افعال واعمال

پائی جاوین وہ پلید اسکا خلیفہ ہے دیکھو وہ ظالم ڈاڑھی منڈاتا تھا ہم نہین منڈاتے وہ فسق و فجور کرتا
تھا ہم نہین کرتے اسنے شامیون کو جمع کر کے حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک نیزہ پر رکھکر گلی کوچون
مین پھرایا ہم پھرتے نہین اُسنے جیسے اہلبیت کی اہانت مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا ہم انکی پیروی اور
متیمون کے نام لیکر تو مین نہین کرتے ہین پس ان وجوہات متعددہ سے یزید پلید اہل تشیع کا خلیفہ ٹھیرا
نہ اہلسنت کا ع برعکس نہند نام زنگی کافور وقس علی ہذا ہان صاحب تو فرمائیے کہ آپ نے کونسی کتاب مین سے
یہ مضمون تراشا ہے ثابت کیجئے ہم جھوٹے کو گھر تک پہنچا دیتے ہین۔ ادھر جیکی دُھنی گاوے ان تال **اقول و**
بہ نستعین ہمارے مخاطب جیل ابھی بسم اللہ کے گنبد مین ہین اردو کتابون مین ابھی ایسے مسائل دقیق
ترجمہ نہین ہوئے اور علماء لوگ عوام پر ان مسائل کا اظہار نہین کرتے پھر مخاطب صاحب کو کیسے اسکا حال
معلوم ہوتا ابھی آپ کو یہ خبر نہین کہ علماء متقدمین اہل سنت نے یزید و عبد الملک وغیرہ کو خلفاء اثنا عشر مین
شامل کر کے جان بچائی ہے اور اپنے مذہب کو بیخ و بنیاد سے اکھڑ جانے سے روکا ہے کیونکہ حدیث خلفاء اثنا عشر انکی
تواترات سے ثابت ہو گئی ہے پس اگر وہ دوازدہ امام کو اس حدیث کے مصداق ٹھہراتے ہین تو مذہب اہل
سنت اور خلفاء ثلثہ کی خلافت قطعی باطل ٹھہرتی ہے اب ان مین قائم رکھنے کے لئے بارہ خلیفہ کہان سے آئین اسلئے
یزید و عبد الملک وغیرہ کے خلیفہ قائم کرنیکا عبث بمقابلہ بیخ کنی مذہب تسنن کے پسند کیا گیا مخاطب صاحب
پر ناحق غصہ ہوئے ہم انکو انکے علماء اکابر کا نام بحوالہ کتب بتلا وینگے تب یہ خنگی انپر واجب ہوگی چونکہ مولف
اظہار الہدیٰ نے اس اعتراض کو بہت طوالت دی ہے اور متفرق طور پر معترض ہوئے ہین اسلئے ہم مفصلاً
علاوہ انکے قول کے تردید اسکی کرتے ہین **اما قولہ** خیر مولف صاحب آپ تعصب کے گھوڑے پر سوار ہین زبان
مین لگام نہین جتنی جی چاہے منہ زوری اور سرکشی کیجئے ہم بُرا نہین مانتے کیونکہ ابھی آپ نئے بگڑے ہین +
اقول یہ بُردباری تو مخاطب صاحب کے حسب حال ہی خود سعدی فرما گئے ہین جہل بار ہمی ہد عزیز است لیکن
حضرت آپ ایسی کیون چمکے ہیے تو اسطرح کان کھڑے کئے گویا آجتک اس مسئلہ سے کان آشنا بھی نہ تھے افسوس کہ
آپ اپنے مذہب سے اسقدر بیخبر ہین کہ ابھی عقائد سے بھی واقف نہین حدیث خلفاء اثنا عشر ایسے متواتر اور صحیح حدیث
ہے کہ اسکا یقین رکھنا اور خلفاء اثنا عشر پر ایمان و عقیدہ رکھنا فرض ہے اور پھر آپ اس سے ایسے بیخبر ہین

حضرت سلامت یا تو بارہ خلفا کو تلاش کیجئے ورنہ یزید و عبدالملک کی خلافت پر آپکو ایمان لانا پڑیگا انشاءاللہ
کے آمنت باللہ تو اس حدیث کے منسوخ ہوگئی آپ بھونکی گردن سے شکایت کرتے تھے اب تشنہ سترہ
صد سالہ بکر اچلا ہی اگر کچھ ہمت وغیرت ہو تو روک تمام نکاو **قولہ** بہارا ابھی دندان شکن جواب لیجیے
اقول صدقت یا رسول اللہ اس بات قیامت میں سفیانی کا ظہور برحق ہے مگر جواب کے دیکھنے سے
مضمون کو معلوم ہو جائیگا کہ خود معترض صاحب کے دانت ٹوٹے ہیں کہیں سوا ہنین رکھی ہے جو
آپکی باتین اور پتھر مارنا برابر ہے اگر بندہ نعوانند پس تمام کنندکا مضمون اسی کو کہتے ہین **وقولہ** فی لحقیقت
ہمارا اعتقاد نسبت حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی کے خلیفہ برحق ہونیکا
یقیناً ہی **اقول** بہت درست سفیانی عقیدہ یہی ہی حضرت علیؑ انکے نزدیک خلیفہ برحق نہین ہین
اب تو اہل انصاف کو ہمارے قول کا یقین آگیا ہوگا **قولہ** اسلیے کہ ان بزرگان دین کی خلافت کو جناب
امیر المومنین اور جناب حسنینؑ نے بھی تسلیم کرلیا ہی **اقول** یہ تو ہمارے چڑانے کیلیے مخاطب صاحب لے لکھا
ہی ورنہ اگر جناب امیر المومنینؑ اور جناب حسنینؑ کی تقلید انکو منظور ہوتی تو حضرت ابوبکر کے نام کے
ساتھ لفظ حضرت اور صدیق نہ لکھتے اور ایسا ہی خلیفہ دوم کو اور سوم کو بلفظ حضرت اور فاروق
اور غنی یاد نکرتے کیونکہ انحضرات سے اصحاب ثلثہ کے ذمائم بکثرت مروی ہین **قولہ** اور ہمیشہ انکے پیچھے
نماز پڑہی ہی اور کبھی کسی کام مین ذرہ برابر مخالفت نکی **اقول** ہذا البہتان العظیم معصوم ہرگز گنہگارون
کے پیچھے نماز نہین پڑہتے ہین یہ تم کو کسی نے بہکا دیا ہی معصومین نے یہانتک احتیاط کی ہی کہ اپنا
کپڑا بھی انکے بدن سے نہین چھونے دیا ہی دیکھئے تو بموجب رواج ملک عرب جنازہ کی نماز بادشاہ امیر
پڑھایا کرتا ہی لیکن معصومین نے اپنی مردون کی نماز جنازہ تک ان خلفا کو نہین پڑھنے دی دیکھیے
جب تیسرے روز خلافت کی ہو چکا کر خلفا صاحب جنازہ رسول خداؐ کی نماز پڑھنے آئے اور حضرت ابوبکر نے
چاہا کہ مین امام بنکر نماز پڑھاؤن تو حضرت علی علیہ السلام نے ہرگز نہ پڑھانے دی ایسے ہی جناب فاطمہؑ
کے جنازہ کی نماز بھی خلیفہ صاحب کو نہ پڑھانے دی پھر کون ایسا احمق ہی جو یہ کہدیگا کہ جنہون نے
جنازہ کی نماز نہ پڑھانے دی وہ وقتیہ و فرض نماز انکے پیچھے کیسے پڑھ سکتے تھے اور ان معصومین کی نماز

خلفا کے پیچھے کیسے ہوسکتی تھی آپ یہ قول اپنے مذہب کی کتابون سے بھی ثابت نہین کرسکتے اور ہم آپکے
ہی مذہب کی کتابون سے ثابت کرتے ہین کہ حضرات معصومین نے کبھی خلفا کے پیچھے نماز نہین پڑھی اگرچہ
نفی کا ثابت کرنا بہت دشوار ہوتا ہی لیکن ہم نے انوار الہدی مین وقتیہ نماز نہیں ... خلیفہ کے
پیچھے نہ پڑھنا ثابت کیا ہی مخالفت کا یہ حال ہی کہ خود جناب امیر خطبہ شقشقیہ مین فرماتے ہین کہ اگر اسوقت
چالیس آدمی صاحب عزم مجھکو ملتے تو مین ابوبکر سے قتال کرتا **قولہ** حتی کہ انحضرات نے اپنی اپنی خلافت
اور امامت کی حالت مین بھی اصحاب ثلثہ ہی کی سنت کی متابعت کی ہی پھر کیا وجہ کہ ہم حضرات معصومین
کے معتقد نہون کیونکہ درصورت سوء اعتقادی صریح مخالفت جناب امیر اور جناب حسنین کی ہوتی ہے
اقول بے سند بات کو تو نشتر کہتے ہین ابھی آپ اپنے مذہب کی کتب سیر و تواریخ سے بھی آگاہ نہین
ہین بہت مناسب ہے تاکہ آپ اس ننگ نادانی سے پیشتر کچھ حصہ تک اپنے مذہب کی کتب کو ملاحظہ فرما لیتے
دیکھئے مولوی صاحب بالکل انہی بات کہتے ہین آپکی کتب سے تو برخلاف اسکے ثابت ہوتا ہی پھر آپ کس
مذہب کی کتب بینی فرماکر یہ حال تحریر فرماتے ہین آپکی تمام کتب سیر و تواریخ مین ذکر شوری کے مندرج ہی
کہ جب عبدالرحمن بن عوف نے دو شخصون یعنی حضرت علی و حضرت عثمان کو خلافت کے لائق قرار دیا تو
اول حضرت علی سے یہ سوال کیا کہ آپکو اس شرط پر خلیفہ مقرر کرتا ہون کہ آپ سنت شیخین پر عمل کرین جناب
امیر نے صاف جواب دیا کہ مین ہرگز انکی سنت پر کہ بدعت سیئہ ہی ہرگز عمل نہین کرسکتا بعد ازان عثمان
سے یہ سوال کیا انہون نے قبول کرلیا (کہ اسکا ایفا نہوا) اگر اہل شوری کے کچھ ایمان اور دیانت رکھتے ہوتے
تو ضرور خیال کرتے نسبت حضرت عثمان کی کہ یہ خلیفہ اور امام کیا ہی جو دوسرونکی تقلید کرنیکا اقبال
کررہا ہی مگر وہان تو ایمان کا لگاؤ ہی نہ تھا دراصل انکو منظور یہ تھا کہ حضرت علی کو محروم کرین چونکہ انکے
دلائل و وجوہ ایسے محکم تھے کہ کسی دوسرے کو انپر کب ترجیح ہوسکتی تھی اور عبدالرحمن جانتا تھا کہ حضرت علی
کیسے یہ اقرار کرینگے کہ مین شیخین کی پیروی کرونگا اسلئے اسنے دانستہ یہ سوال آپ سے کیا تھا پھر فرماتے کہ
آپ کسطرح بہتر احتمال سے ہین اور آلخاص اپنے مذہب کی کتب سے ہنوز آپکی سیری نہولی ہو تو شیعون کی
کتابون مین جو جو بزرگیان اصحاب ثلثہ کی حضرت علی سے مروی ہین انکو سنکر تسلی کرلو **وقولہ** اور

نسبت معاویہؓ کے (قتل کفر نباشد) ہمارا یہ جواب ہی کہ جیسے انکے ہاتھ پر حضرت امام حسنینؑ نے بیعت
کی اور انکو اپنا امیر المومنین سمجھا ویسے ہی ہم بھی انکی نسبت امیر ہونیکا اعتقاد رکھتے ہین اور انکو اصحاب
رسول اللہ سے جانتے ہین نہ خلیفہ رسول **اقول** بھلا معاویہ صاحب کی نسبت آپ کیون اعتقاد نہ
رکھین گے آپ نے تو یہ ہیل ہی چلی ہی اور کیا ناظرین کتاب انشا می نہ سمجھین گے کہ مولویصاحب نے رضی اللہ عنہ کا
لفظ نہ حضرت ابوبکرؓ کے نام کیساتھ لگایا نہ حضرت عمرؓ عثمانؓ کے اسکی کیا وجہ کہ صرف معاویہ کے نام کیساتھ
رضی اللہ عنہ لکھا ہی مطلب اسکا یہ ہی کہ نواصب کا یہ عقیدہ ہی کہ جب معاویہ کا نام حضرات اہلبیت علیہم الصلوٰۃ
والسلام کے نام کے ساتھ لیا جاوے تو معاویہ کے نام کیساتھ تعظیم لکھنی چاہیے کہ جناب رسول اور حضرات
اہلبیت کی ارواح کو ایذا پہنچے ایسی امت بھی شاید کہین ہوگی کہ ہین ملی معاویہ کے فاسق و فاجر ہونیکا تو تمام
اہل سنت والجماعت اقرار کرتے ہین پھر ایسے شخص کو بجائے امیر الفاسقین کے امیر المومنین کہنا بیشک ہمارے
مخاطب کا ہی کام ہی اب محاربہ اور جنگ اہل بیت نبوی کو تو جانے دیجیے انکے اعلیٰ اوصاف کیطرف رجوع
کیجیے کیا اہل تسنن مین یہ حدیث مروی ہین سب المسلمین فسق یعنی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؑ پر
سب کرنا فسق ہی اور پھر یہ روایت اہل تسنن کی ہی کہ معاویہ منبر پر بیٹھ کر حضرت علی مرتضیٰ کی شان
مین سب کرتا تھا اور دوسرون سے کراتا تھا روایت سعد ابن وقاص ہم اسی رسالہ مین مخاص ازالۃ الخفا
شاہ ولی اللہ سے نقل کر چکے ہین فقال یا سعد ما منعک ان تسب ابا تراب تمام صحاح اہل سنت مین
مروی ہی پھر کیا وجہ کہ ساب مرتضوی فاسق ہین سوائے اسکے وارد ہی کہ من قتل مومنا متعمدا فقد کفر
یعنی جسنے کسی مومن کو بالقصد مار ڈالا وہ کافر ہوگیا اور جامی شواہد النبوۃ مین لکھتے ہین وشہور است
کہ جعدہ زوجہ وی را (یعنی امام حسن علیہ السلام را) کہ زہر دادہ است بفرمود معاویہ پس جبکہ ادنی مومن
کا قتل بالعمد موجب کفر ہی تو امیر المومنین کا قتل بالعمد کیون کفر نہین غرض علاوہ اسکے بی بی عائشہ کو
بہ بہانہ دعوت بلا کر آہک کے کھنتے مین ڈلوا کر مار ڈالا اگر امام حسن سے اہل تسنن کو کچھ بحث ہی تو بی بی
عائشہ بھی انکے نزدیک کیا مومنہ نہ تھین افترا اور کذب ور دیگر کبائر کا تو یہ شخص سرچشمہ اور منبع تھا کسی
عالم محقق اہل سنت نے اسکو زمرۂ اصحاب مین داخل نہین کیا مخاطب کا میلان طبع بوجہ نہین ہم اوپر ارشاد

اگر چہ بعض محققین نے اسکو مسلمہ فتح اور مولفۃ القلوب مین داخل کیا ہی مگر جہال اسکو صحابی سمجھتے
ہین حضرات حسنینؓ کا معاویہ سے بیعت کرنا جو واسن مخاطب نے لکھا ہے اُسکے مغالطہ کی یہ وجہ ہی کہ انکو اقسام
تعیین خلافت کی ابھی خبر نہین یہ جانتے ہین کہ بیعت کرنے سے خلیفہ ہو جاتا ہی اور جبکہ معاویہ خلیفہ
ہوا تو اُسکی بھی بیعت کی ہوگی حالانکہ اسکی خلافت مبنی بر بیعت نہ تھی بلکہ مبنی بر عہدنامہ **قولہ** اب چلو
یزید کیطرف **اقول** مبارک ہو آپکو جائیے بسم اللہ کیجیے **قولہ** جسمین کہ اُسکے سے افعال و اعمال پائے جاوین
وہ پلید اسکا خلیفہ ہی **اقول** مولویصاحب آپ ناحق خفا ہوئے آپ بیچارے کس شمار و قطار مین ہین تیرہ بلا
تو علی العموم آپکے اصحابون اور اصحاب زادون اور خلیفہ زادون کا خلیفہ اور امام برحق ہی دیکھیے سواے
اہلبیت رسول کے سب نے یزید کی بیعت کی اور اسکو امام مانا یا عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق کا خلیفہ عبداللہ
بن عمر کا خلیفہ تمام اصحاب و اصحاب زادون کا خلیفہ یزید تھا اور آپ کے خلفا زادے اُسکے ممدو معاون
تھے دیکھیے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب مین واقعہ حرہ کو بہت تفصیل
کے ساتھ بیان کیا ہی کہ جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت خلع کی اور عبداللہ بن مطیع کیطرف رجوع ہوئے
تو آپکے خلیفہ زادے عبداللہ بن عمر کی کیا کیفیت تھی اور یزید کی محبت کا کیا جوش تھا کہ گھر بہ گھر
لوگون کو خلع خلافت یزید سے منع کرتے پھرتے تھے اور صدہا حدیث اور روایت وضع کر کے سناتے تھے
اور کچھ خیال اُسکے کفر و نفاق اور فسق و فجور پر نکرتے تھے یہانتک کہ جب مدینہ نبوی کو اُسکی فوج نے
لوٹا اور عورتون سے جبراً زنا کیا جسکی بابت مروی ہی کہ اس واقعہ مین ایکہزار عورتون نے زنا کی اولاد جنی اور
مسجد نبوی مین گھوڑے باندھے اور طرح طرح پر ہتک حرمت حرم نبوی ہوا اور اسپر بھی ابن عمر صاحب
اسی کا دم بھرتے تھے فقط دو ہزار درم ماہواری پر یہ سب کچھ طرفداری تھی بس جبکہ آپکے اسلاف کا یہ حال
تھا تو آپ ناحق جامہ مین سے نکلے پڑتے ہین اب فرمائیے کہ آپکے اصحاب و خلفا زادون اور تابعین مین اُسکے سے
افعال پائے گئے یا نہین تو آپ پھر کس شمار مین ہین جبکہ ایسے اکابر کا یہ حال تھا تو اس زمانہ کے مولوی
ملا لوگ تو صدہا اُسکی قرمی اور ساقی گری کیا کرتے تھے **قولہ** دیکھو وہ ظالم ڈاڑھی منڈاتا تھا ہم
نہین منڈاتے **اقول** اُسکی ڈاڑھی تو مٹھی بھی تھی پوری ایک مشت اور چہار انگشت جیسے اس زمانہ کے مولوی

لوگ لکھتے ہین اور اگر مُدّعی کا یہی مدعا ہو تو اُسکا آپکو ثابت ہوجائیگا تو جبکہ اسوقت اسکا خلیفہ سفیان ہونا آپکی کتب سے ثابت ہوگا تو بیشک آپکو بھی اُسکی تقلید کرلی واجب ہوگی **قولہ** وہ فسق و فجور کرتا تھا ہم نہین کرتے **اقول** خلیفہ کو لفظ پلید کہنا بیشک فسق ہے پس جبکہ یزید آپکا خلیفہ اور امام برحق ہے تو اسکو لفظ پلید کہنا بیشک گناہ کبیرہ ہے اور یہ ہمکو معلوم ہوا کہ اس فقرہ مین لفظ ہم سے کیا مطلب ہے آیا فقط مولوی جہانگیر خانصاحب کی ذات یا کل اہل سنت والجماعت داخل ہین لیکن دراصل ہر دو صورت مین کذب و افترا ہے اور اسی کا نام فسق و فجور ہے اب یزید بھی کہو امیر الفاسقین ہوگئے **قولہ** اس نے شامیون کو جمع کرکے حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک نیزہ پر رکھکر گلی کوچون مین پھرایا ہم نہین پھراتے ہین **اقول** یہ تو آپکا گریز ٹھیک نہین ہے **شعر** یک حسینے نیست تا گردد شہید۔ ورنہ بسیار اند در دنیا یزید۔ اور اگر اس سے کچھ تعزیہ دارون کی نسبت کنایہ ہے تو بیشک اس عمل سے آپکا بھی دل ضرور شل عبد اللہ بن عمر کے دکھتا ہوگا کہ کیون ہمارے خلیفہ کے اعمال کی شہرت کیجاتی ہے قاضی عیاض وغیرہ اکابر علماء اہل سنت نے یزید کے افعال کی نسبت یہی لکھا ہے کہ وہ قابل اخفا اور پوشیدگی کے نہین ہین یعنی جسطرح ہم پہلے خلفا کے اعمال و افعال کو چھپاتے تھے انکے اعمال چھپ نہین سکتے تو ظاہر ہے کہ آپکی کوشش بیکار ہے گیارہ ماہ تک آپ لوگ ان افعال کو چھپاتے ہین مگر جب ہلال محرم نظر آتا ہے تو خداوند تعالیٰ ایک قوم کو اسکے اعلان و تشہیر پر قائم کردیتا ہے وہ دس دن کے اندر تمہاری سال بھر کی محنت برباد کردیتے ہین **قولہ** اس نے جیسے اہل بیت کی اہانت مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا ہم انکی بی بیون اور بیٹیون کی مجلسون مین نام لیکر توہین نہین کرتے ہین **اقول** نام لینے کو توہین کہنا تو البتہ داخل جہالت ہے لیکن یہ کنایہ آپکا خالی از جانبداری یزید نہین ہے بعضے جاہل طبع سنی یزید اور دیگر اپنے اسلاف کے افعال پوشیدہ رکھنے کیلئے چاہتے ہین کہ کوئی واقعہ کربلا کا ذکر بھی نکرے اور بعضے عقلمند اس غرض سے یہ ذکر کرنا اور اُسکا سننا منا۔ب نہین سمجھتے کہ اگر کچھ بقیہ بھر ایمان کا اثر دل مین ہوگا تو دشمنان اہلبیت کیطرف سے ضرور بیزاری پیدا ہوگی اور رفتہ رفتہ وہ بیزاری ان لوگون تک بھی ترقی کریگی کہ جنکی عداوت اور دشمنی اہل بیت پیغمبر عوام پر ظاہر نہین کیگئی ہے اب ذکر اہلبیت کو داخل توہین سمجھنا یا تو محض جاہل کا کام ہے یا دشمن اہل بیت کا عورتون کا نام لینا اور انکی

تعظیم کرنا جائز نہین ہی ہان انکو قیدیونکی طرح رسن مین باندھنا شتران بے کجاوہ پر سوار کرنا توہین تھا اور اگر فقط نام لینا داخل توہین ہوتا تو آپ لوگ تراویح مین صدہا آدمیون کے مجمع مین مریم سی پارسا کی سورتہ نہ پڑھا کرتے نہ تمہارے مولوی مجلس پند و وعظ مین ایسی احادیث بیان کیا کرتے جنمین عن عائشہ عن حفصہ عن ام سلمہ درج ہی اگر آپ لوگون کو خدا کا خوف نہین ہی تو دنیا کی تو شرم لازم ہی اپنی کتب تحفہ کو ملاحظہ کرو کہ ابواب حیض و نفاس و ستر عورت و آداب مجامعت و اوضاع جماع و استحباب و کراہت اوقات جماع جیسے شرمناک معاملات مین جناب سرور کائنات کی ازواج کی روایات کتابون مین لکھتے اور انکو علی الاعلان مکتبون مدرسون مین پڑھتے مجلس و مجمع وعظ مین انکو سناتے شرم نہین آتی اور نہ ان معاملات زشت کو ان مخدرات کی توہین کا باعث جانتے ہو تو پھر کیا وجہ ہی کہ اہلبیت کی مستورات کا رونا پیٹنا اور انکے مصائب کا بیان کرنا داخل توہین سمجھا جاوی بجز این نیست کہ مطلب انکا یہ ہی کہ شیعہ محبان اہلبیت ہمارے دام تزویر مین آکر انکے ذکر کو توہین خیال کرکے بند کر دین یا کہ لوگون کو جو ولولہ اور جوش ایمانی پیدا ہو کر دشمنان اہلبیت سے نفرت کا باعث ہوتا تھا آئندہ نہوا کرے **قولہ** پس ان وجوہات بینہ سے یزید پلید اہل تشیع ہی کا خلیفہ ٹھہرانہ اہل سنت کا ع برعکس نہند نام زنگی کافور قس علی ہذا ہان صاحب یہ تو فرمایئے کہ آپنے کونسی کتاب مین سے یہ مضمون تراشا ہی ثابت کیجیئے ہم جھوٹے کو گھر تک پہنچا دیتے ہین **اقول** یہ تو آپکو بھی معلوم ہوگا کہ فقط اسی بات پر کہ یزید پلید کو خلیفہ نہ مانا تمام اہل تشیع اور انکے سردار شہید ہوگئے پس جن لوگون نے یزید کی خلافت کو تسلیم کر لیا یزید انکا خلیفہ اور امام برحق تھا اور وے سب کے سب بموجب قول آپکے اہلسنت و جماعت تھے اگر اسوقت کے صحابی اور تابعی جنکے آپ مقلد ہین اہلسنت و جماعت نہ تھے اور یزید کیساتھ وہ بھی بٹ گئے تھے تو ویسے فرمایئے لیکن جہانتک اسوقت کے حالات پر نظر کیجاتی ہی تو عبداللہ ابن عمر اور عبدالرحمن بن ابوبکر سی زیادہ اسکا خیر خواہ کون تھا اور جبکہ اہل مدینہ نے خلع خلافت یزید کرنا چاہا تو بہت کچھ ممانعت کی اور غایت دلسوزی سے چند روایات موضوعہ بنا کر پیش کین اور تمام اصحاب اپنے بخوشی خاطر اسکی بیعت مین تھے اور بیعت بھی بعد واقعہ حرہ اہل مدینہ سی یہ لیگئی کہ ہم یزید کے غلام ہین خواہ بیع کر دی یا آزاد کر دے اور ہم اسکے کسی

حکم سے باہر نہونگے خواہ موافق شرع ہو یا خلاف شرع یعنی اگر بت پرستی کا بھی حکم دیگا تو ہم قبول کرینگے ایسی بیع بیعت کسی خلیفہ کی نہ تھی پھر کمال افسوس ہے کہ ہمارے مخاطب صاحب بارہ سو برس کے بعد اس شیطانی بیعت کو کسطرح توڑکر یزید کی خلافت کے منکر ہوتے ہین یہ امر تو مخاطب کے قبضہ مین نہین ہے کہ یزید کو خلیفہ مانین یا نہ مانین یہ تو ایک واقعہ گزشتہ کا بیان ہے کہ یزید ۶۰ھ مین اہلسنت وجماعت کا خلیفہ اور امام تھا اسوقت کے اکابر وعلماء صحابہ وتابعین نے اس سے غلامی کی بیعت کی تھی اور دین بھی اپنا اسکے ہاتھ بیچ دیا تھا اسمین مخاطب کا انکار کسطرح تسلیم ہو سکتا ہے **اما قولہ** ہان صاحب یہ تو فرمایئے کہ آپنے کونسی کتاب مین سے یہ مضمون تراشا ہے ثابت کیجئے **اقول** یہ امر تو آپکی ہر کتاب مین درج ہے کہ امیر معاویہ کے بعد یزید پلید خلیفہ ہوا اور یزید کے بعد عبد الملک خلیفہ ہوا اور یہ بھی ثابت ہے کہ جن جن لوگون نے یزید کی بیعت کی وہ سب کے سب سنت جماعت تھے انمین شیعہ کوئی نہ تھا اور شیعون نے قابو پاکر سفیانیون کے قتل کا ارادہ شروع کیا تو آپکے اکابر اصحاب واصحاب دون کو سخت ناگوار ہوا کہ عبد اللہ ابن زبیر اور مصعب وغیرہ نے ان غریبون پر فوج کشی کر کے بعوض خون ابن زیاد عمر سعد وشمر وغیرہم کے شہید کیا پھر بھی آپکو حوالہ کتب درکار ہے تو ہم سے سنئے کہ جو حال ہم اوپر لکھ آئے ہین یہ تو آپکی جملہ تواریخ خورد وکلان مین موجود ہے تاریخ اعثم کوفی روضۃ الصفا سر الشہادتین تحریر الشہادتین تقریر الشہادتین وہ مخزن تاریخ الخلفا کتاب الامامۃ والسیاست وغیرہ ملاحظہ فرمایئے اور اگر اس امر پر مطلع ہونا منظور ہے کہ علماء اہل سنت نے یزید وغیرہ کو خلفاء اثنا عشر مین شامل کیا ہے جنکی نسبت لایزال امر الاسلام مروی ہے تو یہ بہت موٹی بات ہے کہ حدیث آئمہ خلفاء اثنا عشر تو اہلسنت کی احادیث صحیحہ بلکہ متواترہ مین داخل ہے تو بہر حال ان بارہ امام کی بھی تشخیص ہونی چاہیئے پس اگر شیعون کے بارہ امام سے مراد لیتے ہین تو مذہب اہلسنت والجماعت بیخ وبنیاد سے اکھڑ جاتا ہے تو لا محالہ خلفا مین سے بارہ خلیفہ مراد لینگے اور چونکہ خلفا کا یہ حال ہے کہ تین خلیفون سے آگے تو خلیفہ ایسے ہین کہ مہاجرین اہل سنت کو انکا نام لینے سے بھی شرم آتی ہے لیکن مجبور بجز اسکے اور کچھ چارہ نہین کہ انہین کو خلفاء اثنا عشر مین شمار کرین شرم وندامت بہ نسبت ہتک مذہب کے سہل ہے اسلیئے مجبور اوہ ذلت گوارا کیگئی اب ہم آپکو کتب معتبرہ اہلسنت کا حوالہ دیتے ہین دیکھیے سیوطی نے

تاریخ الخلفا مین اور شیخ ابن حجر نے صواعق محرقہ خود مین قول قاضی عیاض کا یہ نقل کیا ہی۔ لعل المراد بالاثنی عشر فی ہذہ الاحادیث وماشا کلہا انہم یکونون فی مدۃ عز الخلافۃ وقوۃ الاسلام واستقامۃ امورہ والاجتماع علی من یقوم بالخلافۃ۔ یعنی شاید کہ مراد خلفاء اثنا عشری جو ان احادیث یا انکے مشابہ دیگر احادیث مین مستفاد ہوتے ہین وہی خلفا ہین کہ جو مدت عز خلافت اور قوۃ اسلام اور اسکے امور کی استقامت کے ایام مین گزرے ہین اور اجتماع مردم انکی خلافت پر قائم ہوا ہی بعد اسکے تحریر محمل فرماتے ہین وتحقیق کہ جمع ہوئے ہین یہ حالات انہین کہ جنپر اجتماع مردم ہوا اور وہ ہین زمانہ ولید بن یزید تک مگر شیخ الاسلام نے فتح الباری مین اس اجمال کی بہت اچھی طرح تفصیل کی ہی کہ جو کچھ قاضی عیاض نے اس مقام پر کہا ہی بہت ہی خوب ہی ان احادیث کی تفسیر مین کیونکہ انکی تائید آنحضرت کے اس قول سے ہوتی ہی جو ان روایات کے بعض طرق مین کلہم تجتمع الناس وارد ہی اور مراد اجتماع مردم سے انعقاد بیعت ہی اور جن لوگون پر اجتماع ہوا ہی وہ یہ ہین خلفاء ثلثہ علی ابن ابیطالب اس ماتک کہ حکمین صفین مین واقع ہوا اور اسکے بعد معاویہ نے نام خلافت کا اپنے اوپر باندھا بعد ازان مجتمع ہوئے مردم اسپر یعنی معاویہ پر بوقت صلح امام حسن کے بعد ازان مجتمع یزید پر اور منتظم ہنوا واسطے حسین کے تو کوئی امر بلکہ مقتول ہوا قبل اس سے کہ اجماع اسپر منعقد ہو پھر بعد یزید کے مردم مختلف ہوئے تا آنکہ پھر مجتمع ہوئے عبد الملک پر بعد قتل ابن زبیر کے بعد اسکے اتفاق کیا مردم نے اسکے چارون پسران پر کہ پہلا ولید تھا دوسرا سلیمان تیسرا یزید ثانی چوتھا ہشام اور درمیان سلیمان اور یزید کے عمر بن عبد العزیز ہوا ملا علی قاری اپنی شرح مین جو امام ابو حنیفہ کے وجہ اکبر پر لکھی ہی طرفہ داستان لکھ رہے ہین وہ لکھتے ہین کہ رافضی لوگ بجای عشرہ مبشرہ کے اپنے دوازدہ امام کی موالات کرتے ہین حالانکہ ذکر آئمہ اثنا عشر کا روایات مین وارد نہین ہی اور جو کچھ وارد ہی وہ انکے قول کا رد کرتا ہی اور وہ روایت ہی کہ جسکو شیخان یعنی بخاری اور مسلم نے صحیحین مین جابر بن سمرہ سے روایت کیا کہ وہ کہتا ہی کہ مین اپنے باپ کے ساتھ خدمت رسولخدا صلعم مین گیا پس سنا مین نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے لایزال امر الناس ماضیا ما ولیہم اثنا عشر رجلا کلہم من قریش وفی لفظ لایزال الامر عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور مین آیا کہ جو کچھ آنحضرت نے فرمایا تھا پس

اثنا عشر خلیفہ یہ ہین خلفاء راشدین چہار گانہ معاویہ اور اسکا پسر یزید عبد الملک بن مروان اور پسران عبد الملک چار کس عمر بن عبد العزیز شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفا مین خلفاء ثلثہ کے بعد عبد الملک اور اسکی اولاد کو شمار کیا ہی اب ہم ایسے کج مشعلچیون کو کیا کہین کہ خود تو اپنے مذہب سے خبردار نہین اتنا علم حاصل نہین کیا کہ کتب عربیہ کا مطالعہ کرین ہم سے الجھنے کو موجود ہین یہ نہین جانتے کہ علماء اہل تسنن نے ہمیشہ ایسے مسائل کو چھپایا ہی اردو مین ایسی کتابون کے ترجمہ نہین ہوئے مین جاہل لوگ ایسے مسائل کو سنکر تحقیق تو اُنکی علماء سے کرتے نہین یہ سمجھ کر کہ تمام مذہب کے اسرار کنز المصلی اور وفات نامہ مین ہی درج ہین باصرار تمام انکار کرنے لگتے ہین اسلئے ہم پر یہ بھی واجب ہوا کہ اپنے مناظرہ کرنے والون کے لئے اوّل ایک مدرسہ قائم کیا جاوے جب انکو جواب سمجھاوین **قال** صفحہ ۸۳ مین ہی کہ۔ واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبأت بہ واظہرہ اللہ علیہ عرف بعضہ واعرض عن بعض۔ ترجمہ اور جسوقت نبی نے کوئی راز کی بات اپنی کسی بی بی سے کہی اور اُسکی اخفا کی تاکید کی اور اس بی بی نے برملا اس راز کو فاش کیا اور اللہ تعالی نے اُسکو اپنے نبی پر ظاہر کردیا تو نبی نے بعضی باتون کی نسبت تو اُس کو جتلایا اور بعضی باتون سی منہ پھیر لیا اس آیت کی بحث مین مولف نے بہت سی اپنے کاغذ سیاہ کئے مگر اصل راز کی بات کو بیان نہین کیا اسلئے کہ کہین حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی خلافت نہ ثابت ہو جاوے اب ہم اس راز کو شیعون کی مستند کتاب سی ثابت کرتے ہین خلاصۃ المنہج کے ۲۸ جزو اور مجمع البیان مین تفسیر سورہ موصوفہ بالا کی یہ لکھی ہی کہ حضرت رسولخدا صلعم نے حفصہ سی فرمایا کہ ہمارے بعد ابوبکر مالک امت ہوگا بعد اسکے تیرا باپ یعنی عمر حفصہ اس بات کو سننے سے خوشحال ہوئی یہ دونو بھید عائشہ سے کہے تب یہ آیہ شریف نازل ہوئی ہی اب اہل انصاف مولف کے منہ مین انگلی دیکر پوچھین آیا تم سچے ہو یا وہ دونو مین سے کون جھوٹا ہی **اقول و بہ نستعین** بیشک جس موقعہ پر ہم نے انوار الہدی مین اس آیت کو لکھا ہی وہان ہمارا مقصود صرف بی بی عائشہ اور حفصہ کے لکھنے کے حالات سی تھا اور ہم نے خود دانستہ کتاب مذکور مین ضرورت سے زیادہ مطاعن اصحاب ثلثہ کو نہین لکھا مگر یہ دیکھئے یہ گردش زمانہ ہی کہ مخاطب ما وہ لوح ہماری اغماض کی شکایت کرتے ہین اپنی شکر گزاری فرماتے

تھی کہ شکایت یہ نقل سچ ہے کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے ہمارے مخاطب صاحب عقلمندی سے
شاید اسکو جواز خلافت شیخین کی دلیل سمجھ گئے ہیں جو بغیر پس و پیش سوچ جلدی سے بول اٹھے اور اتنا
نہ سمجھے کہ اگر یہ راز خلافت جائز کی نسبت ہوتا تو اسکے اظہار کے لئے سخت ممانعت کیون ہوتی اور
پھر بعد اظہار کے ایسی تہدید ازواج کے کیون نازل ہوتی کہ جس مین انکے ایمان اور اسلام کی بھی نفی ہوتی
ہے اصل حقیقت اسکی یہ ہے کہ جو کچھ بعد رسولخدا کے ہونیوالہ تھا وہ سب آپکو بروئے علم نبوت معلوم تھا
یہانتک کہ تمام حوادث اور فتن اور خلفاء بنی امیّہ اور بنی عباس کا مفصّل حال آپ پر آشکار تھا اور
آپ خوب جانتے تھے کہ یہ امت جفاکار امام برحق اور وصی مطلق کو چھوڑ کر بادیہ ضلالت مین گمراہ ہو کر
فلان فلان کو ناجائز طور پر اپنا امام اور خلیفہ قرار دینگے اور آنحضرت جو بار بار حضرت علی کی خلافت اور
امامت کے احکام صادر فرماتے تھے اسکی یہی وجہ تھی کہ یہ سرکش گروہ ہمارے احکام کی مخالفت کرینگے آئندہ
اظہار حق و باطل کے لئے حجت ہو وے اب اہل انصاف خود سمجھ لین کہ فقط پیشین گوئی سے ہرگز جواز خلافت
ثابت نہین ہو سکتا حضرت کا بقول مخاطب یہ فرمانا کہ میرے بعد امت کا حاکم ابوبکر اور اسکے بعد عمر ہوگا
اسکے برابر ہے یا نہین کہ واماں قیامت مین دجال خروج کریگا یا سفیانی ظاہر ہوگا یا بنی امیّہ اور بنی عباس
خلیفہ ہونگے اگر فقط پیشین گوئی مفید جواز ہی ہوتی تو دجال کی متابعت بھی امت پر واجب ہوتی اس
پیشین گوئی کے قبل اور اسکے بعد جو احکام دربارہ خلافت صادر ہوئے ہین انکے ساتھ ملا کر اس چیز کو دیکھنا
چاہئے کہ ہمیشہ فرماتے ہے ہین رسولخدا کہ علی میرا بھائی ہے اور میرا وارث اور وصی ہے اور میرا خلیفہ ہے اور یہ
کہ علی امام متقیون کا ہے اور سردار مومنون کا اور علی میرے بعد تمام مومنین اور مومنات کا والی اور
سردار ہے اور یہ کہ اپنے بعد انکو چھوڑتا ہون انکی تقلید اور تمسک کرنا وصیت یوم الغدیر کہ جسکا مین حاکم
ہون علی اسکا حاکم ہے اور مرض الموت مین حضرت ابوبکر کو اسامہ کی ماتحتی مین جہاد روم کے لئے بھیجنا اور
حضرت کو اپنی انگشتری اور مہر اور لباس اور عمامہ و جبہ و سواری عطا فرما کر اپنا جانشین کرنا اور عین
آخری وقت مین زانوئے علی پر قبض روح ہونا اور شیخین کو حجرہ مبارک سے نکلوا دینا اس پیشین گوئی کا
کیا معنی ظاہر کرتا ہے قال صفحہ ۹۲ مین ہے کہ بعد وفات حضرت عثمان کے ایک شخص عدی بن حاتم نے یہ

نداسنی البشر ابن عفان بروح وریحان ورب غیر غضبان البشر ابن عفان بغفران ورضوان مگر ہم
تعجب کرتے ہین کہ جب عثمان کی روح اعلیٰ علیین یا کسی دوسرے مقام مناسب پر پرواز کر چکی تھی تو
یہ بشارت انکو دنیا مین کیون دیگئی الخ تعجب مولف کا از راہ تعصب کے ہے مزید بران کچھ سمجھ کا قصور ہے
اب ہم سے مطلب صحیح اس قصہ مستند کا سنئے حقیقت اس روایت کی یہ ہے کہ حضرت عدی بن حاتم صحابی
رسول فرماتے ہین کہ جسدم حضرت عثمان رض کے حالت تلاوت مین دشمن نے تلوار ماری قریب تھا کہ طائر روح
اقدس قفس عنصری سے پرواز کرے کہ غیب سے ہمنے یہ نداسنی پس یہ امر کسطرح سے دور از عقل ہے جس پر
تعجب کیا جاوے وہان یہ بات البتہ بڑے تعجب کی ہے کہ باوجود اسکے کہ جناب امیر کو شہید ہوئے کچھ کم تیرہ سو سال
ہوئے مگر شیعہ اسدم تک اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے یا علی علی کہتے ہین کیا وہ دنیا مین موجود ہین جو انکو
بلایا جاتا ہے سوائے اسکے تعزیہ پر زیارت پڑھنا بھی زیادہ تر حسرت کی جا ہے کیونکہ اس بات سے ہر قوم سنی
بھی بخوبی آگاہ ہے کہ کاغذ اور کھپچیون مین حضرت امام حسین نہین بیٹھے ہین پس امر واقعی پر تعجب کرنا عین
غلط فہمی ہے اور یہ لکھنا مولف کا کہ روح حضرت عثمان کی یا کسی دوسرے مقام مناسب پر پرواز کر گئی صریح
تبرا ہے اسکا جواب قیامت مین تبرائیون کو ملیگا کہ اسنے حبیب خدا صلعم کے داماد کی نسبت کیسے گستاخ ہین
انشاء اللہ تم ہمارے پاس اسکا جواب نہین اقول وبہ نستعین ہمارے مخاطب صاحب بھی بات مین رفو
کرتے ہین جیسا کہ ایک شخص دروغگو بات بنا کر کہتا تھا ہمراہی اسکا رفو کر کے بات کو یقین کر دیتا جیسا
کہ نقل مشہور ہے کہ دروغگو نے امیر کی روبرو کہا کہ مین شکار کو گیا تھا ہرن کے ایسا تیر مارا کہ اسکا کھر
اور کان توڑ کر نکل گیا امیر نے اسکو جھٹلایا ہمراہی رفو گر بولا کہ حضور کیا جاوے تعجب ہے مین بھی اسوقت
موجود تھا کہ ہرن کھر سے کان کھجلا رہا تھا کہ اس تیر انداز نے تیر مارا ایسا ہی قصہ مولف اظہار الہدیٰ نے
بنایا کہ حضرت کو خبر نہین کہ کیا قصہ ہے کون راوی ہے کس کتاب مین مذکور ہے پس دیکھتے ہی دل سے
مضمون تراشا کہ گویا مولف صاحب اسوقت وہان ہی موجود تھے کہ ادھر تو تلوار پڑی اور ادھر بشارت
گوش زد عدی کے ہوئی۔ ور پھر مولف صاحب کی اس دلیری کو ملاحظہ فرمایا جاوے کہ اصل قصہ سے آگاہ نہین
اور روایت کو مستند قرار دیدیا اور یہ نہین سوچا کہ صد سالہ حکومت بنی امیہ مین ایسی روایات موضوعہ کا

مشہور کیا جانا دشوار نہ تھا مگر ہمارے مخاطب صاحب نے تو بجائے اصلیت پر غور کرنے کے اپنی ذلی بخار کو نکالنا شروع کیا کہ شیعہ کیوں بعد شہادت حضرت علی کا نام لیتے ہیں اور تعزیہ پر کیوں زیارت پڑھتے ہیں اور یہ نہیں سمجھے کہ جو لوگ خدا کی راہ میں شہید ہوئے ہیں وہ زندۂ جاوید ہیں انکو موت سے کیا علاقہ ہے وہ تو مثل زندوں کے ہیں بروئے کتب اہل سنت ادنی ادنی امتی شہیدوں کا انکے گھروں پر آنا اور رشتہ داروں سے ملاقات کرنا ثابت ہے تو پھر ایسے شہدا اکابر دین کا زندہ ہونا اور اپنے غلاموں اور شیعوں کی خبر لینا کیوں تعجب خیز ہے اور تعزیہ پر زیارت پڑھنا کیونکر بے معنی ہے مولف صاحب جو اس فقرہ پر بر افروختہ ہوئے (یا روح انکی کسی مقام مناسب کو پرواز کر گئی) اور اسکو تبرا قرار دیا یہ انکی سمجھ کا فرق ہے مقام مناسب داخل تبرا نہیں ہاں اگر مقام نامناسب درج ہوتا تو ایسا خیال کر سکتے تھے اور یہ مولف کا فرمانا کہ انشاء اللہ تعالی اسکا جواب ہمارے پاس نہیں عجیب فقرہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خداوند تعالی نہیں چاہتا کہ کسی لوگ تبرا کی تردید کر سکیں پھر مخاطب صاحب کی کمال زیادتی ہے کہ جس امر سے خداوند تعالی راضی ہو اس سے وہ ناراض ہوتے ہیں **قال الناصبی** صفحہ ۹۵ - استاد روح الامین آپکے مناقب میں بولا جاتا ہے اس فقرہ میں مولف کا اعتقاد ابن سبا کے مطابق ہے کہ گویا حضرت علی حضرت جبرئیل کے کہ جنکا لقب جبرائیل ہے استاد ہیں اگرچہ مولف جناب امیر کو خدا اور رسول کا بھی استاد کیوں نہ بتادیں نیابت جناب امیر کی کسیطرح سے ثابت نہیں کر سکتے ہیں **اقول** اگر اہل علم و فضل کے نزدیک ذریعہ افضلیت علم ہے تو صریحاً حضرت علی کی خلافت ثابت ہے اور اگر آپ جیسے عقلا کے نزدیک جہل ذریعہ افضلیت ہے تو وہ امارت جہلاء آپکے ممدوحین کو ہی مبارک ہو اور یہ بات قرآن میں طے ہو چکی ہے کہ خدا تعالی نے جو آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر فضیلت دیکر خلیفہ ارض مقرر کیا وہ محض علم کے امتیاز سے کیا کہ عند الامتحان حضرت آدم ملائکہ سے اعلم ثابت ہوئے تو یہ بات صاف ہو گئی کہ صرف علم ہی ذریعہ افضلیت اور خلافت ہے پس جبکہ حضرت آدم کل فرشتوں سے اعلم ہوئے تو حضرت علی بدرجہ اولی اعلم ہوئے کیونکہ ہمنے انوار الہدیٰ میں بروایت صحیح اہلسنت ثابت کر دیا ہے کہ خداوند تعالی نے علم کے دس حصہ کیے جس میں سے نو حصہ تو خاص حضرت علی کو عطا کیے اور دسوین حصہ میں تمام مخلوق انسانی آدم سے لیکر قیامت تک جو پیدا ہونیوالے ہیں انکو دیا گیا

بروایت ابن عباس ثابت ہی کہ حضرت علی اُس عشرہ مین بھی شامل ہین ۔ فاخرج ابو عمر عن ابن عباس

قال واللہ لقد اعطی علی ابن ابیطالب تسعۃ اعشار العلم وایم اللہ لقد شارکہم فی العشر العاشر ۔ آدمؑ کا

مسجود ملائک ہونا ثابت ہی اسلیئے آدم ملائکہ سے افضل ہوئے اور حضرت علی افضل ہین آدم اور شیث اور

ادریس و نوح وابراہیم و اسحاق و یعقوب و موسیٰ و عیسیٰ و داؤد و الیسع و ذکریا و یحییٰ سے بموجب حدیث ابوعقال

کے کہ روایت کی ہی محمد ابن یوسف گنجی نے اپنی کتاب کفایۃ المطالب مین اسکی تخریج ہے حدیث طولانی

قال سال ابو عقال النبی صلعم فقال یا رسول اللہ من سید المرسلین الیس آدم خلقہ بیدہ و نفخ فیہ

من روحہ وزوجہ حوا امتہ واسکنہ جنتہ فمن یکن فقال النبی صلعم من فضلہ اللہ عزوجل فقال شیث

فقال افضل من شیث فقال ادریس فقال افضل من ادریس وہکذا قال علیہ السلام ہود وصالح و

لوط وموسیٰ وہارون وابراہیم واسمعیل واسحاق ویعقوب ویوسف وداؤد وسلیمان وایوب

ویونس وذکریا ویحیی الیسع وذی الکفل وعیسیٰ الیٰ آخر الحدیث الطویل پس جبکہ آدم مسجود

جبرئیل ہین اور حضرت علی افضل ہین آدم سے اور فضیلت منحصر ہی علم پر تو حضرت علی کو استاد جبرئیل کہنا

بہت درست ہوگا علاوہ اسکے شاگردی استادی کیسی جبرئیل کا انکے صاحبزادونکی گہوارہ

جنبانی کرنا اور انکے گھر مین چکی پیسنا ثابت ہی پھر شاگرد لوگ استاد کی اور کیا خدمت کیا کرتے ہین

مگر آپکو بوجہ ناصبیت مناقب مرتضوی اچھے نہین معلوم ہوتے اور خدا اور رسول کا جاہلون تک کو

اُستاد بنانے کا شیوہ تو اہلسنت کا ہی کہ اگر رسولخدا اور فلان کی رائے مین اختلاف ہوتا تو وحی

مطابق رائے فلان کے نازل ہوتی جیسے حضرت ابو حنیفہ فرماتے ہین کہ اگر رسولخدا مجھ سے ملتے تو بہت سی

میری باتین اختیار کرتے ہمکو آپکے خلفا کی نسبت رسولخدا کے افسر ہونیکا دعوی نہین بلکہ یہ دعوی ہی

کہ حضرت علی نائب رسول ہین اور بحمد اللہ کہ عقلاً و نقلاً ثابت کر چکے اور اسکو تم بھی تسلیم کر چکے ہو کیونکہ

انوار الہدیٰ کا آپ نے جواب لکھا ہی اور صفات خلافت کا خلفاء ثلثہ مین موجود نہونا اور فقط حضرت

علی اور آئمہ اہلبیت مین پایا جانا بذریعہ سکوت کے آپکو مسلم ہو چکا ہی جوہر اوّل لقب حضرت جبرئیل

کا آپ نے کس سے سیکھا ہی اور کس آیۃ اور حدیث سے اخذ کیا ہی جوہر اول نور مصطفوی و مرتضوی

ہی اس اعتبار پر کہ تمام مخلوق اسی نور سے پیدا ہوئی ہی بشہادت حدیث اول ما خلق اللہ نوری وانا و
علی من نور واحد قال ناصبی صحیفۂ یقینیہ مین ہی کہ شب معراج مین حضرت نے عرش پر لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ وایدناہ بعلی مولف نے آیہ ایدناہ بروح القدس کو ترمیم کرکے بجای روح القدس کے بعلی بنایا ہی
اگرچہ غیر فصاحت ہی جملہ موضوعۂ ابن سبا کا ابطال کرتی ہی مگر ہم دوسرے طور پر جملہ مذکورہ کی تکذیب کرتے ہین
دیکھو جناب باری جا بجا اپنے کلام مین فرماتا ہی کہ مہاجرین وانصار نے رسول اللہ کی جان ومال سے
بھی مدد کی چنانچہ انجملہ مہاجرین ایک حضرت علی بھی ہین پس تخصیص ایدناہ بعلی کی کیونکر ہوسکتی ہی
اس صورت مین تو تکذیب کلام الہی کی ہوتی ہی بس جملہ ایدناہ بعلی یقیناً جعلی ہے **بیت**
سینکڑون شہر دیکھ ڈالے ہین - تیری صورت کا پر ملا نہ کوئی **اقول وبہ نستعین** مولف نے
دو طرح پر تردید اس حدیث کی کی ہی ایک یہ کہ فرقہ ابن سبا نے اسکو موضوع کہا ہے اور دوسری یہ
کہ آیات قرآنی کے خلاف ہی صورت اول کی نسبت تو پیشتر سے ہم انوار الہدیٰ مین لکھ چکے ہین کہ
تمام احادیث وروایات جو اس کتاب مین درج ہین بالخصوص مرویہ اہل سنت وجماعت ہین ہمکو
یہ خبر نہ تھی کہ وہابی لوگ اکابر علماء اہلسنت کو ابن سبا کے مرید سمجھتے ہین یا ایسی چالاکی کرتے ہین کہ
اپنی استدلال کے وقت تو انکو پیشوا اور امام قرار دیتے ہین اور دوسرون کے مقابلہ پر انکو ابن سبا کے
گروہ سے تعبیر کرتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ خود مخاطب صاحب بھی ابن سبا کے گروہ مین ہین مگر
بعض اوقات تو یہ فرما کر اس سے گریز بھی کرتے ہین مخاطب صاحب نے جو دفعتاً اس حدیث کو موضوعات
ابن سبا لکھدیا اسکی وجہ صرف یہ ہی کہ اپنی مذہب کی کتب سے خبردار نہین خود علم حاصل نہین یا کسی
عالم کی صحبت نہین ملی جو سننے کا اتفاق ہوتا اور خدا کی قدرت ہی ہر ایک جاہل سے جاہل سنی کو یقین ہوتا
ہی کہ جن امور کا ہم کو علم ہی وہی ہماری کتب مین ہین اور جن امور کا ہمکو علم نہین یا جو باتین ہم نے نہین
سنی انکا کچھ وجود کتب مین بھی نہین ہی اور جہالت کی دلیل بھی خاص یہی ہی کہ باوجود بے علمی کے یہ
دعوی ہو کہ تمام احادیث اور کتب پر ہم کو عبور ہے اور یہ کچھ مخاطب صاحب پر ہی منحصر نہین ہی بلکہ عوام
اہلسنت کا یہی حال ہی کہ باوجود اسکے کہ فقط کچھ برائے نام فارسی پڑھے ہوئے ہین عربی سے واقف نہ تقلید

ہنین کتب مستندہ کا پڑھنا درکنار عمر بھر انکے نام کبھی نہین سُنے مگر یہ ادعا ہی کہ جوبات انکو معلوم نہین
ہی وہ کتب مین بھی نہین ہی اسی جہل مرکب مین ہمارے مخاطب صاحب گرفتار ہین کہ ایسی بڑی مشہور ومعروف
حدیث کو کہ جسکو صدہا اکابر علما و فضلار اہلسنت نے روایت کیا ہی بلا خوض و فکر یہ لکھدیا کہ مولف نے
آیہ ایدناہ بروح القدس کو ترمیم کرکے علی کا نام لکھدیا اور کتب اہلسنت مین اسکا کچھ وجود نہین وجہ
اس مبادرت مولف اظہار الہدیٰ کی یہ معلوم ہوتی ہی کہ ہمنے اس حدیث کو فقط سرسری طور سے بغیر اسناد
اسلئے درج کیا تھا کہ یہ حدیث نہایت درجہ مشہور و معروف ہی مگر چونکہ مخاطب صاحب علم سی تو بہرہ نہین
رکھتے اُسکے سرسری اندراج کو محمول بوضع کرلیا اور طرفہ یہ ہی کہ اپنی جہلی اور نادانی سی ایک بڑی جماعت
اکابر فضلار اہلسنت کو گروہ ابن سبا مین داخل کیا اب ہم ناظرین با انصاف کی روبرو ثبوت اس
حدیث صحیح اور مشہور کا پیش کرکے مولف اظہار الہدیٰ کی نسبت فتویٰ طلب کرتے ہین قاضی عیاض نے
کہ اکابر فضلار اہلسنت سے ہین اپنی کتاب شفار فی تعریف حقوق المصطفیٰ مین لکھا ہی۔ روی ابن القانع
القاضی عن ابی الحمرا رض قال قال رسول اللہ لما اسری بی الی السمار اذا علی العرش مکتوب لا الہ الا اللہ
محمد الرسول اللہ ایدناہ بعلی ترجمہ روایت کی ابن قانع قاضی نے ابی الحمرا سے کہ کہا اُسنے فرمایا
رسول اللہ صلعم نے کہ جب بوقت معراج آسمان پر گیا تو عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ و ایدناہ بعلی۔ ابن مغازلی کتاب المناقب مین بعد ثبت اسناد لکھتے ہین۔ قال سمعت رسول اللہ
صلعم یقول لما اسری الی السمار رأیت علی ساق العرش الایمن انا وحدی لا الہ غیری غرست جنة
عدن بیدی محمد صفوتی و ایدناہ بعلی۔ یعنی ساق ایمن عرش پر بعد نام محمد ایدناہ بعلی ثبت ہی
اخطب خوارزم نے بھی یہی روایت کی ہی محب طبری کتاب ریاض النضرہ مین لکھتے ہین عن ابی الحمرا
قال رسول اللہ لیلة اسری بی الی السمار نظرت الی ساق العرش الایمن فرأیت کتابا عن یمینہ
محمد الرسول اللہ ایدناہ بعلی و نصرتہ بہ اخرجہ ملا فی سیرتہ اسمین ایدناہ بعلی کے بعد و نصرتہ بہ بھی
ہی ایضاً عن ابن عباس قال کنا عند النبی صلعم فاذا بطائر فی فمہ نورة خضرار فالقاہ فی حجر النبی صلعم
فاخذ النبی فقبلہا ثم کسرہا فاذا فی جوفہا ورقة خضرار مکتوب لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ نصرتہ

یعلی خرجہ ابوالجند القزوینی یعنی حضرت عبداللہ ابن عباس کہتے ہین کہ ہم رسول خدا صلعم کے
پاس تھے ایک طائر آیا جسکے منھ مین ایک بادام سبز تھا اس طائر نے اس نور کو حضرت کی گود مین ڈال
دیا آپنے اسکو بوسہ دیا اور توڑا تو اسکے اندر ایک برگ سبز نکلا جس مین مرقوم تھا لا الہ الا اللہ محمد
الرسول اللہ نصرتہ بعلی - محمد بن یوسف زرندی نظم دار السمطین مین ساق عرش پر بعد آنحضرت
ایدناہ بعلی نصرتہ بہ لکھا ہونا درج کرتے ہین اور دوسری روایت موافق روایت ابن المغازلی کے
لکھتے ہین شہاب الدین احمد کتاب توضیح الدلائل مین لکھتے ہین - عن وہب بن منبہ انہ مکتوب علی
ساق العرش لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ایدناہ بعلی و نصرتہ بہ رواہ الحافظ ابوبکر الخطیب عن
ابی حمس محمد رسول اللہ وایدناہ بعلی و نصرتہ بہ رواہ الطبری وخرجہ ملا فی سیرتہ و ریزمندے
سعید گازرونی کتاب منتقی مین لکھتے ہین روی ابن قانع عن ابی الحمراء خادم رسول اللہ صلعم
لما اسری بی الی السماء اذا علی العرش مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وایدناہ بعلی و نصرتہ بہ
شیخ جلال الدین سیوطی کتاب درمنثور مین لکھتے ہین اخرج ابن عدی و ابن عساکر عن انس - رایت
علی ساق العرش مکتوب لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ایدناہ بعلی و نصرتہ بہ ایضاً - یعنی سیوطی
کتاب خصائص مین روایت ایضاً نقل کرتے ہین احمد بن فضل بن محمد کتاب وسیلۃ المآل عن ابی
الحسن ایضاً مرزا محمد بدخشانی کتاب مفتاح النجاۃ مین - روی ابن عساکر عن ابی الحمراء ایضاً طبرانی
فی الکبیر مینہ شاہ ولی اللہ فی ازالۃ الخفاء عن انس قال قال رسول اللہ لما عرج بی رایت علی
ساق العرش ملتوباً لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ایدناہ بعلی - واضح ہو کہ شاہ ولی اللہ سے زیادہ
فضائل اہلبیت کا پوشیدہ کرنیوالا دوسرا سنی عالم نہین ہے مگر اس حدیث کا اظہار انہون نے بھی کیا ہے
سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ مین لکھتے ہین کہ صخرہ بیت المقدس سدرۃ المنتہیٰ اور عرش پر لکھا دیکھا
شیخ سلیمان قندوزی کتاب ینابیع المودۃ مین لکھتے ہین بطرق متعدد و کتاب الشفا اور شرح کبریت احمر سے
لکھتے ہین موید اس حدیث کی دیگر احادیث بھی ہین از آنجملہ ابواب جنت پر مرقوم ہونا لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ علی اخو رسول اللہ و علی ولی اللہ و علی حبیب اللہ - پیدائش زمین و آسمان سے دو ہزار برس

بہشت پر۔ ابن المغازلی کتاب المناقب میں عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت رسول اللہ یقول مکتوب
علی باب الجنۃ قبل ان یخلق اللہ السموات والارض بالف عام محمد رسول اللہ وعلی اخوہ۔ ابو المؤید اخطب
خوارزم عن طریق الطبرانی عن جابر ایضًا ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی کتاب ہدایۃ السعداء
شہاب الدین توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل میں فی باب الرابع عشر عن جابر ایضًا رواہ الصالحانی باسنادہ
الی الحافظ ابی بکر بن مردویہ رواہ الحافظ ابو بکر الخطیب عن جابر عبد الرحمٰن صفوری نزہۃ المجالس عبد الحق
تفسیر انوری محمد صدر عالم معارج العلی مرزا محمد بدخشانی مفتاح النجاہ محمد بن یوسف زرندی نظم درر السمطین میں لکھتے
ہیں کہ ہر بہشت دروازہ بہشت پر لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ شہاب الدین توضیح الدلائل میں حدیث
طویل ابواب جنان پر مرقوم ہونا کلمہ مندرجہ بالا کا مع عبارات دیگر درج کرتے ہیں سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ
میں کہ پیشانی ملک پر لکھا ہے ایداللہ محمد بعلی لواء احمد پر مکتوب ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نبی علی ولی اللہ
شہاب الدین احمد توضیح الدلائل بحروف ذہب بہشت پر کلمہ مذکورہ لکھا ہے ابو المؤید خوارزمی کتاب المناقب میں
محمد ابن الرحمۃ علی مقیم الحجۃ وبعد کلمہ توحید علی حبیب اللہ اخطب خوارزم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی مقیم الحجۃ
مابین ہر دو کتف جبرئیل لکھا ہے بعد کلمہ توحید لفظ علی الوصی یا علی الوصی اللہ جناح جبرئیل پر مرقوم و شہاب الدین
احمد توضیح الدلائل میں لکھتے ہیں عن ابن مسعود مکتوب علی العرش محمد نبی الرحمۃ علی مقیم الحجۃ ومن عرف حق علی
زکا وطاب ومن انکر حقہ لعن وخاب اقسمت بعزتی وجلالی ان ادخل الجنۃ من اطاعہ وان عصانی اوقسمت بعزتی و
جلالی ان ادخل النار من عصاہ وان اطاعنی رواہ محی السنۃ الصالحانی من کتاب الاربعین مصنفہ
اخطب خوارزم ترجمہ روایت ہے ابن مسعود سے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ عرش پر لکھا ہے۔ لا الہ
الا اللہ محمد نبی الرحمۃ وعلی مقیم الحجۃ۔ اور جس نے پہچانا حق علی کا وہ پاک وطیب ہے اور جس نے اوسکے حق
کا انکار کیا وہ ملعون ومردود ہے اور قسم ہے مجھ کو اپنی عزت وجلال کی کہ میں اوسکے دوست کو جنت میں
داخل کرونگا اگرچہ اوسنے میری نافرمانی کی ہو اور قسم ہے مجھ کو اپنی عزت وجلال کی کہ جس نے اوسکی نافرمانی
کی ہے اسکو جہنم میں داخل کرونگا اگرچہ اوسنے میری فرمانبرداری کی ہو روایت کی اسکی محی السنہ صالحانی
نے کتاب الاربعین اخطب خوارزم سے اب ناظرین بالانصاف سے امید ہے کہ ان روایات اور اسناد عالی

اہلسنت کو ملاحظہ فرما کر فتوی دیں کہ مولوی جہانگیر خانصاحب بموجب روایت نمبری ۵۴ مصداق من انکر حقہ کے ہوئی یا نہیں اور اسکا بھی انصاف کرین کہ یہ حدیث مین نے ہی اپنی طرف سی ایدناہ بروح القدس کو ترمیم کر کے بنادی ہی اور علماء اہلسنت نے کبھی اس حدیث کو نہیں لکھا یا یہ حدیث نہایت درجہ مشہورہ احادیث اہل سنت سے نہیں ہے اور اس امر کو بھی قرار دین کہ اکابر علماء مندرجہ بالا بحسب قول مولف اظہار الہدی گروہ اس سبا مین داخل ہوئے یا نہیں حضرت مخاطب صاحب اگر ہم کو پہلے سے یہ خبر ہوتی کہ علماء مندرجہ بالا ابن سبا کے مذہب مین تو ہم ہرگز انکے قول پر اعتبار نہ کرتے ہم تو انکو اکابر علماء اہلسنت سمجھ رہے تھے اب ان بزرگون کی نسبت جو کچھ مرضی ہو دوسری وجہ تردید اس حدیث کی فاضل مخاطب نے یہ لکھی ہی کہ آیات قرآنی مین مہاجرین و انصار کی مدد کی ہی اور حضرت علی بھی منجملہ مہاجرین کے ایک شخص تھے پھر آپ کی خصوصیت تائید مین کیا ہی اگرچہ یہ اعتراض خود ہی مخاطب صاحب کے علم و فضل اور ایمان و دیانت کو ظاہر کر رہا ہی لیکن اس اعتراض کی تردید اوائل کتاب مین بذکر آیات قرآنی بسط و تشریح کے ساتھ ہو چکی ہی کہ تمام غزوات اور معارک مین مثل حضرت علی ؑ کے کسی نے دین خدا کی مدد نہین کی ایران توران فتح کرنیوالے اصحاب ہا و پر فرار ہو جاتے تھے بدر احد خندق خیبر حنین وغیرہ معارک کے حالات کتب سیر تواریخ مین ملاحظہ کر کے اطمینان کر لیجئے کہ ان سے بھی یہی ثابت ہوگا کہ سوائے علی مرتضی کے دوسرا کوئی شخص موید من اللہ نہین ہی پس ایسی حدیث صحیح اور متواتر کو یقیناً جعلی کہنا آپ ہی ایسے شخص کا کام ہے ورنہ دوسرا شخص تو ضرور خیال کرتا کہ اگر فریق ثانی اسکا ثبوت پیش کر کے اصلی اور صحیح ثابت کر دیگا تو پھر چار آدمیون مین کسطرح منہ دکھاوینگے **قال** صفحہ ۴۲ مین ہی کہ نائب برحق علم قرآن و سنت و حل مسائل و قضایا مین بدرجہ اتم کمال رکھتا ہو کبھی کسی سوال کے جواب مین قاصر نہو اس تمہید کی تشریح مولف نے صفحہ ۳۹ تک کی ہی جسکا خلاصہ یہ ہی نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد کہ خلفاء راشدین نہ علم قرآن رکھتے تھے نہ سنت پر چلتے تھے اور نہ مسائل حل کر سکتے تھے اور نہ کسی کی داد دے سکتے تھے مگر جناب امیر مین یہ سب کمال تھے **اقول** ہمنے انوار الہدی مین اس بحث کو بہت طول کے ساتھ لکھا ہی اور کتب اہل سنت سے اس بیان کو بخوبی ثابت کر دیا ہی مگر مولف اظہار الہدی نے اسکی تردید سے بالکل قاصر رہ کر تو

انہون نے اس صفت پر یہ اعتراض کیا کہ خلیفہ مین اسکا ہونا ضرور نہین نہ یہ ثابت کیا کہ یہ صفت فلان فلان وجوہ سے اصحاب ثلاثہ مین موجود ہین بلکہ اصحاب ثلاثہ کی ناقابلیت کو مجبوراً تسلیم کرکے مفصلہ ذیل بیہودہ اور لغو اعتراض حضرت علی پر کئے **قولہ** علیہ مایستحقہ ہم کہتے ہین کہ حسب اعتقاد شیعیان جناب امیر نے اپنے جمع کئے ہوے قرآن کو تو گم کر ڈالا اور تمام عمر قرآن عثمانی کی تلاوت کرتے رہے اور اپنی اولاد کو تلاوت کراتے رہے تو پھر آپ مین صفت علم قرآنی کی کیا پائی گئی جسپر مولف کو گھونا ز ہے بلکہ ایسے عقیدہ سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ جناب امیر سے بڑھکر کوئی گنہگار نہ ہوگا کیونکہ انھون نے اپنی خلافت کی زمانہ سے لیکر قیامت تک بندگان خدا کو گمراہ رکھا پس جسقدر کہ بار معصیت مثل کفر و شرک وغیرہ مخلوق گمراہ سے سرزد ہوا وہ سب جناب امیر کے سر پر رہا اب سنت کا حال سنئے کہ جناب بشیر خدا مر گئے مگر انہون نے خلاف سنت اصحاب ثلاثہ کے کوئی کام نہین کیا اور نہ اپنی اولاد کو کرنے دیا اس صورت مین جس منصب کے بانی سنت سزاوار مین اسی منصب کے سزاوار پیرو سنت بھی ثابت ہوئے پس مولف کا ہیچمادیگری نسبت کہنا محض تعصب ہے **اقول** مولف نے اس خیال سے کہ ناظرین کتاب کی طبیعت اس واہیات اور ہزلیات میں متوجہ ہوجائیگی اور انکو یہ امر یاد نہ رہیگا کہ مولف اظہار الہدیٰ پر کس امر کی تردید اور کس امر کا اثبات کرنا واجب تھا تو مین عہدہ جواب سے باہر ہوجاؤنگا لیکن اسطرح دم دبانے سے کب کام نکلتا ہے یہ تو صریح ثابت ہوگیا کہ واقعی مولف اظہار الہدیٰ تردید مطالب نوار الہدیٰ مندرجہ صفت ششم سے عاجز ہوئے اب ہم مخاطب صاحب کو انکے ہذیان کا جواب دیتے ہین اول یہ فرماتے کہ آپکو یہ کیسے معلوم ہوا کہ حضرت امیر نے اپنے جمع کئے ہوئے قرآن کو گم کر ڈالا کیا اسکا جواب ہی کہ حضرت عثمان نے زید بن ثابت کے جمع کئے ہوئے قرآن کو تمام ممالک اسلام سے منگا کر جلوا دیا اور لقب نعثل یہودی ام المومنین سے پایا کیا آپ اسی امید مین ہین کہ وہ قرآن گم ہوگیا دیکھئے انشاء اللہ بہت جلد وہ قرآن ظاہر ہوتا ہی اور آپکے چوتڑون پر تسمہ اور چابک مار کر یاد کرایا جائیگا وہ قرآن گم نہین ہوسکتا اسکی حفاظت کا وعدہ خدا نے فرمایا ہی وہ قرآن وہ ہی جو حضرت علیؑ نے امام حسنؑ کو سپرد کیا تھا اور امام حسنؑ نے امام حسینؑ کو دیا اور امام حسینؑ نے حضرت امام زین العابدینؑ کو دیا اوسی طرح تا بحضرت قائم آل محمد پہنچا پھر حضرت علیؑ کی نسبت گم کرنیکا

الزام آپ کسطرح لگاتے ہین رہا اجرا اسکا یہ امت کے اختیاری امر تھا نہ کہ امام کا یہ کام تھا کہ بعد جمع کرنے
قرآن کے آپ بحسب وصیت رسول اس قرآن کو مسجد نبوی مین لائے اور امت کی روبرو پیش کیا مگر
امت ناہنجار نے براہ شقاوت ازلی قرآن کے لینے اور اسپر عمل کرنے سے انکار کیا پھر آپ ہی فرمائین کہ
امام کا کیا قصور ہے حضرت مسیح اور انجیل کو یہودیون نے براہ شقاوت قبول نکیا حضرت یحییٰ کا کہنا نمانا حضرت
نوح کو قبول نکیا تو کیا اسکا گناہ ان انبیا علیہم السلام پر ہے یا امت نابکار پر اب طرفہ یہ ہے کہ آپ امتیون کی
خطاؤن کو امام پر لگاتے ہین اور خدا سے بالکل شرم نہین کرتے اس تمام سرکشی اور عصیان امت کا مظلمہ
تو حضرت عمر پر ہے کہ ثقلین کے منکرون کے رئیس وہی تھے یعنی منجملہ ثقلین کے اہلبیت پیغمبر سے تو پیغمبر کے
منہ پر ہی انکار کیا اور حسبنا کتاب اللہ کہا اور کتاب اللہ سے حضرت امیر المومنین کی حضور مین انکار
کیا کہ آپ کی تمام معتبر کتب سیر و احادیث مین دونو واقعے اظہر من الشمس ہین جناب امیر او رانکی اولاد کو
اس قرآن کی تلاوت کی کیا حاجت تھی تمکو نہین معلوم کہ تمہاری کتب معتبرہ مین درج ہے کہ جب صفین مین
مخالفین نے نیزون پر قرآن باندھ کر دونو لشکرون کے بیچ مین کھڑے کئے تو آپنے فرمایا کہ اے احمقو یہ قرآن
جسکو تم نیزون پر رکھے ہوئے ہو قرآن صامت ہے اور مین قرآن ناطق ہون پھر آپ ہی انصاف کرین کہ
قرآن ناطق کسطرح قرآن صامت کا محتاج ہو سکتا ہے علاوہ اسکے انوار الہدیٰ مین بحوالہ شواہد النبوۃ
سے روایت لکھی ہے کہ جب آپ گھوڑے پر سوار ہوتے اور رکاب مین پیر دیتے تو تلاوت قرآن شروع کرتے
اور جب دوسری رکاب مین پیر پہنچا تو تمام قرآن کی تلاوت ختم فرماتے کیا انکو بھی مثل اپنے خلیفون کے سمجھ
لیا ہے کہ بارہ برس تک سورہ بقر پر محنت کی اور یا دنہوئی اسی خیال سے انکی نسبت بھی گمان کر لیا کہ
امتیون کی مانند وہ بھی قرآن دیکھ دیکھ کر پڑھتے ہونگے اور اسلئے انکی مصحف قرآنی کے منکر ہوئے تھے
تعجب یہ ہے کہ اگر آپ کو مذہب سے معلومات نہین ہے تو کیون یہ کتاب لکھکر ایمان اپنا خراب کیا یہ اعتراض
بھی آپکا محض ناواجب ہے کہ حضرت علی نے اپنی خلافت سے لیکر قیامت تک بندگان خدا کو گمراہ رکھا آئمین
انکا کیا قصور ہے بلکہ آپ لوگون کا ہی قصور ہے حضرت علی سے لیکر تا بامام یازدہم ہر وقت موقعہ کے
منتظر رہے کہ جب کبھی اینر اجتماع مردم ہو پھر اس قرآن کا کیا جاوے لیکن اجتماع مردم صرف امام دوازدہم

پر مقدر ہے اسلیئے انکا اجرا ابھی نہین ہو منحصر رکھا گیا باقی نماز روزہ حج و زکوٰۃ ضروریات دین اس قرآن
مین موجود ہین یہ آپکو بھی خوب معلوم ہی کہ اجرا قرآن بغیر کامل اجتماع مردم محال ہی اور کامل اجتماع نہ خلافت
مرتضوی پر ہوا نہ بعد انکے دیگر آئمہ پر ہوا ہان اگر اجرا مذہب شیعہ عام مسلمانون پر ہوجاتا تو البتہ اجرا
قرآن ممکن تھا پس ثابت ہوا کہ اس قرآن کے جاری نہونے سے جسقدر کہ بار معصیت مثل کفر و شرک
وغیرہ مخلوق گمراہ سے سرزد ہوا وہ سب جناب عمر فاروق کے سر پر رہا اب مخاطب صاحب کا یہ قول
کہ جناب شیر خدا مرتے مر گئے مگر انہون نے خلاف سنت اصحاب ثلثہ کو کوئی کام نہین کیا اس قول سے تو میرا
یہ قول ہی نہایت درجہ باوقت ہی کہ شیخین مرتے مر گئے مگر بدعت سے باز نہ آئے کیونکہ آپ اپنے قول کو اپنی مذہب
کی کتابون سے بھی ثابت نہین کرسکتے اور مین اپنے قول کو آپکے مذہب کی کتابون سے ثابت کرسکتا ہون
دیکھیئے حضرت علی کبھی رسول اللہ کو معرکہ جنگ مین تنہا چھوڑ کر نہین بھاگے حضرت علی نے کبھی حضرت
کی نبوت پر شک نہین کیا حضرت علی نے کبھی رسولخدا کی عدول حکمی نہین کی حضرت علیؑ نے عقبہ پر رسول
اللہ کی سواری پر حملہ نہین کیا حضرت علی نے جیش اسامہ سے تخلف حکم نبوی نہین کیا حضرت علیؑ نے
بیماری مین رسولخدا سے مخالفت نہین کی کہ اپنے پاس سے نکلوا دیا ہو حضرت علی جسد اطہر کو بے غسل
و کفن چھوڑ کر طلب خلافت مین نہین چلے گئے حضرت علی نے کسی کا حق غصب نہین کیا حضرت علی نے
حکومتون کے وعدہ کر کر لوگون کو اپنی طرف رجوع نہین کیا حالانکہ طلحہ و زبیر سے مخالفت اسی بات پر
ہوئی حضرت علیؑ نے کبھی خلفاء منافقین کو حکومت مومنین پر مقرر نہین کیا حالانکہ معاویہ کا فساد
اسی وجہ سے ہوا حضرت علی نے اپنی خلافت جمانے کے لیے بہانہ اہل ردت گھر مین بیٹھے ہوئے پر فوج کشی نہین
کی حضرت علی نے بمخالفت قرآن کسی حلال شے کو حرام نہین کیا حضرت علی نے کبھی ارتکاب بدعت
نہین کیا حضرت علی نے کبھی مجنون سے قصاص لینے کا حکم نہ دیا حضرت علی نے کبھی حاملہ پر رجم نہین کیا
حضرت علی نے کسیکی حدود قصوص مین رعایت نہین کی حضرت علیؑ نے کسیکے بیت المال کا روپیہ زنا انکی
عوض مین دیت نہین دیا حضرت علیؑ نے قبل از وقت روزہ افطار کرنیکا حکم دیکر مخالفت قرآن کی
نہین کی حضرت علی نے ثعلبہ بن حاطب سے زکوٰۃ نہین لی حضرت علی نے کسی طرید رسول کو بلا کر اپنا مشیر

نہین کیا حضرت علی نے کبھی جھوٹی قسم نہین کھائی حضرت علی نے کبھی ایسا نہین کیا کہ زیاد کو بجائے
عمر حاکم کرکے بھیجا اور عمر کو لکھ بھیجا کہ اسکو مار ڈالنا حضرت علی نے کبھی بت و اصنام کی پرستش نہین کی
پھر آپ کس ذریعہ سے کہتے ہین کہ حضرت علی مرتے مرگئے اور سنت شیخین پر ہی چلتے رہے مگر یوم شوریٰ
کی تقریر بھول گئی ہے کوئی ایسا یا تھا کوئی ایسا ہوگا کوئی ایسا کہ خلافت کی پروانہ کرکے صاف جواب
اہل شوریٰ کو دے کہ مین ہرگز شیخین کے طریقہ پر کہ بدعت سیئہ ہی نہین چلونگا اور دوسرا اگرچہ ایسا
وعدہ نکر سکا مگر طمع خلافت سے سنت رسول کو چھوڑ کر بدعت شیخین پر چلنے اور عمل کرنیکو راضی ہوگیا
اب فرمائیے کہ آپکا اطمینان بھی ہوا اور ثابت بھی ہوگیا کہ جناب امیر علیہ السلام نے کبھی سیرت شیخین پر
عمل نہین کیا اور شیخین تا بزیست مخالف سنت رسول اللہ اور مرتکب بدعات رہے یہ چند شیخین نظیرا
مین نے لکھی ہین اگر ذرا غور کے ساتھ اس معاملہ کو لکھا جاوے تو آپکے اصحاب ثلثہ کی بدعات آپ کی
اظہار الہدیٰ سے چند ذخامت پر مرقوم ہو **قال** علیہ مایستحقہ۔ اب مسائل ذاتی جناب مظہر العجائب
کی بھی قابل غور ہین کہ آنجناب نے باوجود کثرت ثواب کبھی تا بزیست متعہ نکیا اور اپنی اولاد کو کرنے
نہ دیا مگر اپنے محبون کو وصیت کرگئے کہ معراج شیعیان پاک کو اسی سردبان چوپایہ کے ذریعہ سے
حاصل ہوگی قیامت تک مومنین و مومنات ایسے مسائل اپنی قوم مین جاری رکھین تاکہ درجہ بدرجہ
خاتم المرسلین تک ہر ایک فاعل اور مفعول کو ملے **اقول** جناب امیر علیہ السلام نے کبھی متعہ کو منع نہین
فرمایا خود اہلسنت کی کتب مین درج ہی کہ حضرت علی اور عبداللہ ابن عباس حکم جواز متعہ کا دیتے تھے
اور کرنا نہ کرنا متعہ کا منحصر بر ضرورت ہی اگر باوجود ضرورت کوئی شخص متعہ کو ناجائز سمجھ کر متعہ سے
باز آوے تو سخت گنہگار ہی اور اگر بے ضرورت متعہ کو حلال جان کر کرے تو فضول بات ہی اور عند الضرورۃ
احیاء سنت متروکہ کے لئے متعہ کرے تو اتنا بڑا ثواب ہی جتنا اُسکے حرام کرنیوالے کی گردن پر عذاب اور یہ
تو آپ سمجھتے ہونگے کہ متعہ کے چوپایہ کے خراج بے شک ابو نخمہ کے زمانہ کے چوپایہ کے خرچ سے بہتر ہی اور جسقدر
کے اندر جو آپ لوگ جسر بغدادی بنتے اور بناتے ہین تو اس سے ہم ضاخہ پل صراط سے سردبان شیعہ ہی بہتر ہی
البتہ ام خارجہ اگر بجائے نکاح متعہ کرلیتی تو گنہگار ہوتی ایک ایک عدہ مین بیس بیس اس نے نکاح کر ڈالے

متعہ کے بند ہونیکی داستان عجب لطف خیز ہے اپنے گھر کا تو بندوبست ہو سکا دوسرونکو تسلی اپنی بنانیکے لئے امتناع متعہ کیا گیا مگر بفضلہ اشراف مہاجرین و انصار سے کوئی مرتکب فعال قبیحہ کا ہوا جبکہ بنا رحمت کے فتح کرنے مین ثواب عظیم ہی ورنہ فعل جائز ہے کرنا اور نکرنا ہر شخص کی ضرورت پر منحصر ہی لیکن مجھے یہ تعجب ہی کہ جناب مظہر العجائب کی مسئلہ دانی پر اس سے کیا ستم عائد ہوا اگر ستم عائد ہوتا ہی تو حضرت عمر کی مسئلہ دانی پر ہوتا ہی کہ انکو اسقدر بھی علم نہ تھا کہ یہ سمجھتے کہ متعہ کے بارہ مین کوئی حکم قرآنی نازل ہی یا نہین یا فقط رسول خدا نے اپنی ہی اختیار سے عند الضرورۃ لوگون کو اسکی اجازت دی تھی کیونکہ اگر یہ معلوم ہوتا کہ بموجب آیہ قرآنی متعہ حلال ہی اور دیدہ و دانستہ حکم خدا کی مخالفت کرکے اسکو حرام قرار دیا تو اس فعل سے تکفیر لازم آتی ہی اور اگر انکو اسکا علم نہین ہوا تو فقط مخالفت حکم نبی کی وجہ سے عاصی ہوئے مگر مسئلہ دانی آپکی ظاہر ہو گئی اور غالباً آنکے محب اسی شق اخیر کو اختیار کرینگے کہ دیگر مسائل مین بھی انکی ناواقفیت قرآن و سنت سے ظاہر ہو چکی ہی جیسا کہ ایکمرتبہ حاملہ کے رجم کردینے کا حکم دیا اور ایکمرتبہ مجنون سے قصاص کا حکم دیا کہ جس پر معنی برحق نے روکا اور خلیفہ صاحب نے فرمایا لولا علی لھلک عمر یعنی اگر علی نہوتے تو عمر مارا گیا تھا دیکھئے امام ایسے ہوتے ہین امت کیسی ہی سرکش اور گمراہ ہو جاوے مگر امام اس حالت مین بھی رحمت اور رافت سے باز نہین رہتے اور اگر اسپر بھی امام کے نشکر گذار نہون تو فاولئک ہم الظالمون کے مصداق ہین **قولہ** دوسرا مسئلہ یہ کہ خود تو جناب نے علی الدوام غسل الرجلین فرمایا لیکن شیعون کو منع کر گئے کہ شیعون کے لئے کسیطرح سے درست نہین ہی کہ پاؤن دہونا بقول شخصے خود را فضیحت و دیگرے را نصیحتا **اقول** یہ قول تو آپنے برعکس لکھا خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت تو ایسی حالت مین کہتے ہین کہ جیسے بعض منافقین صحابہ رمضان شریف مین گھر کے اندر بیٹھکر دن کو طعام زہرمار کرتے ہین اور باہر آکر لوگون کو روزہ کی تاکید کرتے ہین خود ایک حبہ زکوٰۃ کا نہین دیتے دوسرون سے جبراً وصول کرتے ہین دلمین لات و عزیٰ زبان پر سبحان ربی الاعلیٰ کسی کی خوبصورت عورت دیکھی شوہر کو اسکے مرتد قرار دے کر مار ڈالا اور رات بھر عورت سے عیش اڑاوین اور دوسرون کو زنا کی سزا سے ڈراوین آپ گھر پر قرابہ شراب کے اڑاوین باہر متقی بنجاوین جناب امیر نے کبھی اس قسم کے افعال نہین کئے کہ آپکا یہ مقولہ کہ خود را

فضیحت و دیگر سے بالنصیحت درست سمجھا جاوے اور علاوہ اسکے حضرت علی نے کبھی مخالفت حکم خدا و رسول کی نہین کی جو مسئلہ وضو مین کرتے جنہون نے مخالفت حکم خدا ہمیشہ کی ہے انہون نے ہی اس مسئلہ مین بھی مخالفت کی ہے وضو مین غسل رجلین بدعت سئیہ ہے اور کل بدعة ضلالة حدیث مشہور ہے حضرت نے تمام روایات کی جو زمانہ ثلثہ مین جاری ہو گئین تھین اپنے شیعون کے لیے سخت ممانعت کی ہے مخالفین کو افعال و اعمال اہلبیت کی کیا خبر ہے انکی فقہ مین انکے مسائل کا ذکر نہین اور اگر احیاناً کسی موقعہ پر ذکر ہوا ہے تو صاف یہ درج ہے کہ مذہب ہمارا مذہب ابن مسعود کا ہے اور مذہب علی اور انکے شیعون کا ہم سے علاقہ نہین رکھتا پھر مخاطب صاحب کو کس ذریعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علی بھی نعوذ باللہ مثل اصحاب ثلثہ مرتکب بدعت غسل قدمین کے ہوتے تھے اور غسل قدمین بدعت سئیہ سے بھی بدتر ہے اور بوجہ مخالفت حکم الٰہی درجہ تکفیر کو پہنچی ہوئی ہے اسلیے حضرت علی نہ خود اسکے مرتکب ہوئے نہ اپنے اشیاع و اتباع کو اسکی اجازت دی

قولہ علیہ ما یستحقہ اب سنئے کیفیت آپکی قضایا کی کہ یہ امر شیعون کی معتبر کتب سے ثابت ہے کہ جناب امیر کے ہی زمانہ مین تمام مفسدات و مکروہات پیدا ہوئے اور کیا شہری اور لشکری سب مین بدنظمی پھیل گئی بہت سے ملک مقبوضہ خلفائے ثلثہ آپ ہاتھ سے دے بیٹھے باعتقاد شیعیان یہ صفت بھی جناب امیر کی بدرجہ اتم کامل ہونے کی ہے پھر بھی مرغے کی ایک ٹانگ رہیگی تقیہ کا بھلا ہو جو بیچارہ انکا ایمان بچالیتا ہے ورنہ شیعون نے اماموں کو مرتد اور کافر اور مشرک اور منافق بنانے مین کچھ بھی کمی نہین رکھی عیاذاً باللہ **اقول** یہ وہی نقل ہوئی کہ اندھے گاؤں مین کہیر بجاوین کجا ذکر انفصال قضایا و اجتہاد کجا بیان مفسدات و مکروہات باغیان و منافقان امت اگر براہ بے سعادتی عائشہ و طلحہ و زبیر نے امام وقت سے نکث بیعت کرکے بغاوت کی اور ملک عراق مین شورش برپا کی یا معاویہ غاویہ نے براہ شقاوت ملتی خطاؤن سے ممالک اسلام مین فساد برپا کیا یا ذو ثدیہ وغیرہ اشقیا نے قرآن ناطق کی مخالفت پر کمر باندھی تو امام کے انفصال قضایا اور اجتہاد مین کیا نقص پیدا ہو گیا بحث انوار الہدیٰ مین یہ تھی کہ خلفاء ثلثہ نہ علم قرآن جانتے تھے نہ سنت رسول سے واقف تھے نہ انفصال قضایا کر سکتے تھے نہ قدرت اجتہاد رکھتے تھے اور حضرت علی مین یہ جملہ صفات بدرجہ اتم موجود تھین اور اس بحث کو ہمنے معتبر کتب اہلسنت سے ثابت کر دیا

جونکہ تردید اس بحث کی مخاطب صاحب سے ہو سکی تو انہوں نے بمقتضائے حمیت جاہلیت آئمہ دین اور اہل بیت رحمۃ للعالمین کی نسبت کفر بکنا شروع کر دیا بحث او مناظرہ اسکو نہیں کہتے جب بات کا جواب نہ آیا تو ایک پتھر کھینچ مارا گو سمجھنے والے سمجھ گئے کہ مخاطب صاحب اصل معاملہ نقابلیت اصحاب ثلثہ مین تردید کرنے سے عاجز ہو گئے ہین اور نہایت درجہ خجل ہو کر گالیون پر اتر آئے لیکن اس مین اپنا ہی رہا سہا ایمان خراب کیا اور عوام اہلسنت کے نزدیک بھی مورد لعن و طعن ہوئے اگرچہ مخاطب صاحب کے سخت جواب سے انکا ایمان تو خراب ہوا لیکن ہمارا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ متلاشی حق کو آئندہ زیادہ تحقیق کی حاجت نہین گویا اب یہ امر مسلمہ اہلسنت ہو گیا کہ اصحاب ثلثہ مین علم قرآن اور سنت اور سلسلہ امامت و افضلیت قطعاً کاملاً ہرگز نہ تھا اور اسکو مولوی جہانگیر خان جیسے عالم فاضل نے تردید سے قاصر و عاجز ہو کر قبول و تسلیم کر لیا اگر ہماری تہذیب ہمکو مانع نہوتی تو مخاطب صاحب کے فقرات اخیر کا بھی جواب اسی بحر اور اسی وزن مین دیا جاتا لیکن مخاطب صاحب کیطرح ہمکو یہ مدنظر نہین کہ ہماری کتاب کو پڑھ کر کسی شخص یا گروہ کو ایسی ناگواری پیدا ہو کہ نہ آئندہ خود پڑھے نہ دوسرون کو پڑھنے دے **قال** جہانگیر خان صفحہ ۱۹۱ مین ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان مسلمان ہونے سے قبل مشرک تھے اور بت پرستی کرتے تھے علی الاعلان اور قرآن مین صاف حکم ہے انما المشرکون نجس جزاین نیست کہ مشرک نجس ہین پس درحالیکہ خود سہ حضرات چالیس چالیس برس کی عمر تک مشرک رہے اور بوجہ آلائش کفر و شرک کے نجس تھے تو کب ممکن ہے کہ آبا و اجداد طاہر ہوئے ہون الخ اس آیہ شریف کی تشریح مین مؤلف نے بطریق تبرا کے صرف اصحاب ثلثہ کو ہی مشرک و کافر نہین ٹھیرایا ہے بلکہ صاف صاف دیگر انبیا اللہ و جناب رسول اللہ اور حضرت مرتضےٰ کو مشرک اور کافر بنایا ہے دیکھو حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کو لیکر تا حضرت محمد رسولخدا اور حضرت علی کرم اللہ وجہ سے لیکر تا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ اولاد آذر بت تراش سے ہین اور آذر کا مشرک و کافر اور بت پرست ہونا بنص قرآنی ثابت ہے پس بعقیدہ شیعیان یہ جمیع حضرات بھی مشرک و کافر ہوئے **اقول و بہ نستعین** ہمارے مخاطب صاحب کی عقل پر کمال افسوس ہے معلوم ہوتا ہے کہ اردو عبارت کے سمجھنے کی بھی لیاقت نہین جس عبارت انوار الہدیٰ پر

مولف نے اعتراض کیا ہی وہ اثبات فضیلت حضرت مرتضےٰ میں ہی اور رسولخدا سے انکا توحدِ روحانی ثابت کرنیکیلئے حدیث نور کا ذکر کیا گیا ہی جس مین یہ درج ہی کہ فرمایا رسولخدا نے کہ مین اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہین اور نور ہمارا خلق آدم سے چودہ ہزار برس پیشتر خدا تعالیٰ کی حضور مین تسبیح و تقدیس کیا کرتا تھا اور جب خدا تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو نور ہمارا آدم کی پشت مین تعبیہ تھا اور بعد ازان ہم منتقل ہوتے رہے اصلاب طاہرہ سے طرف ارحام طیبہ کی اور شامل رہے ہم عبد المطلب تک بعد ازان نور میرا منتقل ہوا طرف پشت عبد اللہ کی اور مین نبی نکلا اور نور مرتضوی منتقل ہوا پشت ابو طالب مین اور علی وصی اور خلیفہ نکلا اور نور ہمارا کسی پشت مین غیر طاہر مین نہین رہا چونکہ بعض نواصب نے حسب عادت خود کہ اکثر فضائل اہلبیت مین اصحاب ثلاثہ کو بطور موضوعات شامل کر دیا کرتے ہین اس حدیث مین بھی تصرف کیا اور بمقابلہ اسکے ایک حدیث بنائی جسکا ترجمہ یہ ہی کہ مین اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی پیدائش آدم سے ایکہزار برس پہلے خدا تعالیٰ کی روبرو تھے اور جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو ہمکو اسکی پشت مین رکھا اور نہین زائل ہوا بدلنا ہمارا اصلاب طاہرہ سے یہانتک کہ منتقل کیا مجھکو صلب عبد اللہ مین اور ابو بکر کو صلب قحافہ مین اور عمر کو صلب خطاب مین اور عثمان کو صلب عفان مین اور علی کو صلب ابو طالب مین اگرچہ یہ حدیث موضوعہ مقابلہ اُس حدیث کا نہین کر سکتی اور طرز بیان اسکا خود بتا رہا ہی اسکے موضوعی ہونیکا ہی مگر ہمنے اس حدیث کی موضوعیت کو اس دلیل سے ثابت کیا کہ حضرت رسولخدا کی نسبت تو یہ بات ماننے کے قابل ہی کہ آپکے نسب مین کوئی بزرگ مشرک و کافر نہ تھا اور بیشک بموجب مضمون حدیث ہمیشہ انکے نور کا انتقال اصلاب طاہرہ سے ارحام طیبہ کیطرف ہوتا رہا کیونکہ جسطرح نبی شرک و کفر سے پاک و مبرا ہوتے ہین ویسے ہی انکے آبا و اجداد بھی پاک ہوتے ہین اگر انہین سے کوئی کافر و مشرک ہوتا تو رسولخدا انکی اصلاب کو بلفظ طاہر بیان نفرماتے کیونکہ بموجب فرمان الٰہی جملہ مشرک نجس ہین ایسا ہی حال حضرت علی کا ہی کہ وہ بھی یوم پیدائش سے پاک و طاہر رہے کبھی شرک و کفر نہین کیا حالت نابالغی مین مسلمان ہو گئے اور عبد المطلب تک دونو کا نور شامل رہا بعد ازان فقط عبد اللہ اور ابو طالب کی نسبت مشرک ہونے کا ثبوت درکار ہی سو ابو طالب کا مومن کامل بلکہ ولی کامل ہونا احادیث و مرویات صحیحہ سے

پایا گیا ہے اسلیئے حضرت علی کا بھی نور ہمیشہ اصلاب ارحام طاہرہ مین رہا اور وہ حدیث موضوعی اسلیئے
دروغ ثابت ہوئی کہ اسحدیث کے مقابلہ پر اسمین بھی بلفظ اصلاب طاہرہ کا وضع کیا گیا ہی اور خلفاء
ثلثہ کا اصلاب طاہرہ مین رہنا ثابت نہین ہو سکتا انکے آبا و اجداد کے کفر و شرک سے بحث کرنا ہی فضول ہے
کیونکہ وہ خود چالیس چالیس برس کی عمر تک مشرک اور بت پرست رہے بزرگان کے اصلاب کا طاہر ہونا
تو فقط بعادت نور مصطفوی و مرتضوی تھا اور جن لوگون نے اپنی ذات سے چالیس چالیس سن تک
کفر و شرک کیا انکے باپ دادا کس کی رعایت سے موحد او رپاک قرار پا سکتے ہین اسلیئے وہ حدیث
جس مین اصحاب ثلثہ شامل کیئے گئے ہین موضوع ثابت ہوتی ہے بحث صرف یہی تھی مگر ہمارے مخاطب صاحب چونکہ
اس حدیث کے ثابت کرنے سے عاجز ہوگئے تو انہون نے الٹا راگ گانا شروع کیا اس بحث مین کسی جگہ بھی
یہ مطلب تھا کہ جسکے باپ دادا مشرک ہون وہ بھی باوجود مسلمان ہوجانیکے مشرک و کافر رہیگا ہمکو نہایت
درجہ حیرت ہے کہ مخاطب صاحب نے یہ فقرہ کیون لکھا ہی کہ اس مولف نے بطریق تبرا کے صرف اصحاب ثلثہ کو ہی مشرک
اور کافر نہین ٹھیرایا ہی بلکہ صاف دیگر انبیا اور رسول خدا اور علی مرتضیٰ کو تا با امام مہدی کافر اور مشرک ٹھیرایا ہی
مین حیران ہون کہ ہماری مخاطب صاحب کی سمجھ ہی الٹی ہی یا دیدہ و دانستہ اسلیئے کہ عجز ظاہر نہو یہ الٹا راگ گایا ہی
انصاف اسکا منصف مزاجون کے ذمہ ہی آذر بت تراش کا اعتراض مخاطب صاحب نے کرکے جو یہ جتلایا ہی کہ قول
رسول اللہ صلعم کا کہ ہمارے نسب مین کوئی کافر نہین ہوا ہی غلط ہے یہ مخاطب صاحب کی خام خیالی ہی حضرت
ابراہیم کے باپ کا نام آذر نہین ہی تارخ ہی توریت مین بھی تارخ لکھا ہی آذر آپکے چچا کا نام تھا عرفاً چچا پر باپ کا
اطلاق ہو سکتا ہی لیکن چچا کو نسب مین مداخلت نہین ہی علاوہ اسکے جن لوگون کے دلون کو یہ یقین ہی کہ
رسول اللہ ہمیشہ سچ بولتے تھے وہ آذر کے اعتراض کو اس حالت مین بھی کہ اسکو حضرت ابراہیم کا باپ تصور اور
فرض کر لیا جاوے اسطرح رفع کر سکتے ہین کہ ممکن ہی کہ تا پیدائش ابراہیم علیہ السلام آذر مومن و موحد رہا ہو
اور بعد پیدائش ابراہیم کے کافر ہو گیا ہو علاوہ ازین توریت سے یہ بھی ثابت ہی کہ تمام خاندان پدری حضرت
ابراہیم کا خدا پرست تھا اور بوقت رشتہ داری حضرت اسحٰق کے یہ فرمایا کہ مین کافران کنعان کی دختر سے
نسبت نہین کر سکتا ای ایلی آو از تو میری آبائی خاندان مین کہ خدا پرست ہین جا اور نسبت اسحٰق کی کر

اما المخصوص یہ سوا اسکے جناب امیر کے تو والد بھی کافر تھے تو جناب امیر کیونکر طاہر ہوسکتے ہیں اگر کہا جاوے
نہ ہوسکتے تو اسلئے قابل اعتبار نہیں کہ بغیر رسول پر ایمان لانے کے خدا پر ایمان لانا کافی نہیں **اقول**
ہم تو مخاطب صاحب کی سمجھ سے نہایت تنگ ہوگئے خود اس امر کو تسلیم کرچکے ہیں کہ جب حضرت رسول مبعوث
ہوئے تو حضرت علی کی دس برس کی عمر تھی تو ظاہر ہے کہ آپکی بعثت سے پیشتر جو لوگ فقط خدا پر ایمان رکھتے تھے
وہ موحد کامل الایمان تھے پس اگر اس قول کو بطور فرض محال مان بھی لیا جاوے کہ نعوذ باللہ حضرت ابوطالب
رسول اللہ پر ایمان نہیں لائے تو بھی تا پیدائش حضرت علی کے حضرت ابوطالب کا موحد کامل الایمان ہونا
ثابت ہے اور نسب میں ضرورت کفر و ایمان قبل از ولادت پسر کے ہوتی ہے اگر خدا نخواستہ بعد پیدائش حضرت
علی کے حضرت ابوطالب مشرک بھی ہو جاتے تو تا وجہ مقصود نہ تھا مگر ہم کتب اہل سنت سے ولایت حضرت
ابوطالب و عبد المطلب کی ثابت کرسکتے ہیں مدارج النبوۃ محدث دہلوی سے ثابت ہے کہ عبد المطلب اور
ابوطالب ماں پیدائش سرور عالم ثبت جانتے تھے کہ یہ ایک نبی آخر الزمان ہے اور انسے اکثر خرق عادات ظاہر
ہوئی ہیں اور یہ دونو بزرگ مستجاب الدعوات تھے اشعار و قصائد ابوطالب کے تعریف آنحضرت و مدح دین
اسلام و حمد الٰہی میں مشہور ہیں اور انمیں مذمت قریش اور اصنام کی درج ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی
مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ محمد بن اسحاق نے کہ فن سیر میں امام ہے قصیدہ حضرت ابوطالب کی ستر
بیت لکھی ہیں کہ وہ تمام حمد الٰہی و نعت رسالتپناہی اور مذمت قریش اور دین قریش و ترغیب طاعت
وادعان و قبول آنحضرت صلعم میں ہے شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں کہ ابوطالب بزعم اہلبیت مسلمان
بود و بوجہ عدم اظہار اسلام ابوطالب مومن و محقق ہی جان سکتے ہیں عوام کو اسکی اطلاع نہیں ہے اس زمانہ
میں مشرکین قریش نہایت درجہ عداوت آنحضرت سے رکھتے تھے اور ہمیشہ درپے ایذا و اضرار آپکے رہتے تھے
مگر حضرت ابوطالب کا لحاظ اور رعایت بدرجہ غایت کرتے تھے اسلئے حضرت کو کسی قسم کی ایذا نہ پہنچا سکتے تھے
اور کفار کو جو رعایت اور لحاظ حضرت ابوطالب کا تھا وہ صرف اسلئے تھا کہ انکو غلطی سے اپنا ہم مذہب جانتے تھے
پس اگر اسلام ابوطالب کا بھی اعلان ہو جاتا تو پھر کفار کو انکا لحاظ مطلق نہ رہتا اور پھر کوئی ذریعہ حضرت
کے امن کا نہ تھا **قال الناصبی** ہاں اس موقعہ پر دلیل کہ جو مسلمہ فریقین ہے اور بھی بیان کیجاتی ہے

کہ جب جناب امیر نے اسلام قبول کیا تو عمر انکی دس برس کی تھی اس سے پیشتر جناب کا بہرحال کوئی نکوئی
تو مذہب ہووہیگا جب باعتقاد شیعیان قبل از قبول اسلام جناب امیر بھی کافر تھے تو نذر ہوا کہ نجس
ہون اور جناب کی اولاد بھی عیاذاً باللہ نجس ہوئی **اقول** دس برس کی عمر ایام نابالغی کہلاتی ہی اور اس
عمر کا کافر کا بچہ بھی مومن ہوتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے گلستان بھی نہین پڑھی سعدی صاحب نے حدیث
لکھی ہی کل مولود یولد علی الفطرت الخ یعنی ہر بچہ طریق اسلام پر پیدا ہوتا ہی جب بڑا یعنی بالغ ہوجاتا ہے
تو اسکے مان باپ خواہ اسکو یہودی بناوین یا نصرانی یا مجوسی تو یہ امر تو آپکا ہی مسلمہ ہی کہ قبل از بلوغ آپ
مسلمان ہوگئے پھر انکو کافر کہنے والا خود کافر ہے اور انکو نجس کہنے والا نجاست کی پیدائش کیونکہ حدیث
صحیح مین وارد ہی کہ کوئی ولد الحلال دشمن اہلبیت نہین ہوسکتا اور کوئی ولد الزنا محب اہلبیت نہین ہوتا
علاوہ اسکے حضرت علی قبل از بعثت بھی حضرت رسولخدا کی تکفل پرورش و رحصانت مین بھی ایام طفولیت
سے ہی والدین سے جدا ہوگئے تھے تو ظاہر ہی کہ قبل از بعثت جو مذہب رسولخدا کا تھا وہی مذہب حضرت علی
کا تھا بڑے شرم کی بات ہی کہ چالیس چالیس برس تک سور اور شراب کے کھانے والے اور بت پرستون
مشرکون کا الزام معصوم بچون پر لگاتے ہین اگر خدا کا خوف نہین تو دنیا کے لوگونکی تو شرم کی ہوتی
کہ آٹھ آٹھ دس دس برس کے بچون کا مذہب قائم کرتے ہو اور چالیس چالیس برس کے ادھیڑون کا کہ لطف
زندگانی سفاح جاہلیت مین بسر کر چکے مذہب چھپاتے ہو اور طرہ یہ ہی کہ بحث کچھ ہی اور راگ کچھ گاتے
ہو جو لوگ باغیرت ہوتے ہین اور وہ کسی امر کی تردید اور جواب سے قاصر و عاجز رہتے ہین تو اسکو تسلیم
کرلیتے ہین اور اگر تسلیم کرنے مین شرم آتی ہی تو اسکا ذکر ہی نہین کیا کرتے آپ عجیب باحمیت شخص ہین
کہ اصل بحث کو شروع کرکے اول قول کہنے لگے ہو تاکہ اصل بات کسی پر ظاہر نہوسکے مگر سب کے سب آپکا
سا ہی ذہن رسا نہین رکھتے وہ تو آپکی کتاب پڑھتے ہین ضرور منتظر ہونگے کہ مولویصاحب اصل بحث
کا کیا فیصلہ کیا ہی اور حدیث موضوعی کو کن دلائل سی صحیح ثابت کیا ہی **قال الفاضل المخاطب** ؛
لطیفہ اب ہم جناب مولف صاحب سے یہ بات دریافت کرتے ہین کہ آپکے باپ دادے بھی سب کے سب نابھی تھے
اور نابھی شیعون کے نزدیک یقیناً کفار یہود و نصاریٰ سے بدتر ہوتے ہین تو آپ بھی مصداق اس شعر کی

دشمنون کے ہین یا نہین **شعر** نجس العین کہ بود طاہر ✤ سگ و خوک است و میت کافر ✤ پس بموجب
عقائد شیعو نکے آپ بھی نجس العین ٹھہرتے ہین مثل فلان و فلان کے **اقول** فلان فلان سے اگر مراد آپ کی
شیخین رضی اللہ عنہما سے ہی تو آپ خود سمجھ سکتے ہین کہ تینے رسولخدا کی مخالفت نہین کی انکے اہلبیت کا دشمن
نہین انکا حق غصب نہین کیا تو مین مثل انکے کسطرح ہو سکتا ہون حضرت مولویصاحب آپنے لطیفہ
اسکا اٹہا لکہا بحث گذشتہ کا مطلب یہ نہ تھا کہ اصحاب ثلثہ کے بزرگون مین کافر و مشرک تھی تو اسوجہ سے
وہ بھی نعوذ باللہ بقول آپکے کافر و مشرک ہو گئی بلکہ بحث یہ تھی کہ نبی اور امام کے نسب مین کوئی مشرک نہیں
ہوتا نہ کبھی وہ مشرک ہوتا ہین اصحاب ثلثہ کے بزرگون کی نسبت تحقیقات کفر و شرک کے کرنا فضول ہی
کیونکہ جب وہ خود چالیس چالیس برس کی عمر تک قبل مسلمان ہونیکے مشرک رہی تو بزرگ انکے انکی برکت سے
کیسے معصوم رہتے مگر آپکی تو سمجھ ہی ماشاء اللہ سائی کی بنی ہوئی ہی آپ اسکو اثنا سمجھے لیکن ہم الٹی سمجھ والون
کو سمجھا دیتے ہین اسکو یسے سمجھیے کہ مثلاً آپ کے باپ دادا کافر و مشرک یا منافق تھے تو ایک آپ تک انکی
نجاست کا اثر اسوقت تک نہین آسکتا کہ جبتک آپ بھی موجب انکے طریقہ کے کافر و مشرک یا منافق نہ ہو
جاوین اور اگر آپ ایمان قبول کرین تو اسلام البتہ نجاست کو دور کرتا ہی ناصبیت کا الزام جو میرے بزرگون پر
آپنے لگایا یہ آپکی تہذیب ہی ممکن تھا کہ مین بھی اسی طرح پیش آتا لیکن چونکہ وہ مسلک کم ظرفون کا ہی اور
رذیل قومون پر ہی ایسی لغویات ختم ہین اسلئے ہمنے اسکو آپ پر ہی چھوڑا لیکن اسقدر اطلاع دینا ضرور ہے
کہ بحمد اللہ میرے باپ دادا مین سے کوئی ناصبی نہین ہوا بلکہ وہ نواصب اور وہابیون وغیرہ پر ہمیشہ لعنت کرتے
تھے اور دشمنان اہل بیت کو کافر سمجھتے تھے کیونکہ وہ اہلسنت و جماعت تھے آپکی طرح لامذہب وہابی نہ تھے کہ
اہلبیت نبوی کے دشمن ہون لیکن مجھے آپسے ایک مسئلہ دریافت کرنا ہی اور چونکہ آپ اپنے آپ کو بلقب مولوی
لکھتے ہین اسلئے یقین ہی کہ آپ جواب استفسار سے درگزر نکرینگے **مسئلہ قدوری** فقہ حنفیہ مین یہ مسئلہ
درج ہی کہ سور اور آدمی کی کھال نجاست مین برابر ہین کہ یہ دباغت سے بھی پاک نہین ہوتی پس کیا یہ عوام
آپکے ہم مذہب اور ہم مشربون پر حاوی ہی یا آپکے علماء و صلحاء پیر وغیرہ اس سے مستثنے ہین اور اگر وہ بھی اس
حکم مین داخل ہین تو نماز اور عبادات آپ کی کسطرح قبول ہو سکتی ہی اور نیز جسکی کھال نجاست مین مثل خوک

ہے ہو تو اسکا گوشت اور دیگر اعضا یعنی دل وغیرہ بھی خوک کے ہی گوشت اور اعضا کی مانند نجس العین ہوگا
یا اسکا وہ حکم ہے اور نیز بشرطیکہ اسکے اعضا اور گوشت بھی مثل کھال کے نجاست مین خوک کے اعضا اور گوشت
کی برابر ہون تو بحالت زندگی بھی مثل خوک کے کہ وہ زندہ بھی نجس العین ہے یہ بھی نجس العین ہوگا یا نہین اگر
نہوگا تو اسکی وجہ ارشاد ہو اور جبکہ آپ مثل خوک کے نجس العین تسلیم کرلین تو انکے دخول فی المساجد اور دخول
فی الحرمین کی نسبت کیا فتویٰ ہے بینوا وتوجروا **اما قولہ** اس مقام پر توضیح اس امر کی بھی کرنا ضرور سمجھا گیا کہ جب
شیعہ کسی بد نصیب نری سنی کو اپنے مذہب مین داخل کرتے ہین تو وہ بیشتر اس سے اسکے آبا و اجداد و پیشوایان سنت
میں ایک ایک کا نام اور لقب عمدہ پیشہ بلا کر تبرا و لعنت کرواتے ہین الی آخر الہزلیات **اقول** یہ قول آپکا
کسی قدر صحیح ہے اور کسیقدر غلط ہے اصل یہ ہے کہ جسکے آبا و اجداد مین دشمنان خدا اور رسول اور معاندان اہلبیت
رسالت ہون جیسے کوئی صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا سفیانی یا مروانی مذہب حق قبول کرے تو البتہ بموجب
عقیدہ مذہبی یہ فرض ہوگا کہ خود قبیلہ کے اس گروہ پر لعنت کرے جسکا دشمن خدا یا دشمن رسول یا دشمن اہلبیت
ہونا ثابت ہو اگر وہ نسب کی رعایت کریگا تو ایسا ہی مسلمان سمجھا جاویگا جیسے آپکے بعض اصحاب کہ کشتگان
احد و بدر و معرکہ کربلا کے بعد بھی انکے دلون سے نہ گیا اور مومن اور مسلمان کا فرق بھی اتنا ہی ہے کہ مومن بحق
وہ ہے کہ رسول اللہ کو اپنے نفس سے انکی اولاد کو اپنی اولاد سے انکے بزرگون کو اپنے بزرگون سے اولی سمجھے اپنی
خوشی پر انکی خوشی کو اپنے غم پر انکے غم کو مقدم سمجھے اور مسلمان وہ ہے کہ جب تک زور نہ دیا ہو ا مطیع ہے جسوقت
موقع ملا کیسے رسول اللہ کیسے نسبت اپنے نفس کو رسول اللہ سے بہتر اپنی اولاد کو انکی اولاد سے اپنے سردار کو
مقدم کرین موقع لگے تو نبی کا گھر لوٹ لین انکے حقوق غصب کرلین انکی اطاعت کیجگہ انسے اطاعت
کرا دین لیکن اگر موقع نہ ملے خفیہ زہر دیکر ہلاک کرڈالین کوئی موقع ملے تو نبی زادون کو بھوکا پیاسا ذبح کردین
اور نام کی مسلمان تو حضرت سلامت ایسی مسلمانی پر تو ہزار لعنت ہے اور اس مشرب کا اگر باپ بھی ہو تو اسپر مومن کو
صد ہزار لعنت بھیجنا واجب و فرض ہے اگر معاندین اور سفہا کے ملامت کرنے سے کوئی شخص ایسے بزرگون کا خیال
کرے تو وہ بھی مثل انہین منافقون کے ہے اور کفار مین جو قرابتدار سمجھے جاتے تھے اسکی وجہ یہی تو تھی کہ دنیا
[illegible] دیتے تھے اور دین اسلام کی خوبیون سے غافل ہو کر آخری جواب انکا یہی ہوتا تھا

که باپ دادا ہمارے بت پرستی کرتے آئے ہین ہم کسطرح انکا طریقہ چھوڑ دین یا آجکل کے سے سُنّی کہ یہ
سمجھتے ہین کہ باپ دادا تو ہمارے دشمن اہلبیت تھے انکے دوست کیسے ہوجاوین بس جو شخص ایمان سے تعلق
رکھتا ہی وہ بے دین باپ دادا سے ضرور تبرّا کریگا اور جسکے دلمین ایمان نہین وہ ضرور اپنے کفار باپ دادا
کو رسول اللہ اور اہلبیت پر ترجیح دیگا پس جس شخص کے باپ دادا دشمن اہلبیت تھے وہ نماز مین بھی انکے لیے
مغفرت طلب کریگا اور خداوند تعالی اس مومن کی خاطر سے اسکے گنہگار باپ دادا کو بخشدیگا اور جس کے
باپ دادا دشمن اہلبیت تھے اور وہ مومن ان سے سخت متنفر اور بیزار نہین ہی تو وہ ہرگز مومن نہین اور اگر متنفر ہی
اور انپر لعنت کرتا ہی تو مورد رحمت الٰہی ہوتا ہی کیا تمکو معلوم نہین کہ خدا تعالی نے زمانہ رسول خدا مین مومنین
کو منع کیا تھا کہ اپنے والدین مشرکین کی مغفرت طلب نہ کرین حالانکہ وہ زمانہ جاہلیت مین تھے اور ان پر
حجت رسالت ختم ہوئی تھی اور جو لوگ کہ بعد اتمام حجت رسالت خاندان رسالت سے برگشتہ ہوگئے اور معاند
اہلبیت نبوی کے دشمن ہوگئے خواہ وہ صحابی ہون یا تابعی یا زمانہ مابعد کی پیدائش ہین کسیطرح قابل رحمت
نہین ہین بلکہ حق مومن کا یہی ہی کہ انکے اوپر ہر دم لعنت کرے اور جو شخص نہ کرتا بلکہ ایمان کے لحاظ سے لب
وہ ہرگز صاحب ایمان نہین اسلئے جب کوئی اہلسنت وجماعت سے شیعہ ہوگا تو البتہ اسکو لازم ہوگا کہ اپنے
باپ دادا استاد وغیرہ پر لعنت کرے کیونکہ انکی عداوت حق اہلبیت مین ثابت ہی **قال** المولوی جہانگیر خان
صفحہ ۲۰۵ مین مولف بڑے دعوے کے ساتھ لکھتے ہین کہ ایک ثلث قرآن مناقب اہلبیت مین نازل ہی منجملہ انکے
بعض آیات ذیل مین درج کی جاتی ہین اسکے بعد فہرست ہی جس مین بیس آیتون کے نمبر دیے جاتے ہین اور
ان آیات مین سے اکثر تو غلط مین کہین کا پاؤن کہین کا سر کہین کا مبتدا ہین کی خبر غرض ایسی فہرست کے
خانہ ثبوت مین مولف نے بہت کتابون کے نام ڈالے ہین تاکہ شیعہ لوگ سمجھین جناب فضیلت مآب شیخ احمد
صاحب بڑے ذی دل مولوی ہین جنہون نے جھگڑون کتابین اہلسنت کی ڈھونڈالی ہین اور ان سے فضیلت جناب امیر
کی ثابت کی ہی **اقول** و نستعین اس اعتراض مولف کے کئی جزو ہین لیکن عبارت طویل اور مطلب قصیر ہونیکی
وجہ سے بخوف طوالت اسموقعہ پر پوری نقل نہین کی گئی اول اعتراض یہ ہی کہ اہلبیت پیغمبر کی شان مین کوئی
آیت نازل نہین ہوئی اگر تقدیر پارہ دو پارہ کے بھی ثابت کیا جاوے تو ہم جانین دوسرا اعتراض یہ ہی کہ شیعہ علم

سے علی العموم بے بہرہ ہین سنیون کے حجام و قصاب بھی یہ صاحبون سے اعلم ہین اور شیعون کے علما بھی قواعد
بغدادی صحیح نہین پڑھ سکتے اور منجملہ آیات مستدلہ کے ایک آیۃ و لکل قوم ہاد حضرت علی کی شان مین نازل
ہونا غلط ہے اور حضرت علی تو بوجہ گم کردینے قرآن کے گمراہ کرنیوالے ہین نہ کہ ہادی اور پھر یہ زبانطعن
لکھا ہے دربارہ خروج و ظہور مہدی علیہ السلام اور اعجاز قرآن اب ہم ہر امر کا جواب مفصل عرض کرتے
ہین اوائل اعتراض مین جو نسبت فہرست آیات اعتراض کیا گیا ہے اس سے لغویت معترض کی ثابت ہے
اگر کہین غلطی ہوتی تو مخاطب صاحب درگذر کیون فرماتے اور اگر اظہار غلطی کی مولف مین لیاقت نہتی
تو یہ دوسری خطا ہے کہ باوجود عدم تمیز صحت و غلط کے کیون اعتراض کیا اور اُسکو ثابت نہ کیا تو تیسری
خطا ہے اور جو کچھ اعتراض نسبت حوالہ کتب درج ہے تو ظاہر ہے کہ علم و فضل مین حصہ مشائخ سادات کا ہے اگر حجام
قصاب کی سند کرین تو فضول ہے یہ بھی انگریزی عملداری کی بدولت ہے کہ حجام و نداف بھی عربی
پڑھ کر مولوی کہلانے لگے ورنہ بادشاہی زمانہ مین کیا مجال تھی کہ باؤ سپارہ سے زیادہ پڑھ سکین نسبت
عقل و فضل علماء شیعہ ایسے پوچھنا چاہیے کہ جو علم سے بہرہ رکھتے ہین کہ تمام علوم و فنون کے موجد شیعہ
ہوئے ہین جاہلون اور کم علمون کو اسکی کیا خبر ہے جنہون نے کتب درسیہ علوم عربیہ کی پڑھی ہین ان سے
دریافت کرنا چاہیے کہ انمین شیعون کی کسقدر تصنیفات ہین اور اسلام مین ابتدا سے تا ایندم جس قدر
فضلاء علامہ کے لقب سے مشہور ہوئے ہین انمین کتنے شیعہ ہین اور کتنے غیر شیعہ ہین نسبت قواعد بغدادی
جو ارشاد ہوا ہے کہ علماء شیعہ اسکو بھی صحیح نہین پڑھ سکتے اسکی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ شیعہ بوجہ نحوست بغداد
کہ نحس ترین ارض ہے اس سے بھی تبرا کرتے ہین اگر آپ ابتدائی صرف و نحو و منطق کی بھی کوئی کتاب پڑھ
لیتے تو آپکو علماء شیعہ کے علم و فضل کا حال معلوم ہو جاتا ورنہ بے علم آدمی علم کی لذت سے کب واقف ہو سکتا ہے
وہی نقل ہے چہ داند بوزنہ لذات ادرک۔ نسبت قرأت نماز شیعہ جو ارشاد ہوا ہے کہ شیعہ سُنی کو دیکھنا زمین
بہت منہہ بگاڑتے ہین اور زبان کو بھی توڑتے ہین جیسے کوئی ڈوبہ ہین ڈالکر لنگر ملکھم آتا ہے یہ کیفیت بہتیک
ہزار درجہ اس سے بہتر ہے کہ فقط طبلہ اور سارنگی کی ہی کسر رہجاتی ہے اور باقی سب سامان نغمہ و سرود کا
سنیون کی نماز مین موجود ہوتا ہے جسکی نسبت حدیث صحیح مین وارد ہے کہ آخری زمانہ مین ایک گروہ

شیطانی قائم ہوگا کہ قرآن کو آگ کی مانند پڑھینگے اور وہ اہل نار سے ہیں کذا فی المشکوٰۃ اور یہ امر تو البتہ
درست ہی کہ کلاونت یا ڈوم کو کسی بے نغمہ سنج کا کلام کیون خوش معلوم ہوگا کیسا ہی عالم وفاضل ہوگا ڈوم
کے آگے تو اسکے سیر ایسی ہی ہونگے جیسے ڈھیڑین لنگر کھڑ کھڑا اوی نسبت عدم تحصیل علم سادات جو کچھ ارشاد ہوی
وہ سر ماننے کی قابل نہین واقعی سادات نے عبرت پکڑنی چاہیے کہ گردش ایام سی اب وہ زمانہ آیا ہی کہ جنکی
سفاد نیت نے کبھی علم کا نام بھی نہین سنا تھا اب وہ صاحب تصنیف بنتے ہین جنکے بزرگون نے یا دسیپارہ
سے لیکر جو زیادہ پڑھ لینے پر محتسبون کے درے کھائے تھے اب وہ مولوی اور حافظ کہلاتے ہین سادات
عظام کے لیے واقعی نہایت تاسف کا واقعہ ہی کہ ذریت اور اولاد رسول ہوکر علم حاصل نکرین اور حجام وندا
مولوی وفاضل کہلاوین اور سادات کہ افصح العرب تھے غضب نہین کہ ہندی اقوام انکے مخارج حروف
پر طعنہ زن ہون نظر بحالت فی الحقیقت یہ شعر نہایت موزون ہی اور حسب حال ہی شعر ٭ بیر جیتنہ ہو
کیونکہ کلچڑی گئی ہی ٭ حضور بلبل بستان کرے نوا سنجی ٭ انسان اپنی حالت کو بہت جلد بھول جاتا ہی ہمارے
دیکھتے دیکھتے ہندوستان کی رذیل اقوام سلام علیک کی جگہہ سلاملیکا و غیر المغضوب کیجگہہ گیر المگدوب
کہا کرتے تھے اب گردش ایام سی جابجا مولوی اور حافظ اور قاری کہلانے لگے مگر شرفا کو افسوس ہی کہ
انکے طعنون پر بھی عبرت نہین آتی مخاطب صاحب جو یہ فرماتی ہین کہ اہلبیت علیہم السلام کی شان مین
ایک یا دو پارہ ہی نازل ہونا ثابت کردو ہم کہتے ہین کہ کل قرآن ہی اہلبیت پر نازل ہوا ہی رسول خدا کیا
اہلبیتؑ سے باہر ہین اور اہلبیتؑ کیا قرآن سے جدا ہین خود رسول فرماتے ہین لن یتفرقا حتی یردا علی
الحوض یعنی قرآن اور اہلبیت میرے بعد ہرگز جدا نہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچین اور
پھر فرماتے ہین القرآن مع علی وعلی مع القرآن جناب علی مرتضیٰؑ آپکے ہم مشربون سی صفین مین فرماتے
ہین یہ قرآن جسکو تمنے نیزہ پر نصب کیا ہی قرآن صامت ہی اور مین قرآن ناطق ہون اور یہ سب
روایات متواترہ اہلسنت کی ہین اگر آپکے ممدوحین پر یا انکے گھرون مین قرآن نازل ہوتا تو آپ کا یہ
سوال بجا تھا کہ اہلبیت کی شان مین کوئی آیۃ نازل نہین ہوئی جسقدر آیات ہمنے انوار الہدیٰ مین
درج کی ہین وہ کئی پارون کی برابر ہین اور ثبوت اس امر کا کہ وہ آیات بموجب مرویات اہلسنت حضرت

علی کی شان مین نازل ہین ہر ایک کے محاذ لکھدیا ہی مگر افسوس یہ ہی کہ مولف صاحب کو اپنے مذہب کی
کتب سے بھی آگاہی نہین خانہ ثبوت مین جابجا تفسیرون کے نام کتب احادیث کے نام درج ہین جس پر
مولف صاحب تحریر فرماتے ہین کہ کسی تفسیر کا حوالہ نہین دیا اسمین مین سخت مجبور ہون کہ اردو کی تفسیر
مجھکو ملی کہ مین اسکا حوالہ درج کرتا لیکن مخاطب صاحب کو یہ لازم تھا کہ کسی عالم سے فہرست انوار الہدے کو
دیکھکر اطمینان کرتے خود ہی جواب دینے کی مبادرت نکرتے آیت نمبر اول مندرجہ فہرست انوار الہدی
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الخ جسکو فخر رازی نے اپنی تفسیر مین تین طرق سے اور ثعلبی نے عبد اللہ ابن عباس سے
اور سیوطی نے درمنثور مین طرق خطیب عبد الرزاق عبید بن حمید و ابن جریر و ابن مردویہ و ابن ابی
حاتم و ابن عساکر اور ابو الشیخ سے عبد الرزاق ابن مردویہ ابن جریر اور خطیب نے ابن عباس سے طبرانی نے
اوسط مین حضرت عمار بن یاسر سے ابو حاتم نے اور ابن عساکر نے سلمہ بن کہیل سے ابن جریر نے مجاہد سے
اور نیز ابن جریر مذکور نے سدی سے اور عتبہ بن حکم سے اور ابن مردویہ نے بطریق کلبی ابن عباس سے بتوسط
ابن صالح طبرانی نے ابو نعیم نے ابن مردویہ نے ابی رافع سے روایت کی ہی کہ یہ کہ شان مین حضرت علی
مرتضی کی ہی اسی طرح ہر آیت کے محاذ مین ہمنے حوالہ تفاسیر معتبرہ و احادیث صحیحہ اہلسنت کا دیا ہی مگر یہ
معلوم کہ مخاطب صاحب اس سے زیادہ اور کیا توضیح چاہتے ہین عام روایات ملاحظہ فرمائے کہ شیخ ابن حجر
صواعق محرقہ مین خود لکھتے ہین واخرج الطبرانی وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال ما انزل اللہ یا ایہا
الذین آمنوا الا وعلی امیرہا وشریفہا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد صلعم فی غیر مکان وما ذکر علیا الا
بالخیر + اور روایت کی طبرانی نے اور ابو حاتم نے ابن عباس سے کہ کہا انہون نے کہ نازل نہین فرمایا
خدائے عز و جل نے کسی جگہہ یا ایہا الذین آمنو مگر یہ کہ علی مرتضی امیر و شریف ترین مخاطبین کے ہین
اور تحقیق کہ بہت مقامات پر خدائے عز و جل نے عتاب فرمایا اصحاب محمد پر مگر حضرت علی کہ انکا ذکر خیر کی ساتھ
ہی کیا ہی تو اب شمار کیجیے آیات یا ایہا الذین آمنو کو اور نکال دیجیے امین سے آیات عتاب کو جو اصحاب ثلثہ
وغیرہ کی شان مین ہین اور پھر حساب کیجیے کہ کے سیپارون کی برابر ہوتی ہین واخرج ابن عساکر عن
ابن عباس قال ما نزل فی احد من کتاب اللہ ما انزل فی علی واخرج عنہ ایضا قال نزلت فی علی ثلثمائۃ آیۃ

یعنی روایت کی ابن عساکر نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے کہ جسقدر آیات قرآن پاک کی حضرت
علیؑ کی شان مین نازل ہوئی ہین اتنی کسی کی شان مین نازل نہین ہوئی ہین اور دوسرے یہ روایت بھی
ابن عباس سے ہی کی ہی کہ حضرت علیؑ کی شان مین تین سو آیات نازل ہین۔ ابھی دیگر حضرات اہلبیت
علیحدہ ہین کہ جنکی شان مین بالاجتماع سورتین کی سورتین مثل سورہ دہر و سورہ والفجر وغیرہ نازل ہین
اگر حساب لگایا جاوے تو بیشک ایک ثلث قرآن اُن حضرات کی شان مین نازل ہی منجملہ آیات مندرجہ
فہرست انوار الہدیٰ کے مخاطب صاحب نے آیۂ ولکل قوم ہاد کے لکھا ہی کہ حضرت علیؑ کی شان مین نازل نہین
ہوئی اور لفظ ہادی اُنسے مراد نہین حالانکہ سیاق آیت خود شاہد ہے کہ انما انت منذر ولکل قوم ہاد مین بلفظ
انما مفید حصر ہی جسکے یہ معنی ہوئے کہ تو تو ڈرانیوالا ہی اور ہر ایک قوم کیلئے ایک ہدایت کرنیوالا ہی ہمارے مخاطب صاحب
ہم جانتے ہین کہ حافظ ابو نعیم اور اُنکی کتاب ما انزل من القران فی علی کو جانتے بھی نہونگے ایسا ہی تفسیر ثعلبی کا
نام بھی نہ سُنا ہوگا کیونکہ یہ دونو عربی زبان مین ہین مگر شاہ ولی اللہ جن سے وہابیون کو حسن عقیدت ہی اور اُنکی
تصنیفات تبرکاً پڑھتے ہین اگرچہ اُنکی کتاب ازالۃ الخفا فارسی مین ہی مگر ہم آزمایش کر چکے ہین کہ جو لوگ برای نام
مولوی کہلاتے ہین اُنسے پڑھی نہین جاتی مگر چونکہ وہابیون اور ناصبیون کے نزدیک قرآن ثانی ہی اسلیے
مخاطب صاحب پر اتمام حجت کیلئے اُس سے زیادہ اور کسی کتاب کا حوالہ دینا مناسب نہین جانتے ہین اسلیے ہم مخاطب
صاحب کو توجہ دلانے مین طرف اُنکی قرآن ثانی یعنی ازالۃ الخفاء عن خلافت الخلفاء کے مقصد دوم کے صفحہ
۲۶۲ کی سطر ۱۰ و ۱۹ مطبوعہ مطبع بریلی کی طرف اخرج الحاکم عن علی فی قولہ تعالیٰ انما انت منذر ولکل قوم ہاد
قال علی رسول اللہ المنذر وانا الہادی یعنی روایت کی ہی امام حاکم نے حضرت علی مرتضیٰ سے قولہ تعالیٰ انما انت منذر
ولکل قوم ہاد کہ فرمایا حضرت علی مرتضیٰ نے کہ رسول اللہ منذر ہین اور مین ہادی ہون پھر فرماتے کہ مخاطب صاحب کا
انکار محض براہ تعصب ہے یا نہین اب ناظرین با انصاف مخاطب صاحب کے ایمان کی نسبت فتویٰ دین کہ باوجود بے علمی
کے ایسے معاملات مین اپنی رائے ناقص سے بلا کسی ثبوت کے انکار کر دینا حد تکفیر کو پہنچتا ہی یا نہین اگرچہ جہلا بوجہ
بے علمی معذور ہوتے ہین لیکن ایسے مسائل مین اُنکو دخل دینے کی کیا ضرورت تھی جسمین ایمان پر صدمہ پہنچتا ہو کیا
عمدہ کسی کا قول ہی کہ نیم ملان خطرۂ ایمان مخاطب صاحب کا بعد ترجمہ آیت یہ لکھنا کہ دیکھو اسمین حضرت علیؑ کا ذکر کہان ہے

بالکل ایسا ہی جیسا کوئی بیوقوف بوجہ عدم اندراج نام کے یون کہے کہ ہمین محمد رسول اللہ کا نام کہان ہی اجی حضرت
آیات کا نشان نزول قرآن کے ترجمہ مین نہین ہوا کرتا اور اگر مترجم قرآن کو پڑھکر مفسر بنجایا کرین تو پھر علما کو کون
پوچھے پھر تو سارے کٹ ملان ملک اسلام کو زیر و زبر کر دین علما نامدار نے خدا اُنپر رحمت کرے بہت ہی خوب کام کیا ہی کہ
دقیق کتابون کے ترجمے اُردو مین نہین کئے ورنہ یہ کچ بیندے ملان تو عوام الناس کے ایمان کا تسمہ لگا ہوا بھی نچھوڑتے
بھلا اس غضب کا کہین ٹھکانا ہی کہ کہین سے ترجمہ قرآن کا اُردو مین ملگیا ہی جو امر کہ اُس ترجمہ مین درج نہین وہ گویا
کسی کتاب مین مذکور نہین ہی۔ بعد از ان مخاطب صاحب نے پھر وہی اپنے تکیہ کلام کا اعتراض درج کیا حضرت علیؑ تو تمام
قومون کے گمراہ کرنیوالے ہین کہ اُنہون نے اپنا جمع کیا ہوا قرآن غائب کرڈالا معلوم ہوتا ہی کہ مخاطب کو اپنی اعتراض پر
بہت ہی کچھ ناز ہی اور جس مقام پر مؤلف صاحب عاجز ہو کر گھر جاتے ہین وہان سی اعتراض کو اپنی جان بچانیکا قلعہ
بناتے ہین حالانکہ اس اعتراض سی زیادہ پوچ اور نکمّا اعتراض ہوگا کہ اپنا الزام امام پر لگاوین قومونکا گمراہ کرنیوالا
وہ شخص ہی جس نے تمسک ثقلین کا انکار کیا رسولخدا کی روبرو کیا پھر تمام امت کو اغوا کرکے قرآن و اہلبیت پیغمبر سے
منحرف کیا۔ پھر اصلی قرآن کو قبول نکرنے دیا اور اپنی طرف سی قرآن غلط مرتب کرکے جاری کیا اور اہلبیتؑ کی
تقلید سے لوگون کو روکا یہ کیا انصاف ہی کہ امت کا گناہ نوح علیہ السلام پر اور گروہ ثمود و عاد کا الزام ہود اور
صالح پر اور یہود یونکا الزام حضرت ذکریا و یحییٰ علیہ السلام پر لگایا جاوے۔ مخاطب نقل تو مت کرو جیسے نکٹون نے
ناک والونکو براہ بیش بندی کہنا شروع کیا کہ یہ ناک والے آئے یہ واقعہ تو ایسا تھا کہ بوجہ شرم و ندامت تمکو زبان سے
بھی نکالنا واجب نتھا بعد اسکے پھر آپنے اپنا معمولی دس مرتبہ کا لکھا ہوا اعتراض کہ امام مہدی قرآن جاری
کرینگے اور تمام ناصبی یعنی اہلسنت قتل کروا ڈالے جائینگے بے کھٹکے مومن اور مومنات متعہ کرینگے۔ تحریر فرمایا
جسکے جواب متعدد مقامات پر ہم دیچکے ہین اور اب بھی آپ کی خدمت کرنیکو موجود ہین اوّل تو آپنے جو ناصبیون
کو معبر بہ اہلسنت کیا ہی تو فرمائے کہ کیا واقعی ناصبی اور سنی ایک ہی فرقہ ہی یا آپنے حمایت بہم پہنچانیکے لئی براہ
دغا و فریب اپنے آپ کو اہلسنت سی تعبیر کیا ہی اور یہ جو آپنے تحریر فرمایا ہے کہ مومنین و مومنات مین بے کھٹکے
متعہ جاری ہوگا اس بارہ مین مین آپ کو دوسری خوشخبری یہ سناتا ہون کہ مومنین کو علاوہ مومنات کے
مسلمات سی بھی متعہ کرنا جائز ہے اور یہ تو غور فرمائے کہ جیسے حالات اُس زمانہ کے آپکے عرفا اور علمار نے لکھے

ہین کہ ایک ایک مرد کے پیچھے ستر ستر عورت ہونگی اور مثل بہایم کے سڑکون پر مسلمین و مسلمات زنا کرتے ہونگے تو اس کیفیت سے تو مومنین و مومنات کا متعہ کرنا ہزار درجہ بہتر ہے پھر کیا وجہ ہے کہ آپ نے پہلے اپنے گریبان مین منہہ ڈالکر نہین دیکھا اور دوسرون پر معترض ہونے لگے پھر آپنے بحوالہ ہماری کتاب کے صفحہ ۱۲۵ سے یہ لکھا کہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت کے جمع کئے ہوئے قرآن سے اغماض کیا تو حضرت علیؑ کل قوم کے گمراہ ہونیوالے ہوئے نہ کہ ہادی بھلا حضرت مین آپ سے پوچھتا ہون کہ اغماض کرنیوالا افضل قرار پائیگا یا جن سے اغماض کیا گیا اُنکا بھی کچھہ قصور ہے۔ یہ سواد الوجہ فی الدارین کرنیوالے مالیخولیا تو خوب ہے کہ جوبات سوچتے ہین الٹی سوچتے ہین۔ دیکھئے ناظرین باانصاف کہ ہمارے مخاطب صاحب اس الٹی سمجھہ پر اس جگہہ ایک بیت بھی تحریر فرماتے ہین **بیت** ترے دماغ مین سودا ساکیا سمایا ہے + جو مارتا ہی تو شیشہ کو سخت پتھر ہے + اہل انصاف غور فرماوین کہ یہ شعر خود مخاطب صاحب کے حسب حال ہی یا نہین ہم ابتک نہین سمجھے کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ مخاطب اکثر مقامات پر سودائیون مجنونون کی سی تقریر کرتے ہین اور اُسکے بعد خود ہی ایک شعر اپنے حسب حال لکھدیتے ہین بالکل ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسا کسی پر شیطان یا بھوت خبیث کا سایہ ہوتا ہی اور وہ اُسکے اثر مین لاف و گزاف بک دیتا ہی اور بعد ختم اُسکے پھر کچھہ ہوش آتی ہی اُسوقت اپنی تحریر یا تقریر بیہودہ پر مطلع ہوکر حسب حال اپنی بیہودگی کوئی فقرہ یا شعر زبان یا قلم سے نکالتا ہی سو یہی حال بالکل اس اعتراض کا ہی کہ کیسا ہی بیوقوف اور جاہل شخص ہی اُسکو سنکر کہیگا کہ اعتراض الٹا ہی اور ایسی تحریر یا تو نشہ کی حالت مین ہوسکتی ہی یا بھوت خبیث کے سایہ مین اور پھر شعر آپ کا خود دلالت اس امر پر کرتا ہی کہ جو مخاطب صاحب ہی پر پڑتا ہی جب اعتراض کو لکھکر ہوش مین آئے مین تو اپنے خبط اور سودا کو تسلیم کرکے فرماتے ہین ع تیرے دماغ مین سودا ساکیا سمایا ہی + کہ مارتا ہی تو شیشہ کو سخت پتھر ہے + **قال المولوی جہانگیر خان** صفحہ ۲۰۹ مین ہے وتعیہا اذن واعیۃ۔ فلان راوی نے فلان کتاب اہلسنت مین ماثر علی مرتضےٰ مین لکھا ہی۔ الخ۔ مولف نے آیت منظومہ کا تحریفا سرتراشی کیا ہی محض بغرض بہکانے نادانون کے بالخصوص جو علم قرآن سے بے بہرہ ہین یہ آیت شریف پارہ تبارک الذی

سورۃ الحاقہ مین اسطرح پر ہے کہ انا لما طغا الماء حملناکم فی الجاریۃ لنجعلہا لکم تذکرۃ وتعیہا اذن واعیۃ **ترجمہ** تحقیق ہمنے جسوقت زیادہ کیا پانی یعنی وقت طوفان کے اُٹھایا ہمنے تمکو کشتی مین یعنی نوح کے ساتھہ

تاکہ بتادین ہم اُسکو واسطے تمہاری نصیحت یعنی بطریق عبرت اپنے کان مین ڈال رکھتے ہین اور ہر دم اُس غضب الٰہی کا خیال کر کے ڈرتے ہین خلاصہ مضمون اس آیت شریف کا تفسیر مدارک وغیرہ مین یہ لکھا ہی کہ رب اکبر اپنے بندون کو از راہ نصیحت فرماتا ہی کہ ای میرے بندو تمہارے آباو اجداد کو بڑے بھاری عذاب سے ببرکت اسلام و بطفیل حضرت نوح علیہ السلام کے نجات دی تمکو چاہیے کہ اس ہمارے احسان کے شکرگزار ہو اور بُت پرستی اور تعزیہ پرستی وغیرہ من عمل الشیطان سی بیزار ہو اگر ہمارے اس کہنے پر بھی تم نہ سمجھوگے تو تم بھی مثل کفار امت نوح کے تباہی کے جہاز مین پڑجاؤ گے دیکھو اس آیت شریف کو بھی کوئی مناسبت جناب امیرؑ سے نہین معلوم نہین کہ ایسی صریح جھوٹی کارروائیون مین جو خسر الدنیا والاخرہ کے ہم مرتبہ ہون کونسا فائدہ تصور کیا گیا ہی علی الخصوص جسکا حال آیات بینات خالق کائنات کی تبدیل و تبدل معنی اور مطلب مین یہ ہے، تو پھر اُسکی بحث احادیث صحیحہ رسول خدا پر کیونکہ تعصب سے خالی ہو سکتی ہی- **بیت** من ز قرآن مغز را بر داشتم + استخوان پیش سگان انداختم + حق یہ ہی کہ مؤلف کا رسالہ اندھیری رات کا نشانہ ہی لگا تو تیر نہین تُکا بنا بنایا ہی- بقول شخصی کہین کھیت کی سُنین کھلیان کی- **اقول وبہ نستعین فی الواقع یہ آیت** سورۃ الحاقہ مین ہی اور مطلب سورہ کا شروع سی یہ ہی کہ قیامت برحق آنے والی ہی بیشتر ثمود اور عاد نے اُسکی تکذیب کی پس ثمود و عاد پر بھی عذاب نازل ہوئے کہ وہ ہلاک کئی گئے- پھر فرعون اور اُس سے پہلے او رصاحب موتفکات اہل طغیان و عصیان ہوئے اور مرسلین کا کہنا اُنہون نے نہ مانا تو اُنپر سخت عذاب ہمنے نازل کئی- انا لما طغا الماء- الخ- بدرستیکہ جسوقت طغیانی کی پانی نے حملنا کم فی الجاریۃ- اٹھالیا ہمنے تمہارے پدران کو کشتی پر بٹھلا تاکہ کرین ہم اُس کشتی کو لکم تمہاری لئے تذکرۃ پند و عبرت دربارہ نجات مومنان و ہلاک کافران و تعیہا اور نگاہ رکھے اُس نصیحت کو اذن واعیۃ نگاہ رکھنے والا کان اب تفسیر طلب امر یہ ہے کہ وہ اذن واعیہ کون ہی اور ایک ہی یا چند شخص ہین ہمنے انوار الہدیٰ مین بحوالہ تفسیر ثعلبی و حلیۃ الاولیار حافظ ابو نعیم و مناقب ابن المغازلی و ازالۃ الخفا رشاہ ولی اللہ دہلوی کے لکھا ہی کہ اذن واعیہ مراد علی مرتضیٰ سے ہی مگر ہمارے مخاطب صاحب یہ منقبت دیکھکر جل گئے مگر اتنی تو علمیت اور لیاقت نہ تھی کہ اُن کتابون اور تفسیر کو ملاحظہ کرکے اپنی اطمینان فرمانے بجائے اسکے آپنے وسوسات شیطانی کو اپنا رہبر گردان کر انکار صاف کر دیا کہ حضرت علیؑ

کو اس آیت سے کیا مناسبت ہے لیکن ہم بغیر منوائے کب چھوڑتے ہین ہمکو مالیخولیا کا بھی علاج معلوم ہے انوار الہدے
مین ہمنے کتب عربیہ کے حوالہ سے اسکو ثابت کر دیا ہے اور زیادہ ثبوت پیش کرنیکی اسلئے حاجت نہین سمجھی تھی کہ آیت
ایسی مشہور ہے کہ اسکے ذریعہ سے اذن واعیہ حضرت علیؓ کے القاب مین داخل ہو گیا اور تمام علماء اہلسنت نے اپنی تصانیف
مین جہان کہین اسم و القاب حضرت علیؓ کے لکھے ہین وہان اذن واعیہ بھی آپکے لقب مین شامل کیا ہے مگر یہ
خبر نہ تھی کہ ایسے عالمون سے بھی مناظرہ کا اتفاق ہوگا جنکو عربی کتاب سے نہایت درجہ نفرت ہے گویا عربی کتاب کا
نام اسکی چڑ ہو گئی ہے اب مخاطب صاحب اگر تفسیر ثعلبی اور حلیۃ الاولیا اور مناقب ابن المغازلی کو آپنے مطالعہ نہین
کیا تو ہم فارسی کتب سے آپ کی اطمینان کر دینگے مولوی مبین وسیلۃ النجاۃ مین لکھتے ہین کہ مدارج النبوت مین شیخ
عبدالحق محدث و محقق دہلوی لکھتے ہین کہ تسمیہ کرد او را ابوطالب بعلی و تسمیہ نمود پیغمبر خدا او را بصدیق و لقب کرد
با مین و شریف و ہادی و مہدی و اذن واعیہ و یعسوب الامۃ و کنیت آنجناب ابوالحسن و ابوالحسین و ابوتراب و
و ابوالسبطین و ابوالحارثین و شہر القابش مرتضیٰ و اسد اللہ الغالب و حیدر و الوصی۔ امیرالمومنین و سید المسلمین
و امام المتقین و یعسوب الدین و سید العرب و امام البررہ و قاتل الفجرہ۔ ذوالقرنین و قسیم النار و الجنۃ
و غیر ذلک اور عبارت مدارج النبوت یہ ہے کہ علی مرتضیٰ علی نام او ست و ابوالحسن و ابوتراب کنیت او و ابن عم رسول
و برادر او بمواخات و زوج فاطمہ بتول سیدۃ نساء العالمین و ابوالسبطین حسن و الحسین الخ نیز لقب کردہ است رسول خدا
بہ بیضۃ البلد و بہ امین و بشریف و بہادی و بمہدی و بہ ذی الاذن الواعیہ یعسوب الامۃ انتہیٰ۔ علاوہ اسکے تفسیر مواہب
علیہ مین ہے و در حدیث آمدہ کہ حضرت پیغمبر علی را گفت من از خدا در خواستم کہ گردانداذن واعیہ گوش ترا ای علی
پس علی گفت بعد ازان ہیچ چیز فراموش نکردم موید اسکے آپکا قرآن ثانی یعنی ازالۃ الخفا مصنفہ شاہ ولی اللہ دہلوی
ہے۔ وہ مقصد ثانی کے صفحہ ۲۶۷ مین تحریر فرماتے ہین واخرج شیخ الشیوخ السہروردی فی العوارف عن عبداللہ بن
الحسن قال حین نزلت ہذہ الایۃ وتعیہا اذن واعیۃ قال رسول اللہ صلعم لعلی رضی اللہ عنہ سالت اللہ تعالیٰ ان
یجعلہا اذنک یا علی قال علی رضی اللہ فما نسیت شیئا بعد ما کان لی ان انتہیٰ۔ یعنی روایت کی شیخ الشیوخ سہروردی
نے عوارف مین عبداللہ ابن حسن سے کہ کہا انہون نے کہ جب آیت شریف تعیہا اذن واعیۃ نازل ہوئی تو فرمایا
رسول نے حضرت علی مرتضیٰ سے کہ مین نے تیرے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ تیرے کان کو اذن واعیہ کرے

فرمایا ہی علی مرتضےٰ نے کہ مین اسکے بعد کوئی شے نہین بھولا ایسی امر ثابت ہوگیا کہ سوائے حضرت علیؑ کے اذن کوئی
ذی اذن داعیہ نہین ہی مخاطب صاحب اپنی اصحاب ثلثہ کو اسمین شامل نہین کرسکتے کیونکہ انکی نسبت احکام قرآنی
کا بھول جانا مروی ہی چنانچہ اسی فصل مین شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین واخرج ابوعمر عن سعید بن المسیب قال
کان عمر یتعوذ باللہ من معضلة لیس لہا ابو الحسن قال ابو عمر وقال فی المجنونة الملتی امر برجمہا وفی اللتی وضعت
ستة اشہر فامر عمر برجمہا فقال لہ علی ان اللہ یقول وحملہ وفصالہ ثلثون شہر الایة وقال ان اللہ رفع القلم
عن المجنون الحدیث فکان عمر یقول لولا علی لہلک عمر یعنی روایت کی ابو عمر نے سعید بن مسیب سے کہ کہا اُس نے
کہ حضرت عمر ابن الخطاب خدا کی پناہ مانگا کرتے تھے اُس حادثہ سخت سی کہ جسکے واقع اور مخلصی کنندہ حضرت
علی مرتضےٰ نہوتے اور کہا ابن عمر نے کہ حضرت عمر نے ایک مرتبہ ایک عورت مجنونہ کے قصاص کا حکم دیا اور
ایک مرتبہ ایک ایسی عورت کے رجم کیے جانے کا حکم دیا کہ جسکے وضع حمل کو چھ مہینے گذرے تھے تو حضرت علیؑ نے
حضرت عمر سے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ ایام حمل اور بعد وضع حمل کے تیس ماہ تک رجم نکرنا چاہیے اور پھر حدیث
نبوی بیان کی کہ خدا نے مجنون کو مرفوع القلم کیا ہی یہ سُنکر عمر بولے کہ اگر علیؑ نہوتے تو البتہ عمر ہلاک ہوا تھا
پھر دوسرا قصہ حالتِ احرام مین انڈون کے کھانیکا اور اُسکے ہدیہ کا مذکور ہی کہ حضرت علیؑ نے فتویٰ دیکر حضرت
عمر کی مخلصی کرے فی الریاض عن محمد بن الزبیر قال عمر اللہم لا تنزل بی شدیدہ الا ابو حسن الی جنبی یعنی
کہا حضرت عمر نے کہ خداوندا اگر ابو الحسن میرے پاس نہون تو مجھہ پر کوئی شدت نازل نکرتا۔ اب ہم اہل انصاف
سے فقط اسکے اس امر کی داد چاہتے ہین کہ مولوی صاحب جہانگیر خان کے اعتراض کو براہ عنایت مکرر غور فرماوین
اور جو الفاظ کہ اُنہون نے ہماری نسبت دربارہ تبدیل آیات و مطالب و معانی آیات درج کیے ہین اُنکی نسبت عاید
ہوتی ہین یا ہماری نسبت اور جو ترجمہ غلط مؤلف اظہار الہدیٰ نے لکھا ہی اُسکو بھی ملاحظہ فرماوین کہ داعیہ کے
کیا معنی ہین اور اُنہون نے کیا لکھا ہی اور اذن بصیغہ واحد ہی یا جمع ہے اور ترجمہ مین مؤلف نے اذن کی
جمع کہا نسے اخذ کی ہی اور پھر خلاصہ مطلب درج کیا ہی وہ کتنا بے سر و پا اور خلاف واقع ہی بھلا اُسوقت کے صحابہ مین سے
تعزیہ پرستی کون کرتا تھا کہ جنکی نسبت تعزیہ کا مذکور کیا گیا ہی۔ اب ہم مخاطب صاحب کی تفسیر کے فقرات کی نسبت
لکھتے ہین قولہ خداتعالیٰ مخاطبین آیت سے کہتا ہی۔ کہ اگر ہمارے اس کہنے پر بھی تم نہ سمجھوگے تو تم بھی مثل کفار

امت نوحؑ کے تباہی کے جہاز مین پڑجاؤگے۔ **اقول** درآنحالیکہ یہ امر مسلم ہی کہ آیت مبحوث عنہ کے مخاطب
صحابہ ہین اور یہ امر بھی مسلمہ فریقین ہوگیا کہ اس نصیحت باری کو سوائے علی مرتضیٰ کے اور کسی صحابی نے گوش
ہوش سے نہین سُنا تو اہل انصاف فتویٰ دین کہ مخاطب صاحب کے فقرات کی تفسیر کی مصداق اصحاب ثلثہ ہوئے
یا نہین۔ ہمارے مخاطب صاحب نے اس آیت کی بحث فقط اس امر کے ثابت کرانے کیلئے فرمائی تھی۔ **اما قولہ**
دیکھو اس آیت شریف کو بھی جناب امیرؑ سے کوئی مناسبت نہین الخ۔ **اقول** مناسبت دیکھکر تو مخاطب
صاحب کی آنکھین ضرور پتھرا گئین ہونگی **وقولہ** جو شخص آیتون کے معنی اسطرح بدلدے اُسکی بحث بابت
احادیث رسولخدا کیونکر تعصب سے خالی ہوگی۔ **اقول** اب مخاطب صاحب آپ ہی غور فرماوین کہ واقعی آپکے
علماء عجیب شخص ہین کہ دیکھئے بلا مرضی آپ کی اس آیت کو حضرت علیؑ کی طرف منسوب کرتے ہین اور دیکھئے ہم نے تو
آپ کو علماء کا حوالہ دیا ہی اپنی طرف سے کوئی لفظ نہین لکھا اور پھر غضب تو یہ ہی کہ آپکے علماء حضرت عمر کے مسائل
شرعیہ سے ایسا عجز بیان کرتے ہین کہ ایسے معذور شخص پر کسی طرح اطلاق امامت و خلافت کافہ مسلمین کا نہین
ہوسکتا اور پھر حضرت علیؑ کے مقابلہ مین اُنکو خلیفہ برحق کہتے ہین آپ ہی تو غور فرماوین کہ امام برحق جو حجۃ اللہ
ہین امت کی خبر نہ لیتے اور حضرت عمر مجنون اور حاملہ کو رجم کردیتے تو کیا کیفیت بنتی۔ **وقولہ** من قرآن
مغز را برداشتم + استخوان پیش سگان انداختم + ماشاء اللہ آپ کو اس لیاقت پر مفسری کا دعویٰ ہی اور دعویٰ
بھی ایسا کہ قرآن مجید کے الفاظ کو نعوذ باللہ استخوان اور اپنے اکابر علماء کو سگان بنایا **قال المولوی**
جہانگیر خان ۳۴۴ صفحہ مین ہی سُنا ہی کہ ایک مرتبہ ابوبکر و عمر بغرض معذرت جناب سیدہ کی خدمت مین حاضر ہوئے

لیکن تاہم غضب سیدہ رفع نہوا اور یہ حدیث رسولخدا کی یاد دلائی۔ فاطمۃ بضعۃ منی من اذاہا فقد اذانی من
اذانی فقد اذی اللہ و من اذی اللہ فقد کفر۔ مؤلف صاحب کیا اسی کا نام شیعہ ہی کہ جناب امیر کو کافر موذی بنانے ہو
کیا اسی کا نام امامیہ ہی کہ حضرت علی مرتضیٰ کو دشمن خدا و رسول کا بناتے ہو واللہ ابن سبا ہی کے مریدون سے ایسا
ہوسکتا ہی دوسرے کا کام نہین ہی کیونکہ ماشاء اللہ یہ حدیث جناب شیر خدا کے ہی شان مین رسول اللہ نے ارشاد فرمائی ہی
نہ کہ حضرت شیخین کی الحمد للہ کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر مؤلف کے اتہام و الزام سے بری ہوئے اب ہم اس بات کو
ثابت کرتے ہین کہ بالیقین حدیث جناب امیرؑ کے ہی باب مین رسول اللہ نے فرمائی ہی قصہ مختصر یہ ہی کہ حضرت علی نے

ابو جہل کی دختر سے اپنا نکاح کرنا چاہا جب یہ خبر حضرت امیرؑ کے ارادہ سے آپ کو اطلاع دی حضرت بھی اس بات کو سنکر رنجیدہ ہوئے اسی دم آپ نے حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت طلحہ کو بھیجکر حضرت علی کو طلب فرمایا اور اُن سے تنبیہاً یہ حدیث ارشاد کی قال رسول اللہ یا علی ما علمت ان فاطمۃ بضعۃ منی من اذاہا فقد اذانی فقط اپنی ہی حدیث علل الشرائع معتبر کتب شیعون مین موجود ہی جسکا جی چاہے نقل کو اصل سے ملا دیکھے اور انصاف کرے کہ کسی اصل مین خطا ہے باقی مضمون حدیث مذکورہ بالا کا موضوعہ مفتری ہی جس سے بعقیدہ مؤلف جناب امیر بھی معاذ اللہ موذی اور کاذب ٹھہرے سچ تو یہ ہے کہ ایسے دھوکہ دینے شیطان کے دادا کو بھی یاد نہونگے ؎

کور کورانہ مرود در کربلا + تا نیفتی چون حسین اندر بلا + **اقول وبہ نستعین**۔ مخاطب صاحب معلوم ہوتا ہی کہ عجب سادہ لوح آدمی ہین۔ یہ خبر نہین کہ معصومین کا معجزہ یہ ہی ہے کہ انکی نسبت کوئی عاید نہین ہوسکتی اگر احیاناً کوئی برائی انکی نسبت منسوب بھی کیجاوے تو خدا کی قدرت سے وہ برائی انکے دشمنون کی عاید حال ہوجاتی ہے اور وہ بدستور معصوم رہتے ہین دیکھیے اگر ہم انکا قول تسلیم بھی کرین کہ حضرت علیؑ کے ارادہ شادی دختر ابو جہل پر رسولخدا نے یہ حدیث فرمائی تو پھر ہم آپ سے ہی پوچھتے ہین کہ حضرت علیؑ یہ حدیث سُنکر اس ارادہ سے باز رہے یا نہین۔ ہان اگر حضرت علیؑ باوجود استماع حدیث دختر ابو جہل سے شادی کرلیتے تو بیشک ایذا دہندہ فاطمہ اور ایذا دہندہ رسول قرار پاجاتے اور جبکہ اس ارادہ سے دست بردار ہوگئے تو معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ کی نسبت کوئی الزام عاید نہوا مگر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی نسبت آپ خود تسلیم کرچکے ہو کہ وہ بوقت بیان کرنے اس حدیث کے موجود تھے اور رسولخدا سے سن چکے تھے کہ فاطمہ کو ایذا دینا بیشک ایسا ہی ہے جیسے کہ رسولخدا کو ایذا دی اور پھر یہ بات بھی دیکھ چکے تھے کہ حضرت علیؑ اس حدیث کو سُنکر ارادہ نکاح سے باز آگئے اور ایذا فاطمہ اور ایذا رسول گوارا نہ کی تو اب فرمائیے کہ باوجود معلوم ہونے اس حدیث کے جو حضرت ابو بکر و عمر نے جناب سیدہ کو ایذا پہنچائی اور انکا حق غصب کیا اور ہبہ نامہ فدک بقول صاحب روضۃ الاحباب و کتاب الامامت والسیاست چاک کر ڈالا اور نیز ترکہ پدری سے سیدہ کو محروم کیا اور پہلوے معصومہ پر دروازہ گرایا وہ کس دلیل سے مصداق اس حدیث سے باہر نکل سکتے ہین۔ ہمارے مخاطب صاحب اس حدیث قصہ ارادہ نکاح دختر ابو جہل مین دیکھکر ایسے جامہ سے باہر ہوئے کہ خدا کی پناہ اور ایسے جوش مین آئے کہ قریب تھا کہ شادی مرگ ہوجاوے لیکن خیال نہ کیا کہ حضرت علیؑ تو حدیث سنتے ہی

ارادہ سے باز آ کر اسکے مصداق سے علیحدہ ہو گئے اور بیچارے شیخین بمقتضائے رباعی گر بلائے ز آسمان آید + گو بنام وگر قضا باشد + برزمین نارسیدہ مے پرسد + خانہ انوری کجا باشد + اس بلائے آسمانی مین پھنس گئے۔
اصل یون ہے کہ انبیاء کے اسرار عوام نہین سمجھتے ہین یہ حدیث بالخصوص حضرت ابو بکر اور عمر کو حضور مین بلا کر سنانا خالی از علت نہ تھا آپ ضرور جانتے تھے کہ یہ دو نو میرے بعد میرے نور نظر فاطمہ زہرا کو ایذا پہنچائینگے۔ پھر مخاطب صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ من اذانی اذی اللہ ومن اذی اللہ فقد کفر فقرہ موضوعہ ہے یہ بھی انہین کا کام ہے ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ یہ دو نو امر قرآن شریف سے ثابت ہین کہ جس نے رسول خدا کو ایذا دی اُس نے خدا کو ایذا دی اور جس نے خدا کو ایذا دی وہ بالاجماع کافر ہے خیر ایذاء خدا تو نسبت فریقین ثابت ہے لیکن اس شعر بیمحل کا مخاطب صاحب نے کیا مطلب نکالا ہے ؎ کور کورانہ مرو در کربلا + تا نیفتی چون حسینؑ اندر بلا + ظاہر ہے کہ یہ شعر کسی خارجی کا ہے پھر کمال تعجب ہے خدا اور رسول کے معاملات مین خوارج کے اشعار سند مین لائے جاتے ہین قال جہانگیر خان صفحہ ۲۶ مین ہے وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی۔ یعنی بچایا جاویگا جلتی ہوئی آگ سے وہ بڑا متقی کہ جسنے اپنا مال پاک ہونیکے لئے زکوۃ دے مولف انوار الہدیٰ اس آیت کو عام زکوۃ دینے والون کے لئے نازل ہونا لکہا ہے اور مولوی محمد قاسم نے جو حضرت ابو بکر کی شان مین نازل ہونا لکہا ہے اُسکو غلط لکہا ہے مگر معتبر کتب شیعہ سے ثابت کرتے ہین کہ یہ آیت بلا شک وشبہ حضرت ابو بکر کی شان مین نازل ہوئی۔ علامہ طبری مجمع البیان مین ابن زبیر سے روایت کرتے ہین کہ بلال اور عامر وغیرہ کے آزاد کرنے مین یہ آیت حضرت ابو بکر کی شان مین نازل ہوئی ہے تا آخر مضمون
اقول مجمع البیان مین قول فیصل یہ نہین ہے کہ آیت حضرت ابو بکر کی شان مین ہے بلکہ جہان بہت سے اقوال عامہ اور خاصہ انہون نے لکھے ہین وہان یہ بھی ہے کہ حضرت ابو بکر کا نواسا یعنی ابن زبیر یہ کہتا ہے کہ یہ آیت میرے نانا کی شان مین اُتری ہے لیکن جہان علامہ نے اپنا قول فیصل لکھا ہے وہ البتہ سند مین پیش کرنیکے قابل تھا مگر مخاطب اُس سے گریز فرما گئے۔ اور مین نہایت تعجب کرتا ہون کہ اس آیت سے تو سخت مذمت حضرت ابو بکر کی نکلتی ہے پھر اسپر ایسا اصرار مولف صاحب کو کیون ہے یہ آیت تو شہادت اس امر کی دیتی ہے کہ وہ شخص دوزخ مین جائیگا اور اُس حالت مین جو اُسکی نیکی یعنی زکوۃ دینے پر خیال ہوگا تو وہ جہنم سے نکال لیا جاویگا اور واقعی بلال اور عامر کی آزادی بہت نیک کام تھا اور وہ قابل اسکے ہے کہ اگر انکا آزاد کرنیوالا اپنے افعال بد کے سبب سے دوزخ مین بھی ہو تو بوجہ

پورا ہو جانے اُس سزا کے اس عمل نیک کی جزا میں انکو دوزخ سے نکال لیا جاوے۔ اگرچہ درجہ صحابیت کے مقابلہ
میں تو اس آیت کا مصداق ہونا غایت درجہ کا تنزل ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ مخاطب صاحب نے اب سب طرف سے
نا امید ہو کر اسی پر قناعت کی اور اگر لفظ متقی پر کچھ ناز ہو تو نہایت فضول ہے کیونکہ حضرت علیؑ کی شان میں
امام المتقین وارد ہے۔ **قال جہانگیر خان صفحہ ۲۷** میں مولف نے محض بغرض اشتعال طبع اہل ایمان
کے حضرات امہات المومنین عایشہ صدیقہ و حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کو مثل زوجہ حضرت نوح و زوجہ حضرت
لوط کے کافرہ لکھا ہے حالانکہ کتب شیعہ میں تنزیہ عایشہ کا درج ہے اور جنگ کے قصہ میں بھی حضرت عایشہ کا توبہ کرنا
اور حضرت امیر سے صلح کرنا ثابت ہے اور خوب یاد رہے بھلا حضرت حفصہ کا کیا قصور ہے جو انکو بھی کافر لکھتے
ہیں۔ الی اخر الہزلیات **اقول** ہماری مجال نہیں کہ خداتعالیٰ کے حکم سے مخالفت کریں یہ مخالفت تو
آپ کے حصہ میں آئی ہے کہ جنکو خداتعالیٰ اور رسول خدا کافر کہیں انکو آپ مومن بلکہ سردار مومنات قرار دیں
سورہ تحریم کا ترجمہ اردو پڑھکر اپنی اطمینان کر لو کہ خدا انکو کافرہ بتلاتا ہے یا شیعہ اپنی طرف سے کہتے ہیں اور اسی
سورہ میں یہ بھی دیکھ لو کہ خدا نے زن نوح و زن لوط کی عایشہ و حفصہ سے مثال دی ہے یا شیعہ بطور خود
مثال دیتے ہیں سورہ تحریم میں وارد ہے عسیٰ ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن مسلمٰت مومنٰت
قٰنتٰت تٰئبٰت عٰبدٰت سٰئحٰت ثیبٰت وابکارا یعنی فرماتا ہے خداوند تعالیٰ کہ اگر نبی تمکو اے عایشہ اور
حفصہ طلاق دیدے تو شاید رب اسکا بدلدیوے تمسے نیک تر ازواج کیسی مسلمات یعنی اسلام والیاں
اور مومنات یعنی بصدق قلب ایمان لانے والیاں قانتات یعنی نماز گزار اور فرمانبردار تائبات یعنی
توبہ کرنیوالی عابدات یعنی عبادت کرنے والیاں سائحات یعنی روزہ رکھنے والیاں شوہر دیدگان۔
و دوشیزگان اس آیت کا صریح مفہوم ہے کہ عایشہ اور حفصہ میں وہ صفات نہ تھیں جنکی تفصیل خدا نے
فرمائی ہے اس سے پیشتر کی آیت میں فقد صغت قلوبکما وارد ہے یعنی بہ تحقیق کہ دل تمہارے دونوں کے
راستی اور حق سے منحرف ہو گئے ہیں۔ اور چونکہ خداتعالیٰ اپنے علم قدیم کے ذریعہ سے جانتا تھا کہ بعضے حمقا
اور جہلا جو ظلمت تعصب میں بھٹکتے پھرتے ہیں وہ اہل حق کے مقابلہ پر بیہودہ توجیہات کر کے جھٹلانے لگینگے
اور دلیل لاوینگے کہ کیا نبی صلعم کی صحبت نے انکی ازواج پر بھی اثر نہ کیا تھا اور کیا انہیں اتنی بھی

ناشیزہ تھی کہ یہ بیان انکی مومنہ اور مسلمہ ہونے کا ہے اسکا جواب خدا تعالی اسی سورہ مین ان آیات کے بعد

اسطرح فرماتا ہی۔ ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امرت نوح وامرت لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا

الصالحین فخانتہما فلم یغنیا عنہما من اللہ شیأ۔ ان لوگون کیلیے جو نافرمانی کرتے ہین (اغلب کہ مراد عائشہ

اور حفصہ سے ہے) خدا وند تعالی مثال دیتا ہی زوجہ نوح اور زوجہ لوط کی کہ وہ دونو تحت مین تھین ہمارے

دو نیک بندون کی پس خیانت کی ان دونو عورتون نے ان دونو مردون کے ساتھ نفاق اور

مخالفت دین مین پس وے دونو پیغمبر دفع نہ کرسکے ان دونو عورتون سے کچھ بھی جو کچھ کھوٹ انکے دلونمین تھا

یہ تو بی بی عائشہ و حفصہ کے مناقب مین جو قرآن مین نازل ہین اور بعضے احمق جو برات انکی کو منقبت

خیال کرین یہ بڑا بیہودہ امر ہے وہ برات خاص اس افترا خاص سے ہے اور ثابت ہو گیا کہ بی بی عائشہ اس

تہمت سے بری ہین اور انکے چچا جان کاذب مفتری ہین اور انپر حد افترا ماری گئی اس برات سے کسی قسم

کی فضیلت ثابت نہین ہوسکتی بلکہ اس قصہ کو زبان پر لانا بھی نہایت درجہ بیغیرتی ہی بی بی حفصہ کی

کی نسبت جو استفسار ہے کہ وہ لڑتی بھی حضرت علی سے نہین پھر انکی کیا خطا ہی سو جناب من بڑی

خطا انکی یہ ہی کہ وہ حضرت عمر کی دختر ہین اور انکے اغوا سے اسرار نبوی کو فاش کیا کرتی تھی حضرت

کی کوئی بی بی ایسی نہ تھی جسکو حضرت نے طلاق دیدی ہو سو اس بارہ مین بی بی حفصہ ہی منفرد ہین

کہ انکو رسول نے طلاق دیدیا مگر بوجہ نان نفقہ انکو گھر سے نہین نکالا ابھی کتب سیر ملاحظہ کرو ہمارا رسول

نے۔ انہین صواحب یوسف وان کید کن عظیم۔ ان ہی دونو کے لئی فرمایا ہی وقت اخیر تک رسول نے انکو اپنے

پاس تک آنے نہین دیا۔ دروغگوئی بھی انکی مدارج مین تفصیل درج ہی۔ اے زنان شما صواحب یوسف اید در

دل چیزے میدارید و ظاہر چیزے دیگر کنید معاملہ نماز پڑھانے مین جھوٹ موٹ رسول اللہ کی طرف سے اپنے

اپنے باپ کیلئے کہدیا کہ نماز پڑھانیکا حکم ہے پھر اس سے زیادہ اور کیا ثبوت درکار ہی مولف صاحب نے

جو یہ ارشاد کیا ہی کہ واسطے ایذا رسانی مسلمانون کے اہلبیت رسول اللہ کی نسبت جنکی نسبت آیت تطہیر

نازل ہوئی الفاظ ترک ادب لکھے ہین قطع نظر بحث اس آیت تطہیر کے کہ جسکو مولف صاحب انوار الہدی

مین بدلائل مستحکم دیکھ چکے ہین کہ ازواج سے آیت تطہیر کو کوئی علاقہ نہین ہمکو بڑا تعجب ہے کہ اہلبیت پیغمبر

سے ہمارے مخاطب کو ایسی دلسوزی کیون ہوئی اور آج تیرہ سو برس کے بعد کیا گردش زمانہ بدلی کہ آپ لوگ
اہلبیت کے طرفدار اپنے کو ظاہر کرنے لگے وہ دن بھول گئے کہ یزید پلید کے دسترخوان کی اوش کے لالچ
پر جگرپارہ رسول کو تین دن کا بھوکا پیاسا ذبح کیا حسن مجتبیٰ کو زہر دیا علی مرتضیٰ کا حق غصب کیا حضرت سیدہ
کو ترکہ پدری سے محروم کیا دروازہ پہلوئے معصومہ پر گرایا اُسدن تو کسی مسلمان کا دل نہ دکھا اور ایذا نہ
پہنچی آج کیا سبب ہے مگر یہ فرمائے کہ اہلبیت پیغمبر سے تو نہ حب دلسوزی تھی نہ آپ ہی فقط شیخین کی امت کو
شیخین کا پاس و لحاظ ہی چونکہ عائشہ اور حفصہ اُنکی دختر ہین اسلئے مسلمانون کو ایذا پہنچتی ہے انکی انصافی
کا بدلہ تو خدا ہی دیگا کہ نبی کے اہلبیت کو ترک کرکے غیرون کی اہلبیت سے دلسوزی کرتے ہو ازواج
کو آجتک کسی نے اہلبیت نہین کہا رسولخدا نے کہین ازواج کے لئے لفظ اہلبیت استعمال نہین کیا یہ
حوصلہ تو ماشاء اللہ آپ لوگون کو ہی عطا ہوا ہے کہ جنکو رسول نے کبھی بلفظ اہلبیت تعبیر نہین کیا اُن کو
اہلبیت قایم کرکے اُنکی طرفداری کرو اور جنکو رسول نے ہمیشہ اپنا اہلبیت کہکر پکارا اُنسے قطع تعلق ایسا
کرو کہ انکو ذبح ہی کر ڈالا تو آپ لوگون نے اُف نکی اور جو لوگ اُنکی مظلومی پر تاسف اور غم کرتے ہین اُنکو
آجتک آپ لوگ چڑاتے ہین اور ہر دم یہی کوشش کرتے ہو کہ دنیا مین کوئی اُنکا نام نہ لے **قال المولوی**
جہانگیر خان صفحہ ۳۰۲ مین مولف نے بڑی دھوم سے دعویٰ کیا ہی کہ ہم کتب سماویہ سابقہ سے یعنی توریت
و انجیل سے منقبت علی مرتضیٰ کی ثابت کرینگے اس امر سے علماء اہلسنت والجماعت بھی انکار نہین کرسکتے ہین
کیونکہ یہ امر خود قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جناب رسولخدا اور اُن کے ہمراہیان کا ذکر توریت و انجیل مین لکھا ہی لیکن
اسکا فقرہ اب یہ امر دریافت طلب ہے کہ ہمراہی رسولخدا کون شخص ہے اُسکی تعریف بھی قرآن مجید مین موجود
ہے اشداء علی الکفار رحماء بینہم پس یہ قرآن مجید سے ثابت ہو گیا ہی کہ علی مرتضیٰ کا ذکر کتب سابقہ سماویہ مین موجود ہے
بلکہ دوازدہ امام علیہم السلام کا ذکر انمین موجود ہی اور آیہ محمد الرسول اللہ والذین معہ مین - جو ہمراہیان کے
جمع بیان کی گئی ہے وہ بالیقین دوازدہ امام علیہم السلام کی طرف اشارہ ہی اگر کوئی عدم موجودی کو منافی
بیعت سمجھے تو تفاسیر معتبرہ دیکھ لیجئے کہ جلالین وغیرہ مین معہ کی تفسیر تبعہ درج ہی الخ واہ جناب خوب ہی سمجھے
اور خوب ہی آیت شریف کو تحریف کیا شاید چودہ صدی مین یہ حصہ آپ ہی کے لئے ازل مین مقرر کیا گیا تھا

قسم ہی آپ کو امیر ازل کی ضرور ہمکو وہ تفسیر حسینی معہ کی اتبعہ درج ہین دکھائی ورنہ آپ کو قیامت تک کوئی سچا نہ کہیگا اور صاحب آپ کو کوئی بھلا آدمی کیونکر سچا کہہ سکتا ہی کہ جھوٹ کے پل باندھتے ہو ہم کہتے ہین کہ یہ دعویٰ کرنا آپکا محض مخالف مذہب اہل تشیع کے ہی کیونکہ انکی کتب مین ہی کہ امیر بیچارہ ادنی اسی مسلمان سے بھی الٹے ڈرتے تھے کہ کبھی اسکے روبرو اظہار اپنے مذہب شیعگی کا نہین کرتے تھے اگر کوئی انسے دریافت کرتا کہ آپ کیا مذہب ہے تو آپ یہی کہتے کہ ہکا سنت جماعت ہون غرضکہ جب ایسے ہیچ کارہ تھے تو مصداق اشدا علی الکفار۔ کیونکر ہو سکتے ہین۔ **اقول وبہ نستعین** ہم بارہا ناظرین باانصاف کی خدمت مین عرض کر چکے ہین کہ ہمارے مخاطب ہمیشہ الٹی سمجھتے ہین دیکھیے مضمون اور معنی آیت تو یہ ہین اشدا علی الکفار یعنی شدید ترین کافرون کے رحما بینہم۔ اور رحیم ترین باہم یعنی مسلمانون پر اور مخاطب صاحب اسی لیئے سی حضرت علی کو اس آیت کے مصداق سے خارج کرتے ہین کہ وہ ادنی مسلمان سے بھی ڈرتے تھے تو گویا مطلب مولف صاحب کا یہ ہے کہ جو لوگ مسلمان پر تو شدید تر ہون اور کافرون پر رحیم ہون وہ مصداق اس آیت کے ہین یعنی سیدہ سی معصومہ پر ڈنگر ا یا کسی وصی رسول کا حق غصب نہین کیا مال باقی مومنین کے خیانت نہ کی مالک بن نویرہ جیسے صحابی کو قتل نکرایا ابوذر جیسے افضل الصحابہ کو دیس نکالا نہ دیا عمار بن یاسر جیسے کامل الایمان کو زد و کوب کیا تو پھر حضرت علی کس طرح رحما بینہم کے مصداق ہو سکتے ہین ہمنے خوب آزما کر دیکھا ہی کہ جو لوگ عترت نبی سی عداوت رکھتے ہین اور انپر الزامات قائم کرنا چاہتے ہین خدا تعالیٰ ضرور انکی مت مار دیتا ہی۔ یہ امر مین جملہ ناظرین باانصاف کے روبرو عبرتاً پیش کرتا ہون کہ آپ صاحبان بغور مولف صاحب کی دلیل کو ملاحظہ فرماوین کہ وہ یہ لکھتے ہین کہ جب حضرت علی ایک ادنی مسلمان سی بھی ڈرتے تھے تو اس آیت کے مصداق کیونکر ہو سکتے تھے حالانکہ یہ بہت موٹی بات ہی کہ بموجب مضمون اس آیت کے کافرون پر شدید تر ہونا چاہیے اور مسلمانون پر رحیم تر ہونا چاہیے بس اگر حضرت علی ادنے سے بھی ڈرتے تھے تو بدرجہ اولی مصداق رحما بینہم کے ہوئے اور اشدا علی الکفار پر خود مخاطب صاحب نے بحث کی نہین اسکو آپکے معارک غزوات سی دیکھ سکتے ہین۔ اب ہمکو کمال تعجب ہے کہ مخاطب صاحب نے دعوی کے خلاف برعکس دلیل کیون پیش کی آیا واقعی فہم ہی انکا ناقص ہی یا معجزہ اہلبیت پیغمبر ہے اتنا نہ سمجھے کہ یہ امر تو واسطہ مصداق ہونے اس آیت کے مطلوب ہے کہ آپ مسلمانون پر بہت ہی مہربان تھے

نسبت تحریف آیت جو ہم پر تہمت لگائی ہے یہی ہمارے مخاطب صاحب کا بھی شعار ہے پیشتر چند بار ہم مخاطب کی
نسبت ثابت کر چکے ہین کہ آیات قرانی مین تحریف وتبدیل کی بلکہ فقرات نے فقرات الحاق کئے ہین جسکی نسبت
ہمنے تمام علمائے اہل قبلہ سے فتویٰ طلب کیا ہے کہ جو شخص اسطرح ارتکاب تحریف والحاق کا کلام ربانی مین کرے وہ
کافر مطلق ہے یا نہین اور ہم اب پھر مولف اظہار الہدیٰ کو متنبہ کرتے ہین کہ انہون نے صفحہ ١٠١- اظہار الہدے
مین بروے تحریف بعض کلمات والحاق فقرہ طویل خداوند تعالیٰ جل جلالہ پر اس طرح تہمت لگائی ہے سورہ روم مین ہے

ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شیء ترجمہ ان لوگون مین سے کہ تفرقہ ڈالا انہون نے اپنے دین مین
اور تھے وہ شیعہ نہین انمین سے کسی چیز پر در اصل وہ الذین ہے جسکی جگہہ ان الذین بنایا اور شیعا کی جگہہ شیعاً۔
بسکون یائے تحتانی تحریف کی اور لست منہم فی شیء الحاقی فقرہ ہے جو خداوند تعالیٰ نے قران مین نازل نہین کیا
مولف اظہار الہدیٰ کے اس خبط کو بھی دیکھا جاوے کہ حضرت علیؑ اپنے آپکو پکا سنت جماعت کہتے تھے
جسکا وجود ہی دو سو برس کے بعد پیدا ہوا اور طرہ یہ ہے کہ حضرت علیؑ شوریٰ مین اس شرط پر کہ شیخین پر عمل
نہین کرونگا کیونکہ وہ صریح بدعت سیئہ ہے اور یہ امر تمام کتب سیر تواریخ مین درج ہے اور خود صحاح اہلسنت مین درج
ہے کہ خود اصحاب ثلثہ احکام شرعیہ سے بیخبر تھے اور حضرت علیؑ ہمیشہ انکو ہدایت حق کرتے رہتے تھے انکے اعتراف اسکے
موجود ہین لولا علی لہلک عمر۔ پھر مخاطب صاحب کا ایسی بے تکی بات کہنا صریح انکی لغویت کی دلیل ہے۔ اور پھر مخاطب
صاحب کا یہ کہنا کہ اشدآء علی الکفار کا خلعت قامت اصحاب ثلثہ پر ہی دوخت ہوا ہے البتہ نئی بات ہے مگر مخاطب
صاحب نے یہ ارقام نہین فرمایا کہ وہ خلعت جبل احد کے غار مین قطع ہوکر دوخت ہوا تھا یا بمقام حنین یا جنگ خیبر
مین سلوایا گیا تھا **اما قولہ** انہین ارکان دین نے جہان کے کفار کو زیر و زبر کر ڈالا تھا بلکہ انہین حضرات نے
کفار پر ایسی سختی کی تھی جسکا مذکور یہود و نصاریٰ کی توریت و انجیل مین ہنوز موجود ہے چنانچہ درس ٦ باب ١٣
کتاب استثنا توریت مین ہے کہ اگر تیرا بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست کوئی تجھے پھسلاوے اور کہے کہ تو غیر معبود کی بندگی
کر تو تو اسکے موافق نہونا اور اسکی بات نہ سننا اور اسپر رحم کی نگاہ نرکھنا اور اسکی رعایت نہ کرنا اور اسے پوشیدہ
نرکھنا بلکہ اسکو ضرور قتل کر ڈالنا اسکے قتل پر پہلے تیرا ہاتھ پڑے دیکھو بلا رعایت شیخین نے اپنے عزیزون کو
قتل کرنے مین دریغ نہ کیا - **اقول** حضرت مولوی صاحب یہ تین توجیہون قصابون مین بنانی چاہئین کہ وہ

بیچارے علم تواریخ سے بہرہ نہین رکھتے بھلا یا مین آپ کی لکھے پڑھون کی روبرو کب چل سکتی ہین بھلا یہ فرمائیے کہ حضرت ابوبکر اور عمر نے اور نیز حضرت عثمان نے اپنی تمام زندگی مین بھی کسی ایک کافر کو قتل کیا ہے عزیزون کو قتل کرنا تو امر بڑا ہے ہم آپ کو ایک سال کی مہلت دیتے ہین کہ اس عرصہ مین آپ اپنی کتب سے تلاش کرکے ایسا واقعہ بیان فرماوین کہ جسمین ان حضرات ثلثہ کی نسبت ایک کافر کا بھی قتل کرنا پایا جاوے بجز اسکے کہ معرکہ جنگ سے دبا ؤ بھاگ جانا کالج کے میدان داری کرنا یا اپنی بہن مومنہ اور بہنوئی مومن کا سر پھوڑنا بڑے جیو نبل صاحب کی نسبت بھی آپ ثابت نہین کرسکتے اگر یہ سردار اعلیٰ مردانگی سمجھتے ہو کہ قیدیان بدر کے قتل کی بابت رسول اللہ کو ترغیب دیجاتی تھی اسکی وجہ یہ تھی کہ عقیل اور عباس حضرت کے رشتہ دار ان قیدیون مین تھے اور آپ کو ہر دم منظور تھا کہ ایسا امر کرنا چاہیے جسمین رسول اللہ کا دل دکھے اور نیز ایک رشتہ دار آپ کا بھی قید تھا اُس سے آپ کی دلی عداوت تھی اُسکا مارا جانا آپ دل سے چاہتے تھے مگر وہ نصیب نہوا جبکہ علماء اہلسنت کو اصحاب ثلثہ کی شجاعت اور بہادری کی مناقب احادیث مین نہین ملتے ہین تو وہ مکہ معظمہ کا جو نیو کا قصہ جو حضرت ابوبکر کی مہمان داری مین بیان کیا جاتا ہے جسمین ماشاء اللہ کفار سے آپ پر شدید ہی ہین اور حضرت عمر کا ایک کافر کو گالیان دینا داستان رستم و سہراب کے جنگ کی مانند شد و مد بیان کیا جاتا ہے جسکی نسبت شاہ ولی اللہ صاحب بھی ارقام فرماتے ہین کہ این منقبت عظمیٰ نصیب حضرت فاروق۔ **اما قولہ** شیخ حلی نے کہ شیعون کے امام اعظم ہین اپنی کتاب تذکرۃ الفقہا کی چھٹی فصل مین لکھا ہے کہ احد کے دن حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے باپ کے قتل کرنیکا ارادہ کیا مگر حضرت رسولخدا نے منع فرمایا کہ تو جانے دے اور کوئی یہ کام کرے گا۔ **اقول** سبحان اللہ کجا تذکرۃ الفقہا کجا ذکر پدر ابوبکر صدیق آپنے یہ تو سمجھا ہوتا کہ حضرت ابوبکر بیچارے خود تو ڈر کے مارے مع نفس ناطقہ یعنی حضرت ابن الخطاب احد کے غار مین چھپے ہوئے تھے اور بعد ازان ابی ابن کعب کے پاس جا کر خوشامد کی کہ ابوسفیان سے ہمارا قصور معاف کرادے بھلا وہ بیچارے باپ کے مارنے کو کہان جاتے اور باپ انکے ایسے رستم تھے کہان سو رہے تھے یا کسی کے کھونٹہ سے بندھ رہے تھے کہ یہ سر اوڑا دیتے اول تو انکا جنگ احد پر آنا ہی متحقق نہین اور اگر آئے بھی ہونگے تو اپنے لشکر مین ہونگے اور حضرت ابوبکر صاحب یا تو واقعی تاب مقابلہ نہ لا سکتے کسی وجہ سے یا ابوسفیان اور اپنے والد کی سازش سے رسولخدا کو تنہا چھوڑ کر مفرور ہوگئے پھر اس ارادہ کا موقع انکو کیسے ملتا

سوائے اسکے جو آیات توریت آپ نے تحریر فرمائی ہین وہ یہودیون کو حکم تھا حضرت ابوبکر و عمر سے کیا واسطہ
آیا یہ وہی تناسخ یہ حضرات پہلے حضرت موسیٰ کی امت مین پیدا ہو کر پھر قریش مین پیدا ہوئے تھے
یا حضرت رسولخدا سے دربردہ یہ یہودی مذہب اختیار کئے ہوئے تھے آخر کوئی وجہ اس امر کی ہونی چاہئے
کہ جس سے انکو حضرت موسیٰ نے اپنی قبیلہ کے قتل عام کا حکم دیا لیکن افسوس ہی کہ انسے یہ بھی نہو سکا بلکہ
اپنی دختران کو بھی اغوا کر کے راستی اور حق سے انکے دلون کو منحرف کر دیا جیسا کہ قرآن شریف مین ارشاد ہے
فقد صغت قلوبکما یعنی اے عائشہ اور حفصہ تمہارے دل حق اور راستی سے منحرف ہو گئے اور پھر باوجود سخت
تہدید آتش جہنم کے بھی انکو راہ راست پر نہ لائے جیسا کہ نازل ہی قوا انفسکم واہلیکم النار التی وقود
ہا الناس والحجارۃ - یعنی بچاؤ اپنے نفس اور اپنے اہل و عیال کو اس آتش سوزان سے کہ جسکا ایندھن آدمی
اور پتھر ہین - مگر تہدید پر بھی کچھ خیال نہوا پھر کیسے گمان ہو سکتا ہی کہ وہ قابو پا کر اپنے عزیزون کو قتل کرتے
حضرت عثمان کا یہ مقولہ نہین سنا کہ اگر بہشت کی کنجیان میرے قبضہ مین ہوتین تو مین جملہ منافقین
بنی امیہ کو بہشت مین داخل کر دیتا **قولہ** بحوالہ فلان تفسیر و فلان کتاب حضرت عمر نے قیدیان بدر
کی نسبت کہا تھا کہ ہر ایک اپنے رشتہ دار کو قتل کرے - **اقول** ہم پیشتر لکھ چکے ہین کہ اپنے رشتہ دار
کی عداوت سے ایسا فرماتے تھے مگر وہ بھی نصیب نہین ہوا اور واقعی یہ بہادری اور کس سے ہو سکتی تھی کہ قیدیونکے
سر اوڑانے پر اصرار کرے یہ آپ ہی کا حصہ تھا کہ مردہ نعشون سے تلوار خون آلودہ کر کے ڈیرہ پر تشریف
لاوین اور قیدیون کی گردن مارے جانے کے ساعی ہون - این کار از تو آید و مردان چنین کنند +
قولہ اب سنئے انجیل کی شہادت ورس ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - باب ۱۳ - انجیل متی مین ہے کہ آسمان کی بادشاہت
دانہ رائی کے مانند ہی جیسے کہ ایک شخص نے ایک کھیت مین بویا اور وہ سب بیجون سے چھوٹا ہی اور جب
اگتا ہی سب ترکاریون سے بڑا ہوتا ہی اور ایسا درخت ہوتا ہی کہ ہوا کے پرندے اسکی ڈالیون پر بسیرا
کرتے ہین - دیکھو مثلہم - فی الانجیل کزرع اخرج شطاہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع
لیغیظ بہم الکفار کے اس ورس سے کیسی تصدیق ہوتی ہے پس یہ مثال موافق اصحاب باکمال کے بالکل ہی
اسوجہ سے کہ پہلے وہ بہت کم تھے پھر زیادہ ہو گئے جنکو کفار دیکھکر جلتے تھے اور مانند حاسد ناحق کوش کے

کف افسوس ملتے تھے۔ اقول وبہ نستعین مخاطب صاحب اپنے جی ہی جی مین خوش ہوگئے کہ یہ اصحاب کی مثال ہی حالانکہ اصحاب سے اُسکو کچھہ علاقہ نہین یہ دونو مثالین یعنی مندرجہ انجیل و مثال مندرجہ قرآن خاص حضرات اہلبیت اور اُنکے شیعون کی ہین نظیر اسکی موجود ہے کہ جسدن جناب سرور کائنات نے انتقال فرمایا تو مذہب حق پر بہت تھوڑے آدمی رہے جسکی مثال بیشک دانہ رائی کے برابر ہوسکتی ہی اور اب انشاء اللہ پورا درخت ہی کہ سبز ہوکے پرندے بھی بسیرا کرتے ہین۔ مولف اظہار الہدیٰ کوئی سند ایسی پیش نہ کرسکے کہ جس سے یہ درخت اصحاب مراد ہوجاوین۔ اور دیکھئے یہ وہ درخت ہی جسکا ذکر بارہا رسول خدا نے فرمایا اور احادیث صحیحہ اہل سنت مین درج ہے کہ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء ام او فی الجنتہ۔ اور نیز دوسری حدیث کہ فرمایا رسول نے کہ مین اصل اُس درخت کی ہون اور فاطمہ اور علی اُسکی اغصان یعنی شاخین ہین اور حسن و حسین اُسکے پھل ہین اور شیعہ اُسکے برگ ہین پھر کمال شرم کی بات ہی کہ باوجود ایسی شرح حدیث کے ہمارے مخاطب صاحب اُس درخت کو غیرون سے منسوب کرتے ہین اور سند پیش کرنے سے عاجز ہوکر سرمائے ہنین لیغیظ بہم الکفار کے مصداق مخاطب صاحب اور اُنکے دیگر ہم مشرب ہوسکتے ہین کہ شیعون کو دیکھکر جلے مرتے ہین اور آتش حسرت مین قبل از وقت جلے جاتے ہین۔ فاقول مولف صاحب یہانتک ہوش باختہ ہوگئے کہ پارسیون یعنی مجوسیون کی کتابونکو مثل توریت و انجیل کے کتاب ربانی قرار دیکر اُس سے منقبت شیخین ثابت کرتے ہین کیون نہو جیسی روح ویسے فرشتے اپنے سفرنگ و ساتیر کے یہ عبارت لکھی ہی ابنک نشان بدرسید راست کاری وجان سپاری در ایرانیان نماند چون چنین کارہا کنند انہ تاریان مردے پیدا شود کہ از پیروان اودیہیم وتخت وکشور و آئین ہمہ برافتد اول تو لفظ پیروان سے صحیح مطلب اسجگہہ نہین نکلتا بلکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ مخاطب صاحب نے براہ تحریف کسی دوسرے لفظ سے پیروان اوبدلا ہی اور اس موقع پر کوئی ایسا لفظ ہی کہ جو بادشاہان آیندہ سے مراد ہے حضرت رسولخدا کے پیروان سے تخت وتاج گر پڑنا مراد نہین بلکہ بادشاہان ایران سے تخت وتاج گرنا سیاق عبارت سے ظاہر ہورہا ہی اور اگر لفظ پیروان بھی صحیح ہے تو مراد پیروان سے آیندہ ہونیوالے بادشاہان فارس ہین اور بالفرض محال مان لیا جاوے کہ پیروان سے مراد پیروان رسول مقبول ہی اور مولف صاحب کے کوئی لفظ

ہیں موقعہ پر لگیا ہی تو اصحاب ثلثہ سے مراد نہین ہوسکتی جو مسلمان فارس پر جہاد کرنے کو گئے ہین انسے مراد ہے
و بحمد اللہ کہ اصحاب ثلثہ نے گھر سے باہر قدم نہین نکالا اسلئے ظاہر ہے کہ مخاطب صاحب نے ناحق مثل نامہ
مال خود کاغذ سیاہ کیے اور کوئی نتیجہ نہ نکالا باز میگویم کہ یہ بحث بھی مخاطب کی پوچ ہے کہ ہر وقت نزول
رت علیؑ اکیلے تھے اور حضرات حسنینؑ نہایت خورد سال تھے اسلئے مراد نہین ہوسکتی اور معہ کے معنی اتبعہ
لین کی یا کسی دوسری تفسیر مین نہین ہی اصل یہ ہے کہ ہمارے مخاطب صاحب مین مادہ فہمیدگی کا بالکل نہین حضرات
ینؑ کی خورد سالی اور دیگر ائمہ کی عدم موجودگی ہرگز قادح مقصود نہین ہی قرآن کی نسبت تمام اہلسنت
ندہ قدیم ہونیکا ہی اور یہ کہتے ہین کہ آدم کی پیدائش سے پہلے لوح محفوظ پر مرقوم تھا اب مخاطب صاحب
پر غور کرنا چاہیے کہ بوقت تحریر ہونے قرآن مجید کے اصحاب ثلثہ کا وجود کہان تھا۔ رسولخدا اور علی مرتضیٰ
کا وجود تو احادیث صحیحہ مندرجہ کتب اہلسنت سے علی اختلاف الروایات چالیس ہزار برس پیشتر خلق آدم سے ثابت
ہی اور دیگر ائمہ علیہم السلام کا وجود بھی پیشتر خلق آدم سے متحقق ہے اور اصحاب ثلثہ کا وجود اسلام مین بعد
بعثت نبی صلعم کے ہوا ہی۔ اسلئے اصحاب ثلثہ تو کسی طرح اسکے مصداق نہین ہوسکتے کیونکہ اسوقت وہ
پیدا نہوئے تھے۔ علاوہ اسکے معہ کے معنی ہمراہی کے ہین اور اکثر اوقات آپکے ہمراہی مین کافر بھی ہوتے
تھے اور منافق تو عام غزوات وغیرہ مین ہمراہ رہے ہین اسلئے یہ امر تو صاف ظاہر ہی کہ عام ہمراہیان سے مراد نہین
وسکتی بہرحال معہ کے معنی اتبعہ کے لئے جاوینگے جیسا کہ خود بھی مخاطب نے اس معنی کو قبول کرلیا اور معہ کی تفسیر
ن صحاب من المومنین درج فرمایا جس سے وہی اتبعہ مراد ہی پس اول مخاطب صاحب منجملہ صحابہ کے مومنین کی
تخیص کرین اور اسکے بعد اصحاب ثلثہ کے حال سے بحث کرین محض اسلام لانا اور مسلمان ہونا انکا دلیل
ت مومنیت نہین ہی جبتک مخاطب اصحاب ثلثہ کو اس سقم سے بری ثابت نکردین اسوقت تک دیگر
نب کی آرزو رکھنا محض بے سود ہی۔ خصوصاً۔ اشداء علی الکفار کے مصداق وہ لوگ کسی طرح نہین
سکتے جبکا ایک مرتبہ بھی کفار سے ڈر کر بھاگنا ثابت ہوجاوے۔ مؤلف صاحب نے دوسری سادہ لوحی اپنی ظاہر
ی کہ ہم پر الزام تحریف آیت لگایا۔ المرء القیس علی نفسہ کا مضمون صادق آتا ہی ہمنے انوار الہدیٰ مین اس
پر اسلئے آیت کی نقل نہین کی تھی کہ پیشتر ہم کامل بحث اسکی کرچکے تھے یہ امر دریافت طلب ہی کہ ہمراہی

رسول خدا کون شخص ہی اُسکی تعریف بھی قرآن مین موجود ہی۔ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ اور ہم بہ تیسیر ثابت
کر چکے ہین کہ یہ دونو امر سب سے زیادہ بوجہ احسن حضرت علی مرتضیٰ مین تھے بعد اسکے اگر ہمکو کسی فقرہ ماسبق یا
مابعد پر استدلال کرنا منظور ہوتا تو ہم اُسکو لکھ سکتے تھے لیکن کوئی کلمہ یا فقرہ اس آیت کا بجز کلمہ مذکرہ بالا کے ہمنے اس
مقام پر نہین لکھا پھر کمال افسوس مخاطب صاحب کی عقل پر ہے کہ کس وجہ سے ہمپر یہ الزام تبدیل اور تحریف اور پس و پیش کا
لگایا کیا ہمکو بھی خلیفہ ثالث سمجھا تھا کہ آیات قرآنی کو پس و پیش کرتے یا مثل اپنے ایمان کے ہمارا بھی ایمان سمجھا تھا
کہ اظہار الہدیٰ کے [illegible] صفحہ مین صریح آیت قرآنی کو دانستہ یا حماقت سے بدلا اور ایک فقرہ کا فقرہ اپنی طرف سے
بنا کر قرآن مین الحاق کیا۔ ناظرین با انصاف سے ہمکو قوی امید ہی کہ مولوی صاحب کی ایمانداری ظاہر کرنے
کیلئے وہ براہ عنایت انوار الہدیٰ کے صفحہ ۲۸۲ و ۲۸۳ کو اور اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۱۰ کو جسمین صریحاً دروغ
الزام ہمپر لگایا گیا ہی ذرا تکلیف فرما کر ملاحظہ فرما دین۔ ہان البتہ کتاب انوار الہدےٰ مین اشداء علی الکفار اور رحماء
بینہم کے درمیان مین واو نہین لکھا گیا اسکو میری غلطی سمجھین یا کاتب کا سہو خیال کرین سوا اس واو کے نہونے
سے کوئی مطلب فوت ہوا نہ بدلا ہی بہرحال ہمارا بیان رسول مقبول کی دو صفت بیان کی گئین ہین کہ کفار پر
شدید ترین اور آپس مین رحیم ہین اسکی نسبت مخاطب صاحب نے حسب ذیل الزام قائم کیا **قولہ** اس آیت شریف
کو مولف نے اپنے حصول مطلب کیواسطے چند طریقے سے تحریف کیا ہی اوّل تحریف جملہ یعنی آیت کو مقدم و موخر
کرنا۔ دوم تحریف کلمہ یعنی اپنی مدعا براری کیلئے واو کا حذف کرنا۔ سوم تحریف معنی یعنی معنے کے زبردستی اور
دھینگا مشتی سے اینٹھ کے لینا۔ واللہ یہ تحریفات مولف کچھ کم از اہل کتاب نہین ہی۔ **اقول** جو کچھ اصلی کیفیت
تھی وہ ہم معہ نقل عبارت انوار الہدے کے لکھ آئے ہین۔ اب اہل انصاف برائے خدا قرآن شریف کو نکالکر ملاحظہ
کرین اشداء علی الکفار رحماء بینہم کس طرح پر مقدم و موخر ہے ہمنے تو ہر ایک قرآن مین اسطرح لکھا ہوا دیکھا ہے
رحماء بینہم اشداء علی الکفار۔ پر مقدم نہین ہی پھر ناظرین با انصاف فتویٰ دین کہ مولف اظہار الہدیٰ کو واقعی
کچھ خبط ہی یا مجھے ہی سہو ہوا ہے دوسرے تحریف کلمہ قرار دی ہی اور تیسرے تحریف القصور کی ہی مگر جو لوگ علم سے بہرہ رکھتے
ہین وہ اتنا تو سمجھ گئے ہونگے کہ مولوی جہانگیر خان صاحب در حقیقت تحریف کے معنی سے بھی آگاہ نہین ہے
البتہ کسی عالم وغیرہ سے لفظ تحریف سُن لیا ہی اسلئے جابجا اُسکا استعمال ہوتا ہی اگر واو کی غلطی کو اہل مطبع کی

غلطی بھی قرار دیجاوے انوار الہدیٰ کے طبع اور چھاپے کی لاانتہا غلطی پر کہ ہر سطر مین متعدد غلطیان موجود
ہین خیال نکیا جاوے بلکہ اسکو میرا ہی سہو یا غلطی قرار دیجاوے تاہم تحریف سے کیا علاقہ اگر ہر دو جملہ کے مابین
واؤ سہواً رہ بھی گیا ہے تو اُس سے معنی مین مطلق فرق نہین آتا ایسے ہی تمعہ کے معنی مین تحریف سمجھنا مخاطب
صاحب کا ہی کام ہے اجی حضرت تحریف اسکو کہتے ہین کہ کسی کلمہ کو بدل کر دوسرا کلمہ لکھدیا ہو مثلاً کسی مقام پر من الذین
ہے اور اسکو کوئی ایماندار اس ارادہ سے کہ آیت ماسبق کا الحاق دور ہو جاوے بجائے اسکے ان الذین بنا دے یا کسی
اپنی غرض شیطانی اور ہوا نفسانی کیلئے کسی کلمہ کو بے ایمانی اور نالائقی سے اسطرح بدلدے کہ اسکے معنی بدل جاوین
جیسے مثلاً قرآن کی آیت مین کلمہ شیعاً بفتح یا تحتانی بمعنی گروہ ہے اور اسکو کوئی شخص سکون یاء تحتانی شیعاً
بنا دے اور اسکے معنی باعتبار متابعت مرتضوی شیعہ قرار دے تو یہ تحریف و تبدیل کہلاتی ہے اور ان سب سے
بڑھکر کوئی آیت یا جملہ خود تصنیف کرکے کسی آیت مین شامل کرے جیسے مثلاً لست منہم فی شئی کسی آیت کے
بعد محض براہ بے ایمانی الحاق کرے اور درحقیقت اس آیت مین یہ جملہ نہین ہے تو البتہ کہا جاویگا کہ اس تحریف
تبدیل و الحاق کا مرتکب کافر مطلق ہے اور خدا تعالیٰ عزوجل پر تہمت لگاتا ہے اگر حکم شرع نافذ ہو تو ایسے شخص پر
اول اسی درہ حد افترا کے مارکر بجرم تحریف و الحاق قرآن سنگسار کیا جاوے۔ **قال المولوی** جہانگیر خان
اب لگے ہاتھون آپکے ثبوت کو بھی ملاحظہ فرمائے کہ مؤلف نے کیا اچھا ثبوت توریت و انجیل زیب قلم کیا ہے
مؤلف نے لکھا ہے کتاب پیدایش، ۱۷ باب ۲۰ فصل مین لکھا ہے کہ خداوند کریم نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا ہے
اور اسمعیل کے حق مین مینے تیری سنی دیکھ مین اُسے برکت دونگا اور اُسے برومند کرونگا اور اُسے بہت بڑھاؤنگا
اور اُس سے بارہ سردار ہونگے۔ مؤلف جی بارہ کا عدد کتاب پیدایش مین دیکھکر نہال ہو گئے اور فوراً اس مضمون کو
اپنے رسالہ مین درج کر دیا کہ عدد بارہ سے مراد بارہ امام ہین بقول شخصے بھینس کو دی کو دی گون۔ تماشا دیکھے
کون۔ اگر ایسی ہی سمجھ ہے تو اسکی دوا لقمان کے پاس بھی نہین ہے ہان شاید امام غائب بتاوین تو خبر نہین ہم کہتے ہین
کہ اس آیت مین مطلق ائمہ کا ذکر نہین ہے اس دلیل معقول سے کہ بفضل خدا یہان تیرہ کا موجود ہے جسکا جی چاہے
جناب رسول مقبول سے لیکر حضرت امام مہدی علیہ السلام آخر الزمان تک شمار کر دیکھے تیرہ کا شمار ہوتا ہے اگر کہا جاوے
جناب رسالتمآب اس شمار مین داخل نہین تو بارہ امام بھی مرتبہ امامت سے خارج ہوئے جاتے ہین کیونکہ مسلمہ فریقین ہے

کہ مراتب آئمہ کا بدولت جناب رسولخدا کی ہی **بیت** تو اصل وجود آمدی از نخست + دگر ہرچہ موجود شد فرع تست
سوائے اسکے خطاب خدا النسبت حضرت ابراہیم کے صرف اسقدر ہی کہ مین حضرت اسمعیلؑ کی اولاد کے بارہ مین
سردار یعنی حواری پیدا کرونگا نہ یہ کہ محمدؐ کی آل مین بارہ امام ہو یدا کرونگا ایسے فریب تو فریبی ذریب کھا سکتے ہین نہ
اہل صدق وصفا واہ ری لیاقت بقول شخصے عقل چہ چیست کہ پیش مردان بیاید۔ **اقول وبہ نستعین**
مخاطب صاحب نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ لگے ہاتھون ثبوت بھی ملاحظ فرمایا جاوے کہ حضرت نے کیا اچھا ثبوت زیب
قلم فرمایا ہی۔ اسمین مین حیران ہون کہ ہمارے مخاطب صاحب کو حضرات اہلبیت سی کیون اسقدر عداوت ہی آیا
وہ از رو عناد اس امر کے مین کہ ان حضرات کا ذکر کتب سماویہ مین نہ آوے آیت توریت مندرجہ بالا سی کوئی عمدہ نتیجہ مخاطب صاحب
نے اصحاب ثلثہ کیلئے پیدا کیا ہی کہ جس سے حضرات اہلبیتؑ کے مناقب کو اصحاب ثلثہ کی جانب منسوب کردین یا یہ کہ
آپ بھی نہ کھاوین اور تجھے بھی نہ کھلانے دین اور دنیا و دین دونو غارت کرکے مصداق خسر الدنیا والاخرہ
کے بنتے ہین جیسا کہ حاسدونکا دستور ہی کہ تمام محلہ والون کی ایک چشم ہو جانے کی شرط پر اپنا اندھا ہونا قبول کرلیا
تھا مخاطب صاحب نے فقط اس بنیاد پر اس پیشین گوئی ائمہ علیہم السلام سے انکار کیا ہی کہ آیت شریف مین فقط بارہ کی
مقدار درج ہی رسولخدا کا ذکر کیون نہین ہی بس اگر تیرہ کا عدد ہوتا تو قول نور الہدیٰ درست ہوتا کہ ایک پیغمبر خدا اور
بارہ امام قرار پاتے۔ یہ مخاطب صاحب کی بہت اچھی سمجھ ہے اگر بالفرض تیرہ کا ذکر ہوتا تو آپ کہہ سکتے تھے کہ معدوم تو
چودہ ہین اگر چودہ کا عدد ہوتا تو البتہ مراد ہوتی اور اگر چہاردہ کا ذکر ہوتا تو کہتے کہ حضرت کے والدین کا ذکر کیون
نہین کیونکہ حجت خواہ معقول ہو یا نامعقول ہو ہر موقعہ پر پیدا ہو سکتی ہی سمجھدار کے نزدیک تو بہت بڑی سیدھی
بات ہی کہ اماموں کے ذکر مین رسول کے ذکر سے کیا بحث تھی جبکہ پیشین گوئی بالخصوص دوازدہ امام کی ہی ہو تو
کیا حاجت اسمین رسولخدا کے ذکر کی تھی۔ اور طرفہ یہ ہی کہ مخاطب صاحب فرماتے ہین کہ یہ پیشین گوئی حواریون کی
ہے مگر ماشاء اللہ آپنے حواری کا نام بھی سنا ہی ابھی اسکے معنی اور تعریف سے بھی واقف نہین ورنہ ظاہر بات ہی کہ
حواری بھی بغیر پیغمبر کے نہین ہوتے اگر بارہ حواری ہون تو تیرھوان پیغمبر ہونا چاہئے سوائے اسکے فقط حضرت
مسیح علیہ السلام کے انبیاء ماتحت کا لقب حواری ہوا ہے سو وہ سبکے سب بنی اسرائیل تھے انکو بنی اسمعیل سی کیا
علاقہ۔ علاوہ اسکے عبارت آیت سے مراد اماموں سی ہے سردار یعنی امام مستعمل ہوتا ہی۔ اردو ترجمہ توریت مین

صریح لفظ بارہ سردار موجود ہے عربی ترجمہ سابقہ مین اثنا عشر عظیما اور ترجمہ حال مین اثنا عشر شریفا مذکور ہی

عبارت توریت واما اسمعیل فانی قد سمعت دعائک ہا انا قد بارکت فیہ وجعلنا مثمرا وساکثرہ تکثیرا وسلید

اثنی عشر عظیما وسامیرہم امۃ عظیمۃ۔ لفظ عظیم سوائے امام اور بادشاہ کے دوسرے معنی مین مستعمل نہین ہو سکتا۔

ملاحظہ ہو جناب سرور کائنات نے مکتوب اقالیم کے نام تحریر فرمائے ہین انہین دیکھ لیجیے عظیم القبط شاہ مصر کو عظیم

الفارس شاہ فارس کو عظیم الروم قیصر روم کو لکھا ہی پھر حواری بمعنی سرداری اور عظمت کو کیا علاقہ اگر ہمارے مخاطب

صاحب حواری کے معنی جانتے ہوتے تو ہرگز ایسی لغو حجت پیش نہ کرتے ثبوت اس امر کا یہ ہی کہ جس اہل انصاف

کو کتاب ملی وہ اول مخاطب سے حواری کے معنی دریافت فرماوین کہ حواری کسکو کہتے ہین اور اس آیت مین آپ نے

کیسے معلوم کیا کہ حواریون سے مراد ہی اُسوقت مخاطب کا علم و فضل سب پر کھل جاویگا۔ علاوہ اسکے اس آیت شریف

مین مراد برکت بخشنے اور بارور کرنے سے یہی ہے کہ اسمعیلؑ کی نسل مین پیغمبر آخر الزمان پیدا ہونگے گویا بعد

پیغمبر آخر الزمان کے دوازدہ[۱۲] امام کا ذکر ہے مگر جو لوگ مصداق ختم اللہ علیٰ قلوبہم و علیٰ سمعہم و علیٰ ابصارہم

غشاوہ کے ہین انکو کیسے نظر آسکتا ہی مگر یہ موقع نہایت شکر کا ہی کہ ہمارے مخاطب نے قول نصاریٰ کا نہین

سنا ورنہ وہ انکی تقلید سے حضرت اسمعیل کے بارہ پسر کا بیان تسلیم کر لیتے مخاطب صاحب نے دوازدہ امام کا نام

سنکر بہت کچھ ہذیان بکا اور گویا ایسا حال ہو گیا کہ جیسا کسی کے بدن مین کوئی مرچین لگا دیتا ہی جس

دلیل نامعقول سے مخاطب صاحب نے سند لی ہی اور اسکی تائید مین ایک بیت لکھی ہی ہم اُسی بیت سے مؤلف

اظہار الہدیٰ کو ساکت کئے دیتے ہین انہون نے یہ دلیل کی ہی کہ بارہ امام مین رسولخدا کو کیون نہین شامل کیا

اور یہ بیت لکھی **بیت** تو اصل وجود آمدی از نخست + وگر ہرچہ موجود شد فرع تست + تو اس حساب سے

تو حضرت اسمعیل اور حضرت ابراہیم بھی فرع جناب رسولخدا کی قرار پاتے ہین پس اگر شمول دوازدہ امام جناب

سرور کائنات کا بھی ذکر فردمات اسمعیل مین ہوتا تو ایک قسم کی توہین رسولخدا کی ہی کہ انکو انکی فرع فرع قرار

دیدیا جاتا اسلئے رسولخدا کا اُس موقعہ پر ذکر کیا جانا بموجب عقیدہ مندرجہ بیت نوشتہ مخاطب کسطرح درست تھا

پس دعوی کے خلاف دلیل لانا کسی طرح عقلمند کا کام نہین۔ **قال الجہانگیر خان** پھر صفحہ ۲۰۳ مین

ایکا دوسرا ثبوت دیکھیے کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کی کل قوم سے مخاطب ہو کر فرماتے ہین کہ خداوند تیرا خدا

تیرے لئے تیرے درمیان تیرے بھائیون مین سے میری مانند ایک بنی برپا کریگا تم اُسکی طرف کان دھرو اور پھر حضرت موسیٰ وحی کی نقل اسطرح کرتے ہین کہ خداوند نے مجھے کہا کہ اُنہون نے کیا سو اچھا کیا مین اُنکے لئے بھائیون مین سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اُسکے مُنہہ مین ڈالونگا وہ سب اُنسے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری بات کو جنہین وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سُنیگا تو مین اُسکا حساب اُس سے لونگا الخ

مولف نے بھائی کا جو لفظ عبارت مذکورہ مین دیکھا لٹو ہوئے اور فوراً یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ حدیث بنا کر ٹپکا دی اور اُسکے معنی یہ جما دئے کہ جیسے حضرت ہارون سے لوگ حسد رکھتے تھے ویسے حضرت مرتضےٰ سے عداوت رکھتے تھے مگر اخلاق محمدی مانع بددعا اور غارت ہونے شاکیان کا ہوا الخ

غرض مولف نے اس طرح سے اس کج فہم کے اپنے ڈھائی چانول علیحدہ ہی پکائے ہین دیکھو قول موسیٰ سے تو بقدر ثابت ہوتا ہے کہ میرے بھائیون (یعنی انبیاء اللہ) مین سے ایسا ایک نبی جلیل القدر خدا تعالیٰ پیدا کریگا کہ وہ سب کا ہادی ہوگا اور اُسکے مُنہہ مین کلام خدا اُتریگا اور وہ خدا کی حکم کو پورا پورا تعمیل کریگا اور جو کوئی اُسکا کہنا نہ مانیگا تو خدا اُسکا حساب لیگا پس اے بنی اسرائیل تم اُسکی طرف رجوع کرنا اور اُسکی بات کو گوش ہوش سے سُننا جہانتک غور کیا جاتا ہے تو حضرت موسیٰ کے قول مین کوئی لفظ ایسا نہین پایا جاتا ہے جس سے حضرت ہارون یا جناب امیر یا نعوذ باللہ اُنکے حساد یعنی اصحاب رسالتمآب مراد لئے جاوین بلکہ حضرت موسیٰ کی پیشین گوئی سے تو صرف حضرت رسولخدا کی نبوت کا ثبوت ہوتا ہے **اقول وبہ نستعین** اصل یہ ہے کہ مخاطب صاحب کی تقریر ایسی سخت جاہلانہ ہے کہ خواہ مخواہ سمجھدار آدمی کو غصہ آوے اُردو عبارت سمجھنے کی بھی مخاطب مین لیاقت نہین تو کتاب کی تصنیف پر کس نے مجبور کیا تھا مصنفی بڑی ذمہ داری کا کام ہے جو شخص کوئی تصنیف کرتا ہے وہ اُسکو عامہ خلائق کی رائے پر چھوڑتا ہے اسلئے مصنف لوگ احتیاط رکھتے ہین کہ کوئی غیر معقول تقریر ہماری قلم سے نہ نکلے مگر مین نہین جانتا کہ مخاطب صاحب کو دار الکلب یا مینیا کا عارضہ ہوا ہے کہ ہر دلیل کج ہے اور ہر حجت اُلٹی ہے ہر عبارت کے معنی کو اُلٹا ہی سمجھتے ہین دن کو رات اور رات کو دن ہی دیکھتے ہین بھلا اس غضب کا کہین ٹھکانا ہے کہ جناب سرور کائنات کی پیشین گوئی کو اپنی اُلٹی سمجھ کی بدولت ساقط کرتے ہین کیا عیسائیون سے مخاطب صاحب ملے ہوئے ہین کہ ہمارے علماء نے تو بڑی سعی اور کوشش کرکے فقط اس لفظ سے عیسائیون کو

ساکت کیا تھا کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسرائیل نہین ہو سکتے بلکہ بنی اسمعیل ہو سکتے ہین اسلئے اس
پیشین گوئی کا اطلاق حضرت مسیح پر نہین ہو سکتا آپ الٹی کی سمجھن ہار بنی اسرائیل کے بھائیون کو حضرت موسیٰ
کے بھائی قرار دیکر اُسکی تفسیر بنی اللہ کے لفظ سے فرماتے ہین مگر اسقدر سمجھنے کی لیاقت کہان کہ حضرت موسیٰ کے بھائی
تو بدرجہ اولےٰ بنی اسرائیل ہو سکتے ہین بنی اسمعیل پر کس طرح اطلاق ہو سکتا ہی۔ اور اگر انکے بھائی انبیا اللہ ہیون
تو کیا بنی اسرائیل مین ہزارون نبی پیدا نہین ہوئے جو دوسری قوم مین تلاش کیا جاویگا خیر ایسے کج فہمون
سے کوئی نقص پیشین گوئی سرور کائنات پر نہین ہو سکتا مر نوری فشاند وسگ بانگ میزند کا مضمون ہی اور
سمجھنے والے سب تو ایسے بیوقوف نہونگے کہ مولف اظہار الہدیٰ کی طرح الٹی سمجھین۔ اب ہم ناظرین با انصاف
کے روبرو پھر توریت کی آیات کو پیش کر کے صاحب اظہار الہدیٰ کی جہالت کی داد چاہتے ہین حضرت موسیٰ
بنی اسرائیل کی قوم سے مخاطب ہوکر فرماتے ہین۔ خداوند خدا تیرے لئے تیرے درمیان تیرے بھائیون مین سے
میری مانند ایک نبی برپا کریگا تم اُسکی طرف کان دھرلو۔ اب اہل انصاف غور فرماوین کہ اس عبارت سے موسیٰ
کے بھائی (انبیاء اللہ) مین سے ثابت ہوتا ہی یا بنی اسرائیل کے بھائیون یعنی (بنی اسمعیل سے نبی کا پیدا ہونا پایا
جاتا ہی۔ بعد ازان حضرت موسیٰ وحی کی نقل بیان کرتے ہین کہ مجھ سے خدا نے یون فرمایا انکے لئے اُن کے
بھائیون مین سے یعنی بنی اسرائیل کیلئے جو اسرائیل کے بھائیون مین سے تجھ سا ایک نبی یعنی موسیٰ کی
مانند اولوالعزم نبی برپا کرونگا۔ الخ۔ اب مولف اظہار الہدےٰ کا یہ قول ملاحظہ طلب ہے وہ الٹی کی سمجھن ہار فرماتے ہین کہ
دیکھو قول موسیٰ سے تو اسقدر ثابت ہوا ہی کہ میرے بھائیون (یعنی انبیاء اللہ مین سے ایک نبی جلیل القدر
خدا تعالیٰ پیدا کریگا۔ اب اہل انصاف غور کرین کہ مخاطب صاحب کے پاس کونسی حجت ہی جس سے یہ نبی مراد ہین
جناب سرور کائنات سے ہو۔ حضرت موسیٰ کے بھائیون یعنی بنی اسرائیل مین سے ہزارہا نبی پیدا ہوئے اور
عیسائی اس پیشین گوئی سے مراد حضرت مسیح سے لیتے ہین مگر جب یہ حجت کیجاتی ہے کہ حضرت مسیح سے بنی اسرائیل
ہین اور پیشین گوئی مین بنی اسرائیل کے بھائیون مین سے نبی کے پیدا ہونیکے بعد خبر ہے تب وہ ساکت ہوتے
ہین۔ اس سے تو کہتے ہین کہ نیم ملا خطرہ ایمان ہوتا ہی آپ ہمشبہ تیرے کے معنی میرے اور میرے کے معنی تیرے
سمجھتے ہین عقل تو بقول شخصے مکتب کے لڑکے لیگئے مگر آنکھون کی بینائی بھی کم معلوم ہوتی ہی علی ابصارہم غشاوہ

کا مضمون ظاہر ہو رہا ہے - پھر آپ تحریر فرماتے ہین کہ حضرت موسیٰ کے قول مین کوئی لفظ ایسا نہین پایا جاتا ہی جس سی حضرت ہارون یا جناب امیر یا نعوذ باللہ انکے حساد یعنی اصحاب رسول مراد لئے جاوین اس سے اوربھی کم فہمی صاحب اظہار الہدیٰ کی ثابت ہوتی ہی مطلب ہمارا انوار الہدیٰ مین یہ تھا کہ حضرت موسیٰ نے جو بنی اسرائیل سی یہ فرمایا کہ میرے مانند وہ نبی ہوگا اور ایسا ہی خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سی فرمایا کہ تیرے مانند نبی برپا کرونگا تو اب بواسطے مطابقت پیشین گوئی کے ثابت کرنا اس امر کا ضرور ہے کہ منجملہ ہزارہا انبیاء علیہم السلام کے وہ نبی کون ہی جو مثل اور مانند حضرت موسیٰ کے ہی نصاریٰ دعویٰ کرتے ہین کہ نبی مثل موسیٰ سی مراد حضرت عیسےٰ ہین مگر ہم کہتے ہین کہ ہرگز نہین حضرت مسیح مین کوئی بات بھی مثل حضرت موسیٰ کے نہ تھی - سب سے اول اور مقدم تعریف حضرت موسیٰ کی یہ ہی کہ انکا بھائی ہارون انکا ممد و معاون تھا پس حضرت عیسیٰ کا کوئی بھائی انکا معاون نہ تھا - لہذا وہ کسی طرح مثل موسیٰ قرار پا نہین سکتے - ہان محمد مصطفےٰ مین یہ صفت موجود ہی کہ علی مرتضیٰ انکے بھائی انکے ممد و معاون تھے کہ جنکی تائید و نصرت بحسب روایات مرویہ اہلسنت (جنکو چند اوراق مین پیشتر ہم لکھ چکے ہین - عرش پر اور ابواب جنت پر ازل سی لکھے ہوئے ہین اور خود رسولِ خدا حضرت علی کو مثل ہارون اور اپنے آپ کو مثل موسیٰ قرار دیتے ہین اور یہ حدیث جسکو حدیث منزلت کہتے ہین متواترات سے اہلسنت مین ہی یعنی اس حدیث کو ہر طبقہ اور ہر زمانہ مین اسقدر گروہ کثیر نے روایت کیا ہی کہ اسکی صحت مین کلام کرنیوالا مثل منکر کلام ربانی کا سمجھا جاتا ہی مگر مولف اظہار الہدیٰ کو اسکی کیا خبر کہ یہ حدیث ہی یا کسی کا قول ہی یا کسی نے ابھی بنالی ہی ہمکو اس حدیث کی نسبت بحث کرنیکی کوئی حاجت نہین جس گروہ کے متواترات مین سے ہی وہ آپ نپٹ لینگے مگر ہمارا تو مقصود اسی بات کا اظہار سے ہی کہ مولف اظہار الہدیٰ محض ناخواندہ شخص ہی اور کسی نے مذاق سی مولوی انکا لقب دیدیا ہی - آج تک اس حدیث منزلت سے کسی عالم اہلسنت نے انکار نہین کیا تھا - صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور سنن ابی داود اور نسائی اور ابن ماجہ اور سنن ترمذی کے علاوہ تمام محدثین اہلسنت مثل امام حاکم اور حافظ ابونعیم و بیہقی اور طبرانی وغیرہ اور تمام علمائے متاخرین مثل شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبدالعزیز و شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس حدیث کو روایت کیا ہی اور سب نے متواترات سی اسکو لکھا ہی مگر مولف اظہار الہدیٰ نے اسکی نسبت بھی یہی

ارقام فرمایا کہ حدیث طیار کر کے لکھدی۔ اصل یہ ہی کہ انسان کا جوہر زبان ہی کھولتی ہی اس کتاب
اظہار الہدیٰ کی تصنیف سی پہلے تو مولوی صاحب کی لمبی ڈاڑھی اور عربون کا سا عمامہ دیکھکر لوگ مولوی
سمجھتے تھی مگر اظہار الہدیٰ نے مولف صاحب کی لیاقت کا اچھا اظہار کر دیا کہ اب کسی کو بحث ہی باقی نرہیگی
جہان دو آدمیون مین مولوی صاحب کی لیاقت کے بارہ مین بحث ہوگی انکی لیاقت کا منکر فوراً آپکی
تصنیف پیش کر کے مخالف کو ساکت کر دیگا ہمنے انوار الہدیٰ مین بنابر ثبوت اس امر کے جناب سرور کائنات
مثل حضرت موسیٰ کے اولی العزم مع السیف مبعوث ہوئے اور بہت امور مین دونو حضرات مشابہ ہین
از انجملہ موسیٰ کے مدد و معاون انکے بھائی تھے ہارون ویسے ہی ہمارے حضرت کے بھائی علی مرتضےٰ مدد و
معاون تھے دوم حضرت موسیٰ کے اولاد پسری نہوئی بھائی کی اولاد چلی ایسے ہی ہمارے حضرت کا حال ہے
جسطرح ہارون اور بیٹے ہارون کے حق مین طہارت نازل ہوئی ویسے ہی حضرت علیؑ اور حسنینؑ کے حق مین
آیت تطہیر نازل ہوئی ابنا ہارون اور ہارون قدس مین رہ سکتے تھے یہی حکم حضرت علیؑ اور حضرات
حسنینؑ کیلئے ہوا جس طرح امامت خاندان ہارون مین مقرر ہوئی ویسی اولاد علی مرتضیٰ مین ہوئی۔
جسطرح حضرت موسیٰ نے جہاد کیا ویسے ہی حضرت نے ہمارے کیا جس طرح حضرت موسیٰ نے کفار سی
جہاد کیا ویسے ہی ہمارے حضرت نے کیا جسطرح حضرت موسیٰؑ نے مال غنیمت لیا ویسے ہی حضرت نے
لیا جسطرح جہاد کے سفید باندی غلام حضرت موسیٰ نے بنائے ویسے ہی ہمارے حضرت نے بنائے جسطرح
شرع جدید حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی ویسے ہی ہمارے حضرت پر نازل ہوئی۔ یہ صفات مذکورہ بالا سِی
سوائے حضرت موسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ کے کسی دوسرے نبی مین متحقق نہین ہین اس لئی ثابت
ہین گوئی حق مین جناب سرور کائنات کے ہی۔ نہین معلوم کہ مولف اظہار الہدیٰ نے کیا الٹا
ھا ہی کہ مخالفت خدا و رسول سے بھی انکو خوف نہین اگر کوئی اہل انصاف اس موقعہ پر اصل
لہدیٰ کو ملاحظہ کرے اور بعد اسکے اظہار الہدیٰ کو تو کل حال مفصل صاحب اظہار الہدیٰ
کا معلوم ہو جاویگا۔ **اما قولہ علیہ ما یستحقہ** رقص کردن خود نداند صحن راگوید کج است
ین سی معلوم ہوا کہ مولف اظہار الہدیٰ رقص کرنا جانتے ہین اور صحن کج مین بھی تال و سم سی

باہر نہین جاتے کیون نہو بقول شخصے ۔ جس کا کسب اُسی کو ساجے + **اما قولہ صفحہ ۲۸۶** مین ہی کہ ایلیا اور علیؑ مین کچھ فرق نہین ہی ہم کہتے ہین کہ مابین علیؑ اور ایلیا مین زمین و آسمان کا فرق ہی اسلیئے کہ علیؑ عربی لفظ ہی اور ایلیا عبرانی مگر مؤلف نے بسبب عدم واقفیت کے اس لفظ کو سریانی کہا ہے حالانکہ کسی لغت کی کتاب سے بھی ثابت نہین ہے اور یہ ترکیب نحوی بھی مؤلف کی غلط ہی کہ علی مشتق اعلیٰ سے ہے کیونکہ اعلیٰ خود اسم تفضیل ہی علوٌ مصدر ہے ۔ الخ ۔ **اقول وبہ نستعین** اگرچہ ہمنے بارہا یہ لکھا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے مؤلف اظہار الہدیٰ کی آنکھون پر اور قلب پر جہالت کا پردہ ڈال رکھا ہی اور ہر ایک بات کو وہ ہمیشہ اُلٹی سمجھتے ہین اب ہم تمام ناظرین با انصاف کو مؤلف اظہار الہدیٰ کی جہالت کا پردہ برائے العین مشاہدہ کرائے دیتے ہین اور اسی پر تمام لغویات اور مفتریات صاحب اظہار الہدیٰ کو قیاس کر لیا جاوے اصل نسخہ انوار الہدیٰ کے صفحہ ۲۸۶ مین مطبوعہ سابق جسکے صفحو نکا حوالہ مؤلف اظہار الہدے نے دیا ہے ملاحظہ فرمایا جاوے اُس مین شروع صفحہ مین ہی پہلی سطر کے نصف اخیر سے یہ درج ہے ۔

اور ایل نام خداوند تعالیٰ کا ہی لغت عبری ہے ۔ عربی اور عبری زبانون مین کسیقدر بول چال محاورہ کا فرق ہی جیسے یسوع و عیسیٰ ایلیا اور علی مین کچھ فرق نہین ہی جیسا ایلیا خدا تعالیٰ کے نام سے مشتق ہی ویسے ہی علی اسم خدا اعلیٰ سے مشتق ہے ۔ اب اہل انصاف غور فرماوین اگر مخاطب صاحب کی آنکھون پر ضلالت کا پردہ نہین ہی تو عبری کو سریانی کس طرح پڑھا ۔ کیا عبری کا عین سین ہوکر اور با موحدہ را مہملہ ہو کر نظر آگئین ۔ افسوس تو یہ ہے کہ مخاطب صاحب کو یہ تو خبر ہی نہین کہ عبری کوئی زبان ہی اور سریانی کیا ہی انکو تو بک دینے سے غرض تھی خواہ سچ ہو یا جھوٹ اُنھون نے یہ سمجھا کہ اس ہماری ہزلیات کو اصل کتاب سے کون دیکھے گا مطابق کرے خصوصًا ہم جہلا مین بیٹھکر اسلو پڑھین گے تو انکو تحقیق سے تو کچھ غرض ہی نہین ہے البتہ یہ تو سمجھ ہی جاوینگے کہ مولوی جہانگیر صاحب عربی و فارسی کے تو فاضل تھے ہی مگر سریانی اور عبرانی کی بھی ٹانگ توڑنے لگے ہین ۔ اور اگر کوئی معترض یون کہے کہ مولوی صاحب کا منشا یہ لکھنے کا تھا کہ ایلیا لغت سریانی ہے اور صاحب اظہار الہدیٰ نے اُسکو عبرانی لکھدیا لیکن گھبراہٹ مین اسلیئے کہ نئے لفظ تھے عبرانی کی جگہہ سوریانی اور سوریانی کی جگہہ عبرانی لکھ گئے ۔ تو ہم اس بات

کا فیصلہ اس طرح پر کرتے ہین کہ وہ معترض صاحب اوّل مؤلف اظہار الہدیٰ سے اصلی حقیقت زبان
عربی اور سوریانی کے دریافت کرین کہ انکی وجہ تسمیہ کیا ہی اسوقت اُنکو معلوم ہوجاویگا ایلیا درحقیقت
لغت ہی عبری ہے اور عبری یا عبرانی منسوب ہے حضرت عبر سے جنکی اولاد مین حضرت ابراہیم پیدا ہوئے
آپ آپ حضرت عبر کی اولاد کی زبان کو عبری یا عبرانی کہتے ہین اور سوریانی منسوب ہے سوریا نی اور سوریہ نام
ہی ملک شام کا جسوقت بنی اسرائیل شام کے ملک مین آکر آباد ہوئے تو دیسی زبان وہان کی سوریانی تھی
اُنکی زبان مین بھی مخلوط ہوگئی اور تحریر و کتابت مین عبرانی زبان محفوظ ہی صحائف اور کتب سماویہ سب
عربی زبان مین لکھے گئی بنی عبیر کے اسمار اکثر ایل سے مرکب ہین اسمٰعیل و اسرائیل کافی نظیر موجود ہے
پس اگر مخاطب صاحب کی تحریر مین سہو نہین ہوا ہی تب وہ مفتری ثابت ہوتے ہین کہ ناحق اُنہون نے ہم پر تہمت
دروغ لگائی اور اگر سہو واقع ہوا ہی تو بالکل کاذب ورنا واقف ہین اور یہ مقولہ صاحب اظہار الہدیٰ کا کہ یہ
ترکیب نحوی بھی مؤلف کی محض غلط ہی کہ علی مشتق اعلیٰ سے ہی کیونکہ اعلیٰ خود اسم تفضیل ہی علو مصدر
کا ہی اس سے ناظرین کو یہ تو معلوم ہوگیا کہ مولوی صاحب علم نحو سے خوب واقف ہین یا صرف مین خوب اچھی
دستگاہ رکھتے ہین۔ لیکن مین مخاطب صاحب کی سمجھ پر بڑی افسوس کرتا ہون حالانکہ انوار الہدیٰ مین مصدر
کے مشتقات کا کہین ذکر نہین ہمین تو صاف یہ لکھا ہی کہ اعلیٰ جو نام خدا تعالیٰ کا ہی اُس سے مشتق ہی صرف
نحو کی بحث کا موقعہ اُسوقت ہوتا کہ جب مصدر کے مشتقات کا ذکر ہوتا اور اگر خدا نے اپنے نام اعلیٰ سے علی کا
نام مشتق کیا ہی اور مخاطب کے نزدیک اسمین خدا کی غلط فہمی ہوئی ہی تو خدا پر اعتراض کرنا چاہیے یا رسول خدا
پر کہ اُنہون نے باوجود مخاطب کی طرح صرف و نحو پڑھنے کی کیون یہ روایت درج کی اور ہم اس روایت
اشتقاق اسماء پنجتن از اسماء الٰہی کو انوار الہدیٰ مین بطریق متعدد بیان کر چکے ہین۔ قال رسول اللہ صلعم

واشتق اللہ لنا من اسمائہ اسماء اللہ محمود وانا محمد واللہ الاعلیٰ واخی علی واللہ الفاطر وابنتی فاطمۃ واللہ
محسن وابنائے الحسن والحسین۔ یعنی فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ جل شانہ نے ہمارے
نام اپنے نامون سے مشتق کئے ہین کہ اللہ محمود ہے اور مین محمد ہون اور اللہ اعلیٰ ہی اور میرا بھائی علی علیہ السلام
ہے اور اللہ فاطر ہے اور بیٹی میری فاطمہؑ ہے اور اللہ محسن ہے اور دونون بیٹے میرے امام حسن علیہ السلام

وامام حسین علیہ السلام ہین۔ **اما قولہ** ہان صاحب آپ بتو فرمائیے کہ آپنے لفظ ایلیا پر تو بہت کچھ بحث کی اور متعصبی سے حق پوشی کے معنی ہی اوڑا گئے تاکہ معنی لکھنے مین کوئی اہلسنت کے ہاتھ دستاویز صحیحہ نہ پڑجاوے جو الٹا شیعون کو چھپا دین۔ اب ہم قلعی آپ کی کھولتے ہین دیکھو غیاث و منتخب و برہان وغیرہ لغتون کو کہ انہین ایلیا کے حقیقی معنی صدیق اکبر کے لکھے ہین اور مجازاً لقب جناب امیر کا بھی ہے۔ **اقول وبہ نستعین** سبحان اللہ آپ کی بھی عجب تقریر ہے صدیق اکبر نعوذ باللہ کوئی گالی نہین ہے کوئی بیجا کلمہ نہین کہ جو حضرت علیؑ کی شان مین وارد ہونے سے شیعہ چھپین گے صدیق اکبر تو خاص لقب ہی جناب علیؑ کا ہے اور جبکہ خود تم ایلیا لقب حضرت علیؑ کا تسلیم کر چکے اور معنی اسکے صدیق اکبر کے ہین تو ظاہر ہے کہ حضرت علی صدیق اکبر ہین اسمین قلعی کھولنے کی کیا بات ہے تمام کتب فریقین اس حال سے بھری ہوئی ہین کہ سوائے علی مرتضیٰ کی اس امت مین کوئی صدیق اکبر نہین ہے ثبوت اس امر کا اسی رسالہ مین دو جگہہ ہم پیش کر چکے ہین اور ثابت کر چکے ہین کہ حضرت ابوبکر کو اہلسنت نے اپنی طرف سے یہ لقب دیا ہے ورنہ رسول خدا نے کبھی یہ لقب انکو نہین دیا بلکہ احادیث صحیحہ خاص کتب اہلسنت وجماعت مین مروی ہے کہ دنیا مین فقط تین صدیق ہوئے دو امت سابقہ مین اور ایک علی مرتضیٰ جو صدیق اکبر ہین امت محمدؐ مین چنانچہ مکرر نقل روایات مندرجہ صحاح اہلسنت کرتے ہین۔ واخرج الطبرانی عن سلمان وابی ذر معًا ان النبیؐ قال لعلی ان ہذا اول من آمن وہو اول من یصافحنی یوم القیامۃ وہذا صدیق الاکبر وہذا فاروق ہذہ الامت یفرق بین الحق والباطل وہذا الیعسوب للمومنین۔ یعنی روایت کی طبرانی نے سلمان اور ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ نبی صلعم نے حضرت علی کیلئے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ ہے جو سب سے پہلے ایمان لایا اور یہ وہ ہے کہ جو سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کریگا اور یہ ہے صدیق اکبر اور یہ ہے فاروق اس امت کا کہ تفریق کرتا ہے درمیان حق وباطل کی اور یہ ہے سردار مومنین کا الخ۔ **اب** مخاطب صاحب کی یہ نقل ہوئی کہ گئے نماز بخشوانے اور روزے گلے پڑے ابھی بحث صدیق اکبر کی ہی ہو رہی تھی کہ اہلسنت نے القاب علی مرتضیٰ مین سے چرا کر انکی نسبت منسوب کر دیا ہے اب معلوم ہوا کہ کیلا یہی لقب نہین چرایا بلکہ فاروق بھی حضرت علیؑ کا ہی لقب ہے اور یہ بھی چرا کر حضرت عمر کے نام کے ساتھ لگا دیا۔ واخرج النسائی والحاکم ایضًا عن عباد بن عبداللہ سمعت علیا یقول انا عبداللہ واخو رسولہ وانا الصدیق الاکبر

اور امام فخر الدین رازی امام ثعلبی اپنی تفاسیر مین امام احمد بن حنبل مسند خود مین ابن شیرویہ کتاب فردوس مین اور ابن المغازلی مناقب مین روایت کرتے ہین کہ صدیقان تین شخص ہین حبیب نجار کہ مومن آل یسین ہی اور حزقیل کہ مومن آل فرعون ہی اور علی مرتضیٰ کہ اُنسے افضل ہی اس امت مین حافظ ابو نعیم نے بھی حلیہ مین عباد سے روایت کی ہی۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج مین لکھا ہی وتسمیہ نمودہ پیغمبر خدا او را الصدیق مولوی مبین وسیلۃ النجات مین نقل کرتے ہین مثل مدارج کے۔ مولوی جہانگیر خان صاحب تسلیم کر چکے ہین کہ ایلیا لقب علی مرتضیٰ کا ہی اور معنی ایلیا کے موجب این صاحب غیاث اللغات ومنتخب و برہان صدیق اکبر کے ہین۔ جبکہ صدیق اکبر خاص لقب جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کا ہی۔ پھر ہماری مخاطب صاحب کیون ایسے اُچھلے کیا صدیق اکبر کی جگہہ ابو بکر لکھا ہوا دیکھ لیا تھا جو آپ ایسے بیتاب ہوے اسی سی تو کہتے ہین کہ بے علم آدمی کی نہایت درجہ مٹی خراب ہے معلوم ہوا کہ کسی لغت مین آپنے ایلیا کے معنی دیکھے تھے اسمین اُسکے معنی صدیق اکبر کے نکلے اور یہ بھی لکھا کہ یہ لقب حضرت علی کا بھی ہی تو آپ فقط لفظ صدیق اکبر کو دیکھکر چراغ پاؤن ہو گئی اور لگے شیعون کو جھپانے اگر مخاطب صاحب کو پہلے سی یہ معلوم ہو جاتا کہ صدیق اکبر خاص حضرت علی کا لقب ہی اور حضرت ابو بکر کو سنیون نے براہ غصب مثل خلافت یہ لقب بھی دیدیا ہی۔ اور رسولخدا نے کبھی اُنکو صدیق لقب نہین دیا ہی تو وہ ہرگز ایلیا کے معنی کی طرف متوجہ نہوتے اب یہ خدا کی قدرت ہی کہ مخاطب جیسے دشمن کے مُنہہ سی بھی کہلا دیا کہ ایلیا کے حقیقی معنی صدیق اکبر کے ہین اور مجازاً لقب علی مرتضےٰ کا ہی۔ **قال المولوی جہانگیر خان** صفحہ ۲۰ مین ہی کہ جبکہ یہ لوگ رسولخدا کے جنازہ پر حاضر نہوئے تو غریب سیدہ مرحومہ کے جنازہ سی کیا غرض تھی افسوس اُسوقت کے مسلمانون کے حال پر ہے کہ سب نامنافق تھے مطلب مؤلف کا اس صریح افترا سے یہ ہی کہ کوئی اصحاب رسول اللہ مین سی حضرت فاطمہؑ کے جنازہ پر نہ آیا اور نہ کوئی اصحاب رسول اللہ کے جنازہ پر شریک ہوا تھا ہم مؤلف کے قول کو شیعون کی معتبر کتب سے جھوٹا کرتے ہین کتاب علل الشرائع کی جلد اول باب فلان مین لکھا ہی کہ عمر نے چاہا کہ قبر فاطمہؑ کی کھود کر نماز پڑھے اس بات پر حضرت علی غضبناک ہوئے تو مستعد بجنگ و شمشیر ہوئے پس مہاجرین وانصار جمع آئے اور حضرت علی کی رضامندی کو اختیار کیا۔ **اقول وبہ نستعین** ماشاء اللہ۔ این کار از تو آید و مردان

چنین کنند+ اجی حضرت مولوی صاحب یہ روایت آپ کو لکھتے شرم بھی نہ آئی یہ تو آپ ہمارے قول کی تائید کرنے لگے خود آپ بھی تسلیم کر چکے کہ جناب سیدہؑ کے جنازہ پر لوگ آئے کیا جنازہ پر جانا اسی کو کہتے ہین کہ لگے قبر کھودنے ایسی نمازِ جنازہ اور نماز پڑھنے والون پر بھی آفرین ہے کہ جنازہ پر تو نہ آوین اور بعد مین مُردون کی قبرین کھود کر نماز پڑھنا چاہین اور پھر ماشاء اللہ اُسپر اصرار بھی ایسا کہ جب حضرت علیؑ مستعد بجنگ و شمشیر ہوئے جب بھی اُس ارادہ سے باز نہ آئے یہانتک کہ مہاجرین و انصار نے رفع فساد کیا۔ اب اہلِ انصاف مولوی صاحب کی دلیل پر تعجب کرین اُنکے یہان جنازہ کے ساتھ جانا اور جنازہ کی نماز پڑھنا اس سے مراد ہے کہ جب مونی کے دفنا دفن کرا دین تب آپ نبش قبر کرنے کو قبرستان مین جایا کرین ؎ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار+ یکے نماز جنازہ و دوم مفاد دنیا۔ الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔ طرفہ جعلسازی مخاطب کی یہ ہے کہ یہ روایت قبر کھودنے کی نماز پڑھنے کی نسبت جناب رسولخدا کی ہے جسکو جنازہ جناب سیدہؑ سے منسوب کیا اور نماز جنازہ رسول مین وہ ایک روایت موضوع اہلسنت کی لکھدی کہ ابوبکر نے نماز پڑھانا چاہا حضرت علیؑ نے ہٹا دیا اور دس صحابی نے نماز پڑھی ورنہ تمام کتب معتبر اہلسنت مین درج ہے کہ اصحاب ثلثہ وفات رسولخدا سے تیسرے دن آئے اور ارادہ قبر کھود کر نماز پڑھنے کا کیا کہ حضرت علیؑ ذوالفقار بنیام سے کھینچکر گھوڑہ کی طرح قبر پر بیٹھ گئے اور کف آپ کے منہہ سے فرط غیظ مین جاری ہو گیا تب بعضے لوگونکو حدیث نبوی یاد آئی کہ فرمایا تھا رسول اللہ نے کہ ڈرنا علیؑ سے اُسدن کہ مٹی کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور منہہ سے کف جاری ہون اور ہاتھ مین ذوالفقار برہنہ ہو اور ایک گروہ سگان دنیا سے اُسکی مخالفت پر آمادہ ہوکر اُسکو غضبناک کریگا پس جبکہ اُن لوگون نے یہ حدیث سُنی تو وہان سے بھاگ گئے اور قبر کھودنے کا قضیہ جناب سیدہؑ سے منسوب ہو سکتا ہے کیونکہ جناب علیؑ مرتضیٰ نے اُنکی قبر کا نشان ہی ظاہر نہ کیا تھا ایسا پوشیدہ رکھا تھا کہ آجتک بھی لوگون کو تحقیق نہین ہے کہ قبر کہان بنی ہے کوئی روضہ رسولخدا مین کہتا ہے کوئی قریب اُسکے۔ کوئی قبر امام حسنؑ کے قریب بیان کرتا ہے اگر لوگون کو اُسوقت آپ کی قبر کا علم ہو جاتا تو پھر کسطرح مخفی رہ سکتی خود مولانا روم فرماتے ہین ؎ چون صحابہ جاہ دنیا خواستند+ مصطفیٰ را بیکفن بگذاشتند+ اما قولہ مؤلف نے پیرایہ دشمنی مین تو کھلا کھلا تبرا اصحاب عالی صفات و ازواج مطہرات رسولخدا پر کیا ہے۔ **اقول** ہمنے کسی موقعہ پر اصحاب یا ازواج النبی کی شان مین تبرا نہین کیا البتہ جو علماء اہلسنت نے اُنکے

اوصاف و مناقب اپنی کتب مین لکھے ہین ہمنے انکو نقل کردیا ہی اگر وہ قول مولف اظہار الہدیٰ کے نزدیک داخل
تبرا ہین تو اہلسنت وجماعت سی شکایت کرنی چاہیے اور اگر انصاف کیا جاوے تو مولف صاحب کی شکایت داخل حماقت ہے
کیونکہ جب کتاب کا جواب لکھنے بیٹھے تو پھر شکایت کیا اُن اقوال کے بدلایل تردید کرنی لازم تھی جواب کے یہ معنی نہین ہے
کہ جب معقول طور پر تردید نہو سکے تو اُسکے عوض مین شیعون کو گالیان دینے لگے اور اگر بہت ہی زیادہ چبھتا ہوا
اعتراض ہو تو حضرات ائمہ اہلبیت کی شان مین گستاخیان کرنے لگے جس سے اپنا ایمان بھی خراب کیا اور اپنے
ممدوحین کے مطاعن بھی رفع نکر سکے ۔ اگر آیندہ جواب لکھنے کا حوصلہ ہو تو اس رسالہ شمس الضحیٰ سے طریقہ جواب
سیکھکر لکھنا چاہیے جواب اسکو نہین کہتے کہ جیسا آپنے لکھدیا کہ ہمنے اظہار الہدیٰ بجواب انوار الہدیٰ لکھی ہی آپ
بھی تو ذرا اشرامین کہ آپنے اظہار الہدیٰ مین کونسا کارنمایان دکھلایا یا ضرورت خلافت و امامت کا جواب دیا
یا خلافت کے منجانب اللہ ہونیکی تردید کی یا صفات ثمانیہ خلیفہ مین کوئی سقم نکالا یا اُن صفات کو بتردید دلایل
انوار الہدیٰ اصحاب ثلثہ سی منسوب کیا یا حضرات ائمہ اہلبیت مین جو صفات مذکورہ ہمنے ثابت کی ہین انکی تردید
کی یا فضائل حضرت علی مرتضیٰ مین اور مطاعن اصحاب ثلثہ مین بجز تسلیم کرلینے کے لب کشائی بھی کی پھر ہمنے خود در مدتہ
حیات حضرت رسولخدا مین استخلاف علی مرتضیٰ کا ثابت کیا آپنے اُسکو بھی تسلیم کرلیا پھر کسطرح اپنے حماقت نامہ
کو انوار الہدیٰ کا جواب نامزد کیا کیا آیات قرآنی جنمین مہاجرین و انصار کا ذکر ہے اصحاب ثلثہ کے کارآمد ہو سکتی
ہین جو آپنے ترجمہ کا قرآن شریف لیکر بغیر تمیز اس امر کے کہ یہ آیت اصحاب ثلثہ کی تعریف مین ہی یا توہین
و مذمت اُس سی نکلتی ہی ایک سرے سی جہان لفظ مہاجرین دیکھا فریفتہ ہو کر نقل کرنے یا شیعون پر طعن کرنے
سے خلافت اصحاب ثلثہ ثابت ہو سکتی ہی شیعون کے کسی مسئلہ پر طعن ہو ہی نہین سکتا اپنے مذہب کی خبر نہین کہ کوئی
مسئلہ آپ کا طعن سے خالی نہین خود آپکے ہم مذہب ایک دوسرے پر طعن کرتے ہین شافعی کے مقلد حنفیون کو کافر
اور خدا و رسول کی مخالفت کرنیوالے کہتے ہین حنفی اُنکو بُرا اور اُنکے مسائل کو خلاف عقل بیان کرتے ہین ایسی ہی
مالکی اور حنبلی کا حال ہی پھر آپ شیعون کے مسائل پر کس حوصلہ سی معترض ہو سکتے ہین ۔ **وقولہ** اپنی دانست
مین مولف نے اہلسنت والجماعت کی توہین مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا ہی **اقول** اگر وہ اعتراضات
جنکو مخاطب صاحب توہین سمجھتے ہین ایسے ہین کہ مخاطب اُنکے جواب سی بالکل قاصر ہین اور صریحاً ایسے قابل

تسلیم ہین کہ جیسے خود مخاطب نے بذریعہ سکوت انکو تسلیم کرلیا تو اُسکو توہین نہین بلکہ وہ حق باتین کہلاتی ہین اور اُسکا قبول کرنا ہر ذی عقل پر فرض ہے۔ ہان اگر مولف اظہار الہدی اُسکی تردید کی لیاقت رکھتے تو مجاز جواب لکھنے کے تھے اور یہ کمال بیغیرتی مین داخل ہے کہ اعتراض کا تو جواب آوے پھر حق بات کو قبول کرکے مذہب باطل کو بھی ترک نہ کرین بلکہ عورتون کی سی شکایت کرنے لگے۔ **اما قولہ** ہمارے نزدیک رسالہ انوار الہدی اور داستان امیر حمزہ برابر ہین تفاوت یہ ہے کہ مولف داستان نے تو واسطے دھوکہ دینے اہلسنت کے اصحاب رسول اللہ کے نام مضمون کے نام پر رکھکر تبرا کیا ہے چونکہ ناواقف لوگون نے قصہ سمجھ لیا ہے اور واسطے تفریح طبع کے پڑھکر ایمان اپنا غارت کرتے ہین اور مولف انوار الہدی نے صاف صاف تبرا لکھا ہے۔ **اقول** مولف داستان امیر حمزہ بہت ہوشیار آدمی تھا کہ لکھا اُسنے اہلسنت کے واسطے فقط قصے کے پیرایہ مین صدہا سال تک تبرا کیا ہے اور مخاطب جیسے غلیظ القلب لوگون کو بھی مجبور اسبحال مخاطب نے بھی اُسکو خوب سی پڑھا ہے اگر غور سے نہ پڑھے تو وہ بھی مثل دیگر اہلسنت کے اس مدلل تبرا سے بیخبر رہتا اور چونکہ آجتک کسی سنی نے اس امر کو نہ سمجھا اور فقط مخاطب صاحب کا ذہن رسا تبرا تک پہنچا تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مخاطب صاحب نے بکثرت مداولت اُسکی کی ہے اب بغیر گنگا نہائے یہ گیو ماری یہ گیو ماری کا پاپ مخاطب سے دور نہین ہو سکتا اہل انصاف مخاطب کے شعور کا اندازہ فرماوین اور امیر حمزہ کی داستان کو بھی ایک مرتبہ میری خاطر ملاحظہ فرماوین کہ دیکھہ آیندہ تو سنی لوگ اُسکو اپنے گھر کتب خانہ مین بھی نہ رکھینگے اُسکو بغور دیکھین کہ نہین حضرت ابوبکر یا حضرت عمر یا حضرت عثمان کا نام بھی ہے بھی نہین معلوم ہوتے اصحاب کا نام اور تبرا مولف اظہار الہدی کی نظر پڑا وہان شروع قصے مین ابوجہل اور ابو سفیان کے مکتب مین پڑھنے کا قصہ لکھا ہے اگر اُنکے آداب در حفظ مراتب مین صاحب داستان سے کوئی فروگذاشت ہوگئی ہے اور وہ مخاطب صاحب کو ناگوار معلوم ہوئی ہے تو مضائقہ نہین کیونکہ آپ ہمیشہ الٹی بات سمجھا کرتے ہین **وقولہ** نعلیہ ما یستحقہ بہرحال یہ دونو کتابین تبرائیون کی قابل آگ مین جلا دینے یا پانی مین بہا دینے کی ہین **اقول** آپ لوگون نے تو بزرگون نے قرآن پاک کو جلایا ہے اگر اس کتاب کو جلاؤ گے تو کیا شکایت ہے لیکن یہ بات تو سب پر منکشف ہوگئی کہ آپ انوار الہدی کے جواب سے ایسے عاجز و قاصر ہوئے کہ بجای تردید اور جواب کے اُسکے جلا دینے پر آمادہ ہوئے اہل بصیرت تو آپکے اس فقرہ سے سمجھ گئے کہ آپ لاجواب ہوئے اب جبتک کہ آپ تمام مطالب و مقاصد انوار الہدی کا جواب معقول نہ دین الزام آپکا دفع نہین ہو سکتا کہہ دینا ہمارا کام تھا قبول آپکے۔ بر رسولان بلاغ باشد و بس ✦ **اما قولہ** اب ہم اختصار مین

زیادہ گنجایش نہین ہی ورنہ اور بھی ہٹ دھرمیان ظلمات الہدے کی ظاہر کیجاتین کما لا یخفی **اقول** یہ بھی تعجب ہے کہ
اس اختصار مین زیادہ گنجایش نہین یون فرماے کہ اب مین گنجایش باقی نہین ہی ورنہ یہ کتاب تو آپنے بقول خود انوار الہدے
کے جواب مین لکھی ہی کسی اور مضمون کی کتاب نہ تھی کہ اسمین اصلی مقصد لکھنے کی گنجایش جواب دینے کی نہ تھی اور انوار الہدے
کا نام جو آپنے ظلمات الہدیٰ رکھا یہ بیشک آپکے حسب حال ہی جو لوگ نور کو دیکھ سکتے ہین وہ نور سے ہدایت پاتے ہین اور جو
بعض مخلوقات ایسے ہین کہ نور سے متنفر اور ظلمت سے مانوس ہوتے ہین انکو آفتاب عالمتاب سے متنفر ہوکر درختون کی کھوہ
مین بسیرا کرتے ہین اور اندھیرے مین سیر و سیاحت فرماتے ہین اُن آدمیون کے لئے ظلمات سے ہی ہدایت ہوتی ہی اور
وہ انوار الہدیٰ کو ظلمات الہدیٰ سے ہی تعبیر کرتے ہین اب ہم سمجھے کہ اکثر مقامات جو اظہار الہدیٰ مین الٹے درج ہین یعنی
کو تیرا اور تیری کو میرا اور عبرانی کو سریانی اور سوریانی کو عبرانی مِنَ الّذین کی جگہ اِنَّ الّذین اور شیعًا کی جگہ شیعًا درج ہوے
اور بعض کلمات قرآنی الحاق کئے گئے ہین وہ اسی سبب سے کہ ہماری مخاطب نے اُن مقامات کو رات کیوقت مین لکھا ہی

اما قولہ اطلاع جواب الجواب مین تہذیب کا خیال رہی (۲) آیات مع ترجمہ ہون (۳) اپنے ائمہ و مجتہدین کے
قول کی تکذیب معقول طور سے ہو (۴) ہمارے سوالات کا جواب معقول دیاجاوے (۵) آیات و روایات مین تحریف و تبدیل
نہو الخ۔ **اقول** طرفہ یہ ہی کہ آپنے تو بد تہذیبی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور ہمسے سوال تہذیب ہے اگر ہمنے اس
خیال سے کہ بد تہذیبی تو چھوٹی ہمت پر ختم ہی اپنی شرافت پر نظر کرکے مخاطب کی بد تہذیبی کا جواب نہین دیا دوم یہ کہ
ہم لکھ چکے ہین کہ مخاطب صاحب دن کو رات اور رات کو دن سمجھتے ہین اسلئے بمعنی تصدیق تکذیب استعمال فرماتے ہین
سوم یہ کہ ہمنے جواب معقول ہی دئے ہین آپکی تقلید نہین کی ہی کہ آپکا ہر جواب نامعقول ہر قول بے سند اور لغو محض ہے
اپنے موقعون پر اچھی طرح تشریح سے لکھا ہی۔ ہمنے ایسا جواب نہین دیا کہ جیسا آپنے انوار الہدیٰ کے ہزارہا سوالات اور
مقاصد مین سے بطور نمونہ ۳۲ مقامات پر فضول اور لغو اعتراضات کئے کہ جنسے کوئی مطلب برآمد نہوا انوار الہدیٰ کی تحریر کے
وقت بیشک ہمکو خیال نہین رہا کہ اہل تسنن مین ایسے بھی مولوی ہوتے ہین کہ جو لفظ اردو ہی سمجھ سکتے ہین اور اب ہمکو اظہار الہدے
پڑھنے سے معلوم ہوگیا اسلئے حتی الوسع ہر مقام پر ترجمہ بھی لکھدیا ہی آیات و روایات مین تحریف کرنا آپکا ہی کام ہی چنانچہ
ہمنے ایک تحریف ایسی ثابت کی کہ آجتک کسی مسلمان کی نسبت اسطرح آیات قرآنی کی تحریف ظاہر نہین ہوئی تھی
جسپر یقینًا تمام علمائے اسلام تحریف کنندہ کی نسبت فتویٰ تکفیر کا دینگے چونکہ تحریف و تذلیل ہمارا کام نہین کافرون کا ہی

کام ہی اپنی نفس کا ہی پر قیاس نفرمادین آپ وہابی لوگ فقط دکھلانیکے لئے نماز اور روزہ کرتے ہو تاکہ لوگ مسلمان سمجھین دین
خاص عبد الوہاب کے جسکے آپ پیرو ہین تھا دشمن اور مخالف رسولخدا کا تھا **قولہ** حکم اطاعت و پیروی خلفاء رسول اللہ کا آپنے
اس موقعہ پر آیت اطیعوا اللہ پر استدلال کیا ہی **اقول وبہ نستعین** اس آیت مین لفظ اولی الامر سے مراد
دوازدہ امام ہین جنکی نسبت دیگر روایات و احادیث مؤید ہین اصحاب ثلثہ اسمین داخل نہین ہین اسلئے مخاطب کی غلطی ہی
اور جو آیت وعد اللہ الذین آمنوا منکم سے خلافت خاصہ مراد لی ہی یہ مخاطب صاحب کی کم علمی ہی اور ناواقفیت پر دال ہی
اس آیت کا مطلب یہ ہی کہ جس طرح بنی اسرائیل کو ہمنے ملک شام و فلسطین میراث مین دیا تھا ویسی ہی ہم مومنین کو تمکین
فی الارض عطا کرینگے یہ سلیمان یا حضرت داؤد کسی نبی کے خلیفہ نہ تھے خود نبی تھے انکی سلطنت کی مثال خلافت
خلفا سے نہین ہوسکتی مفصل تردید مؤلف کی کم فہمی کی ہم اس رسالہ مین کر چکے ہین جہان پیشتر مؤلف نے اس آیت
کو لکھا ہی پھر بعد اسکے آپنے واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ سے خلافت شیخین کی خبر نکالی ہی مگر مؤلف صاحب یہ سمجھے کہ محض
خبر مفید جواز نہین ہوسکتی خدا بھی عالم الغیب ہے اور نبی بھی جہانتک کہ خدا نے انکو علم دیا تھا غیب کی باتون کو جانتے تھے
اگر نبی صلعم نے کوئی غیب کی بات کسی سے کہی کہ فلان وقت مین ایسا ہوگا تو اس سے مراد نہین ہوسکتی کہ وہ وقوعہ جائز ہی ہو گا
مثلاً جناب سرور کائنات نے دجال کی خبر دی ہی کہ اخیر زمانہ مین پیدا ہوگا تو کیا مؤلف جیسے عقلمند دجال کو بھی برحق سمجھین گے
یہ تو خیال فرمائے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اکثر اور ہمیشہ امت کو یہ ہدایت فرماتے تھے کہ میری بعد میری اہلبیت کی پیروی کرنا
اور علی مرتضیٰ کو بجائے میری اپنا مالک اور اولی الامر سمجھنا اور شیخین کی نسبت کبھی ایسا نہین فرمایا بلکہ اپنی وفات کے قریب
زمانہ مین انکو جہاد مین ماتحتی اسامہ چلے جانیکا حکم دیا تھا اور حضرت رسولخدا کو بروے علم نبوت یہ معلوم تھا کہ میری بعد شیخین براہ
سرکشی و تمردی خود خلیفہ بنجاوینگے اور امت نا انصاف انکو اپنا سردار قائم کرے گی تو اگر کسی سے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ایسا حال بیان بھی کردیا تو اسکے معنی یہ نہین ہوسکتے کہ شیخین کی خلافت برحق ہی بلکہ جو وقوعہ ہونیوالا تھا اُس کی
اطلاع تھی اور غالباً یہ اطلاع ہی زیادہ تر شیخین کی تمردی کا باعث ہوئی اسلئے تو خداوند تعالیٰ نے ازواج النبی کی سخت
تہدید فرمائی اور انکو زن نوحؑ اور زن لوط سے مثال دی مؤلف کے اس خیال باطل کی تردید ہم پیشتر بھی لکھ چکے ہین اور جو
مؤلف اظہار الہدیٰ نے عدم رغبت علی مرتضیٰ نسبت خلافت ظاہری کتب شیعہ سے لکھی ہی یہ سب صحیح ہی کیونکہ واقعی وہ حضرت
پہلے سے بروے علم امامت جانتے تھے کہ یہ منافق لوگ تو کسی منافق کی ہی سرداری سے خوش ہونگے آج تو ہم سے بیعت کرتے ہین کل کو

بیعت توڑ کر دینگے اور خلافت ظاہری کو ختم نہونے دینگے بھلا کسی نے معاویہ اور یزید اور آل مروان کی بھی بیعت
توڑی باوجودیکہ انکو لوگ منافق اور کافر سمجھتے تھے پھر اسکی کیا وجہ کہ حضرت علی اور امام حسن کی ہی خلافت
مہاجرین کو ناگوار ہو اسلیئے آپ اِس خلافت ظاہری کو مکروہ سمجھتے تھے اس سے خلافت ثلثہ کا جواز ثابت نہین
ہوسکتا بلکہ انکی بھی خلافت ایسی ہی ثابت ہوتی ہے جیسے اُنکے پچھلون کی بلا نزاع قایم ہو لی اور ثابت ہوا کہ
اگلے اور پچھلے یکسان حیثیت کے خلیفہ تھے۔ بعد اسکے مولف صاحب نے خلفا ثلثہ کی پیروی کرنیوالون کی صفات
لکھے ہین پنج وقتہ جماعت سے نماز پڑھنے والے ہو۔ خواہ ایمان کا اثر قلب مین نہو مگر جماعت سے نماز پڑھتے ہون
دل مین بُت کے گرویدہ ہون مگر بظاہر مساجد اللہ کو زینت دینے والے ہون اشراق اور چاشت کے عاشق
جیسے کہ بعض لوگ بندی بغل مین شراب اڑ رہی ہے اور چاشت و اشراق کی نماز لوگون کے دکھلانیکو
پڑھی جارہی ہے۔ غرض کہ مولف صاحب نے اُن لوگون کی صفات مین بہت کچھ روزہ نماز کا ذکر کیا۔ مگر
ایمان کا مطلق ذکر نہین کیا اور نہ اِس سے مولف صاحب اور پیروان مولف کو غرض۔ غرضکہ جس قدر
اوصاف منافقین کے ہین سب مولف نے درج کیے ہین اور سب سے زیادہ تعجب خیز فقرہ اخیر مین یہ لکھا تھا
کہ خدا تعالی اظہار الہدیٰ کو انکی نجات کا ذریعہ بناوے۔ حالانکہ اظہار الہدیٰ کا ہر کلمہ دوزخ کی طرف کھینچنے والا ہے
قیامت مین مولف کو اسکا حال معلوم ہوگا کہ اظہار الہدیٰ کے تمام کلمات اور جملے اور فقرے جبل گوہین بنکر
مولف صاحب کو جہنم مین داخل کرینگے +

الٰہی بحرمت النبی والہ الامجاد اپنے رسول صلعم کے و عترت رسول کے حاسدون اور دشمنون کو ابدالاباد
عذاب شدید مین مبتلا فرما کر اور انکے محبون اور دوستون اور مقلدون و متمسکون پر ابواب بہشت مفتوح
اور بحساب انکو نعمائے جنت سے مسرور کر + + +

تمام شد

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کیہ کتاب مستطاب شمس الضحیٰ من تصنیفات جناب مولوی الشیخ احمد صاحب عثمانی دیوبندی
مرحوم مغفور اعلی اللہ مقامہ نے بجواب ہزلیات و ہفوات جہانگیر خان صاحب جو کمال ہی تہذیب اور صبر و شکیبائی اور
بردباری سے رقم فرمائی ہے منصف خود انصاف کرلینگے بفضلہ تعالیٰ چھپکر تیار ہوگئی۔ المرقوم ماہ۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

فہرست کتب منجملہ کتب موجودہ کتب خانہ مطبع یوسفی دہلی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
قرآن شریف مترجم درجہ دوم	سے ر	دافع الشبہات	ار	کفایۃ السائلین	۱۰ر
ایضاً درجہ سوم مترجم بترجمۂ شیعہ	صہ ر	ریاحین الاشعار	ار	ضرب المبین	۸ر
ایضاً چہارم حنائی	للعہ ر	بشارت محمدی	سے ر	مناظرہ مرشدآباد مقلدین وغیرہ مقلدین سینہ	۰۵ر
تفسیر عمدۃ البیان	[illegible]	رونق الصلوٰۃ	ار		
سفینۃ النجاۃ در ادعیہ	۴ار	دلیل الوصل	۲ر	تعویذ ام الصبیان	ـــ ر
سوانح عمری امیر مختار کاغذ لائتی ۔ حنائی	[illegible]	مفاتیح الغیب الموسوم بہ عنا فیما الجیب	۰۲ر	تفسیر حضرت امام حسن عسکری	[illegible]
اعمال المتقین	۰۱ر			استبصار ہر دو جلد	صہ ر
دعائے نور	۵ر	مثنوی شعلۂ کلام	ار	من لا یحضرہ الفقیہ ہر دو جلد	صہ ر
تنزیہ الامامت	۲ر	قول مختوم فی عقد ام کلثوم	۳ر	ذریعۃ النجات	[illegible]
درود طوسی	۰۱ر	تنبیہ السائل	۴ر	نار ذات لہب	۲ر
خزانۃ المسائل	محہ ر	آیت اخری جواب آیات بینات	۱۲ار	در المصائب	۱۲ار
بنیاد اعتقاد	۰۲ر	شرح جوشن صغیر	۴ر	صحیفہ کاملہ مطبوعہ بمبئی	۴ار
اعلان الہدےٰ	[illegible]	جفر جامع	۴ر	غلبۂ حیدری	۵ر
ذوالفقار حیدر	۴ار	حرز الامان تعویذ و عملیات	[illegible]	مصائب الشہدا	[illegible]
صحیفۂ کاملہ	۱۲ار	فصل الخطاب	۴ر	تحفۃ الاثنا عشریہ کاغذ سفید	سے ر
سواء السبیل	ہہر	ملت الاخبار	ہہر	ایضاً کاغذ حنائی	سے ر
مجالس الشیعہ	ہہر	رسالہ گمنام	۶ر	معیار الہدےٰ	۱۲ار
ارشاد المواریث	۳ر	جنگ خیبر	۶ر	آیات محکمات	۶ر